میلاد شریف کے بابرکت موضوع پر رسائل کا مجموعہ
بنام
میلادِ شفیعِ معظم ﷺ
مرتب
میثم عباس قادری رضوی
حماد احمد جاوید فاروقی پبلشرز
دربار مارکیٹ لاہور 0342-4584608

میلاد شریف کے بابرکت موضوع پر رسائل کا مجموعہ

بنام

میلادِ شفیعِ معظّم

مرتب

میثم عباس قادری رضوی

حماد احمد جاوید فاروقی پبلیشرز

دربار مارکیٹ لاہور 03424584608

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

نام کتاب	میلادِ شفیعِ مُعظّم
مرتب	میثم عباس قادری رضوی
صفحات	512
طبع اوّل	اکتوبر ۲۰۱۷ء/صفر المظفر ۱۴۳۹ھ
ناشر	احمد حماد جاوید فاروقی پبلی کیشنز لاہور
قیمت	550 روپے

ملنے کے پتے

★ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ★ مکتبہ اعلیحضرت ★ ضیاء القرآن پبلی کیشنز
★ قادری رضوی کُتب خانہ ★ کرمانوالہ بک شاپ ★ جنید کُتب خانہ
★ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز ★ لاثانی ورائٹی ہاؤس ★ زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ
★ مسلم کتابوی ★ کراچی ورائٹی ہاؤس ★ مکتبہ قادریہ
★ نشان منزل پبلی کیشنز ★ داتا الجیپال ★ دارالعلم
★ میلاد پبلی کیشنز ★ مکتبہ برہان القرآن ★ نیو منہاج بک شاپ اینڈ DVD پوائنٹ
★ فضل حق پبلی کیشنز ★ صراط مستقیم پبلی کیشنز ★ دارالنور
★ کتب خانہ امام احمد رضا ★ والضحیٰ پبلی کیشنز ★ ادارہ پیغام القرآن
★ قادری ورائٹی ہاؤس ★ نظامیہ کتاب گھر ★ شبیر برادرز
★ رضا ورائٹی ہاؤس ★ کتاب محل ★ چشتی کُتب خانہ

عرضِ مرتب

تمام تعریفیں اُس پاک پروردگار کے لیے ہیں جو اِس کائنات کا خالق ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور بے شمار درود وسلام ہوں ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو سارے جہان کے لیے رحمت بن کر آئے۔

بیانِ میلاد النبی و جوازِ میلاد النبی کے بابرکت عنوان پر علمائے اہلِ سنت نے بہت سی کتب تالیف فرمائیں ہیں، جو اہلِ سنت کے لیے طمانیتِ قلب کا باعث ہیں۔ میلاد النبی کے عنوان پر لکھی گئی نایاب کتب کے تین مجموعے راقم نے مرتب کیے ہیں، جن میں سے دو "والضحیٰ پبلی کیشنز، حادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور" سے شائع ہو چکے ہیں، ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ میلادِ مصطفی قرآن وسنت کی روشنی میں۔

۲۔ میلادُ النبی منانا اُمتِ محمدیہ کا متفقہ عمل۔

(نایاب رسائلِ میلاد کا تیسرا مجموعہ بھی اِسی سال شائع ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

رسائلِ میلاد کا چوتھا مجموعہ پیشِ خدمت ہے، اس میں بھی میلاد شریف کے متعلق چند اہم کتب شامل کی گئی ہیں (جن کو تالیف ہوئے بہت زیادہ عرصہ تو نہیں گزرا، لیکن آج کل مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہیں) اس مجموعہ کی پہلی دو کتب ۱۔ "مسلکِ شافعی اور میلادِ نبوی" اور "میلادِ رسول اور اَساطینِ اُمت" پاکستان میں پہلی بار شائع ہو رہی ہیں، ان کتب کی کمپوزنگ فائلز ہندوستان سے دستیاب ہو گئیں تھیں۔ تنگیٔ وقت کی بنا پر باقی چار کتب کو جدید کمپوزنگ کی بجائے عکسی شائع کیا جا رہا ہے۔ ان کو بالاستیعاب دیکھنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مجموعہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم

میثم عباس قادری رضوی، لاہور، پاکستان

massam.rizvi@gmail.com

مسلکِ شافعی
اور
میلادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم

مولانا محمد عاقب شافعی رضوی

حماد احمد جاوید فاروقی پبلشرز لاہور

فون: 0342-4584608

تقریظ جلیل

از

نواسۂ صدر الشریعہ حضرت حافظ و قاری
مفتی محمود اختر القادری صاحب قبلہ (بمبئی)

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم

عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر خوشیاں منانا بے اصل اور بلا دلیل نہیں ہے بلکہ نصوصِ قرآنیہ سے ثابت ہے، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے، قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ترجمہ: ''یعنی اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوب خوشیاں مناؤ۔'' نیز ارشاد ہوا، وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ ترجمہ: ''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔'' رسولِ اکرم، نورِ مجسم، سرکار دو عالم ﷺ سے بڑھ کر اللہ کا فضل، اس کی رحمت اور اس کی نعمت کیا ہو سکتی ہے کہ وہ سراپا رحمت، ان کے رب نے انہیں رحمۃ للعالمین بنایا، وہ اللہ کا فضل و احسان کہ ان کی تشریف آوری کو ان کے رب نے لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا۔ (بے شک اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنا رسول مبعوث فرمایا) سے بیان فرمایا، تو عید میلاد پر ہم اللہ تعالیٰ کی اسی عظیم نعمت کا چرچا کرتے ہیں اور اللہ کے اسی فضل و احسان اور رحمت کی تشریف آوری پر ہم خوشیاں مناتے

ہیں، جشن برپا کرتے ہیں اور اللہ عزوجل کے فرمان وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ (انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ) پر عمل کرتے ہیں کہ جب یومِ نزولِ مائدہ اگلے پچھلے لوگوں کے لئے عید اور ایام اللہ سے ہے تو جس دن ساری کائنات کے مالک ومختار، باعثِ تخلیقِ کائنات اس خاکدانِ گیتی پر جلوہ افروز ہوئے، وہ دن ضرور عید کا دن اور ایام اللہ سے ہے، اور ایام اللہ کو یاد دلانے کا حکم خود خالق کائنات نے دیا۔ لہٰذا عید میلاد النبی ﷺ منانا دراصل ربِ قدیر کے ان ارشادات جلیلہ پر عمل کرنا ہے۔

جہاں محبوبانِ خدا کی تعظیم وتوقیر کا معاملہ ہوتا ہے مخالفین ومعاندین "بدعت، بدعت" کی رٹ لگانے لگتے ہیں، عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر خوشیاں منانا، چراغاں کرنا، گلی کوچے سجانا، محفلیں منعقد کرنا، جلوس نکالنا بھی تعظیم وتوقیر کے قبیل سے ہے۔ لہٰذا منکرین اسے بھی بدعت سیئہ قرار دیتے ہیں کہ عہد رسالت میں یا زمانہ صحابہ میں یہ طریقہ رائج نہیں تھا۔ اگر قرون اولی میں کسی امر کا نہ ہونا ہی بدعت سیئہ کی دلیل ہے تو پھر مساجد میں نقش ونگار کا کرنا، گنبد و مینار کا بنوانا، میناروں پر لائٹنگ کرنا، قرآن حکیم کا تیس پاروں میں منقسم کرنا، احادیث کریمہ کو کتابی شکل میں جمع کرنا، حدیث کی قسمیں بیان کرنا وغیرہ وغیرہ تمام بدعات سیئہ ہیں کہ قرون اولی میں یہ چیزیں نہیں تھیں اور مخالفین بھی ان امور کے قائل ہیں لہٰذا وہ بھی بدعتی ٹھہرے۔

قرون اولی میں کسی امر کا نہ ہونا بدعت (سیئہ) ہونے کے لئے کافی نہیں ورنہ حدیث شریف کی مخالفت لازم آئے گی کیوں کہ حدیث شریف میں ہے: مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مَنْ بَعْدَهُ

مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔

ترجمہ: ''جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اسے اس کا ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب ہے ان کے ثواب میں بغیر کسی نقصان کے، اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہے اور ان لوگوں کا بھی گناہ اس پر ہے جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے گناہ میں کسی کمی کے بغیر۔'' (مشکوٰۃ، باب العلم)

اس حدیث شریف سے بالکل واضح ہے کہ اسلام میں کسی کار خیر کا ایجاد کرنا ثواب کا باعث ہے اور برے کام کا جاری کرنا گناہ کا موجب ہے۔ عید میلاد کے موقع پر جشن منانا، جلسہ وجلوس کرنا، چراغاں کرنا، گلی کوچے آراستہ کرنا، مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً پر عمل کرنا ہے کہ یہ سب تعظیم وتوقیر کے قبیل سے ہے۔ اب ان امور کا وہی انکار کرے گا اور انہیں بدعت سیئہ کہے گا، جو اس حدیث سے جاہل ہے یا اس کا سینہ بغض وکینہ اور دشمنی رسول ﷺ سے بھرا ہوگا۔

زیر نظر رسالہ میں عزیزم مولوی محمد عاقب کھربے شافعی رضوی سَلَّمَهُ زِيْدَ مَجْدُهُ نے بڑی عرق ریزی اور محنت وجانفشانی سے عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر خوشیاں منانے، محفلیں منعقد کرنے، چراغاں کرنے اور صلاۃ وسلام مع قیام کے اثبات واستحسان پر شافعی ائمہ کرام وعلماء عظام علیہم الرحمۃ الرضوان کی مستند ومعتبر کتابوں اور فتاویٰ کی عبارتیں پیش کیں اور یہ واضح کردیا کہ اس امر میں مذاہب اربعہ حقہ کے ائمہ وعلماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، یہ مخالفین کا سفسطہ اور دھوکہ ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ منانا صرف حنفیوں کی ایجاد ہے۔

عزیز موصوف نے بڑے اچھے انداز میں مخالفین کے اعتراض کہ ''عید میلاد النبی ﷺ و دیگر معمولات اہلسنت مولانا احمد رضا خان بریلوی (علیہ الرحمۃ) کے گھر کی ایجاد و اختراع ہے'' کا دنداں شکن جواب دیا اور کتب معتبرہ کے حوالے سے ثابت کیا کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز سے صدیوں پہلے کے ائمہ کرام اور مرجع فتاویٰ علماء عظام کے عقائد و معمولات بھی یہی تھے، بس اعلیٰ حضرت نے انہیں معتقدات و معمولات کو مزید مُدلّل و مُبرہن فرما کر ہمارے سامنے پیش فرمادیا ہے۔

ربِّ قدیر اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ میں عزیز موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے، اسے مقبولِ اَنام کرے اور اس سے مسلمانوں کو استفادہ کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم)

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

فقط والسلام

محمود اختر القادری عفی عنہ

خادم الافتاء رضوی امجدی دار الافتاء

بمبئی

۱۱ر صفر المظفر ۱۴۲۵ھ

تقریظ دل پذیر

از: مناظر اہل سنت علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب قبلہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی و رسولہ و نبیہ وحبیبہ الکریم

اس مخلوق پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں۔ اور ان میں سب سے بڑا احسان دین اسلام اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے۔ آپ کی بعثت کریمہ سارے انعامات واکرامات میں افضل ترین ہے۔ اور انعام واحسان پر خوشیاں منانا، جلسہ وجلوس کرنا، رب کریم کے عطا کردہ انعام کا گن گانا۔ بلاشبہ قرآن پر عمل ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل واحسان اور انعام واکرام کے حصول پر مسرت وشادمانی اور فرحت وسرور کے اظہار کا حکم فرماتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (سورۂ یونس، آیت نمبر ۵۸)

تم فرماؤ (اے نبی) اللہ کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں، وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔ (کنزالایمان)

نبی کریم ﷺ کی آمد مومنین پر وہ احسان عظیم ہے کہ جس کو خود خالق کائنات نے بیان فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (کنز الایمان)

اس انعام کی خصوصی شان یہ ہے کہ دیگر انعامات اپنوں اور بیگانوں، خاص اور عام، مومن و کافر سب کے لئے ہیں۔ اور اِس لطف و کرم سے صرف اہل ایمان کو سرفراز فرمایا گیا ہے۔ اسی لئے آپ کی ولادت مبارک پر خوشیاں اور مسرتیں صرف مومنوں، مسلمانوں کو ہی ہوتی ہیں۔ دشمنوں اور مخالفوں کو نہیں ہوتی۔ بلکہ صدمہ اور رنج ہوتا ہے۔ تبھی تو بجائے خوشی کے میلاد مبارک پر انگشت نمائی اور نکتہ چینیاں کرتے نظر آتے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ شیطان لعین ابلیس کو بھی میلاد مبارک کے دن صدمہ ہوا تھا۔

فرزندان توحید ہر زمانے میں اپنے رب کریم کی اس نعمت عظمیٰ اور احسانات کبریٰ پر اپنے جذبات تشکر و امتنان کا اظہار کرتے آئے ہیں۔ عالم اسلام

کے ہر شہر و قریہ میں عید میلا النبی ﷺ منانے کا اہتمام کیا جاتا ہے، ان راتوں اور دنوں میں ذکر و نعت کی محافل منعقد کی جاتی ہیں۔ جن میں رب تبارک و تعالیٰ کی شان کبریائی اور اس کے محبوب مکرم ﷺ کی شان رفعت و دلربائی کے تذکرے جھوم جھوم کر کئے جاتے ہیں۔۔ علماء و فضلاء اور خطباء و شعراء نبی کریم ﷺ کی صورت و سیرت، فضائل و کمالات خصائص محامد کے بیان اور حمد و نعت کے پر کیف نغموں سے اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں۔ صلاۃ و سلام کی روح پرور صداؤں سے ساری فضا معطر و منور ہو جاتی ہے۔ اہل خیر کھانے پکا پکا کر غرباء و مساکین میں تقسیم کرتے ہیں۔ صدقات و خیرات سے ضرورت مندوں کی جھولیاں بھری جاتی ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے گلشن اسلام میں ایک نئی بہار و نشاط آ گئی ہے۔

مذہب اسلام میں جو تقاریب ہیں وہ ہر حیثیت سے بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ ہر تقاریب میں ماضی کے زبردست حوادث اور اکابر کے عظیم الشان کارنامے مخفی ہیں، مثلاً عید الاضحیٰ کے مبارک دن میں جانور ذبح کرنا دراصل حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما الصلوۃ والسلام کے واقعات و حالات اور جذبات ایثار و قربانی کو تازہ کرتا ہے۔ ان تقاریب کو قائم رکھنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ جن پاکیزہ ہستیوں نے اس دنیا میں تشریف لا کر ظلم و ستم کو مٹا کر عدل و انصاف قائم کیا اور اللہ کی راہ میں بے مثال قربانیاں دیکر اپنے اعمال و کردار کا بہترین نمونہ پیش کر کے، حق و صدقت کے پرچم کو بلند کر کے میدان عمل میں آئے اور آ کر ارباب باطل کو ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا ان کی یاد کو ہمیشہ باقی رکھا جائے، تا کہ ان کی یاد

کے ساتھ ساتھ ان کے اعمال حسنہ اور ان کے عظیم الشان کارناموں کی یاد بھی تازہ ہوتی رہے۔ اور مسلمانوں کے عمل میں تیزی، جذبات میں فرحت، معلومات میں وسعت، خیالات میں رفعت پیدا ہوتی رہے۔ اور مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عظمت کے حاصل کرنے کیلئے تیار و مستعد رہے اور اپنے اخلاق و کردار کو اپنے اسلاف کے سانچے میں ڈھال سکے۔

جو خوش بخت اس نعمت کی قدر و قیمت سے آگاہ ہیں وہ تا ابد اپنی فہم اور استعداد کے مطابق اپنے رؤف و رحیم پروردگار کا شکر ادا کرتے رہیں گے۔

مگر افسوس صد افسوس کہ دورہ حاضر کے بعض کم پڑھے لکھے، ناخواندہ اور جاہل جو علامہ و فہامہ جیسے القابات سے ملقب ہیں، اور اہل حدیث و تبلیغی جماعت کے مبلغین کی حیثیت سے فرزندان اسلام کو دعوت تبلیغ دیتے پھرتے ہیں، مسلمانوں کے ان اظہار تشکر و مسرت کو دیکھ کر غیظ و غضب سے بے قابو ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ان شکر گزار بندوں پر طعن و تشنع کے تیروں کی موسلا دھار بارش شروع کر دیتے ہیں۔

الحاصل ......! قرآنی آیات، نبوی ارشادات، اعمال صحابہ، اقوال بزرگاں، تحریرات علمائے متقدمین اور کتب سلف و صالحین سے ثابت ہے کہ اس مبارک دن میں خوشیاں منانا، جلسہ و جلوس نکالنا، گھروں میں چراغاں کرنا، شیرینی باٹنا، وغیرہا امور باعث اجر و ثواب ہے۔ جسے بدعت و حرام اور شرک کہنا شریعت مطہرہ پر افتراء ہے۔

آج یہ کہنا کہ جشن عید میلاد منانا صرف اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا کا اپنا اختراع ہے۔ بالکل غلط ہے، جبکہ بے شمار ائمہ متقدمین نے میلاد مبارک کے موضوع پر نادر زمن اور آیات واحادیث سے مدلل و مبرہن کتب تصنیف فرمائیں اور مسئلہ میلاد کو بالکل واشگاف فرمادیا۔ ہاں......!! مجدد دین وملت امام اہل سنت مولانا الشاہ امام احمد رضا نے اس وقت اپنا قلم اٹھایا جس وقت وہابی، تبلیغی، اہلحدیث اور دیگر فرق باطلہ کے لوگوں نے میلاد کو ناجائز و حرام اور شرک و بدعت کہا، دیوانگان مصطفیٰ کے دلوں کو گھائل کیا، علمائے متقدمین اور سلف و صالحین کے اعمال کو بے بنیاد کہا، تو اس وقت امام اہل سنت نے متعدد کتابیں اس قوم کو عطا فرمائی۔ ہر ایک دلائل و براہین سے مدلل و مبرہن ہے۔ان میں چند کے اسمائے گرامی ذیل میں درج ہیں۔

(۱) الإقامة القيامة على طاعن القيام لبنى التهامة

(۲) الجزاء المهيا لغلمة كنهيا

(۳) النعيم المقيم فى فرحة مولد النبى الكريم

(۴) إشاقة الكلام فى حواشى اذاقة أنام

(۵) الميلاد النبوية فى الملفاظ الرضويه

(۶) الموهبة الجديدة فى وجود الحبيب بمواضع عديدة

(۷) النذير الهائل لكل جلف جاهل

اس موضوع پر عزیزم مولانا عاقب شافعی سلمہ الباری نے بھی زیر نظر کتاب میں بہت خوب لکھا ہے اور بزرگوں کے سنتوں پر عمل کرنے کی بھر پور

کوشش کی ہے۔ کتاب کو دیکھنے کے بعد، دل کی اتھاہ گہرائی سے بے شمار دعائیں نکلیں، خدائے تعالیٰ ان کے علم وعمل میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائیں۔

عزیزم مولانا عاقب سلمہ الباری سے دار العلوم امام احمد رضا کوکن میں چند ملاقاتیں ہوئی، دینی وملی اور اصلاحی جذبات دیکھ کر بے پناہ مسرت ہوئی، لکھنے پڑھنے کا کافی شوق وذوق ہے، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی تصنیفات سے کافی دلچسپی ہے۔ اسی لئے کتاب پر مشتمل حوالہ جات بھی انہوں نے اعلیٰ حضرت کے ماخذ ومراجع ہی کو اپنایا ہے۔

کتاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے بہت ہی کارگر اور مفید ہے، جس سے عوام وخواص سبھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ سلمہ کی اس کاوش کو مولیٰ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے، اور ان کی عمر میں، علم میں، عمل میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے، اور دشمنوں کے شر اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ و مامومن رکھے۔ آمین۔ بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

دعا گو

خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور

خانقاہ رضویہ نوریہ بریلی شریف

کا ادنیٰ سوالی

مورخہ :۲۰ ر صفر المظفر ۱۴۲۵ھ

مطابق :۱۱ر اپریل ۲۰۰۴ء

عبد الستار ہمدانی ”مصروفؔ“ برکاتی نوری

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسو لہ الکریم واله الکرام اجمعین

آج پوری دنیا میں مسلمانوں کی اکثریت کا یہ معمول ہے کہ ہر سال ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ کو اپنے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی یاد مناتے ہیں، قرآن خوانی، ذکر الٰہی، نعت خوانی اور درود پاک وغیرہ کی محفلیں منعقد کرتے ہیں، آپ ﷺ کی سیرت پاک بیان کی جاتی ہے، جگہ جگہ روشنی اور سجاوٹ وغیرہ کا اہتمام ہوتا ہے۔

اس زمانے میں میلاد النبی ﷺ منانے کے سلسلے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ میلاد کی محفلیں منعقد کرنا، شب میلاد جاگ کر عبادت میں گذارنا، نیاز کا اہتمام کرنا، چراغاں کرنا وغیرہ تمام چیزیں ناجائز و حرام، بدعت بلکہ شرک ہیں، لوگوں کو ان بری رسومات سے روکا جائے، جیسا کہ یہی عقیدہ دیو بندیوں اور تبلیغی جماعت والوں (جو دیو بندی عقائد کی ماننے والی جماعت ہے) کا ہے چنانچہ دیو بندیوں کی مشہور و مستند کتاب 'براہین قاطعہ' میں ہے "یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادتِ اہل بیت ہر سال مناتے ہیں"۔

(حوالہ:۔ براہین قاطعہ، صفحہ ۱۵۲، مطبوعہ: کتب خانہ امدادیہ، دیو بند، یوپی۔)

مذکورہ بالا عبارت سے دیو بندی اور تبلیغی جماعت کا یہ عقیدہ سامنے آتا ہے کہ ان کے نزدیک میلاد النبی ﷺ منانا ایسا ہے جیسے ہندوؤں کا ہر سال ان کے

کنہیّا کا جنم دن منانا یا جیسے شیعوں کا ماہ محرم میں ماتم وغیرہ خرافات کرنا جو سراسر گمراہی ہے۔

ان کے علاوہ غیر مقلدین جو اپنے کو'اہلحدیث' کہلاتے ہیں، اس مسئلہ میں دیوبندیوں کا سا عقیدہ رکھتے ہیں، بلکہ میلادِ النبی ﷺ منانے کی مخالفت میں دیوبندیوں سے بھی چار قدم آگے ہیں، اور یہ ساری باتیں کسی پر پوشیدہ نہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے اختلافات کے دور میں سادہ لوح مسلمان کس کی سنیں؟ کہاں جائیں؟ اور کیا کریں؟

تو مسلمانو!! گھبرانے کی ضرورت نہیں، اللہ کا قرآن جو آج بھی ہمارا راہ نما ہے اور صبح قیامت تک ہمارے لیے سامان ہدایت ہے، اس کی ایک ایک آیت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ چنانچہ سورۂ فاتحہ شریف میں ہے۔

"اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ"

ترجمہ: "اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔" (کنز الایمان)

اور ظاہر ہے کہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا انعام خاص انبیاء کرام، صحابۂ کرام، ائمۂ مجتہدینِ عظام و جملہ اولیاء و محدثینِ ذوی الاحترام پر ہوا جیسا کہ خود قرآنِ مجید میں ہے۔

"اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا" (سورۂ نساء، آیت نمبر ٦٩)

ترجمہ: ”جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء وصدیقین وشہدا اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔“ (کنز الایمان)

الحمدللہ! ہم امام الائمہ، ناصر الحدیث، محمد ابن ادریس شافعی مُطّلبی عربی رحمۃ اللہ علیہ اوران کے مسلک کے ماننے والے ہیں اور ہمارے مسلک شافعی میں جتنے علماء، محدثین، فقہاء اور اولیاء گذرے ہیں ہم انہیں کے راستے پر ہیں، آج سے پچاس سال قبل ہمارے خطّہ کوکن میں وہابی، تبلیغی اور نام نہاد اہلحدیث وغیرہ نئے فرقوں کوکوئی جانتا بھی نہیں تھا، سب ایک ہی پلیٹ فارم پر تھے۔ سب کا مسلک، عقیدہ اور راستہ ایک ہی تھا، وہی راستہ جو ہمارے علماء شافعیہ اور امام شافعی علیھم الرحمۃ کا راستہ ہے، میلا دالنبی ﷺ کے مسئلہ میں بھی ہمارے شوافع علماء کا جوعقیدہ تھا بیشک وہی عقیدہ ہمارا بھی ہونا چاہیئے۔

تو آیئے! ہم شوافع علماء کی کتابوں کی روشنی میں معلوم کریں کہ ان کا میلا دالنبی ﷺ سے متعلق کیا عقیدہ ہے، تاکہ ہم آج کل کے نئے اختلافات میں نہ پڑتے ہوئے ہمارے شوافع علماء کے عقائد کو اپنائیں اور صراط مستقیم پر قائم رہیں۔

خیال رہے کہ چاروں مسلک کے ائمہ وعلماء کا اختلاف صرف فروعی مسائل میں ہے، رہا عقیدہ تو چاروں مسلک کے ائمہ وعلماء سب کا عقیدہ ایک ہی ہے، وہی عقیدہ جو رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ کا ہے۔

مناسب ہوگا کہ سب سے پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ 'عید' کا لُغت میں کیا معنی ہے، تو اس سلسلے میں ایک جلیل القدر شافعی مفسر و محدث امام ابو محمد حسین ابن مسعود فراء بغوِی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۱۶ھ کی مشہور کتاب ''معالم التنزیل'' کا مطالعہ کیا گیا تو ہمیں یہ عبارت ملی۔

''اَلْعِیْدُ : یَوْمُ السُّرُوْرِ وَسُمِّیَ بِہٖ لِلْعَوْدِ مِنَ التَّرحِ اِلَی الْفَرْحِ وَ ھُوَاسْمُ لِمَا اعْتَدْتَہُ وَ یَعُوْدُ اِلَیْکَ وَ سُمِّیَ یَوْمُ الْفِطْرِ وَالْاَضْحیٰ عِیْداً لِاَنَّھُمَا یَعُوْدَانِ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ''

ترجمہ: ''عید خوشی کا دن ہے اور عید کا نام عید غم سے خوشی کی طرف لوٹنے کی وجہ سے رکھا گیا اور عید ہر اس خوشی کی چیز کو کہتے ہیں جو مقرر کی گئی ہو اور تیری طرف بار بار لوٹے اور فطر و اضحیٰ کے دِنوں کو بھی عید اسی لئے کہا گیا کہ یہ دونوں ہر سال لوٹتے ہیں۔ (حوالہ: تفسیر معالم التنزیل (تفسیر البغوِی)، جلد دوم، صفحہ ۶۸، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت، لبنان۔)

مذکورہ عبارت سے پتہ چلا کہ جو خوشی کا دن بار بار ایک مقررہ وقت کے بعد ہمیں نصیب ہو اسے ''عید'' کہتے ہیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو ان کے ہر سال آنے کی وجہ سے ''عید'' کہا گیا، اسی طرح جمعہ کے دن کو ہفتہ کی عید کہتے ہیں اس لئے کہ یہ مومنوں کے لئے خوشی کا دن ہے اور بار بار یعنی ہر ہفتہ آتا ہے۔

میلاد النبی ﷺ کا دن بھی بار بار یعنی ہر سال آتا ہے اور چونکہ اس دن ہمارے نبی کریم ﷺ دنیا میں تشریف لائے، آپ ﷺ کے ذریعے اللہ تبارک و

تعالیٰ نے ہمیں اسلام وایمان کی دولت سے نوازا۔ آپ ﷺ نہ آتے تو نہ معلوم آج ہم گمراہی کے کس اندھیرے غار میں پڑے رہتے اور نہ جانے بربریت کے کس جنگل میں بھٹک رہے ہوتے، پیارے نبی ﷺ نے ہمیں انسانیت کا سلیقہ سکھایا، 'انسان' انسان ہوتے ہوئے بھی جانوروں سے بدتر ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اسے صحیح انسان بنایا، جہنم سے بچایا، جنت کی راہ پر گامزن کیا اور انسان کا رتبہ اوجِ ثریا سے بھی بلند فرمایا۔

اِک عرب نے آدمی کا بول بالا کردیا
خاک کے ذروں کو ہم دوشِ ثریا کردیا

آپ ﷺ ہی کے ذریعے ہمیں صحیح زندگی گذارنے کا شعور اور علم وعرفان ملا، قرآن ملا بلکہ خدائے رحیم ورحمٰن ملا، غرض کہ سب کچھ ملا، اس طرح آپ ﷺ ہمارے لئے سب سے بڑی نعمت ٹھہرے، حدیث شریف میں آیا کہ حضور ﷺ اللہ کی نعمت ہیں۔ (بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۵۶۶، مطبوعہ: فاروقیہ بکڈپو، مٹیا محل، دہلی، انڈیا۔)

اور سب سے زیادہ خوشی سب سے بڑی نعمت کے ملنے پر ہوتی ہے، لہٰذا حضور ﷺ کی پیدائش کا دن ہمارے لئے سب سے بڑی خوشی کا دن ہوا اور یہ دن بار بار یعنی ہر سال آتا ہے، تو کیا میلاد کے دن کو "عید" کہا جاسکتا ہے؟ حالانکہ امام بغوی شافعی علیہ الرحمۃ کی مذکورہ بالا تحریر سے یہی پتہ چلتا ہے کہ میلاد النبی ﷺ کا دن بھی حقیقی معنی میں عید کہلانے کا مستحق ہے۔

اس پر بھی علماء شافعیہ کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ کی طرف رجوع کیا گیا تو ہمیں فقیہِ شافعی، شارح بخاری، محدّثِ زمانہ، حضرت علامہ امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی مصری شافعی رحمة الله تعالى عليه المتوفی ۹۲۳ھ کی ایک عبارت ملی، آپ اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں :

"فَرَحِمَ اللّٰہُ امْرَأً اِتَّخَذَ لِیَالِیَ شَھْرِ مَوْلِدِہٖ الْمُبَارَکِ اَعْیَاداً"

ترجمہ: "اللہ تعالی اس بندے پر رحمتیں نازل فرمائے جو حضور ﷺ کی میلاد کی مبارک راتوں کو خوشی و مسرت کی عیدیں بنائے"۔

(حوالہ: اَلْمَوَاھِبُ اللَّدُنِّیَّۃِ بِالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ، جلد اول صفحہ ۱۴۸، مطبوعہ: مرکز اہلسنت برکات رضا، پور بندر، گجرات، انڈیا۔)

شافعی المسلک محدث امام قسطلانی رحمة الله عليه کے مذکورہ حوالہ سے ثابت ہوا کہ میلاد النبی ﷺ کے دن کو بھی عید کہنا جائز ہے۔

ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہمارے رسول ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور یہی زیادہ صحیح ہے، اسی لئے بارہ تاریخ کی شب مبارک کو محفلِ میلاد کا بالخصوص اہتمام کیا جاتا ہے، جیسا کہ تاریخ و سیاست کے اہل تحقیق فقیہِ شافعی امام ابوالحسین علی ابن محمد ماوردی شافعی رحمة الله تعالى عليه المتوفی ۴۵۰ھ تحریر فرماتے ہیں۔

"وُلِدَ ابَعْدَ خَمْسِیْنَ یَوْماً مِنَ الْفِیْلِ وَبَعْدَ مَوْتِ اَبِیْہِ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ الثَّانِیْ عَشَرَ مِنْ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ"

ترجمہ: رسول ﷺ واقعۂ فیل کے پچاس دن کے بعد اور اپنے والد کی وفات کے بعد ربیع الاول کے مہینے میں بارہویں تاریخ کو پیدا ہوئے۔

(حوالہ: اعلام النبوۃ، صفحہ ۲۷۰، مطبوعہ: دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان۔)

ان کے علاوہ امت کے اکثر علماء و مؤرخین کے نزدیک بارہ تاریخ ہی ولادت شریف کی صحیح تاریخ ہے، ہم نے کتابوں میں پایا اور آج ہمارا مشاہدہ بھی ہے کہ شروع زمانہ سے آج تک تمام عالم میں مسلمان بارہویں تاریخ ہی کو 'یوم ولادت' مناتے ہیں، اسی لئے آج شام، مصر، سوڈان، یمن وغیرھا اسلامی ممالک میں حکومت کی جانب سے ولادت نبوی ﷺ کی خوشی میں بارہویں ربیع الاول کو تعطیل ہوتی ہے، خود ہمارے ملک ہندوستان کی حکومت نے مسلمانوں کو ان کے پیغمبر ﷺ کی ولادت کی یاد اور خوشی منانے کے لئے ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو چھٹی مقرر کی ہے۔

مگر اب بھی سوال باقی ہے کہ آیا عید میلاد النبی ﷺ منانا جائز و مستحب ہے یا ناجائز و حرام اور بدعت و شرک ہے؟

اس کا جواب شوافع علماء وائمہ کثرھم اللہ کی کتابوں میں تلاش کیا گیا تو نویں صدی ہجری کے مجدد، اپنے وقت کے علم حدیث کے امام اور اپنے زمانہ کے فقہ شافعی کے سب سے بڑے عالم بلکہ اپنے زمانہ میں تمام اولیاء کے سردار یعنی حضرت علامہ امام ابو الفضل عبد الرحمٰن جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کا ایک فتوی نظر سے گذرا، ذیل میں اس فتوی کو مع ترجمہ وحوالہ نقل

کیا جاتا ہے۔

"سُئِلَ عَنْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ النَّبَوِیّ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِیْ شَهْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ مَاحُكْمُهُ مِنْ حَیْثُ الشَّرْعِ؟ وَهَلْ هُوَ مَحْمُوْدٌ اَوْمَذْمُوْمٌ؟ وَهَلْ یُثَابُ فَاعِلُهٗ اَوْلَا؟

ترجمہ: ربیع الاول کے مہینے میں میلاد النبی ﷺ کے منانے کے بارے میں پوچھا گیا کہ شریعتِ اسلامی میں اس کا کیا حکم ہے، آیا میلاد منانا قابل تعریف ہے یا مذموم؟ اور میلاد منانے والے کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

اس سوال کا جواب یعنی علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا فتوی ملاحظہ کرنے سے پہلے آپ اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۹۱۱ھ میں ہوا اور بریلی کے مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کی پیدائش ۱۲۷۲ھ میں ہوئی یعنی امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے وصال کے ٹھیک تین سو اکسٹھ ۳۶۱ سال بعد مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ بریلی میں پیدا ہوئے، اب علامہ امام سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

"اَلْجَوَابُ: عِنْدِیْ اَنَّ اَصْلَ عَمَلِ الْمَوْلِدِ الَّذِیْ هُوَ اجْتِمَاعُ النَّاسِ وَقِرَاءَةُ مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَرِوَایَةُ الْاَخْبَارِ الْوَارِدَةِ فِیْ مَبْدَاءِ اَمْرِ النَّبِیِّ ﷺ وَمَا وَقَعَ فِیْ مَوْلِدِهٖ مِنَ الْاٰیَاتِ، ثُمَّ یُمَدُّلَهُمْ سِمَاطٌ یَاْكُلُوْنَهٗ وَیَنْصَرِفُوْنَ مِنْ غَیْرِ زِیَادَةٍ عَلٰی ذَالِكَ مِنَ الْبِدَعِ الْحَسَنَةِ الَّتِیْ یُثَابُ عَلَیْهَا صَاحِبُهَا لِمَافِیْهِ مِنْ تَعْظِیْمِ قَدْرِ النَّبِیِّ ﷺ وَاِظْهَارُ الْفَرَحِ وَالْاِسْتِبْشَارِ بِمَوْلِدِهِ الشَّرِیْفِ"

ترجمہ: میرے نزدیک میلاد النبی ﷺ جو کہ لوگوں کا جمع ہونا، قرآن سے جو

میسر آئے اس کی تلاوت کرنا، نبی کریم ﷺ کی تخلیق میں وارد احادیث کو بیان کرنا وغیرہ اور آپ ﷺ کی میلاد میں واقع قرآنی آیات کو بیان کرنا، پھر حاضرین کے لئے (نیاز و لنگر کا) دستر خوان بچھایا جاتا ہے، جس پر وہ لوگ کھاتے ہیں اور بغیر زیادتی کے اس پر خرچ کرتے ہیں، یہ ساری باتیں بدعات حسنہ میں سے ہیں جن کا کرنے والا ان کے کرنے کے سبب ثواب پاتا ہے اس لئے کہ اس میں نبی ﷺ کے مرتبے کی تعظیم ہے اور آپ ﷺ کی میلاد شریف سے خوش ہونا اور خوشی کا اظہار کرنا ہے۔

(حوالہ: الحاوی للفتاویٰ، جلد اول صفحہ ۱۸۹، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بات ہمارے لئے پتھر کی لکیر کی حیثیت رکھتی ہے، اس فتوی میں آپ نے میلاد النبی ﷺ کے موقع پر لوگوں کا جمع ہو کر محفلیں منعقد کرنا، قرآن خوانی کرنا، حضور ﷺ کی میلاد پاک پڑھنا، احادیث و قرآنی آیات کو بیان کر کے ان کی تشریح و تفسیر بیان کرنا، پھر نیاز کا اہتمام کرنا اور کھانے کا انتظام کرنا وغیرہ ان تمام باتوں کو "بدعات حسنہ" یعنی اچھی بدعتوں میں شمار کیا ہے، نیز فرمایا کہ ان کے کرنے والوں کو ثواب ملے گا۔

مکہ مکرمہ کے فقہ شافعی کے استاذ، آل رسول، حضرت العلام، الشیخ سید ابوبکر ابن محمد شطا دمیاطی شافعی رحمۃ اللہ علیہما نے اپنی شافعی مسائل پر مشتمل مشہور زمانہ کتاب "اِعَانَةُ الطَّالِبِيْنَ عَلٰی حَلِّ اَلْفَاظِ فَتْحِ الْمُعِيْنِ" (جو مصر،

شام اور کیرالا کے شوافع علماء کے نزدیک بڑی مستند کتاب سمجھی جاتی ہے) میں بھی علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے اس مبارک فتوے کو نقل فرمایا اور اس کے علاوہ دیگر جلیل القدر علماء شافعیہ وغیرہم کے حوالوں سے میلاد النبی ﷺ منانے کو جائز کہا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ دنیا وآخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔

(حوالہ: اعانۃ الطالبین، جلد ۳، صفحہ ۴۱۳، ۴۱۴، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت، لبنان۔)

ان کے علاوہ شافعی مسلک کے ایک بہت ہی جلیل القدر محدث، امام شہاب الدین احمد ابن محمد خطیب قسطلانی مصری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۲۳ھ (جن کا ایک حوالہ ابھی ماقبل میں گذرا) جن کی شان کا یہ عالم ہے کہ نہ صرف شافعی مسلک بلکہ حنفی، مالکی اور حنبلی مسلک کے علماء بھی عقائد سے متعلق ان کے حوالوں کو اپنی کتابوں میں اندراج فرماتے ہیں اور انہیں مستند ومعتمد مانتے ہیں، آپ کا وصال امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بارہ سال بعد ۹۲۳ھ میں ہوا، آپ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''اَلْمَوَاهِبُ اللَّدُنِّيَةِ بِالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِيَةِ'' میں میلاد شریف منانے سے متعلق اپنا خیال اور اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''وَلَازَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ ا يَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِيْ لَيَالِهٖ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَيَزِيْدُوْنَ فِيْ الْمُبَرَّاتِ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ كُلُّ فَضْلٍ عَمِيْمٍ وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِهٖ اَنَّهٗ اَمَانٌ فِيْ ذَالِكَ الْعَامِ وَبُشْرٰی عَاجِلَةٍ بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمَرَامِ فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَءً اِتَّخَذَ لَيَالِيَ شَهْرِ مَوْلِدِهٖ

الْمُبَارَكِ اَعْيَادًا لِيَكُوْنَ اَشَدَّ عِلَّةً عَلٰى مَنْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ"

ترجمہ: حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے (نیاز کے طور پر) دعوتیں کرتے، اور ان راتوں میں قسم قسم کے صدقے وخیرات کرتے اور خوشی ومسرت کا اظہار کرتے اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ ﷺ کی میلاد شریف پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ان پر اللہ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے حفظ وامان کا سال ہوتا ہے اور میلاد پاک سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں، اللہ تعالی اس بندے پر رحمتیں نازل فرمائے جو حضور ﷺ کی میلاد کی مبارک راتوں کو خوشی اور مسرت کی عیدیں بنائے تاکہ یہ میلاد پاک سخت ترین علت ومصیبت ہو جائے اس پر جس کے دل میں بیماری ہے۔

(حوالہ: المواھب اللدنیۃ جلد اول، صفحہ ۱۴۸، مطبوعہ: مرکز اہلسنت برکات رضا، پور بندر، گجرات، انڈیا۔)

امام جلال الدین سیوطی شافعی اور امام قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہما ان دونوں جلیل الشان علماء شافعیہ کی عبارتوں سے یعنی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک فتوے اور امام قسطلانی علیہ الرحمۃ کی مذکورہ بالہ عبارت سے ثابت ہوا کہ ماہ ربیع الاول میں میلاد پاک کی محفلوں کا انعقاد کرنا،

ذکر میلاد کرنا، کھانا پکا کر دعوتیں کرنا ''اچھی بدعتیں'' ہیں، ان کا کرنے والا ثواب کا حقدار ہے اور یہ اہل اسلام کا دیرینہ طریقہ رہا ہے، ان امور کی بدولت ان پر اللہ تعالی کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے، محفل میلاد کی برکتوں سے سارا سال امن وامان سے گذرتا ہے اور دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور ماہ میلاد کی راتوں کو عید منانے والوں پر اللہ کی رحمتیں ہوں اور ماہ ربیع الاول شریف کی یہ خوشیاں اور عیدیں ان لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہیں جن کے دلوں میں دشمنی وعناد اور عداوت رسول ﷺ کی بیماری ہے۔

شوافع علماء کی کتابوں میں ایسی بے شمار شہادتیں ملتی ہیں جن سے عید میلاد النبی ﷺ منانے کا ثبوت ملتا ہے مگر طوالت کے خوف سے اختصار سے کام لیا گیا ہے اور جتنے حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں ایک سمجھدار مسلمان کے لئے کافی ہیں۔

چودہویں صدی ہجری میں وصال فرمانے والے ایک شافعی المسلک عظیم الشان عالم دین جن کی ولایت و بزرگی پر سب کا اتفاق ہے اور جو سلطنت عثمانیہ کی طرف سے حرمین طیبین یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ کے قاضی القضاۃ بھی تھے جن کا فتوی اپنے وقت کا بادشاہ اسلام بھی مانتا تھا اور زمانے کے بڑے بڑے علماء وفضلاء ان کے آگے زانوئے ادب تہ کرتے نظر آتے تھے، یعنی خاتمۃ المحدثین، زین الحرم، عین الکرم، علامہ سید احمد ابن زینی دحلان شافعی قُدِّسَ سِرُّہٗ المتوفی ۱۳۰۴ھ اپنی مشہور کتاب ''اَلدُّرَرُ السَّنِیَّۃِ فِی الرَّدِّ عَلَی الْوَھَابِیَّۃِ'' میں

میلاد شریف سے متعلق اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"مِنْ تَعْظِيْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَرْحُ بِلَيْلَةِ وِلَادَتِهٖ وَقِرَاءَةُ الْمَوْلِدِ وَالْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ اَوْاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَغَيْرُ ذَالِكَ مِمَّا يَعْتَادُ النَّاسُ فِعْلَهٗ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ، فَاِنَّ كُلَّ ذٰلِكَ مِنْ تَعْظِيْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،وَقَدْ اِفْرَدَتْ مَسْئَلَةُ الْمَوْلِدِ وَ مَا يَتَعَلَّقُ بِهَا بِالتَّاْلِيْفِ وَاعْتَنٰى بِذَالِكَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ فَاَلَّفُوْا فِيْ ذَالِكَ مُصَنَّفَاتٍ مَشْحُوْنَةً بِالْاَدِلَّةِ وَالْبَرَاهِيْنِ فَلَاحَاجَةَ لَنَا اِلَى الْاِطَالَةِ بِذَالِكَ"

ترجمہ: میلاد کی رات خوشی کا اظہار کرنا، میلاد شریف پڑھنا، ولادت کے ذکر کے وقت (تعظیماً) کھڑا ہونا، مجلس میں حاضرین کو کھانا (لنگر و نیاز وغیرہ) کھلانا اور ان کے علاوہ نیکی کی باتیں جو مسلمانوں میں رائج ہیں یہ ساری باتیں نبی ﷺ کی تعظیم سے ہیں اور مجلس میلاد اور جو باتیں اس سے متعلق ہیں ان کا مسئلہ ایسا ہے جس کے متعلق مستقل کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور کثرت سے علماء دین نے اس کا اہتمام فرمایا اور (قرآن واحادیث وغیرہ کے) دلائل و براہین سے بھری کتابیں اس سے متعلق تالیف فرمائیں تو ہمیں اس مسئلہ کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔

(حوالہ: الدرر السنیة بحوالہ اِقَامَةُ الْقِيَامَةِ، صفحہ ۲۳، رضا اکیڈمی، ۲۶، کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳۔)

علامہ احمد ابن زینی دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے مزید یہ بھی پتہ چلا کہ میلاد اور اس کے متعلقات کے جائز و مستحب ہونے کے ثبوت پر کئی

کتابیں لکھی جا چکی ہیں ،امت کے علماء نے خود اسے منعقد کیا، اس کو دلائل وبراہین سے ثابت فرمایا اور ایسے دلائل دیے کہ اب مزید اس پر دلائل قائم کرنے کی حاجت نہیں۔ ساتھ ہی مذکورہ عبارت میں "وَالْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ"۔ (اور آپ کی میلاد پڑھنے کے وقت تعظیماً کھڑا ہونا) سے ایک بات اور معلوم ہوئی کہ پیارے آقا و مولی ﷺ کے ذکر کے وقت تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جیسا کہ صلوٰۃ و سلام کے وقت لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں جائز و مستحسن ہے اور یہ حضور ﷺ کی تعظیم کا ایک طریقہ ہے۔

اس تعلق سے جب ہم نے دیگر شوافع علماء کا نعت شریف یا صلوٰۃ وسلام کے وقت کھڑے ہونے کے بارے میں مسلک معلوم کرنا چاہا اور تلاش کیا تو آٹھویں صدی ہجری کے مجدد، اپنے زمانے میں امام شافعی علیہ الرحمۃ کے جانشین یعنی حضرت علامہ امام تقی الدین علی ابن عبد الکافی سبکی شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ المتوفی ۷۵۶ھ کا حوالہ ملا۔ آپ دین کے امام، پیشوا، مجتہد اور تقریباً ایک سو پچاس کتابوں کے مصنف ہیں، آپ ہی کے لڑکے امام تاج الدین عبد الوہاب سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۷۱ھ اپنی کتاب "طَبَقَاتُ الشَّافِعِيَّةِ الْكُبْرٰى" میں تحریر فرماتے ہیں، ایک مرتبہ جامع اموی (مسجد) میں امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ تشریف فرما تھے، حضرت کی خدمت میں بڑے بڑے علماء، صالحین اور اعیان سلطنت حاضر تھے، اس مجمع میں ایک نعت خواں نے جب نعت شریف کے دو اشعار پڑھے جس کا دوسرا شعر یہ تھا۔

وَاَن یَّنْھَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سِمَاعِہٖ

قِیَاماً صُفُوْفاً اَوْ جَثِیاً عَلَی الرُّکَب

ترجمہ "اور عزت وشرف والے لوگ حضور ﷺ کا ذکرِ جمیل سن کر صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں یا گھٹنوں پر دو زانو ہو جاتے ہیں۔"

پھر اس کے آگے کا حال بیان فرماتے ہیں۔

"حَصَلَتْ لِلشَّیْخِ الْاِمَامِ حَالَۃٌ، وَقَامَ وَاقِفاً فِی الْحَالِ، فَاحْتَاجَ النَّاسُ کُلُّھُمْ اَنْ یَّقُوْمُوْا، فَقَامُوْا اَجْمَعُوْنَ وَ حَصَلَتْ سَاعَۃٌ طَیِّبَۃٌ"

ترجمہ "شیخ امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی آپ اسی کیفیت کے عالم میں کھڑے ہوگئے تو سب لوگوں نے بھی کھڑے ہونے کی ضرورت محسوس کی، پھر سب لوگ (جن میں علماء وقضاۃ اور حکومت کے سربرآوردہ لوگ بھی تھے) کھڑے ہوگئے، تو اس طرح بڑی پاکیزہ ساعت نصیب ہوئی۔"

(حوالہ: طبقات الشافعیۃ الکبریٰ جلد دہم صفحہ ۲۰۸، مطبوعہ: دار الاحیاء الکتب العربیہ، قاہرہ، مصر۔)

امام تقی الدین سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ جن کا ہر عمل ہمارے لئے لائق تقلید ہے، آپ کے اس عمل سے پتہ چلا کہ خاص ذکرِ رسول ﷺ کے وقت تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ 'تفسیر روح البیان' میں علامہ اسمعیل حقی علیہ الرحمۃ المتوفی ۱۱۳۷ھ ہجری اور علامہ علی ابن برہان الدین حلبی

شافعی رحمة الله علیه المتوفی ۱۰۴۴ھ نے اپنی کتاب "اِنْسَانُ الْعُیُوْنِ"
(سیرتِ حلبیہ) میں بھی امام تقی الدین سبکی شافعی علیہ الرحمة کا مذکورہ بالا واقعہ
بالفاظِ دیگر نقل فرمایا ہے، ساتھ ہی دونوں کتابوں میں اس جملہ کا اضافہ ہے
"وَیَکْفِیْ مِثْلُ ذَالِكَ فِیْ الْاِقْتِدَاءِ"۔

ترجمہ: "اور اس قسم کے واقعات مشائخ وعلماء کی اقتداء کے بارے میں
کافی ہوتے ہیں۔"

(حوالہ ا: تفسیر روح البیان، جلد نہم، صفحہ ۵۶، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی،
بیروت، لبنان ۲:انسان العیون (سیرتِ حلبیہ)، جلد اول، صفحہ ۸۴، مطبوعہ: ایضاً)

یعنی ہمیں پیروی کے لئے اتنا کافی ہے کہ ایک اللہ کا ولی، اتنا بڑا عالم، مجتہد
اور شافعی فقیہ ایسا کررہا ہے تو ضرور یہ کام جائز اور بہتر ہے، تو پتہ چلا کے ہمارے
لئے صلوٰۃ وسلام کے وقت تعظیم کے لئے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ
عمل مستحب اور باعثِ برکت ہے۔

مذکورہ بالا حوالوں کے علاوہ علامہ مفتی عمر ابن ابی بکر شافعی، مدرس مسجد
نبوی مولینا محمد ابن محمد ابن محمد غرب شافعی، مولینا ابراہیم ابن محمد خیار حسینی شافعی اور
حافظ الحدیث علامہ ناصر الدین دمشقی شافعی رحمة الله علیهم اجمعین اور ان
کے علاوہ بے شمار شوافع علماء نے میلاد وقیام کے مستحب ومستحسن ہونے کی تصریح
فرمائی بلکہ میلاد وقیام کے ثبوت پر اور اس پر کئے جانیوالے اعتراضات کے
جوابات میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

اب تک کی گفتگو سے میلاد و قیام کا جائز و مستحب ہونا ثابت ہوا، رہے عید میلاد النبی ﷺ کو بدعت وشرک کہنے والے اور اس عمل سے لوگوں کو روکنے والے، تو جب ایسے لوگوں کے بارے میں چھان بین کی گئی تو پتہ چلا کہ عید میلاد کو ''بدعت سیئہ'' کہنے والے کچھ لوگ آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں بھی تھے اگرچہ دال میں نمک کی مقدار سے بھی کم تھے، تو اس زمانہ کے شوافع علماء نے ایسوں کے تعلق سے کیا رویہ اپنایا؟

تو آیئے! مشہور مورخ وسیرت نگار شافعی المسلک عالم دین علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۴۴ھ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

وَقَدِ اسْتَخْرَجَ لَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ اَصْلاً مِّنَ السُّنَّةِ وَكَذَا الْحَافِظُ السُّيُوْطِيُّ وَرَدَّا عَلَى الْفَاكِهَانِي الْمَالِكِيِّ فِيْ قَوْلِهِ اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلَدِ بِدْعَةٌ مَّذْمُوْمَةٌ".

ترجمہ: ''حافظ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی اور حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رَحِمَهُمَا اللّٰهُ نے میلاد کی اصل سنت سے ثابت کی ہیں اور فاکہانی مالکی (منکر میلاد) کا اس کے اس قول میں کہ 'میلاد شریف بدعت سیئہ ہے' رد کیا۔''

(حوالہ: انسان العیون (سیرتِ حلبیہ) جلد اول، صفحہ ۸۴، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ

علیہ اور اپنے وقت کے محدث اعظم، شارح بخاری، فقیہ زمانہ، حبرِ فہامہ، علامہ احمد ابن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ دونوں حضرات نے نہ صرف عید میلاد شریف کو جائز و مستحب قرار دیا بلکہ حدیث رسول ﷺ سے اس کی اصل نکالی اور میلاد شریف کے منکرین کی تردید و مخالفت کی کہ یہ بدعت سیئہ نہیں بلکہ بدعتِ حسنہ یعنی اچھی اور ثواب کی باعث ہے۔

ہمارے علماء نے صرف اتنی ہی تردید پر بس نہیں کیا بلکہ آیئے! آپ حضرات کی خدمت میں ایک ایسا فتوی پیش کیا جاتا ہے جو تیرہویں صدی ہجری کے چاروں مسلک کے حرمین شریفین کے علماء و مفتیان کرام کا بالاتفاق فتوی ہے اور اس فتوی پر مفتیِ شافعیہ، قاضی القضاۃ سید العلماء، سند الفضلاء، علامہ سید احمد ابن زینی دحلان شافعی علیہ الرحمۃ اور علامہ ابراہیم ابن خیار شافعی علیہ الرحمۃ جیسے جلیل القدر شوافع مفتیان کرام کثّرھم اللہ کی دستخطیں اور تصدیقی مہریں ہیں اور ساتھ ہی مفتیِ حنفیہ علامہ عبدالرحمٰن سراج، مفتیِ حنبلیہ علامۃ الشیخ حسن اور مفتیِ مالکیہ علامہ شرفی وغیرھم چاروں مسلک کے تقریباً پینتالیس (۴۵) علماء امت رحمھم اللہ کی تصدیقی مہریں ہیں، فتوی ملاحظہ ہو:

"فَالْمُنْکِرُ لِهٰذَا مُبْتَدِعٌ بِدْعَةٍ سَيِّئَةٍ مَذْمُوْمَةٍ لِاِنْکَارِهٖ عَلٰى شَيْءٍ حَسَنٍ عِنْدَ اللهِ وَالْمُسْلِمِيْنَ كَمَا جَاءَ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ [مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ] وَالْمُرَادُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ هٰهُنَا الَّذِيْنَ كَمَلُوا الْاِسْلَامَ كَالْعُلَمَاءِ الْعَامِلِيْنَ، وَعُلَمَاءُ الْعَرَبِ

وَالْمِصْرِ وَالشَّامِ وَالرُّوْمِ وَالْاُنْدُلُسِ كُلُّهُمْ رَاَوْهُ حَسَنًا مِنْ زَمَانِ السَّلَفِ اِلَى الْاٰنِ فَصَارَ الْاِجْمَاعُ وَالْاَمْرُ الَّذِیْ ثَبَتَ بِاِجْمَاعِ الْاُمَّةِ فَهُوَ حَقٌّ لَيْسَ بِضَلَالٍ.قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [لَايَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَى الضَّلَالَةِ] فَعَلٰى حَاكِمِ الشَّرِيْعَةِ تَعْزِيْرُ الْمُنْكِرِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔“

ترجمہ: ”پس مجلس (میلاد) وقیام کا منکر بدعتی ہے اس منکر کی بدعت سیۂ مذمومہ، کہ اس نے ایسی چیز کا انکار کیا جو خدا و اہل اسلام کے نزدیک نیک تھی جیسا کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ میں آیا ہے کہ ”جس چیز کو مسلمان نیک اعتقاد کریں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے“ اور یہاں مسلمانوں سے کامل مسلمان مراد ہیں جیسے علماء باعمل اور مجلس میلاد و قیام کو علماء عرب و مصر و شام و روم و اندلس (موجودہ اسپین و پرتگال) نے سلف سے آج تک مستحسن جانا تو اجماع ہو گیا اور جو امر اجماع اُمت سے ثابت ہو وہ حق ہے گمراہی نہیں، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ”میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرتی“ پس حاکم شرع (امیر یا بادشاہ) پر لازم ہے کہ منکر میلاد و قیام کو سزا دے واللہ تعالی اعلم۔“ (حوالہ: اقامۃ القیامہ، صفحہ ۲۹-۳۰، مطبوعہ: رضا اکیڈمی، ۲۶ر کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳، انڈیا۔)

مذکورہ فتوی چاروں مسلک کے علماء و مفتیان کا متفق علیہ فتوی ہے، قارئین اسے دوبارہ پڑھیں اور اچھی طرح سمجھیں، خاص کر اس کے آخری حکم پر غور کریں جس سے پتہ چلتا ہے کہ میلاد نبی ﷺ اور قیام وغیرہ پر اعتراضات کرنے والے اور ان چیزوں کو منع کرنے والے اور شرک و بدعت کی رٹ لگانے

والے اتنے بڑے مجرم ہیں کہ اگر اسلامی حکومت ہو تو بادشاہِ اسلام پر اسلامی قانون کے تحت ایسے مجرموں کو سزا دینا واجب ہے۔

لہذا اب یہ بات دن کے اجالے کی طرح ظاہر ہوگئی کہ شوافع علماء وفقہاء اور بزرگوں کا مسلک یہی ہے کہ میلاد شریف منانا اور اس سے متعلق نیاز وغیرہ کا اہتمام کرنا جائز بلکہ مستحب اور باعث برکت وثواب ہے، اور نبی ﷺ کے ذکر کے وقت یعنی صلوۃ وسلام وغیرہ کے وقت تعظیماً کھڑا ہونا اچھا، کارثواب اور پسندیدہ عمل ہے، اوران معمولات کا انکار کرنے والے بہت بڑے مجرم ہیں بلکہ خود بدعتی ہیں اور حاکم اسلام پر ان کو ان کے انکار کے سبب سزا دینا واجب ہے اس لئے کہ میلاد اور اس سے متعلق چیزوں میں ہمارے آقا، رسولوں کے سردار، جناب محمدٌ رّسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے اور رسول کی تعظیم کا حکم اور اس کا سلیقہ خود اللہ عز وجلّ نے ہمیں اپنی کتاب قرآن مقدس میں سکھایا، کہیں فرمایا

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو، اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ (سورۂ حجرات شریف، آیت نمبر۲۔) (کنزالایمان)

کہیں فرمایا، وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (سورہ فتح شریف، آیت نمبر۹۔)

ترجمہ: "اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔" (کنزالایمان)

توکسی مقام پر کامیاب ہونیوالوں کی یہ شان بتائی،

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ (سورہ اعراف، آیت ۱۵۷۔)

ترجمہ: ''تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں۔'' (کنزالایمان)

اسی لئے شافعی مسلک کے تمام اکابر علماء کرام بلکہ چاروں مسلک کے علماء و مفتیان عظام ذکر نبی ﷺ، میلاد، صلوٰۃ وسلام اور قیام تعظیمی کو مستحب و مستحسن فرمارہے ہیں اور سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر ہے، اب اگر اس تعظیم کو شرک و بدعت کہا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ حضور ﷺ کی تعظیم کرنا شرک و بدعت ہے، تو سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

اگر لعنت نہ کریں بلکہ ان کا مسلک صحیح مانیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے مسلکِ شافعی بلکہ چاروں مسلک کے علماء و ائمہ بدعتی، کافر اور مشرک ہوگئے، (معاذاللہ) یہاں تک کہ آج سے چالیس، پچاس سال پہلے کے سارے کوکنی مسلمان جو بزرگوں کے طریقے پر تھے اور یہ افعال ان کا معمول تھا اور آج کے اکثر کوکن کے بلکہ پوری دنیا کے مسلمان میلاد و قیام کے سبب بدعتی، کافر و مشرک ہوگئے۔ 'مشرک' بدترین کافر ہوتا ہے، تو آج دنیا میں کتنے مسلمان بچے؟؟ اور کل کتنے تھے؟؟؟ الامان و الحفیظ۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنے کو شافعی المسلک تو کہتے ہیں مگر وہ خود ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو تمام شوافع علماء و ائمہ کے برخلاف ہے اور یہ لوگ ان عقائد کی شوافع حضرات میں تبلیغ بھی کررہے

ہیں، ان کے علاوہ ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سرے سے کسی امام کو مانتا ہی نہیں، یہ دونوں گروہ مل کر شافعیوں کو مسلکِ شافعی سے دور کرنا چاہتے ہیں بلکہ صحیح اسلامی عقائد سے محروم کرنے کے درپے ہیں۔

وہ اس طرح کہ یہ لوگ ہمارے شافعی مسلک کے علماء و بزرگوں کو ان کے میلاد و قیام منانے کے سبب گنہگار، بدعتی، کافر اور مشرک قرار دیتے ہیں تاکہ ہمارے دلوں سے ان پیشواؤں کی محبت نکل جائے اور ہم ان کا راستہ چھوڑ دیں اور صراط مستقیم سے دور ہو جائیں۔ ان کی یہ سازش صرف کوکن میں شوافع حضرات ہی کو نہیں بلکہ آج پوری دنیا میں چاروں مسلک کے ماننے والے سنی مسلمانوں کو اپنے نشانے پر لئے ہوئے ہے۔

اس قسم کی سازشیں اور فتنے کوکن میں پیدا ہونے سے کئی سال پہلے ہندو پاک کے دوسرے علاقوں میں پھیلنا شروع ہو چکے تھے اور قریب تھا کہ سارے مسلمانوں کو اپنی زد میں لے لیں مگر خدائے رحمٰن و رحیم کا بے پناہ احسان کہ ان فتنوں کی سرکوبی کے لئے اس نے ایک ایسے عالم دین اور ولی کامل کو پیدا فرمایا جس نے اپنے قلم کی تلوار سے ان اچھے خاصے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے والوں کا مقابلہ کیا اور ان کے فتنوں کا پردہ فاش کر کے مسلمانوں کو صحیح راہ دکھائی۔ مثلاً محفل میلاد و قیام سے متعلق جو علماء شافعیہ کے عقائد ہیں بلکہ چاروں مسلک کے علماء کے عقائد ہیں ان کو قرآن و حدیث اور دیگر دلائل و براہین سے ثابت کیا اور ان معمولات کو شرک و بدعت کہنے والوں کی سخت تردید کی بالخصوص میلاد النبی ﷺ کے

اثبات میں ایک کتاب بنام "نُطْقُ الْهِلَالِ بِأَرْخِ وِلَادَةِ الْحَبِيْبِ وَالْوِصَالِ" اور اسی طرح ایک اور رسالہ بنام "اِقَامَةُ الْقِيَامَةِ عَلٰى طَاعِنِ الْقِيَامِ لِنَبِيِّ التِّهَامَةِ" تصنیف فرمایا اور قرآن وحدیث کے دلائل کے ساتھ ساتھ چاروں مسلک کے علماء کے اقوال وافعال سے قیام ومیلاد کو ثابت کیا اور بتایا کہ علماء کا یہ عمل باعث برکت و ثواب ہے اور یہ سب شرک و بدعت نہیں بلکہ جو لوگ اس کو شرک و بدعت کہتے ہیں وہی غلطی پر ہیں، آپ نے میلاد و قیام کو ایسے ٹھوس دلائل سے ثابت کیا جن کا جواب آج تک کوئی منکر نہ دے سکا اور مسلمانوں نے اس عالم دین کے فتاوے اور کتابیں پڑھ کر اپنے ایمان وعقیدے کو مضبوط کر لیا اور صراط مستقیم پر قائم رہے۔ اس طرح کافی حد تک گمراہوں کی سازشیں ناکام ہوگئیں۔

کیا آپ اپنے اس محسن کا نام جاننا چاہیں گے؟ جس نے شافعیت کی بلکہ اسلام کی لاج رکھی، وہ عالم دین وہی ہیں جنہیں مخالفین طرح طرح سے بدنام کر رہے ہیں ان کی ذات پر بے جا الزامات کا کیچڑ اچھالا جا رہا ہے اور ان کے تعلق سے طرح طرح کی جھوٹی باتیں لوگوں میں مشہور کی جا رہی ہیں تاکہ لوگ ان سے نفرت کرنے لگیں، کوئی ان کی کتابیں نہ پڑھے اور کوئی ان کی تعلیمات سے آشنا نہ ہو، یوں میدان صاف پا کر دشمن اپنا کام آسانی سے کر جائے، یہ بہت ہی گہری اور خطرناک سازش ہے، مسلمانوں کو اس سے ہوشیار رہنا ہوگا، اس سازش کو ختم کرنا ہوگا اور اس مرد مجاہد کا دامن مضبوطی سے تھام کر صراط مستقیم پر قائم رہنا ہوگا۔

وہ مردِ مومن حافظ وقاری، مفتی، علامہ، ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ، محدث اعظم

،مفسر اکرم، ولی کامل، قطب الارشاد، مجدد دین وملت امام احمد رضا خان محدثِ بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ ہیں۔

آپ فروعی مسائل میں حنفی المسلک تھے مگر آپ کا عقیدہ وہی تھا جو شوافع علماء بلکہ چاروں مسلک کے ائمہ وعلماء کا ہے اور وہی عقیدہ صحابہ کرام اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیش فرمایا، ہمارا چیلنج ہے کہ کوئی ان کی کسی کتاب یا فتوی میں کوئی ایک حرف بھی ایسا دکھادے جو شوافع علماء کے عقیدۂ قطعیہ کے برخلاف ہو، بلکہ آپ نے تو اپنے بہت سے عقائد کو شوافع علماء وبزرگوں کے حوالوں سے ثابت فرمایا مثلاً علم غیب رسول ﷺ کے عقیدے کو ثابت کرنے میں اپنی مشہور کتاب "اَلدَّوْلَةُ الْمَكِّيَةُ بِالْمَادَّةِ الْغَيْبِيَّةِ" میں جہاں دیگر دلائل دیئے ہیں وہیں اسلام کی دو ایسی جلیل القدر شخصیتوں کے حوالہ سے اپنا عقیدہ پیش کیا جو دونوں اپنی اپنی جگہ علم وفضل وعرفاں کے کوہ ہمالہ ہیں اور دونوں حضرات ہمارے امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مقلدین اور پیروکار ہیں، جن میں سے ایک امام ربانی، شافعی ثانی ،فقیہ یگانہ، شارح مسلم امام ابوذکریا یحیٰ ابن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ اور دوسرے مرجع الفقہاء، معتمد الفتاویٰ، خاتم الفقہاء والمحدثین، حجۃ اللہ فی الارضین امام شہاب الدین احمد ابن حجر ہیثمی مکّی شافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۴ھ ہیں۔

(حوالہ: الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ، صفحہ ۲۰۷-۲۰۶، مطبوعہ: قادری بکڈپو، بریلی، انڈیا۔)

اس قسم کی بے شمار مثالیں علامہ موصوف کی کتابوں میں جابجا پائی جاتی ہیں، خود میلاد النبی ﷺ اور قیام سے متعلق اپنے عقیدہ کو بے شمار شوافع علماء و بزرگان دین کے حوالوں سے ثابت فرمایا، ہماری ان ساری باتوں کی تصدیق کے لئے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے، حق و باطل کا فرق خود بہ خود سامنے آجائے گا، اسلام میں غیر مستند سنی سنائی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ جس بات کی تحقیق ہوجائے وہی قابل اعتبار و عمل ہے۔ لہذا ان معاملات میں بھی تحقیق و تفتیش ضروری ہے، اسی لئے تو ہم نے اس رسالہ میں شروع سے اخیر تک جو بھی بات پیش کی حوالے کے ساتھ ہی پیش کی بلکہ کتاب کی جلد و صفحہ نمبر اور جس پریس سے کتاب چھپی ہے اس کا مکمل نام و پتہ بھی دے دیا ہے تا کہ اگر کسی کو ہمارے کسی حوالے میں شک ہو یا کوئی مزید تحقیق چاہتا ہو تو اصل کتاب کی طرف آسانی سے رجوع کر سکے۔

''آخری بات''

اے کاش! وہ لوگ بجائے اس کے کہ مسلمانوں کو میلاد شریف اور قیام و سلام جیسے مبارک افعال سے روکتے اور ان کو مشرک و بدعتی بناتے، کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اپنے عقائد کی درستگی کے بعد شراب، جوا، زنا، چوری، رشوت، جھوٹ، غیبت اور ان جیسی دیگر برائیوں کے مٹانے کے سلسلے میں جِدّ و جُہد کرتے۔

اب اگر وہ لوگ ایسا نہیں کرتے تو مسلمانوں کو ہوش میں آنا ضروری ہے اور ان فتنوں اور سازشوں سے اپنے ایمان و عقیدے کو بچانا لازم ہے ورنہ وہ دن

دور نہیں جب قیامت قائم کی جائے گی جس میں ایمان والوں کو جنت اور کافروں کو جہنم میں ہمیشہ کے لئے پہنچا دیا جائے گا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

خدائے قدیر و جبار، مسلمانوں کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے، تمام گمراہیوں سے محفوظ رکھے، اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

فقط والسلام

احقر الطلاب محمد عاقب کھربے شافعی رضوی
متعلّم دارالعلوم امام احمد رضا، گونڈیورے، سنگمیشور،
ضلع رتنا گیری (کوکن) مہاراشٹر، انڈیا۔
شب دوشنبہ، مورخہ: ۱۷ر محرم الحرام ۱۴۲۵ھ
بمطابق ۹ر مارچ ۲۰۰۴ء
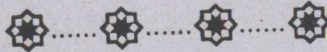
"مآخذ ومراجع"

نمبر	اسمائے کتب	اسمائے مصنفین
۱	القرآن المجید	
۲	تفسیر معالم التنزیل (تفسیر بغوی) المجلد الثانی	امام ابو محمد حسین ابن فراء بغوی شافعی علیہ الرحمۃ المتوفی ۵۱۶ھ
۳	تفسیر روح البیان المجلد التاسع	علامہ اسمعیل حقی علیہ الرحمۃ المتوفی ۱۱۳۷ھ
۴	الصحیح البخاری الشریف المجلد الثانی	امام ابو عبداللہ محمد ابن اسمعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۵۶ھ
۵	انسان العیون (السیرۃ الحلبیۃ) المجلد الاول	علامہ علی ابن برہان الدین حلبی شافعی علیہ الرحمۃ المتوفی ۱۰۴۴ھ
٦	المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ المجلد الاول	شارح بخاری علامہ احمد ابن محمد خطیب قسطلانی مصری شافعی علیہ الرحمۃ المتوفی ۹۲۳ھ
۷	الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ	علامہ سید احمد ابن زینی دحلان شافعی علیہ الرحمۃ المتوفی ۱۳۰۴ھ

۸	اعلام النبوة	امام ابوالحسین علی ابن محمد ماوردی شافعی علیہ الرحمۃ المتوفی ۴۵۰ھ
۹	الدولة المكية بالمادة الغيبية	مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری قدس سرہ المتوفی ۱۳۴۰ھ
۱۰	طبقات الشافعية الكبریٰ المجلد العاشر	امام تاج الدین عبدالوہاب ابن تقی الدین سبکی شافعی علیہما الرحمۃ المتوفی ۷۷۱ھ
۱۱	الحاوی للفتاوی المجلد الاول	علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ المتوفی ۹۱۱ھ
۱۲	اعانة الطالبين على حل الفاظ فتح المعين، المجلد الثالث	علامہ سید ابوبکر ابن محمد شطا دمیاطی شافعی علیہ الرحمۃ (من علماء القرن الرابع عشر)
۱۳	اقامة القيامة على طاعن القيام لنبی التهامة	مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری قدس سرہ المتوفی ۱۳۴۰ھ
۱۴	البراهين القاطعة	خلیل احمد انبیٹھوی (وہابی)

تقریظ جلیل

مناظر اہل سنت، علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب قبلہ

گردش ایام یا شامت اعمال نے آج مسلمانوں کو جس موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا ہے، وہ کون سی آنکھ ہوگی جو ہماری زبوحالی اور ذلت ورسوائی پر آنسو نہ بہاتی ہو۔ مسلمانوں کی ذلت ورسوائی، حقارت وہتک، خوار خستگی، بدنامی، بے عزتی، و محرومی کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کیا کل بھی مسلمانوں کے احوال وکوائف یہی تھے جو آج ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ انگریزی تہذیب وتمدن ایک فتنہ بار گھٹا بن کر افق عالم پر چھائی ہوئی ہے۔ اور اکثر ممالک میں یورپی تہذیب اور اجتماعی و معاشرتی مفاسد وشرور کی آگ لگی ہوئی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ یہ شرور وفتن کی لو پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے گی اور دنیا سے امن وامان، چین وسکون، عزت و آبرو، عصمت وعفت کے تاج محل کو جلا کر خاکستر کر دے گی۔

آہ......!! ایک وہ اسلامی اقبال کا زمانہ تھا کہ مسلمان حیاء وحمیت کے صحیح مسلک پر چلتے تھے۔ حتی کہ اگر ایک غیور مسلمان خاتون کے سر کے بالوں پر ایک نامحرم کی نظر تک نہیں پڑ سکتی تھی۔ اور ایک آج قومی ادبار کا زمانہ ہے کہ ان اقوام کی رسم وعادت کی تقلید کو مایۂ فخر ومباہات سمجھا جاتا ہے جن کے نزدیک شرم وحیاء کا

مفہوم ہی نہیں۔غرض عورتوں کا اجنبی مردوں کے ساتھ تخلیہ (تنہائی) میں ملنا، بات چیت کرنا، ہاتھ ملانا، خط وکتابت کرنا، ان کے ساتھ ناچنا، شریک سفر ہونا، اور ان کے سامنے نہ صرف ہاتھ پاؤں اور چہرہ بلکہ سینہ اور پنڈلی تک برہنہ رکھنا جائز سمجھتی ہیں۔

یہ افسوس ناک اور الم انگیز حالات ہیں، جن کی وجہ سے مسلمان مصائب و الآم کی طرف رواں دواں ہیں۔ جب تک مسلمان اسلامی آداب واطوار سے سختی کیساتھ متمسک تھے، اپنے نبی ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل پیراں تھے، اسلامی قوانین کے آگے اپنے گردنوں کو جھکائے ہوئے تھے، تو فتح وکامرانی، عزت وآبرو ان کے گھر کی کنیز تھی اور جب مسلمانوں نے اپنے طریقہ اسلامی کو ترک کردیا، اپنے پیغمبر کی ہدایات کو چھوڑ کر یہود ونصاریٰ اور دشمنانان اسلام کے اطوار کو گلے لگایا تو آج دربدر کی ٹھوکریں ان کا مقدر بن کر رہ گئی ہیں۔

آج دشمنانان اسلام نے عورت کو جو خلاف فطرت آزادی دے رکھی ہے، اور اس کا بلا نقاب وحجاب سیر وتفریح، مردوں کے ساتھ مصاحبت ومکالمت، مصافحہ ومعانقہ کو جائز کر رکھا ہے، دراصل اس میں عورت کی تنقیص شان ہے، عورت کی زینت وعزت اسی میں ہے کہ وہ چھپا کر رکھی جائے، کیونکہ قیتمی اور نایاب چیز کو مخفی ہی رکھا جاتا ہے۔

کتاب وسنت کی روشنی میں اسلام نے اتنا جامع ومکمل نظام حیات دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ پاکیزہ انسانی معاشرہ کی تشکیل میں اس سے بہتر کسی دوسرے نظام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام نے مردوں اور عورتوں کے بیجا میل جول کو ممنوع قرار دے کر ایک حد تک پردے کا حکم فرمایا، جو عفت وعصمت کا ضامن، معاشرتی، تمدنی امن کا کفیل ہے۔ جن مذاہب میں پردہ نہیں ہے ان میں عورت کے ساتھ جو نازیبا حرکات کئے جاتے ہیں وہ نہ گفتہ بہ ہیں۔ جن قوموں میں پردہ نہیں یا جو قوم پردے کی پابند نہیں ہیں اور مردوں، عورتوں کے کھلم کھلا میل ملاپ کو صحیح سمجھتی ہیں، مسلمانوں کو ان کی حالت سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے۔ مرد اور عورت خواہ وہ کسی بھی قوم کے ہوں ان کا تخلیہ میں ملنا ایسا ہے جیسے آگ اور بارود۔

آج یہ کہنا کہ پردہ اس ترقی کے دور میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ یہ تمام باتیں صرف یورپ کی طرز زندگی پر فریفتہ ہو جانے والوں کے مزاج کی ہے۔ ورنہ حقیقت میں اسلامی پردہ ترقی کیلئے مانع نہیں۔ کیونکہ جب مسلمان تمام عالم میں عزت وبرتری کے واحد مالک تھے، وہ ترقیات کی تمام منازل میں دنیا کی بڑی بڑی قوموں سے آگے تھے، اسلامی پردہ اس وقت سے رائج ومروّج ہے۔ اس وقت بھی مسلم خواتین تعلیم یافتہ تھیں، وعظ وتقریر کہا کرتی تھی، تلقین و ہدایت کے بھی فرائض انجام دیتی تھیں، اور یہ سب امور پس پردہ انجام پاتے تھے،

مسلم خواتین برقع ونقاب کے ساتھ جنگی مہمات میں حصہ بھی لیتی تھیں، اہل فوج کیلئے آب رسانی کا بندوبست اور زخم خوردہ لوگوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں، پیادہ و سوار ہوکر تیغ زنی کرتی تھیں، مگروہ حجاب کو ہر حالت میں لازم سمجھی تھیں۔ اس وقت کے غیور اور باعزت مردوں کے دلوں میں بھی کبھی یہ سوال پیدا نہیں ہوا کہ پردہ ترقیات کے راہوں کیلئے رکاوٹ ہے۔ اور نہ خود ان خواتین نے کبھی اُمراء المومنین کی خدمات میں یہ درخواستیں کیں کہ ہمیں پردہ سے نجات ملنی چاہیئے۔

عورت کو جو درجات ومقام اسلام نے دیئے وہ کسی مذہب میں نہیں، جس وقت عورت مردوں کیلئے بازیچۂ اطفال سمجھی جاتی تھی، شہوانی ونفسانی خواہشوں کا سامان، ظلم وستم اور قید وبند کی زندگی سے دوچار تھی، اہل عرب کے اخلاقی خصائل شرم وحیاء کی پابندیوں سے آزاد تھے، مرد وعورت کا آزادانہ اختلاط اور میل ملاپ تھا، عورتوں کے ساتھ عیش کرنا اور پھر مجلس میں اس پر فخریہ شعر کہنا معیوب ومکروہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے آتے ہی ان رزیل اخلاق عامہ کی کایا پلٹ دی۔ ان وسائل و ذرائع کا استیصال کردیا جو ناجائز اختلاطات کا باعث ہوتے تھے، بازاروں کو ''شرالاماکن'' (سب جگھوں میں بری جگہ) قرار دیا، مردوں کے ساتھ تشبہ کرنے والی عورتوں کو مستوجب لعنت بتایا، گھر سے باہر نکلنے والی عورتوں کے متعلق فرمایا کہ ''شیطان ان کی تاک میں بیٹھتا ہے'' نامحرم مرد وعورت کا ایک کمرہ

میں تخلیہ قطعاً حرام قرار دیا، عورتوں و مردوں سب کو نیچی نظروں کا حکم دیا، اور ساتھ میں اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو آزادی دی اور ان کے جو حقوق تھے، اسلام نے اسے وہ حقوق دلائے، مگر افسوس کہ آج اسلام کو ظلم وستم کا ہدف بنایا جارہا ہے۔

اسلام نے بے حیائی سے عورت کو بچا کر کامل آزادی عطا کی ہے اور ایک مسلمان عورت مواضع زینت کو مستور کر کے اپنے کاروبار اور ضرورتوں کے لئے نکل سکتی ہے اور ہر قسم کے تمدنی ومعاشرتی کاموں میں شریک ہوسکتی ہے، لیکن اس کو یہ اجازت نہیں کہ وہ غیر مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول رکھے، صاحب ثروت اور عفت مآب خواتین کو قطع نظر کر کے غیر مستطیع خواتین اگر نقاب و برقع کے ساتھ مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے پیادہ بھی جائیں تو اسلامی پردہ کے ہرگز خلاف نہیں۔ جو گروہ جاہل مسلمانوں کا اس طریقہ کے خلاف ہے، وہ تعلیم و ہنر کا دشمن ہے۔ مسلمانوں کا ہر طبقہ خواہ وہ امیر ہو یا غریب، چھوٹا ہو، یا بڑا تعلیم حاصل کرنے کیلئے ہر طرح مذہباً آزاد ہے۔ ہر مسلمان عورت کو شرعی پردہ کے ساتھ زیور ہنر سے اپنے آپ کو ایسا مزین کر لینا فرض ہے کہ وہ بوقت ضرورت شرافت و عصمت کے ساتھ اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کر سکے۔ پردہ کے ساتھ دائرہ نسوانیت کے اندر شوہر کی ہر معاونت اور قومی بلکہ ملی خدمت بھی انجام دے سکتی ہے۔

عزیزم مولانا غلام مصطفیٰ رضوی سلمہ القوی نے اس قومی وملی مرض کو صحیح طور پر پہچانا اور موجودہ ذہنیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پند ونصائح کو بڑے دلچسپ انداز سے پیش کیا ہے، جو ہماری ماؤں اور بہنوں کیلئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ دو بہنوں کا مکالمہ کتب معتبرہ ومستندہ کے حوالوں سے مرتب کر کے ایک انوکھے اور اچھوتے انداز میں پیش کیا ہے، جوان کے تفہیم وتسہیل کا پتہ دیتا ہے۔

عزیزم موصوف سے راقم الحروف کے بڑے گہرے مراسم ہیں، دینی، قومی، ملی جذبات وخدمات کو دیکھ کر قلوب واذہان کے سکونت وطمانیت کا سامان ہوتا ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت سے استحکام، تصلب فی السنۃ اور ملی ہمدردی دیکھ کر بے پناہ خوشی ہوتی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازیں، ان کے علم، عمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو ہماری ماؤں اور بہنوں کیلئے مفید سے مفید تر بنائے۔ آمین۔ بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ

دعا گو

خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور

مورخہ : ۲۲ رصفر المظفر ۱۴۲۵ھ ۔خانقاہ رضویہ نوریہ بریلی شریف کا

مطابق : ۱۳ راپریل ۲۰۰۴ء ادنیٰ سوالی

عبدالستار ہمدانی ''مصروف'' برکاتی، نوری

جہانِ رضا کے اوراق کی روشنی میں

تحریکِ پاکستان میں علمائے کرام کا کردار

مؤلف

علامہ جلال الدین ڈیروی

مکتبۂ نبویہ

میلاد مبارک کے موضوع پر قرآن وحدیث اور اقوال خلف وسلف پر مشتمل

ایک مختصر اور جامع رسالہ

میلاد رسول ﷺ اور اساطین امت

محمد راحت خان قادری

بانی وناظم اعلیٰ دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

المکتب النور

شکار پور چودھری، ایئر فورس گیٹ، عزت نگر، بریلی شریف

بسم الله الرحمن الرحيم

شرف انتساب

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ.............(وفات ۱۳۴۰ھ)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ الشاہ امجد علی اعظمی قدس سرہ........(وفات ۱۳۶۷ھ)

مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا قادری قدس سرہ.......(وفات ۱۴۰۲ھ)

جلالۃ العلم علامہ الشاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ........(وفات ۱۳۹۶ھ)

صاحب تصانیف کثیرہ علامہ عبد الحکیم اختر خان شاہجہانپوری قدس سرہ....(وفات ۱۴۰۲ھ)

غبارِ درِ اولیا و سادات

محمد راحت خاں قادری غفرلہ

رکن المکتب النور، بانی و ناظم دار العلوم فیضان تاج الشریعہ

شکار پور چودھری، ایئر فورس گیٹ، عزت نگر، بریلی شریف

نذر عقیدت

میں اپنی اس ادنیٰ وحقیر کاوش کو اپنے مرشد ومربی وارث علوم اعلیٰ حضرت، تاج الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی نذر کرتا ہوں جن کا وجودِ مسعود سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت کے لیے نشانِ امتیاز ہے، جن کا نقش قدم بھٹکتی سسکتی انسانیت کے لیے اس فتنوں بھرے دور میں نشانِ راہِ منزل ہے، جن کی شخصیت ہند وسندھ، عرب وعجم اور شرق وغرب میں مشہور ومعروف اور مقبول ومحترم ہے، جن کی نگاہ فیض سے میرے دل کے اندر کچھ کر گزرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ اپنے مشفق اساتذۂ کرام اور والدین کریمین کی نذر کرتا ہوں جن کی دعائیں اور محنتیں ہر مشکل وقت میں مجھ کو آسانیاں فراہم کرتی ہیں۔

محمد راحت خاں قادری غفرلہ

دعائیہ کلمات

نبیرۂ میر عبدالواحد بلگرامی، اولادرسول، میر سید شاہ محمد حسین میاں صاحب
دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ واحدیہ بلگرام شریف

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اللہ تبارک وتعالیٰ کو پسند ہے یہی وجہ ہے کہ ابتدائے آفرینش سے اب تک برابر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا چلا آرہا ہے۔ آج بھی عاشقین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرکار کی محفلیں سجاتے اور رچاتے ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد منا کر اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا خراج پیش کرتے ہیں۔

کچھ شیطان صفت انسان اس جہان میں ایسے بھی ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں بظاہر محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لیکن ہر اس بات میں الجھنے اور خامیاں نکالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و بڑائی اور آپ کی شان وشوکت کا اظہار ہو۔ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سرکار کے فضائل و مناقب اور آپ کی ولادت طیبہ کے احوال بیان کیے جاتے ہیں تا کہ سرکار کی عظمت ہمارے دلوں میں اور پختگی کے

ساتھ بیٹھ جائے اور سرکار سے محبت میں اضافے کا سبب بنے، اس کو بھی کچھ لوگوں نے کفر وشرک بک کر بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو بہکانے کی شیطانی کوشش کی لیکن وہ اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے۔ گذشتہ چند سالوں سے کچھ بدمذہب میلاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منانے کے خلاف چھوٹے چھوٹے رسالے تقسیم کر رہے ہیں۔ عوام کی ضرورت کے اعتبار سے کوئی ایسا کام ہونا چاہیے تھا۔

قابل مبارک باد ہیں عزیز القدر، محبّ محترم مفتی محمد راحت خان قادری بانی وناظم اعلیٰ دار العلوم فیضان تاج الشریعہ کہ جنہوں بر وقت ضرورت کو سمجھا اور مدلل مگر مختصر ایک رسالہ بنام ''میلاد رسول اور اساطین امت'' ترتیب دیا، جوان شاء اللہ عوام وخواص کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ موصوف ہمہ وقت دین اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے کوشاں رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے دینی منصوبوں کو پایۂ تکمیل کو پہنچائے اور ان کو مزید دینی وقلمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

سید حسین احمد واحدی بلگرامی
مقیم حال بریلی شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

ایک محبّ جب اپنے محبوب کا ذکر کرتا ہے یا سنتا ہے تو یہ مقام اس کے لیے مقام اطناب ہوا کرتا ہے عشق ومحبت کی جو آگ اس کے دل میں ہوتی ہے وہ محبوب کا تذکرہ چھڑتے ہی بھڑک اٹھتی ہے، اسی عشق ومحبت میں مست ہو کر وہ اپنے محبوب کی خوبیوں کو بیان کر کے اپنی روح وقلب کو سامان تسکین مہیا کرتا ہے۔ محفل میلاد رسول میں نور مجسم باعث تخلیق عالم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشاق پاک وصاف ہو کر کثرت سے درود شریف پڑھتے ہیں، بیان ہوتا ہے نور وظہور اور معجزات وکرامات کا جو وقت ولادت ورضاع اور قبل اعلان نبوت وبعد اعلان نبوت ظاہر ہوئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو کچھ معجزات وفضائل بیان کیے جاتے ہیں وہ یا تو روایتیں ہوتی ہیں یا ان سے ماخوذ کہ جن کو صحابہ نے مجالس تابعین میں بیان فرمایا اور تابعین نے مجالس تبع تابعین میں بیان کیا اس طرح قرناً بعد قرنٍ یہ ذکر ہوتا ہوا ہم تک پہونچا۔ اگر یہ ذکر مبارک ممنوع ہوتا تو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرن اول میں ہی زبان کو اس سے بند کر لیتے، نہ وہ فضائل ومناقب ہم تک پہونچتے نہ ہم ان کو محافل ومجالس سجا کر بیان کر پاتے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے میلاد مبارک کو

منانا یہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ سے غایت درجہ محبت کے اظہار اور دلِ مضطر کو تسلی دینے کے لیے ہوتا ہے جو کہ شریعت مطہرہ میں مطلوب ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُم (البقرة۲/۲۳۱)

اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے۔ (کنزالایمان)

(۲) وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا (النحل۱۶/ ۱۸)

اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔ (کنزالایمان)

(۳) يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا (النحل۱۶/۸۳)

اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر اس سے منکر ہوتے ہیں۔ (کنزالایمان)

(٤) وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ (النحل۱۶/۱۱۴)

اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو۔ (کنزالایمان)

(٥) أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ۔ (ابراھیم۱۴/ ۲۸)

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا۔ (کنزالایمان)

مذکورہ آیات میں رب تبارک وتعالیٰ نے نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و امام بخاری اور علامہ زرقانی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ "نعمت اللہ" سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ لہٰذا ان آیات سے معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یاد کرنے کا

ہمیں جا بجا حکم فرمایا ہے۔

(۱) لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (التوبۃ ۹/ ۱۲۸) پ

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔(کنزالایمان)

(۲) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن [illegible] مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (آل عمران ۳/ ۱۶۴)

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر [illegible] انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں [illegible] تا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔([illegible]نزالایمان)

(۳) قَدْ جَاءَ كُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ (المائدۃ ۵/ ۱۵) بیش

کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔(کنزالایمان)

(۴) وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ (انبیاء ۲۱/ ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔(کنزالایمان)

(۵) إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً (الفتح ۴۸/ ۸)

بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔(کنزالایمان)

بنظر اختصار مذکورہ پانچ ہی آیات پر اقتصار کہ جن سے معلوم چلتا ہے کہ خود

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم کو میلا د رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوشیوں کے ساتھ منانے کی ترغیب عنایت فرمائی ہے۔

(۱) حضرت مطلب بن ابی وداعہ سے روایت ہے: جاء العباس الیٰ رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فکأنه سمع شیئاً فقام النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علی المنبر، فقال من انا؟ فقالوا انت رسول الله علیك السلام۔ قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب، ان الله خلق الخلق فجعلنی فی خیرهم فرقة، ثم جعلهم فرقتین فجعلنی فی خیرهم فرقة، ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیرهم قبلة، ثم جعلهم بیوتاً فجعلنی فی خیرهم بیتاً وخیرهم نسباً۔
(الجامع للترمذی کتاب الدعوات رقم الحدیث:۳۵۳۲)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اس وقت ان کی کیفیت ایسی تھی) گویا انہوں نے کچھ سن رکھا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا آپ پر سلام ہو، آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا میں عبداللہ کا بیٹا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اس مخلوق میں سے بہترین گروہ کے اندر مجھے پیدا فرمایا اور پھر اس کو دو گروہوں میں تقسیم فرمایا اور ان میں سے بہترین گروہ میں مجھے پیدا فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس حصے کے قبائل بنائے اور ان میں سے بہترین قبیلہ کے اندر مجھے پیدا کیا اور پھر اس بہترین قبیلہ کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر اور نسب میں پیدا فرمایا۔

(۲) عن المطلب بن عبد الله بن قیس بن مخرمة عن ابیه عن جده

قال ولدت انا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل۔الحدیث(الجامع للترمذی باب ماجاء فی میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رقم الحدیث:۱۵۵۱)

مطلب بواسطۂ والد اپنے دادا قیس بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

(۳) عن واثلة بن الاسقع یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول "ان اللہ اصطفی کنانةمن ولد اسمٰعیل و اصطفیٰ قریشا من کنانةو اصطفیٰ من قریش بنی ھاشم و اصطفانی من بنی ھاشم"۔(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل نسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رقم الحدیث:۵۹۳۸)

واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا، اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں اولاد کنانہ کو، اور کنانہ کی اولاد سے قریش کو، اور قریش سے اولاد ہاشم کو، اور اولاد ہاشم سے مجھ کو۔

(۴) عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت بنو قریظة علیٰ حکم سعد بعث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الیہ قریبا منہ فجاء علیٰ حمار فلما دنا من المسجد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قوموا سیدکم(مشکوۃ المصابیح ۲۰۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب بنی قریظہ

نے حضرت سعد کو اپنا حکم تجویز کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے پاس اطلاع بھیجی اور وہ قریب ہی تھے تو وہ دراز گوش پر سوار ہو کر حاضر ہوئے جب دربار رسالت کے قریب پہنچے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کو حکم دیا کہ اپنے سردار کے لئے قیام کرو۔

(۵) عن عائشة كان النبى عليه السلام اذا دخل عليها (الفاطمة) قامت اليه فاخذت بيده فقبلته واجلسته فى مجلسها۔

(مشكوة المصابيح ۴۰۲)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ جب حضور نبی کریم حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لاتے تو وہ حضور کے لئے قیام کرتیں اور آپ کا دست مبارک لے کر اس کو بوسہ دیتیں اور آپ کو اپنی خاص جگہ میں بٹھاتیں۔

(۶) كَمَا رُوِىَ اَحْمَدُ وَالْبَزَّار وَالطِّبْرَانِىْ وَالْحَاكِمُ وَالْبيهقى و ابونعيم عَنِ الْعِرْبَاض بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قَالَ اِنِّىْ عَبْدُاللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَ اَنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِىْ طِيْنَةٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ دَعْوَةُ اَبِىْ اِبْرَاهِيْمَ وَ بُشَارَةَ عِيْسٰى وَ رُؤْيَا اُمِّى اللَّتِىْ رَأَتْ وَ كَذٰلِكَ اُمَّهَاتُ النَّبِيِّيْنَ يَرَيْنَ وَاِنَّ اُمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْهُ نُوْرًا اَضَائَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ۔ (الخصائص الكبرىٰ ص:۴۶)

"یعنی عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ میں خدا کا بندہ اور خاتم الانبیاء ہوں۔ اس وقت سے کہ آدم ہنوز مٹی میں ملے ہوئے تھے اور دیکھو میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ میں دعا ہوں ابراہیم کی اور

عیسیٰ کی خوشخبری ہوں اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔ اسی طرح اور انبیاء کی مائیں خواب دیکھتی تھیں اور میری ماں نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا جس سے ملک شام کے محل نظر آنے لگے۔"

(۷) حدثنا عبداللّٰہ حدثنی ابی ثنا ابو النصر ثنا الفرج ثنا لقمان بن عامر قال سمعت ابا امامه قال: قلت یا نبی اللّٰہ ما کان اول بدء امرک قال دعوۃ ابی ابراھیم و بشری عیسیٰ ورات امی انه یخرج منھا نور اضاء ت منھا قصور الشام۔ (مسند امام احمد حنبل ۲۶۲/۵)

یعنی "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ میری والدہ نے وقت پیدا ہونے میرے یہ دیکھا کہ اُن سے ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس سے قصورِ شام منور ہو گئے۔"

مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے اپنے میلاد کا تذکرہ فرمایا۔

تفسیر روح البیان میں زیر آیت کریمہ "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ" (الفتح ۲۹/۴۸) یوں ہے:

(۱) ومن تعظیمه عمل المولد اذا لم یکن فیه منکر (تفسیر روح البیان ۵۶/۹) یعنی عمل مولد شریف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے جب تک اس میں شیٔ منکر نہ ہو۔

(۲) ثویبة عتیقة ابی لھب اعتقھا حین بشرته بولادته علیه السلام وقد رئی ابو لھب بعد موته فی النوم فقیل له ما حالك فقال فی النار الا انه خفف عنی کل لیلة اثنین۔ (مواھب اللدنیة ۲۷/۱)

ثویبہ (ابولہب کی لونڈی) کو ابولہب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جو اس نے ابولہب کو خوش خبری پہنچائی تھی آزاد کر دیا تھا۔ ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ اس (ابولہب) نے کہا کہ دوزخ میں ہوں لیکن ہر دوشنبہ کی رات کو میرا عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے۔

(۳) ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام و يعملون الولائم و يتصدقون فى لياليه بانواع الصدقات و يظهرون السرور ويزيدون فى المبرات ويعتنون لقرابة مولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم۔ (مرجع سابق)

تمام اہل اسلام ہمیشہ سے اس ماہ مبارک میں جس میں حضور رحمۃ للعالمین نے ظہور فرمایا بڑی بڑی محفلیں کرتے ہیں اور نہایت خوشی سے کھانے کھلانے اور تمام راتوں میں فقراء پر طرح طرح کے صدقات و خیرات کر کے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور مولد شریف میں نعت خوانی کرتے ہیں اس لیے ان پر تمام قسم کی برکتیں اور فضل ظاہر ہوتے ہیں۔

(۴) و مما جرب من خواصه انه امان فى ذلك العام و بشرى عاجلة بنيل البغية والمرام فرحم الله امرأ اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة علىٰ من فى قلبه مرض و عناد۔ (مرجع سابق)

(مولود شریف کے کرنے میں) تجربہ کیا گیا ہے کہ کرنے والے کے لیے اس سال ان کے گھر میں امن رہتا ہے اور دنیا کی تمام مرادیں اور مطلب اور حاجتیں

حاصل ہونے کی خوشی ہے پس رحم کرے اللہ تعالیٰ ان پر جو مولود شریف کے مہینے کی راتوں کو عید بناتے ہیں تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت اور بغض کی بیماری ہے ان کے لیے شدت سے بیماری ہو۔

(۵) لا زال اهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر البلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبى صلى الله عليه وسلم و يفرحون بقدوم هلال ربيع الأول و يلبثون بالثياب الفاخرة و يتزينون بانواع الزيت و يتطيبون و يكتحلون و ياتون بالسرور فى هذه الأيام ويبذلون على الناس بما كان عندهم ويهتمون اهتماماً بليغاً علىٰ اسماع قرأة مولد النبى صلى الله عليه وسلم وينالون بذلك اجراً جزيلاً وفوزاً عظيماً۔ ومما جرب عن ذلك انه وجد فى تلك الأيام كثرة الخير والبركة مع السلامة والعافية وسعة الرزق وازدياد المال والأولاد ودوام الأمن والأمان فى البلاد والأمصار والسكون والقرار فى البيوت والدار ببركة مولد النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم۔ (مولد النبى،للشيخ ابن جرير الشافعى)

ہمیشہ سے اہل حرمین شریفین، (زادہما اللہ تعالیٰ شرفا وتعظیما) اہل مصر ویمن و شام اور تمام ملک عرب مشرق سے مغرب تک مولود شریف کی مجلس کرتے ہیں اور ماہ ربیع الاول کے آنے کی خوشیاں مناتے ہیں اور عمدہ عمدہ فاخرہ لباس پہنتے اور قسم قسم کی زینتیں روشنی اور خوشبوؤں سے کرتے اور سرمہ لگاتے ہیں، خوشی اور خرمی کرتے ہوئے آتے ہیں اور لوگوں کو جو کچھ ان کے پاس ہے بذل اور بخشش کرتے ہیں اور بڑے

بڑے اہتمام مولود شریف کے سننے میں بجالاتے ہیں اوراس سے اجر جزیل اور مراد عظیم کو حاصل کرتے ہیں اور مولود شریف کا عمل مجرب ہے جوان دنوں میں کیا جاتا ہے۔ مال میں کثرت اور برکت مع سلامتی اور عافیت کے اور کشادگی رزق اور زیادتی مال و اولاد کی اور ہمیشہ رہتا ہے امن وامان اس ملک یا شہروں میں اور مولود شریف کی برکت سے گھروں میں سکون وقرار ہوتا ہے۔

(٦) ولازال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلى الله عليه وسلم ويعملون الولائم ويتصدقون فى لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور و يزيدون فى المبرات ويعتنون لقرأة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم ومما جرب من خواصه أنه أمان فى زلك العام وبشرى عاجل بنيل البغية والمرام فرحم الله امرأ اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة علىٰ من فى قلبه مرض وعناد۔(ماثبت بالسنة ص:٧٩)

اوراہل اسلام ہمیشہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں محفل کرتے ہیں، کھانے کھلاتے ہیں، اس مہنے کی راتوں میں طرح طرح کے سدقات کرتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں، ااچھے اچھے کاروبارِ نیک میں زیادتی پکڑتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مولود شریف پڑھتے ہیں، ان پر ہر ایک قسم کے فضل عمیم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور مولود شریف کی مجرب خاصیت یہ ہے کہ اس سال بھر میں امن وامان ہے اور حاجت روائی اور مطلب برآری کی بڑی بشارت ہے۔ پس اس شخص پر رحم کرے جو مولد کے مہینہ کی راتوں کو عید بنائے تاکہ اس پر جس کے دل میں مرض

عدوات (رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور عناد ہے سخت علت ہو۔

(۷) حضرت امام نبوی شارح صحیح مسلم کے استاذ و شیخ، حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین ابی محمد عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن ابراہیم معروف بہ ابی شیبہ رحمہم اللہ تعالیٰ ''مولود مبارک کو ہیئت کذائیہ ملتزمہ موقتہ'' کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

ومن احسن ما ابتدع فی زماننا من هٰذا القبیل ما کان یفعل بمدینة اربل جبرها الله کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من الصدقات والمعروف وازهار الزینة والسرور، فان ذلك مع ما فیه من لأحسان الیٰ الفقراء مشعر بمحبة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وتعظیمه وجلالته فی قلب فاعله، وشکر الله تعالیٰ علیٰ ما منَّ به ایجاد رسوله الذی أرسله رحمة للعٰلمین صلی الله علیه وسلم وعلیٰ جمیع المرسلین، وکان اول من فعل ذلك بالموصل الشیخ عمر بن محمد الملاء احد الصالحین المشهورین، وبه اقتدیٰ فی ذلك صاحب اربل وغیره رحمهم الله تعالیٰ۔ (الباعث علیٰ انکار البدع والحوادث ص:۱۱)

نہایت نیک کاموں میں سے ایک بات یہ ہے جو ہمارے زمانے میں پیدا ہوئی ہے، جو خاص طور پر شہر اربل میں کی جاتی ہے۔ نیک کرے اللہ تعالیٰ اس کو جو ہر سال آج کے دن جو موافق اس دن سے ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے۔ صدقات سے، نیکی اور خدا کی فرماں برداری، زینت اور خوشی سے اور اس میں فقرا پر تقسیم طعام وغیرہ انعام سے کیا جاتا ہے، یعنی احسان کیا جاتا ہے حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو حاصل کرنے کے لیے، ان کی تعظیم اور عظمت وجلالت مولود شریف کے کرنے والے کے دل میں پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر کیا جاتا ہے کہ اس نے ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پید کیا جو سارے جہان اور تمام مرسلین کے لیے رحمت ہیں۔ سب سے پہلے یہ کام شہر موصل میں شیخ عمر بن محمد علیہ الرحمہ نے کیا جو سردار، صالحین، دین دار اور مشہورین میں تھے۔ پھر بادشاہ اربل (مظفر الدین) وغیرہ سلاطین نے ان کی ہی پیروی کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے۔

(۸) ثم لا زال أهل الاسلام فی سائر الأقطار والمدن والكبار يحتفلون فی شهر مولده ويعتنون بقراءة مولده الكريم، ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم۔ ملخصاً۔

(المولد الروی فی مولد النبی ص:۴،۵)

یعنی پھر اہل اسلام تمام اطراف واقطار اور بڑے بڑے شہروں میں ہمیشہ میلاد شریف کی محفلیں بڑے اہتمام کے ساتھ کرتے اور خوب دل لگا کر پڑھتے اور ان پر میلاد مبارک کی ایسی برکتیں ظاہر ہوتیں جس سے ہر طرح کا فضل عمیم ہے۔

(۹) فانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام۔

(مجمع البحار ص:۵۵۰)

یعنی یہ ماہ (ربیع الاول) ایسا ہے کہ ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہر سال (میلاد رسول کے موقع پر) خوشی واکرام ظاہر کیا کریں۔

(۱۰) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنے والد ماجد سے روایت

کرتے ہیں: ''کنت اصنع فی ایام المولد طعاماً صلة بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فلم یفتح لی فی سنة من السنین شیٔ اصنع به طعاماً فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمته بین الناس فرأیته صلی اللہ علیه وسلم وبین یدیه هذه الحمص مبتهجًا بشاشاً''۔

(در ثمین فی مبشرات النبی الأمین ص:۸)

یعنی میں ایام مولد شریف میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیاز کا لنگر کیا کرتا تھا ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا، میں نے لوگوں میں وہی چنے تقسیم کر دیے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور دیکھا کہ وہی چنے سرکار کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور سرکار شاد و مسرور ہیں۔

(۱۱) کنت قبل ذلك بمكة المعظمة فی مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی یوم ولادته والناس یصلون علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ویذکرون ارهاصاته التی ظهرت فی ولادته ومشاهده (قبل بعثته صلی اللہ علیه وسلم) فرأیت انوارا سطعت دفعة واحدة لا اقول انی ادرکتها ببصر الجسد ولاأقول ببصر الروح فقظ اللہ اعلم کیف کان الأمر بین هذا أو ذاك فتأملت تلك الأنوار فوجدتها من قبل الملائکة الموکلین بامثال هذه المشاهد وبامثال هذه المجالس ورأیت یخالط انوار الملائکة بأنوار الرحمة۔

(فیوض الحرمین ص:۲۶،۲۷)

میں اس سے پہلے مکہ معظّمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد مبارک

میں تھا میلا د شریف کے روز لوگ جمع تھے اور وہ معجات بیان کر رہے تھے جو کہ ولادت مبارک کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ میں نے یک بارگی انوار ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا میں نہیں کہتا ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ کہتا ہوں کہ روح کی آنکھوں سے دیکھا، فقط خدا جانے کیا امر تھا، میں نے تأمل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ کا ہے جو ایسی مجالس و مشاہد پر موکل ہیں۔ میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں۔

(۱۲) در تمام سال دو مجلس در خانۂ فقیر منعقد می شود۔ اول کہ مردم روز عاشورہ یا یک دو روز پیش ازیں قریب چہار صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس و زیادہ ازاں فراہم می آیند و درود می خوانند بعد ازاں کہ فقیر می آید می نشیند و ذکر فضائل حسنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آمد و آں چہ در احادیث و اخبار شہادت ایں بزرگاں وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود بعد ازاں ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بر ماحضر فاتحہ نمودہ می آید۔ پس اگر ایں چیز ہا نزد فقیر جائز نمی بود اقدام براں اصلاً نمی کرد۔

باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش ایں است کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہمیں مردم کہ موافق معمول سابق فراہم شدند۔ در خواندن درود شریف مشغول گشتند۔ فقیر می آید، اولاً از احادیث فضائل آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مذکور می شود، بعد ازاں بہ ذکر ولادت باسعادت و نبذے از حال رضاع و حلیہ شریف و بعضے از آثار کہ دریں آوان بظہور آمد بمعرض بیان می آید۔ پس بر ماحضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آں بحاضرین مجلس می شود۔

(الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم ص: ۱۰۴)

یعنی پورے سال میں فقیر کے گھر دو مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ پہلی مجلس عاشورہ یا اس سے ایک دو دن پہلے تقریباً چار پانچ سو، بلکہ تقریباً ہزار یا اس سے بھی زائد لوگ جمع ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد فقیر آ کر بیٹھتا ہے اور حضرات حسنین کریمین کی جو فضیلتیں صحیح حدیث میں وارد ہوئی ہیں وہ بیان کی جاتی ہیں۔ اور ان بزرگوں کی شان میں کو کچھ احادیث و اخبار میں آیا ہے وہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ختم قرآن اور پنج آیت پڑھ کر جو کچھ موجود ہوتا ہے اس پر فاتحہ دی جاتی ہے۔ لہٰذا اگر یہ چیزیں فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتیں تو ہرگز ان کی طرف پیش قدمی نہ کرتا۔

(دوسری مجلس) رہی مولود شریف کی مجلس تو اس کا حال یہ ہے کہ ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ میں وہی مذکورہ معمول کے مطابق لوگ جمع ہوتے ہیں اور قرآن خوانی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ فقیر آتا ہے اولاً احادیث سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلتیں بیان کی جاتی ہیں اس کے بعد ولادت باسعادت، مختصرا رضاعت کا حال، حلیۂ مبارکہ اور بعض وہ آثار جن کا ظہور ان مواقع سے ہوا تھا وہ سب بیان کیے جاتے ہیں، پھر ماحضر کھانا یا شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر مجلس میں حاضر ہونے والے لوگوں کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱۳) مشہور مورخ وسیرت نگار علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمة الله علیه المتوفی ۱۰۴۴ھ تحریر فرماتے ہیں۔

وَقَدِ اسْتَخْرَجَ لَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ اَصْلًا مِّنَ السُّنَّةِ وَكَذَا الْحَافِظُ السُّيُوْطِيُّ وَرَدًّا عَلَى الْفَاكِهَانِي الْمَالِكِيِّ فِيْ قَوْلِهٖ اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ مَّذْمُوْمَةٌ" (السيرة الحلبية ١/٨٤) ،

'' حافظ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانی اور حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہما اللہ نے میلاد کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور فاکہانی مالکی (منکر میلاد) کا اس کے اس قول میں کہ 'میلاد شریف بدعت سئیہ ہے' ردّ کیا۔''

(۱۴) علامہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ سے یہ سوال کیا گیا۔

"سُئِلَ عَنْ عَمَلِ الْمَوْلَدِ النَّبَوِیِّ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فِیْ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ مَاحُکْمُہٗ مِنْ حَیْثُ الشَّرْعِ؟ وَھَلْ ھُوَ مَحْمُوْدٌ اَوْمَذْمُوْمٌ؟ وَھَلْ یُثَابُ فَاعِلُہٗ اَوْلَا؟

ربیع الاول کے مہینے میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منانے کے بارے میں پوچھا گیا کہ شریعتِ اسلامی میں اس کا کیا حکم ہے، آیا میلاد منانا قابل تعریف ہے یا مذموم؟ اور میلاد منانے والے کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

تو آپ نے اس کا جواب ان الفاظ میں عنایت فرمایا:

"اَلْجَوَابُ: عِنْدِیْ اَنَّ اَصْلَ عَمَلِ الْمَوْلَدِ الَّذِیْ ھُوَ اجْتِمَاعُ النَّاسِ وَقِرَاءَۃُ مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَرِوَایَۃُ الْاَخْبَارِ الْوَارِدَۃِ فِیْ مَبْدَاءِ اَمْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وَمَا وَقَعَ فِیْ مَوْلَدِہٖ مِنَ الْاٰیَاتِ، ثُمَّ یُمَدُّلَھُمْ سِمَاطٌ یَاْکُلُوْنَہٗ وَیَنْصَرِفُوْنَ مِنْ غَیْرِ زِیَادَۃٍ عَلٰی ذَالِکَ مِنَ الْبِدْعِ الْحَسَنَۃِ الَّتِیْ یُثَابُ عَلَیْھَا صَاحِبُھَا لِمَافِیْہِ مِنْ تَعْظِیْمِ قَدْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وَاِظْھَارُ الْفَرَحِ وَالْاِسْتِبْشَارِ بِمَوْلَدِہِ الشَّرِیْفِ"

(حوالہ: الحاوی للفتاوی ۱/۱۸۹)

میرے نزدیک میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ لوگوں کا جمع ہونا، قرآن

سے جو میسر آئے اس کی تلاوت کرنا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق میں وارد احادیث کو بیان کرنا وغیرہ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد میں واقع قرآنی آیات کو بیان کرنا، پھر حاضرین کے لئے (نیاز و لنگر کا) دستر خوان بچھایا جاتا ہے، جس پر وہ لوگ کھاتے ہیں اور بغیر زیادتی کے اس پر خرچ کرتے ہیں، یہ ساری باتیں بدعات حسنہ میں سے ہیں جن کا کرنے والا ان کے کرنے کے سبب ثواب پاتا ہے اس لئے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبے کی تعظیم ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد شریف سے خوش ہونا اور خوشی کا اظہار کرنا ہے۔

(۱۵) علامہ ابوزکریا حنبلی فرماتے ہیں:

ان ینتهض الاشراف عند سَمَاعه قیاماً صفوفاً او جثیا علی الرکب۔ (طرب الکرام ص:۹)

یعنی "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیانِ ولادت کے آداب میں ہے کہ صف بصف اشراف کھڑے ہوں یا سوار"۔

مذکورہ آثار اور اقوال خلف وسلف سے یہ ثابت ہوا کہ سرکار کا میلاد مبارک منانا صحابہ تابعین بلکہ تمام مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے، اور یہی حقیقت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد مبارک منانا اللہ رب العزت کی سنت، خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت بلکہ سارے انبیائے کرام کی سنت ہے۔ یہ وہی ذات بالاصفات ہی تو ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محبوب ہمارے ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کیا، جہاں جہاں مجھے یاد کیا جائے گا تمہارا بھی چرچا ہوگا بے تمہاری یاد کے ایمان ہرگز پورا نہ ہوگا۔ آسمانوں کے طبقات اور

زمینوں کے تمام پردے تمہارے ہی نامِ نامی سے گونجیں گے، موذن اذانوں میں اور خطباو ذاکرین اپنی مجالس ومحافل میں، واعظین منابر پر، طلبا و مدرسین مدارس میں اور قلم کارو مصنفین اپنی نگارشات وتصانیف میں ہمارے ذکر کے ساتھ تمہیں یاد کریں گے، میں آسمانی کتابیں نازل کروں گا ان میں تمہاری میلاد کے ذکر کے ساتھ تمہاری مدح و ستائش اور جمال صورت وکمال سیرت ایسی توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری جانب جھک جائیں گے اور وہ آپ کے ایسے گرویدہ ہو جائیں گے کہ ایک عالم اگر تمہارا دشمن ہو کر تمہاری عظمت شان کو گھٹانا چاہے یا تمہارے فضائل وکمالات کو مٹانا چاہے وہ کامیاب نہ ہوسکیں گے۔ اسی وعدے کا نتیجہ ہے کہ یہود و نصاریٰ صدہا برس سے اپنی کتابوں سے ان کا ذکر نکالنے کے لیے کوشاں ہیں اور چاند پر خاک ڈالنے کی ناکام کوشش میں لگے رہے لیکن اپنے غلیظ مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے آج بھی چہار دانگ عالم میں ہر سوان کی ہی عظمت کا چرچا ہے۔ حضور صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشقوں نے آپ سے اپنی محبتوں کا خراج مختلف انداز میں پیش کیا ہے اور قیام قیامت تک اپنی الفت ومحبت کا اظہار کرتے رہیں گے۔ محفل میلاد کا قیام بھی اسی جذبے کے تحت ہوتا تھا، ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا جو کہ مسلمان اور عاشقین مصطفیٰ کے لیے باعث خوشی ہے اور دشمنان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے پریشانی کا سبب۔ الحمد للہ! آج بھی اہل ایمان برابر محافل میلاد مقدس سجاتے ہیں اور سرکار کی نعتوں کے نغموں کی شیریں آواز بلند کرتے رہتے ہیں۔ لہذا اسواد اعظم کے خلاف اگر کوئی طاقت اپنی آواز کو بلند کرنا چاہے تو وہ ہرگز مسموع نہ ہوگی۔

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اتبعوا السواد الأعظم فانه من شَذَّ شُذَّ فی النار۔

(مشکوۃ المصابیح باب الأعتصام:۱/۳۰)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سواد اعظم (جمہور علما و مسلمین) کی پیروی کرو جو کوئی جماعت جمہور علما و مسلمین سے دور ہوا، وہ جدا ہوا دوزخ میں۔

(۲) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی أو قال امۃ محمد علیٰ ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شَذَّ شُذَّ فی النار۔

(مشکوۃ المصابیح باب الأعتصام ۱/۳۰)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تحقیق کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا دست قدرت جماعت پر ہے اور جو کوئی جماعت سے الگ ہو گیا وہ دوزخ میں جا پڑا۔

(۳) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبراً فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ۔

(مشکوۃ المصابیح باب الأعتصام ۱/۳۱)

یعنی حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے بالشت بھر جدا ہوا تو تحقیق کہ اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی کو نکال دیا۔

رب تبارک وتعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرمائے اور میلاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم غلامان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے زیادتی محبت کا سبب بنائے۔ اللھم ارزقنا حب حبیبہ ھذا النبی الأمین الکریم علیہ وعلیٰ آلہ اکرم الصلاۃ والتسلیم۔ آمین یا رب العالمین۔

اس مجموعے کا اصل سبب محبّ محترم گرامی قدر میثم عباس قادری رضوی صاحب ہیں جنہوں نے اکابر علمائے کرام کے دس رسائل کو تحقیق وتخریج اور جدید طرز پر ترتیب دیا انہوں نے مجھ سے چند الفاظ لکھنے کے لیے فرمایا تو ان کے حکم کی تعمیل کے لیے چند کتابوں کو سامنے رکھ کچھ لکھا اور ان کے حوالے کردیا موصوف نے تصحیح بھی فرمائی ۔اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

عالی جناب امین رضا خان بریلوی نے مجھ سے اصرار کیا کہ اس میں کچھ اضافہ کر کے اس کو شائع کردیا جائے تاکہ عوام اس سے فائدہ حاصل کرے، ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس میں کچھ اضافہ کر کے پیش کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

مخلصانہ عرض ہے کہ اگر بشری تقاضے سے کہیں غلطی رہ گئی ہو تو براہ راست مجھ کو مطلع فرمائیں تاکہ شکریہ کے ساتھ اس کی تصحیح کرلی جائے۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے میلاد و قیام پر نایاب فتویٰ کیساتھ
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر مشتمل ایمان افروز کتاب

سرور العباد فی بیان المیلاد

تصنیف
مورخ اسلام
حضرت علامہ فیض محمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

باہتمام محمد رمضان ضیاء البارودی

ناشر
ادارہ ضیاء السنۃ جامع مسجد شاہ سلطان کالونی ریلوے روڈ ملتان فون: 544368-516997

ملنے کا پتہ
مدینہ کتب خانہ اندرون بوہڑ گیٹ ملتان، مکتبہ قادریہ داتا دربار مارکیٹ لاہور

مصحح ومحرک مولانا غلام محمد نظامی مدیر اجمیری کتب خانہ پیر پٹھان روڈ ملتان

حامداً لاهلہ ومصلیاً علی اھلھا

ہدیۂ تہنیت

اتت سلیمان یوم العرض قبرۃ ؛ تھدی الیہ جراداً فی فیھا

حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں ایک چڑیا آئی ـــــ ایک ٹڈی کو منہ میں لیے ہوئے تحفہ پیش کیا!

وانشدت بلسان الحال قائلۃ ؛ ان الھدایا علی قدر مھدیھا

اور اس نے زبان حال سے یہ کہا ـــــ بیشک تحائف کا دارومدار تحفہ دینے والے کی قدرت پر ہے

حضرت فخر کائنات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر

ولادت باسعادت پر چیدہ چیدہ واقعات ہیں جن کو ترتیب

دے کر "سرور العباد فی بیان المیلاد" نام تجویز کیا ہے

اب اس کتاب کو شمس العارفین قدوۃ السالکین

قطب الواصلین حضرت مولانا

خواجہ غلام نظام الدین صاحب

دام اقبالہ، مسند آرائے دربار عالیہ تونسہ شریف کی خدمت میں

بطور ہدیۂ تہنیت پیش کرتا ہوں۔ ع:۔

"گر قبول افتدزہے عزوشرف"

ہدیہ پیش کنندہ نیاز کیش :۔ فیض محمد قادری

گوہر گرانمایہ

از عالیجناب ملک شیر محمد خان صاحب اعوان صدر بلدیہ کالا باغ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ کے سیرت نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے۔ مگر اس میں جگہ پانا باعث شرف ہے۔

یہ وہ الفاظ ہیں جن کے ساتھ آکسفورڈ یونیورسٹی کے شہرۂ آفاق پروفیسر ڈی اے۔ الیس مارگولیتھ نے اپنی تالیف موسومہ "محمد اور ظہورِ اسلام" کا آغاز کر کے ایک مسلّم عقیدت کا بلیغ الفاظ میں اعتراف کیا ہے ع

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ

یعنی پوری فضیلت وہ ہے جس کی دشمن بھی گواہی دیں۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور خصائل ستودہ ہمیشہ بیان کیے گئے۔ بیان کیے جاتے ہیں۔ بیان کیے جائیں گے۔ مگر کما حقہٗ نہ بیان ہو سکتے ہیں۔ نہ بیان میں آ سکتے ہیں۔

عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے متوالے جوش دیوانگی میں ہمیشہ اپنے والہانہ انداز میں اپنے آقا کے خصائل، شمائل و فضائل بیان کرتے ہیں۔ باوجود اس کے واجدانہ کیفیت میں کہتے ہیں۔ بیخودانہ اضطراب میں کہتے ہیں۔ لیکن دوسروں کو بہ بانگ دُہل آگاہ کر کے لکھتے ہیں۔ (دلہما)

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

حضرت علامہ فیض محمد صاحب قادری کا علمی مقام علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ "درۃ التاج فی مسئلۃ المعراج" لکھ کر قلمی اور علمی دنیا میں اپنا مقام پیدا کر چکے ہیں۔ آپ نے میلاد النبی کے متعلق زیر نظر پُراز حقائق و معارف کتاب لکھ کر واعظین اور عامۃ المسلمین پر احسان عظیم کیا ہے۔ اگرچہ اردو زبان میں اس موضوع پر بیشمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مگر ان میں زیادہ تر انہیں واقعات کے اندراج پر اکتفا کیا گیا ہے۔ جو زبان زد خاص و عام ہیں۔

حضرت علامہ قادری نے تفسیر، حدیث، سیرت، تاریخ اور تصوف سے متعلقہ کتابوں کی ایک پوری لائبریری میں عمیق غواصی کے بعد ایسے گوہر ہائے گرانمایہ صفحات قرطاس پر بکھیرے ہیں جن کو قبل ازیں (عوام کا تو ذکر ہی کیا خواص سے بھی) بہت کم حضرات کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں۔ علامہ موصوف ولادت نبوی کے واقعات کو عاشقانہ و والہانہ انداز میں بیان کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ میں برادران اسلام سے پُرزور سفارش کروں گا کہ وہ اس کتاب کو خرید کر پڑھیں اور صاحب ثروت اصحاب اسے کافی تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کریں۔ تاکہ فاضل مؤلف کی حوصلہ افزائی ہو۔ اور اس مفید کتاب کے مطالعہ سے ہر ذہنی استعداد کے فرد کو نفع پہنچ سکے۔

خاکسار
شیر محمد

کالاباغ۔ ضلع میانوالی

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۵۹ء

سلطان المشائخ ثانی حضرت خواجہ پیر غلام نظام الدین تونسوی رضی اللہ عنہ

کے

آخری کلمات

تحریر علامہ محمد یوسف صاحب تونسوی نظامی مدرس مدرسہ انوار العلوم ملتان

پیر طریقت حضرت مولانا محمد دین صاحب سجادہ نشین مکھڈ شریف حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ کے عرس پر حاضر ہوئے۔ جب حضرت سلطان المشائخ کی قدمبوسی کی تو حضرت نے فرمایا۔ شکریہ۔ آپ وقت پر آگئے ہیں۔

بروز پیر ۶ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ کو حضور سلطان المشائخ صبح قبل از قوالی ختم قرآن شریف میں شرکت فرما کر گھر تشریف لے گئے۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ ہمیشہ نماز باجماعت ادا فرماتے عشاء کی نماز کے لیے اپنے بڑے صاحبزادہ حضرت خواجہ غلام فخر الدین صاحب مدظلہ کو فرمایا کہ جاؤ مسجد میں جماعت کراؤ۔ صاحبزادہ صاحب نے حضور کے ارشاد کے مطابق مسجد میں عشاء کی جماعت کرائی۔ حضور سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں نے بھی نماز ادا کرنی ہے جناب مولانا محمد قمر الدین صاحب مکھڈ شریف والے موجود تھے۔ حضور نے ان کے متعلق فرمایا کہ آپ مسافر ہیں۔ کسی مقیم کو بلاؤ۔ کہ چاروں رکعت باجماعت ادا کروں۔ مولانا محمد قمر الدین صاحب مکھڈوی نے عرض کی حضور میں پندرہ دن اقامت کی نیت کر لیتا ہوں تاکہ آپ کو دو رکعت جدا گانہ پڑھنے کی تکلیف نہ ہو۔ حضور سلطان المشائخ نے فرمایا کہ آپ کو تو چالیس دن رہنا ہوگا۔ مولانا محمد قمر الدین صاحب نے عرض کی کہ حضور، بفضلہٖ تعالیٰ خیریت ہے۔ اور خود پندرہ دن اقامت کی نیت کر لی۔ اور عشاء کی نماز باجماعت پڑھائی۔ جب حضور سلطان المشائخ نماز وتر ادا کر چکے۔ تو بڑے صاحبزادہ سے فرمایا کہ اب میں نہیں بیٹھ سکتا۔ تم دو رکعت نفل پڑھ کر ان کا ثواب میرے ملک کر دو۔ تاکہ وتر کے بعد والے میرے دو نفل بھی پورے ہو جائیں۔ صاحبزادہ صاحب نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر چھوٹے صاحبزادہ خواجہ غلام معین الدین صاحب مدظلہ، کو طلب

فرمایا کہ ملاقات کرلے۔ پھر فرمایا کہ جب حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ کا وصال شریف ہوا تو ۷ر صفر رات کے اڑھائی بجے کا وقت تھا۔ اور جب خواجہ محمود صاحب رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا تو منگل کا دن رات کے اڑھائی بجے کا وقت تھا۔ صبح منگل ہے اور اب رات کے ڈھائی بجے ہیں۔ میں اب تمہارا چند منٹ کا مہمان ہوں۔ اس کے بعد چھوٹے صاحبزادہ مدظلہ تشریف لائے۔ پشاور کے ایک ڈاکٹر صاحب نے حضور کی نبض دیکھ کر کہا کلمہ شریف پڑھو۔ حضور نے چشم مبارک کھول کر کہا کہ مجھے تم سب سے زیادہ صحیح کلمہ شریف آتا ہے۔ پھر تین مرتبہ کلمہ طیبّب لا الٰہ الا اللہ محمدؐ الرسول اللہ پڑھ کر اپنی جان محبوب حقیقی کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؁

ہائے حریم زلیست میں شاہ نظام کیوں نہیں
پھر یہ نمودِ صبح کیوں، دائمی شام کیوں نہیں

۸ر جون صبح ۹ بجے نماز جنازہ مولانا محمد دین مکھڈوی نے درگاہِ محمودیہ میں پڑھائی ؁

عرس شہِ پٹھان میں عرسِ نظام آ گیا
مثلہ تومن شدی زیر کلام آ گیا

۷ر صفر ۱۳۸۵ھ

ماخذ

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم
چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

جن کتابوں کی عبارتیں بمعہ حوالہ جات درج ہیں ان کی فہرست درجِ ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب
	علم تفسیر	۱۳	جواہر الحسان	۲۴	صحیح مسلم
۱	تفسیر ابن عباس	۱۴	السراج المنیر	۲۵	مستدرک حاکم
۲	موضح القرآن	۱۵	فتح البیان	۲۶	ابوداؤد
۳	جمل شرح جلالین	۱۶	تفسیر مدارک	۲۷	سنن نسائی
۴	تفسیر عزیزی	۱۷	تفسیر مظہری	۲۸	ابن عساکر
۵	عرائس البیان	۱۸	خفاجی شرح بیضاوی	۲۹	ابن ماجہ
۶	تفسیر ابوالسعود	۱۹	جامع البیان	۳۰	فتح الباری
۷	روح المعانی	۲۰	تفسیر حسینی	۳۱	معجم صغیر از طبرانی
۸	تفسیر کبیر	۲۱	روح البیان	۳۲	حصن حصین
۹	بیضاوی شریف	۲۲	تفسیر ابن جریر طبری		**سیرت مقدسہ**
۱۰	جلالین شریف		**علم حدیث**		
۱۱	صاوی شرح جلالین			۳۳	دلائل النبوت
۱۲	معالم التنزیل	۲۳	بخاری شریف	۳۴	مدارج النبوت

نمبر شمار	نام کتاب
۳۵	سیرت حلبیہ
۳۶	مواہب لدنیہ
۳۷	شفا شریف
۳۸	نسیم الریاض
۳۹	زرقانی شرح مواہب
۴۰	بہجتہ المحافل
۴۱	شرح بہجتہ المحافل
۴۲	سیرت ابن ہشام
۴۳	الروض الانف
۴۴	معارج النبوت
۴۵	ریاض الازہار
۴۶	خصائص کبریٰ
۴۷	مطالع المسرات
۴۸	صادقیہ شرح قصیدہ بردہ
۴۹	اقبال اور عشق رسول
۵۰	نزہتہ المجالس
۵۱	خیر المونس
۵۲	ارشاد النبی
۵۳	سیرت نبویہ دحلان
۵۴	شرف الانام
۵۵	حجتہ اللہ از نبہانی رح
۵۶	رحمتہ للعالمین

نمبر شمار	نام کتاب
۵۷	لباب الخیار
۵۸	نور البصر
۵۹	فیوض الحرمین
۶۰	سیرت مغلطائی
۶۱	تاریخ اسلامی از خیاط مصری
۶۲	نسب نامہ از قطب الدین
۶۳	صلوٰۃ الصفا

تواریخ

نمبر شمار	نام کتاب
۶۴	دستور العلماء
۶۵	الجامع اللطیف
۶۶	تاریخ طبری
۶۷	بدائع الزہور
۶۸	الوقعتہ الاسلامیہ
۶۹	حلیتہ الاسرار
۷۰	فاروق اعظم از محمد حسین ہیکل
۷۱	مرۃ الانساب
۷۲	اخبار الاخیار
۷۳	جذب القلوب
۷۴	بستان المحدثین

لغت

نمبر شمار	نام کتاب
۷۵	قاموس
۷۶	تاج العروس
۷۷	منتہی الارب
۷۸	غرائب القرآن
۷۹	مفردات امام راغب
۸۰	لسان العرب
۸۱	اقرب الموارد
۸۲	حیوٰۃ الحیوان
۸۳	نہایہ ابن اثیر
۸۴	کشاف اصطلاحات الفنون

فقہ

نمبر شمار	نام کتاب
۸۵	خلاصۃ الفتاویٰ
۸۶	فتاویٰ عبد الحی
۸۷	رد المختار عرف شامی

علم عقائد

نمبر شمار	نام کتاب
۸۸	نبراس شرح عقائد
۸۹	فیصلہ ہفت مسئلہ
۹۰	حق المبین فی اجوبتہ الاربعین
۹۱	کتاب الملل والنحل
۹۲	عقائد علماء دیوبند
۹۳	بوادر نوادر

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب
	تصوف واخلاق	۱۰۱	منطق الطیر	۱۱۱	مرزا غالب
۹۴	مکتوبات امام ربانی	۱۰۲	کلام اقبال	۱۱۲	مرزا احمد رفیع سودا
۹۵	مقامات سعیدیہ	۱۰۳	قصیدۃ النعمان	۱۱۳	بیدم شاہ وارثی
۹۶	مذاق العارفین	۱۰۴	حدائق بخشش	۱۱۴	اقبال احمد سہیل
۹۷	کیمیاء سعادت	۱۰۵	امیر مینائی	۱۱۵	جگر مراد آبادی
		۱۰۶	میر غلام حسن	۱۱۶	مثنوی شریف
	شعراء کے دیوان	۱۰۷	نظیری نیشاپوری	۱۱۷	مولانا فیض احمد فیض
۹۸	ایمان کامل	۱۰۸	عرفی	۱۱۸	مولانا عبدالرحمن جامی
۹۹	قصیدہ بانت سعاد	۱۰۹	محسن کاکوروی	۱۱۹	حفیظ جالندھری
۱۰۰	قصیدہ بردہ	۱۱۰	محمد جان قدسی	۱۲۰	مسدس حالی

فائدہ

ان مذکورہ کتابوں کے مطالعہ اور ان سے عبارت نقل کرکے معاملہ میں، میں نے بہت سے کتب خانوں میں جاکر اوراق گردانی کی۔ زیادہ تر فوائد اس بارہ میں کتب خانہ خانقاہ سراجیہ کندیاں اور کتب خانہ فیضیہ گجہ ضلع میانوالی سے حاصل ہوئے۔

اے کہ ہستی طالب راہ صواب ✿ رو مگرداں زیں کتاب مستطاب

خویش دیگر دلیل از من مخواہ ✿ آفتاب آمد دلیل آفتاب

فہرست مضامین سرور العباد فی بیان المیلاد

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

دیباچہ

اے شربتِ دردِ تو دوائے دلِ ما ٭ آشوب بلائے تو عطائے دلِ ما
از نامہ حمد تو شفائے دلِ ما ٭ در نامِ حبیبِ تو صفائے دلِ ما

اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ جس کی مہربانیاں اور نعمتیں احاطۂ شمار سے باہر ہیں۔ سب سے بڑا احسان اس ذات پاک کا ہم پر یہ ہے کہ ہماری بھلائی کے لیئے سیدنا وسندنا وسیلتنا فی الدارین صاحبِ قاب قوسین صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور بے شمار درود اور سلام اس ذاتِ اقدس پر نازل ہوں۔ جس کے وجودِ سراپا جود کی برکت سے کون و مکان وجود میں آئے۔ اور آپ کے آل و اصحاب پر جنہوں نے آپ کے نورِ پُر سرور سے اپنے آپ کو منور بنایا۔ اور دنیا کو راہِ ہدایت بتائی۔

وجہ تالیف

حمد و صلوٰۃ کے بعد فدوی فیض محمد قادری بن مولانا غلام رسول مرحوم ان بزرگوں کی خدمت میں مدعی نگار ہے، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکت سے محبت اور الفت ہے کہ دنیا کے مشہور مذاہب یہودی اور نصرانی جن بزرگوں کو اپنے دین کا پیشوا مانتے ہیں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سب رسولوں (سلام ہو ان پر) کے میلاد نامے مفصل ارشاد فرمائے حتیٰ کہ قرآن

کی تلاوت کرنے والا ہر مسلمان ان قرآنی میلاد ناموں کی تلاوت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور بعض روشن ضمیر بزرگوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مَثَلُ نُورِہٖ کَمِشْکوٰۃٍ فِیھَا زُجَاجَۃ (پ ۱۸ ع ۱۱) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصلاب طیبہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل ہونا اور وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی (پ ۳۰ ع ۱۸) میں آپ کے روشن چہرے اور شب میلاد کی قسم کے اور اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "میلاد نامہ" کے بنیادی واقعات کو اجمالی الفاظ میں قرآن مجید کا جزو بنا دیا گیا۔ اب اس اجمال کی تفصیل ان واقعات سے ہوتی ہے جن کا ذکر مذہب اسلام کی معتبر کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ فدوی وقتاً فوقتاً "ایک بیان" میں عبارات متعلقہ میلاد شریف بمعہ حوالہ جات کتب تحریر کرتا رہا۔

بود در جہاں ہر کسے را خیال ⁂ مراد جہاں بس خیالِ محمدؐ

خوشا مسجد و منبر و خانقاہے ⁂ کہ در دے بود قیل و قالِ محمدؐ

چنانچہ چند متعلقہ ہذا فراہم کر کے رسالہ ہذا مرتب کیا۔ اور یہ اللہ جل شانہٗ کا احسان ہے کہ یہ ناچیز اعتراف بے بضاعتی کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے احوال مبارکہ پیش کرنے کے قابل ہوا جو کہ میری زندگی کا بہترین سرمایہ اور میری مساعی کا اعلیٰ ترین اندوختہ ہے اور دعا ہے کہ خداوند قدوس اس بیان کو قبول فرما کر میری نجات کا اور میرے حل مشکلات کا ذریعہ اور وسیلہ بنائے۔ آمین، ثم آمین!

ایک ضروری بات

کتاب ہذا لکھنے سے میرا مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی ہے پس جس صاحب کو یہ مضامین پسند آئیں تو اس کو مبارک ہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک سے دل بستگی کامل ایمان ہونے کی علامت ہے۔ اور جس صاحب کو یہ مضامین ناگوار نظر آئیں تو اس کو سوچنا چاہیے کہ اوّل صاحب رشیدیہ نے کہا کتابوں سے پیش کردہ حوالہ جات کے ناقل پر اعتراض کی گنجائش نہیں حتیٰ کہ بعض نظار

(ماہرین علم مناظرہ) نے یہاں تک کہہ دیا۔ اگرچہ وہ ناقل ان عبارت کی صحت کا مدعی کیوں نہ ہو۔ دوم امام حجر عسقلانی و دیگر آئمہ اصول حدیث نے ضابطہ مقرر فرمایا۔ کہ کسی حدیث کو موضوع یا ضعیف کہنے کا حق صرف اس شخص کو حاصل ہے جو کم از کم ایک لاکھ حدیث یاد رکھتا ہو اور ان کی سندات پر حاوی ہو۔ ہر کہ اور مہ کو حدیث کے ضعیف کہنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ سوئم ضعیف حدیث ہو تو اس سے فضائل کا ثبوت جائز ہے۔ جیسا کہ مولانا عبد الحی لکھنوی کی کتاب الکبیر مسلن بطابع الجامع الصغیر ص ۱۲ سطر ۱۹ پر ہے وَالحکم فی الکتاب الغیر المعتبرۃ اٰن لا یوخذ منہا ما کان مخالفا الکتب الطبقۃ الاعلیٰ۔ اور جو کتابیں غیر معتبر ہیں۔ ان سے فقط وہ عبارات نہ لی جائیں جو عمدہ طبقہ کی کتابوں کے خلاف ہوں۔ چہارم یہ کہ اے ملامت کرنے والے! ان سب باتوں سے درکنار، تیرا ارادہ، اور میرا ارادہ اور ہے۔ اس لیئے آپ مجھے ملامت نہ کریں۔ کہ میرا مسلک اور میرا مذہب علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے اس قول کے مطابق ہے۔ ؎

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بُو
آنکہ از خاکش بروید آرزُو
یا زنُورِ مصطفےٰ اُو را بہاست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ است

پنجم فضائل اور مناقب کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے والے ذرا سوچیں کہ ان کے پیشوا مصنف "تقویت الایمان" نے رسالہ "اصولِ فقہ" میں لکھا ہے:۔

والموضوع لایثبت شیئا من الاحکام نعم قد یؤخذ فی فضائل ما ثبت فضلہ لغیرہ تائیدا او تفصیلا اھ۔	"اور حدیث موضوع سے احکام شرعیہ ثابت نہیں ہو سکتے ہاں فضائل کے باب میں اسکو وہاں لیا جا سکتا ہے جہاں اسکے علاوہ فضیلت ثابت ہو چکے اسکو اسکی تائید یا تفصیل میں پیش کر سکتے ہیں"

ف: بھلا جو لوگ موضوع احادیث کی روایت کے ... کتاب ... ہے ...

صحیح واقعات پر کس طرح اعتراض کر سکتے ہیں!!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی حَبِیْبِکَ وَقَرِیْبِکَ وَنَبِیِّکَ مَظْھَرِ رُبُوْبِیَّتِکَ وَمِثَالِ حَضْرَتِکَ وَتِمْثَالِ قُدْرَتِکَ رُوْحِ الْقُدُسِ مُعْطِی الْحَیٰوۃِ وَالْفَضِیْلَۃِ بِاَمْرِکَ بِکَثْرَۃِ الْعَوَالِمِ مُفِیْضِ نُوْرِ الْاَنْفُسِ صَاحِبِ الظُّھُوْرِ وَالتَّعَالِیْ شُمُوْسِ نُوْرِکَ[1] وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ عَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضَاءِ نَفْسِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ وَمُنْتَھٰی عِلْمِکَ وَمَبْلَغَ رِضَاکَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (پ ۶ ع ۷)

---

[1] شموس نورک کلمات طیبات مرتبہ از حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ جذب القلوب صفحہ ۲۷۸

تحقیق مصداقِ نور

۱:۔ تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے ایک روشنی جو کفر کے اندھیرے کو دور کرتی ہے۔ اور اس کی کتاب جو احکام شریعت کو ظاہر کرنے والی ہے اور نورِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب قرآن مجید ہے۔ (تفسیر موضح القرآن ص ۱۰۳)

۲:۔ اور یہ جملہ مستانفہ ہے۔ اس لیئے بیان کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ جس مضمون کو اہل کتاب مخفی رکھتے ہیں۔ آپ اس کو واضح فرما دیں۔ بلکہ آپ کی ذاتِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بے شمار منافع ہیں اور آپ نور ہیں۔ (فتوحات الٰہیہ شرح جلالین از علامہ سلیمان جمل جلد ۱ ص ۵۷۵)

۳:۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل کتاب کو خطاب فرمایا کہ اے اہل تورات اور انجیل! تمہاری طرف، اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آچکے ہیں۔ جس سے اللہ نے حق کو روشن کیا۔ اور اسلام کو ظاہر کیا۔ اور شرک کو مٹایا۔ پس آپ اس شخص کے لیئے نور ہیں جس نے آپ کے نور کی روشنی سے نفع اٹھایا۔

(تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن، از محمد بن جریر طبری جلد ۶ ص ۱۰۴)

۴:۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نور رکھا ہے اس لیئے کہ آپ سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جس طرح کہ نور سے اندھیرے میں رہنمائی حاصل ہوتی ہے (تفسیر خازن جلد ۲ ص ۲۳) اور اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہیں جن سے انبیاء اور اولیاء کے وجود جلوہ گر ہوئے۔ (عرائس البیان جلد ۶ ص ۱۷۷)

۵:۔ اور من جار کا تعلق جاءَ سے ہے اور منِ مجاز ابتداء غایت کے لیے ہے یا محذوف کے ساتھ مل کر نور سے حال ہے۔ پس اس میں صراحت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی جناب سے آئے ہیں اور جار مجرور کو فاعل پر اس لیے مقدم کیا گیا کہ آنے والے کی طرف شوق دلانا مقصود ہے اور نور میں تنوین عظمت شان پر دلالت کرتی ہے۔

(تفسیر ابو السعود جلد ۲ ص ۱۴)

۶:- اور واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت مطہرہ کا عقیدہ ضروری ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ آئی رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تنویر المقباس از حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ متوفی ۶۸ھ بالطائف۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آچکا ہے یعنی رسول جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۷:- یعنی بالنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اَنَارَ اللّٰهُ بِهِ الْحَقَّ وَاَظْهَرَ بِهِ الْاِسْلَامَ جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد ۶ ص ۹۲ امام محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کیا اور اسلام کو اس سے ظاہر کیا۔

۸:- وَتَسْمِيَةُ مُحَمَّدٍ وَالْاِسْلَامِ وَالْقُرْاٰنِ بِالنُّوْرِ ظَاهِرَةٌ لِاَنَّ النُّوْرَ الظَّاهِرَ هُوَ الَّذِيْ يَتَقَوّٰى بِهِ الْبَصَرُ عَلٰى اِدْرَاكِ الْاَشْيَاءِ الظَّاهِرَةِ وَالنُّوْرَ الْبَاطِنَ اَيْضًا هُوَ الَّذِيْ يَتَقَوّٰى بِهِ الْبَصِيْرَةُ عَلٰى اِدْرَاكِ الْحَقَائِقِ وَالْمَعْقُوْلَاتِ ۵

(مفاتیح الغیب المشہور بہ تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۵۶۶ از امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الاسلام اور قرآن کا نام نور ہونا ظاہر ہے کیونکہ جس طرح نور ظاہر وہ ہے جس سے اشیاء کو ظاہر نگاہ دیکھنے میں تقویت حاصل ہو۔ اور نور باطن بھی وہ ہے جس سے حقائق اور معقولات کے ادراک میں بصیرت قلبی کو تقویت حاصل ہو سکے۔

۹:- قِيْلَ الْمُرَادُ بِالْاَوَّلِ هُوَ الرَّسُوْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِالثَّانِيْ الْقُرْاٰنُ (تفسیر ابو السعود جلد ۲ ص ۲۶) کہا گیا ہے کہ اول یعنی نور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ثانی یعنی کتاب سے — قرآن مجید مراد ہے۔

۱۰:- اِنَّمَا سَمَّاهُ نُوْرًا لِاَنَّهُ يُهْتَدٰى بِهِ كَمَا يُهْتَدٰى بِالنُّوْرِ فِي الظَّلَامِ (باب التاویل فی معانی التنزیل جلد ۲ ص ۶۳ از علی بن محمد ابراہیم خازن رح) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اس لیے نور ہے کہ ان سے راہنمائی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ روشنی کے ذریعہ اندھیرے میں راہنمائی حاصل ہوتی ہے

۱۱:- وَالنُّوْرُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ يُهْتَدٰى بِهِ كَمَا سُمِّيَ سِرَاجًا (مدارک تنزیل جلد ۱ ص ۲۰۶ از ابو البرکات عمر نسفی رح) اور نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اس لیے کہ آپ سے راہ نمائی حاصل ہوتی ہے جس طرح کہ آپ کا نام گرامی سراج منیر ہے۔

۱۲:۔ نورٌ عظیمٌ ھُوَ نورُالانوارِ والنبیُّ المختارُ صلی اللہ علیہ وسلم والیٰ ھٰذا ذھبَ قتادۃُ واَفتاہُ الزجاجُ (روح المعانی جلد ۶ ص ۸۷) بڑی عظمت والا اور وہ سب نوروں کے نور ہیں اور نبی مختار ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور قتادہؒ کا یہی مذہب ہے اور زجاجؒ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔

۱۳:۔ وقیل یریدُ بالنورِ محمّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر انوار التنزیل از قاضی بیضاویؒ جلد ۲ ص ۹۲) اور کہا گیا ہے کہ نور سے اللہ تعالیٰ کی مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۱۴:۔ تحقیق آئی تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشنی کہ اندھیرے کو دور کرتی ہے اور اپنی کتاب ظاہر کرنے والی شریعت کو اور روشنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب قرآن ہے (تفسیر موضح القرآن ص ۱۰۲ از شاہ عبدالقادرؒ صاحب دہلوی متوفی ۱۲۳۰ھ)

۱۵:۔ وعلیٰ تفسیر بالنورِ بالنبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بظھورہٖ بالمعجزاتِ واظھارہٖ الحق (حاشیہ شہاب خفاجیؒ بر بیضاوی شریف جلد ۳ ص ۲۲۶) جب نور کی تفسیر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوں تو اس لیے کہ ان سے معجزات ظاہر ہوئے اور انہوں نے حق کو ظاہر فرمایا۔

۱۶:۔ قد جاءکم من اللہ نورٌ وکتابٌ مبینٌ نورٌ محمّدٌ اوِ الاسلامُ وکتابٌ مبینٌ ھُوَ القرآنُ غرائبُ القرآن ورغائبُ الفرقان (جلد ۶ ص ۷۸ از حسن بن محمد حسین نیشاپوریؒ) اور تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشنی اور کتاب واضح آچکی ہے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا اسلام ہے اور کتاب مبین قرآن مجید ہے۔

۱۷:۔ نورٌ ھُوَ النبیُّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جلالین ص ۹۲ از علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ) نور وہ حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۱۸:۔ جملۃٌ مستانفۃٌ مسوقۃٌ لبیانِ انَّ فائدۃَ مجیٔ الرسول لیست منحصرۃً فیما ذکرہٗ من بیانِ ما کانوا یخفونہٗ بل لہٗ منافعُ لاتحصیٰ (فتوحات الٰھیہ جلد ۱ ص ۵۷۵ از علامہ سلیمان جملؒ) یہ جملہ مستانفہ ہے اس بیان کیلئے لایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کا فائدہ محض اس میں منحصر نہیں جس کو لوگ مخفی رکھتے ہیں۔ بلکہ اس میں بے شمار فائدے ہیں۔

۱۹: - یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (معالم التنزیل جلد ۲ صہ ۲۳، از محی الدین ابی محمد الحسین الفرا البغوی متوفی ۵۱۶ھ) اور نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

۲۰: - جملۃ مستانفۃ مشتملۃ علی بیان ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم قد تضمنت بعثتہ فوائد غیر ما تقدم (فتح البیان فی مقاصد القرآن جلد ۲ ص ۲۸، از صدیق بن حسن خان قنوجی بھوپالی) یہ جملہ مستانفہ ہے۔ اس بیان کو شامل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدمہ گذشتہ فوائد کے علاوہ دیگر فوائد کو بھی شامل ہے۔

۲۱: - نورہ الذی تجلی بہ من وجود الانبیاء والاولیاء لابصار الناظرین وشاہد ذالک النور ما جاء فی کتابہ من بیان مقامات الصدیقین فقد جاء النور معنی جمعاً۔ (عرائس البیان جلد ۱ صہ ۱۷۷، از ابی محمد روز بہان شیرازی رح) وہ نور جس سے دیکھنے والوں کے لیئے نبیوں اور ولیوں کے وجود جلوہ گر ہوئے۔ اور اس کی دلیل وہ ہے جو قرآن مجید میں نور صدیقین کے مقامات بیان کرنے میں وارد ہوا ہے۔ اور نور معنی کے لحاظ سے جمع ہے۔

۲۲: - ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جواہر الحسان فی تفسیر القرآن جلد ۱ صہ ۲۵۳ از عبد الرحمٰن ثعالبی رح) اور نور سے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

۲۳: - نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر مظہری جلد ۳ صہ ۶۷، از قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح) اور نور سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

۲۴: - ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم (الجامع الاحکام القرآن جلد ۶ صہ ۱۱۸، از محمد بن احمد قرطبی) اور نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۲۵: - نور وھو النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمی نوراً لانہ ینور البصائر ویھدیھا للرشاد ولانہ اصل کل نور حسی ومعنوی، (صاوی شرح جلالین جلد ۲ صہ ۲۲۱) نور تو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا نام اس لیئے نور ہے کہ آپ نگاہوں کو منور فرماتے ہیں۔ اور اس کو سیدھا راہ دکھاتے ہیں۔ اور اس لیئے کہ آپ نور حسی اور معنوی کیلئے اصل ہیں۔

۲۶: - کان نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان ادنی بانہ النور ولھذا کان یقول انا من نور اللہ والخلق من نوری۔ (روح البیان جلد ۱ صہ ۵۴۸ از محمد بن اسماعیل حقی رح

اور نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ مکمل نور ہونے میں اتم اور اولیٰ، اور اس لیئے تو آپ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور مخلوق میرے نور سے ہے۔!

۲۷:۔ نورِ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہست، وکتاب مبین قرآن است و در بحر الحقائق آوردہ کہ وجہ تسمیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنور آنست کہ اول چیزے کہ حق تعالیٰ بنور قدم از ظلمت کدہ عدم بوجود آمدہ نور وے بود صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر حسینی جلد ا ص ۱۲۸ از ملا حسین کاشفی واعظ) اور نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور کتاب مبین قرآن شریف ہے۔ اور بحر الحقائق میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نور سے وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ اول شیٔ کہ حق تعالیٰ اس کو قدیم نور کے بسبب ظلمت کدہ عدم سے وجود میں لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔

۲۸:۔ یُرِیدُونَ لِیُطفِئُوا نُورَ اللّٰہِ بِاَفوَاھِھِم (پ ۲۸ ع ۹) اَنَّہٗ مُحَمَّدٌ صلی اللّٰہ علیہ وَسلّم (زرقانی جلد ۳ ص ۱۴۹) اور کفار چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ تعالیٰ کے نور سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۲۹:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از فرق تا قدم نور بود کہ دیدہ حیرت در جمال وکمال او خیرہ مے باشد (مدارج النبوہ جلد ا ص ۱۰۶، از شاہ عبد الحق محدث دہلوی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرتاپا تمام نور ہی نور تھے۔ کہ حیرت کی آنکھ آپ کے جمال وکمال کو دیکھ کر چندھیا جاتی ہے۔

۳۰:۔ فقال اللّٰہ تعالیٰ قَد جَاءَکُم مِنَ اللّٰہِ نُورٌ (پ ع) قیل محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم وفی قولہ تعالیٰ مَثَلُ نُورِہٖ کَمِشکٰوۃٍ فِیھَا مِصبَاحٌ (پ ۱۰ ع ا) المراد ھنا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلّم (زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۳ ص ۱۷۱) پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے پاس نور آچکا ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اس کے نور کی مثال ایک چراغ دان کی ہے۔ جس میں چراغ روشن ہو۔ تو یہاں نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ مسمی اللّٰہ نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم نورًا فقال قد جاءکم من اللّٰہ نورٌ المراد بالنور فی ھذہ الآیۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم (نسیم الریاض جلد ۲ ص ۲۱۶) اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور رکھا ہے اور فرمایا۔ بے شک تمہارے پاس

نور آچکا ہے اس آیت میں نور سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۳۲:۔ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی (پ ۳۰ ع ۱۷) اور بے شک حالت بہتر ہے تیرے واسطے اگلی معاملت سے یہاں تک کہ تیری بشریت اصلاً نہ رہے گی۔ اور نور حق کا غلبہ ہمیشہ تجھ پر رہا کرے گا۔ (فتح العزیز پ ۳۰ ص ۳۸۲) از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح)

۳۳: ھُوَ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذی جلا ظلمات الشرک (تفسیر السراج المنیر جلد ا ص ۳۶۳، از خطیب شربینی رح) اور نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ جنہوں نے شرک کے اندھیرے کو مٹا کر اسلام سے منوّر کیا۔

۳۴:۔ النور الضوء ایاما کان او شعاعتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قاموس المحیط جلد ۲ ص ۱۴۹ از محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی) اور نور روشنی کو کہتے ہیں، خواہ وہ کسی قسم کی ہو یا اس کی شعاع ہو اور نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۳۵:۔ ھُوَ النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم والیٰ ھذا ذھب قتادۃ واختارہ الزجاج وقال ابو علی الجبائی عینی بالنور القرآن لکشفہ واظھارہ طرق الھدیٰ والیقین واقتصر علیٰ ذالک الزمخشری (روح المعانی جلد ۲ ص ۸۷) اور نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک مراد ہے اور اسی طرح حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اور زجاج نے بھی یہی فتوٰی دیا ہے صرف ابو علی جبائی اور زمخشری نے نور سے قرآن مراد لیا ہے۔

۳۶:۔ باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلقے ہیچ فرد سے از افرادِ عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاۃ عنصری از نورِ حق جل وعلا مخلوق گشتہ ست کما قال علیہ الصلوٰۃ خلقت من نور اللہ (مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۰) اور جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت تمام افراد انسانی کی خلقت سے ہر رنگ میں نرالی ہے۔ بلکہ افراد عالم میں سے کوئی فرد کسی جہت میں آپ سے مناسبت نہیں رکھتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باوجود جسمانی وجود کے اللہ جل شانہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہے

رُخِ مصطفٰے ہے وُہ آئینہ کہ ایسا دُوسرا آئینہ

نہ نگاہِ چشمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

ف :- تو ثابت ہُوا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار صفات اور کمالات نبوت نبوت سے تمام کائنات سے ممتاز ہیں۔ اسی طرح باعتبار نفس وذات، بشریت اور آدمیت، اوصاف ولوازم میں تمام انسانوں بلکہ ساری کائنات میں وحدہٗ لاشریک لہٗ ہیں ؎

منزّہٌ عن شریکٍ فی محاسنہٖ

فجوھر الحسن فیہ غیر منقسمٖ

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ذاتی وصفاتی) تمام خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں۔ آپ کے حسن کی تقسیم نہیں ہوئی ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اوّل الخلق ہے!

۳۸۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْئٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ قَالَ یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ فَجَعَلَ ذٰلِکَ النُّوْرُ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَۃِ حَیْثُ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ وَّلَا جَنَّۃٌ وَّلَا نَارٌ وَّلَا مَلَکٌ وَّلَا سَمَاءٌ وَّلَا اَرْضٌ وَّلَا شَمْسٌ وَّلَا قَمَرٌ وَّلَا جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ ۔

(مواہب لدنیہ جلد ۱ ص ۹، شرح بہجۃ المحافل جلد ۱ ص ۱۵)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ میرے باپ، ماں آپ کی ذات پر فدا ہوں۔ ارشاد فرمائیے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے جابر بے شک تمام مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو

اپنے نور سے پیدا فرمایا اور وُہ نور قدرت الٰہی سے جہاں مشیت الٰہی تھی۔ دورہ کرتا رہا جب کہ لوح وقلم جنت و دوزخ، فرشتگان زمین وآسمان، سورج، چاند، جن اور آدمی تک کچھ بھی نہ تھے۔

وُہ جو نہ تھے تو کچھ بھی نہ تھا وُہ جو نہ ہوں تو کچھ بھی نہ ہو

جاں ہیں وُہ جہاں کی جان ہے تو جہان ہے

ف:۔ اب اس حدیث شریف سے نور محمدی کا اوّل الخلق ہونا یا اولیت حقیقۃ منصوص طور پر ثابت ہوا۔ اور نور محمدی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مراد ہے تو اس سے واضح ہو گیا کہ نورانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور بشریت مقدسہ آپ کی صفات سے ہے۔

ہاں جس طرح کہ راعنا کے لفظ کو لوگوں نے اہانت کے معنی میں استعمال کیا تو اس کی ظاہری مشابہت کی بنا پر یہ لفظ ممنوع قرار دیدیا گیا ہے۔ اسی طرح جب کہ لفظ بشر کے لوگ توہین کے مقام پر استعمال کریں تو اس اہانت کے شبہ سے اجتناب ہر مسلمان پر لازمی ہے عقیدہ کے لحاظ سے نور مقدس کے ساتھ آپ کی بشریت مطہرہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور بشریت اس لیئے نہیں کہ ہم دوسرے انسانوں جیسا بشر کہیں۔ بلکہ صرف اس لیئے کہ آپ کی جامعیت میں کسی قسم کا فرق نہ رہے اگر بشریت مطہرہ سے متصف نہ ہوتے تو انسانوں کو اپنی اجتماعی زندگی کا شرف کیسے عطا فرما سکتے۔!!

۳۹:۔ غزوہ تبوک سے واپسی کے موقعہ پر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قصیدہ بانت سُنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بہت خوش ہوئے اور اپنی چادر مبارک انعام میں عطا فرمائی۔ اس قصیدہ میں تھا۔

إِنَّ الرَّسُولَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ

صَارِمٌ مِّنْ سُيُوفِ اللّٰهِ مَسْلُولُ!

"تحقیق حضور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تلوار ہیں۔ جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے جو کاٹنے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تلواروں سے ننگی تلوار ہے۔!"

تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصیدہ مبارک کے پہلے مصرع میں یوں اصلاح فرمائی۔

ع :-

اِنَّ الرَّسُولَ نُورٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ !

یعنی "تحقیق حضور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک نور ہیں۔ جن سے روشنی حاصل ہوتی ہے!" اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مانتے ہیں۔ وہ سنّت نبوی کی اقتدا کرتے ہیں۔!

۴۰ :- اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا مقبول ہے اور اس کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ چنانچہ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا پر غور کرو اور دیکھو کہ روزانہ نماز کو جاتے وقت کس چیز کا سوال کرتے تھے۔ کیا دربار الٰہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے قبول ہونے میں کوئی شک ہے؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہارا ربّ حیادار اور سخی ہے۔ جب اس کا بندہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ سے شرم آتی ہے۔ کہ اس کے دونوں ہاتھوں کو خالی واپس کر دے۔ اور اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد، اور بیہقی نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ المصابیح صہ ۱۹۵) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو جاتے وقت یہ دُعا پڑھا کرتے تھے:-

"الٰہی! میرے قلب میں نور ہو۔ اور میری آنکھوں میں نور ہو۔ میرے کانوں میں نور ہو۔ اور میرے داہنے نور ہو اور میرے بائیں نور ہو۔ اور میرے نور ہو اور نور کو میرا بنا دے۔ اور میرے پٹھوں میں نور ہو۔ اور میرے گوشت میں نور ہو اور میرے خون میں نور ہو اور میرے بالوں میں نور ہو اور میرے جسم کے پردے میں نور ہو۔ اور میری زبان میں نور ہو اور میرے لیئے مجھے نور بنا۔ اور میری زبان میں نور بنا۔ اور میرے کانوں میں نور بنا اور میری آنکھوں میں نور بنا۔ اور میرے پیچھے نور بنا۔ اور میرے آگے نور بنا اور میرے اُوپر نور بنا۔ اور میرے نیچے نور بنا۔ اے میرے مولا! تو مجھے نور عطا کر۔"

(بخاری، مسلم۔ مستدرک حاکم، ابو داؤد۔ نسائی، ابن ماجہ سے منتخب بحوالہ حصن حصین صہ ۹۲)

معجزہ کتابِ روشن

اور نور کے ساتھ کتاب روشن کی خبر اس لیے دی گئی ہے کہ دوسرے انبیاء کے دسلام ہوں اُن پر) معجزات محدود تھے۔ اور ان کی محبت بھی خاص قوم پر ہوتی تھی اور ان کی امت کے لوگ بھی گنتی کے تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کتاب روشن (قرآن مجید ہے) جس کا زمانہ حجیت تاقیام قیامت ہے اور تمام عرب و عجم اور اسود و احمر سے اس کا خطاب ہے۔ اس سے قیاس کر سکتے ہیں کہ آپ کی امت کا دائرہ کس قدر وسیع ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تمام نبیوں میں سے ہر نبی کو اس قدر محدود معجزات عطا کیئے گئے ہیں۔ جن کے برابر محدود لوگ ایمان لائے۔ اور مجھے قرآنی وحی کا معجزہ ملا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمایا۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ صـ ۵۱۱)

نورانی صورتِ اقدس

۱:۔ وقد حکی القرطبی فی کتاب الصلوٰۃ عن بعضھم انہ کان لم یظھر لنا تمام حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہ لو ظھر لنا تمام حسنہ لما اطاقت اعیننا رؤیتہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (مواہب لدنیہ جلد ا صـ ۲۴۹)

کتاب الصلوٰۃ میں امام قرطبی نے بعض صحابہ کرام سے حکایت کی ہے کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا حسن و جمال ہمارے لیئے ظہور پذیر نہ ہوا۔ کیونکہ اگر آپ کا حسن و جمال ہمارے لیئے ظاہر ہوتا تو ہماری آنکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھ سکتیں۔

۲:۔ امام اجل بوصری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے:۔

اعی الوریٰ فھم معناہُ فلیس یُریٰ
للقرب والبعد فیہ غیر منفحم ۔ ۱
کالشمس تظھر للعینین من بعد
صغیرۃ وتکل الطرف من امم

ترجمہ: آپ کے ظاہری و باطنی کمالات کی دریافت نے تمام خلق کو عاجز کر دیا اور آپ کے کمالات کی حد اور پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں۔ آپ کا حال مشعلِ آفتاب کے ہے۔ کہ وہ دور سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے اور دیکھنے والا بسبب بُعد کے اس کی اصل کیفیت معلوم نہیں کر سکتا۔ اور اگر اس کو نزدیک جا کر دیکھے تو بوجہ نورانیت کے دیکھنے والے کی آنکھ عاجز ہو جاتی ہے۔

مطلب:۔ عارف ربانی عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ظاہر بین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محض صورت بشری دیکھ سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی آپ کی حقیقت کا ادراک کوئی نہیں کر سکتا۔ (صادقیہ شرح قصیدہ بردہ ص ۴۲)

ازبر تو یقین تو اول کہ ذات تست
عالم منورست ندانم کہ چیستی۔؟
ادراک ذات پاک تو اے سرورِ رسل
از فہم برترست ندانم کہ چیستی؟

۳:۔ علامہ فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سبع سے نقل کیا ہے: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یُضِیُٔ الْبَیْتَ الْمُظْلِمَ مِنْ نُوْرِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی تابانی سے خانہ تاریک روشن ہو جاتا تھا (مطالع المسرات)

۴:۔ وَقَالَتْ عَائِشَۃُ اِسْتَعَرْتُ مِنْ حَفْصَۃَ بِنْتِ رَوَاحَۃَ اِبْرَۃً کُنْتُ اَخِیْطُ بِہَا ثَوْبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَسَقَطَتْ مِنِّی الْاِبْرَۃُ فَطَلَبْتُہَا فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَیْہَا فَدَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَتَبَیَّنَتِ الْاِبْرَۃُ مِنْ شُعَاعِ نُوْرِ وَجْہِہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

(تہذیب ابن عساکر جلد ۱ ص ۳۲۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے حفصہ بنت رواحہ سے سوئی مانگی تھی۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سی لیا کرتی تھی۔ ایک دفعہ وہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی۔ باوجودیکہ میں نے میں نے تلاش کی۔ مگر وہ سوئی دستیاب نہ ہوئی۔ اتنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مکان میں تشریف لائے تو آپ کے چہرہ انور کے شعاع مبارکہ سے وہ سوئی ظاہر ہوئی۔

۵:۔ حضرت ابی عبیدہ بن محمد عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ میں ربیع بنت معوذ بن عفراء سے کہا کہ آپ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بتائیں۔ تو انہوں نے فرمایا:۔

"اے میرے فرزند! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم دیکھتے تو یوں نظر آتا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔" (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۷)

۶:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا اور پھر میں آپ کو اور چاند کو ہر دو کو غور سے دیکھا۔ تو آپ مجھے چاند سے زیادہ خوبصورت نظر آئے۔ (مشکوٰۃ ص۵۱۸)

منشی امیر احمد مینائی نے کہا ہے ۔

خوبان عالم کی تجھے خالق نے دی ہے سروری
گالوں پہ صدقے حور عین بالوں پہ صدقے ہے پری
اے کلک صورت آفریں صد آفریں صد آفریں
اس بانکپن اس نوک کی دیکھی نہیں صورت گری
جن و بشر تسخیر ہیں سب صورت تصویریں
مازاغ کے سرمے سے ہیں آنکھیں تری شوخی بھری
حسن خداداد آپ کا ہر حسن پر بالا ہوا
قربان ہیں شمس و قمر صدقے ہیں زہرہ مشتری
معراج میں سب انبیاء تھے مقتدی تو مقتدا
اے شاہ دیں اس شان کی کس کو ملی پیغمبری
اللہ رے شان مصطفےٰ احجر کو تھر آتا ہوا
ہر صبح روضے کی طرف آتا ہے مہر خاوری

نور کی تحقیق

النُّورُ اَلضَّوْءُ الْمُنْتَشِرُ الَّذِیْ یُعِیْنُ عَلَی الْاَبْصَارِ وَذَالِکَ ضَرْبَانِ دُنْیَوِیٌّ وَاُخْرَوِیٌّ فَالدُّنْیَوِیُّ ضَرْبَانِ ضَرْبٌ مَعْقُوْلٌ بِعَیْنِ الْبَصِیْرَۃِ وَھُوَ مَا انْتَشَرَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْاِلٰھِیَّۃِ کَنُوْرِ الْعَقْلِ وَنُوْرِ الْقُرْاٰنِ وَمَحْسُوْسٌ بِعَیْنِ الْبَصَرِ وَھُوَ مَا انْتَشَرَ مِنَ الْاَجْسَامِ النَّیِّرَۃِ کَالْقَمَرَیْنِ وَالنُّجُوْمِ النَّیِّرَاتِ فَمِنَ النُّوْرِ الْاِلٰھِیِّ قَوْلُہٗ تَعَالٰی قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (پ ۶ ع ۷) وَمِنَ النُّوْرِ الْمَحْسُوْسِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّجَعَلَ الْقَمَرَ نُوْرًا (پ ۱۱ ع ۶) وَمِنَ الْاُخْرَوِیِّ قَوْلُہٗ تَعَالٰی یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ (پ ۲۷ ع ۱۱) (المفردات فی غریب القرآن از حسین بن محمد بن فضل راغب اصفہانی ص ۵۲۸ - تاج العروس شرح قاموس از سید مرتضٰی حسین واسطی زبیدی جلد ۳ ص ۵۸۷)

ترجمہ :- نور ایک پھیلنے والی روشنی ہے جو نگاہوں کی امداد کرے۔ اور یہ دو قسم ہے ایک دنیاوی ہے اور ایک اُخروی ہے۔ پھر دنیاوی دو قسم ہے۔ ایک وہ قسم ہے جو دل کی آنکھ سے معلوم ہو اور وہ روشنی ہے جو امورِ خداوندی سے پھیلتی ہے۔ جیساکہ عقل اور قرآن کا نور۔ اور دوسری وہ قسم جو آنکھ کی بینائی سے محسوس ہو۔ اور وہ روشنی جو کہ چمکنے والے اجسام سے پھیلتی ہے جیساکہ چاند اور سورج اور چمکنے والے ستارے۔ پس نورِ الٰہی کی مثال قرآن مجید میں ہے۔ کہ تمہارے پاس خداوند تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے نور اور کتاب روشن اور نورِ محسوس کی مثال جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وہ خدا تعالیٰ جس نے سورج کی روشنی اور چاند کو نور بنایا۔ اور نورِ اُخروی کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن مومنوں کے سامنے ان کا نورِ ایمان دوڑتا ہوگا۔

۲ :- اَلنُّوْرُ ھُوَ الظَّاھِرُ الَّذِیْ بِہٖ کُلُّ ظُھُوْرٍ فَالظَّاھِرُ فِیْ نَفْسِہٖ الْمُظْھِرُ لِغَیْرِہٖ یُسَمّٰی نُوْرًا (لسان العرب از محمد بن مکرم افریقی جلد ۷ ص ۹۹) کشاف اصطلاحات الفنون - از محمد بن علی تھانوی جلد ۴ ص ۱۳۹۴ - نہایۃ فی غریب الحدیث والاثر از مبارک بن محمد بن محمد جزری المعروف ابن اثیر جلد ۴ ص ۱۸۰) نور وہ ہے جو خود بخود بالکل ظاہر ہو۔ پس جو چیز خود بخود ظاہر ہو اور غیر کو بھی ظاہر کردے اس کا نام نور ہوگا۔

۳ :- اَلنُّوْرُ کَیْفِیَّۃٌ تُدْرِکُھَا الْبَاصِرَۃُ اَوَّلًا وَبِوَاسِطَتِھَا سَائِرُ الْمُبْصَرَاتِ (اقرب الموارد

جلد ۲ صـ ۱۳۵۷ ـ دستور العلماء از قاضی عبد النبی بن عبد الرسول احمد نگری جلد ۳ صـ ۴۲۶)

نور ایک ایسی کیفیت ہے جس کو آنکھ اوّلاً بالذات ادراک کرتی ہے اور اس کے ذریعہ سے بالواسطہ اور تمام قابل دید چیزوں کا ادراک کرے۔

۴:۔ نور آنست کہ اشیاء باو روشن گردند و آسمان ہا و زمین باو تعالیٰ روشن گشتہ ست چہ سبحانہٗ اشیاء را از ظلمات عدم بر آوردہ است و بہ ظلال وجود و توالع وجود متصف گردانیدہ منور ساختہ ست۔

(مکتوبات شریف از مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دفتر ۲ حصہ ۶ مکتوب ۱۱)

ترجمہ:۔ نور وہ ہے کہ اس سے چیزیں روشن ہوں۔ اور سب آسمان اور زمین اللہ تعالیٰ سے روشن ہوئے۔ اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ نے شیؤں کو عدم کے اندھیرے سے ظاہر فرمایا۔

اشارہ نفی سایہ

بے شک اس مہر سپہر اصطفا ماہ منیر اجتبا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے سایہ نہ تھا اور یہ امر احادیث و اقوال علمائے کرام سے ثابت ہے اور مدعا پر دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ نور ہیں اور نور کے لیئے سایہ نہیں۔ کیونکہ سایہ اس چیز کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کرے۔ ماسوا سے اگر سایہ پڑے تو روشنی کون کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آفتاب کا سایہ نہیں ہے۔

۱۔ یہی وجہ ہے کہ مکتوبات شریف میں ہے "او را صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت کہ سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است چوں لطیف تر از وے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد۔ او را سایہ چہ صورت دارد۔ اور جلد سوم مکتوب صوم اور مکتوب ۱۲۲ میں فرمایا واجب تعالیٰ را چرا ظل بود کہ ظل موہم تولید مثل ست و منبی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل ہر گاہ ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد؟" اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عالم شہادت میں سایہ نہ تھا۔ اس لیئے کہ ہر شخص کا سایہ اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جہان میں کوئی چیز زیادہ لطیف نہ تھی۔ اسلیئے آپ کا سایہ کس طرح ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا سایہ اس لیئے نہیں کہ سایہ ہم مثل کا وہم ڈالتا ہے۔ اور نبی کا

سایہ ہوتو کمال لطافت کے عدم کا شائبہ ہوگا۔ اور جب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدا کا کس طرح سایہ ہوگا۔؟"

۲۔ اَخرجَ الحکیمُ الترمذیُ عن ذکوانَ اَنَّ رسولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یُریٰ لہٗ ظلٌ فی شمسٍ ولا قمرٍ قال ابنُ سبعٍ من خصائصہٖ اِنَّ ظلَّہٗ کان لا یقعُ علی الارضِ واِنَّہٗ کان نورًا فکان اِذا مشیٰ فی الشمسِ والقمرِ لا ینظرُ لہٗ ظلٌ وقال بعضُھم یشھدُ لہٗ حدیثُ قولِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہٖ واجعلنی نورًا۔

(خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۸) حکیم ترمذی نے سند کے ساتھ اس بات کو درج فرمایا ہے۔ کہ حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں اور نہ چاندنی میں اور ابن سبع نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص کریم سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے اور اس کی شاہد وہ حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ اے اللہ! مجھے نور کردے۔

۳۔ رُوِیَ اَنَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا اُرِیدُ الخطَّ لِئَلّا یقعَ ظلُّ القلمِ علی اسمِ اللہِ تعالیٰ رواہُ الترمذیُ فجازاہُ اللہُ تعالیٰ علی ذالک اَن یرفعَ ظلَّہٗ عن الارضِ فلا یُوطأ (نسیم الریاض شرح شفا شریف جلد ۲ ص ۴۲۹) وفی الانوارِ شفاعۃ "لطیفۃ" لا تحجبُ غیرَھا من الانوارِ فلا ظلَّ لھا کما ھو مشاھدٌ فی الانوارِ الحقیقیۃِ وھذا رواہُ صاحبُ الوفا عن ابنِ عباسٍ رضی اللہ عنہ قال لم یکن لرسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم ظلٌ ولم یقم مع شمسٍ الا غلبَ ضوءُہٗ ضوءَھا ولا مع سراجٍ الا غلبَ ضوءُہٗ ضوءَہٗ وربما عیشتانیہ ؎

ما جرٰی لظلِّ احمدَ اذیالٌ ؛ فی الارضِ کرامۃً کما قالوا

ھذا عجبٌ وکم من عجبٍ ؛ والناسُ بظلّہٖ قاموا

وَقَدْ نَطَقَ الْقُرْاٰنُ بِاَنَّهُ النُّوْرُ الْمُبِیْنُ وَکَوْنُهٗ بَشَرًا لَا یُنَافِیْهِ
کَمَا تُوُهِّمَ فَاِنْ فَهِمْتَ فَهُوَ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ فَاِنَّ النُّوْرَ هُوَ الظَّاهِرُ بِنَفْسِهٖ
الْمُظْهِرُ لِغَیْرِهٖ وَتَفْصِیْلُهٗ فِیْ مِشْکٰوةِ الْاَنْوَارِ لِلْغَزَالِیِّ (نسیم الریاض جلد ۳ ص ۳۱۹)

اور روایت کی گئی ہے کہ تحقیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں لکھنا نہیں چاہتا کہ قلم کا سایہ اللہ کے نام پر پڑے۔ اور اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر آپ کو یہ شان عطا فرمائی کہ آپ کا سایہ زمین سے اٹھالیا۔ تاکہ کوئی شخص آپ کے سایہ اقدس پر پاؤں نہ رکھ سکے۔ اور دھوپ اور چاندنیاں اور جو روشنیاں کہ ان میں شفافت اور لطافت ہے۔ تو یہ اپنے علاوہ دیگر روشنیوں کے لیئے حجاب نہیں بن سکتے۔ لہٰذا ان کا سایہ نہیں پڑتا۔ جیسا کہ حقیقی انوار میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ اور صاحب الوفا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے سایہ نہ تھا۔ اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے، مگر یہ کہ ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا۔ اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیا میں۔ مگر یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرامت اور فضیلت دبالیا۔ اور علامہ شہاب الدین خفاجی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس بارہ میں ہماری ایک رباعی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے، جیسا کہ مشائخ نے کہا ہے کہ سایہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرامت اور فضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے اور بہت کافی تعجب ہے۔ کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں۔ اور پھر آپ کا سایہ نہ ہو۔ اور پھر فرمایا اور تحقیق قرآن مجید ناطق ہے کہ آپ نورِ روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا ہے۔ اگر تم سمجھے تو وہ نور علیٰ نور ہیں۔ اس لیئے کہ نور وہ ہے جو خود بھی ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کرے اور اس مسئلہ کی تفصیل امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ مشکوٰۃ الانوار میں کی ہے

۴:- اِنَّهٗ لَاظِلَّ لِشَخْصِهٖ فِیْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ لِاَنَّهٗ کَانَ نُوْرًا ط

اور آپ کے جسم اطہر کا سایہ نہ دھوپ میں تھا اور نہ چاندنی میں۔ اس لیئے کہ آپ نور تھے؛ (الشفا بتعریف المصطفیٰ جلد ۱ ص ۲۴۲)

۵

وَقَالَ عُثْمَانُ اِنَّ اللّٰہَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّکَ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلَّا یَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَہٗ عَلٰی ذَالِکَ الظِّلِّ۔

(تفسیر مدارک)

(جلد ۳ صہ ۱۰۰)

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ ڈالا تاکہ اس پر کوئی شخص پاؤں نہ رکھ دے

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ ڈالا تاکہ اس سایہ پر کوئی شخص پاؤں نہ رکھ دے!

اس کی وجہ بعض کتابوں میں درج ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک یہودی کو دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرداگرد اپنے پاؤں سے عجیب حرکات کرتا جاتا ہے آپ نے اس سے دریافت فرمایا تو بولا یہ بات یہ ہے کہ ہم تم پر اور تو کچھ قابو نہیں پا سکتے مگر راستہ میں جہاں جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اسے پاؤں سے روندتا چلتا ہوں۔ تو ایسی خباثتوں کی شرارتوں سے اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ فرمایا۔

میر غلام حسین (۱۱۴۰ھ / ۱۷۲۷ء) ولادت، اور وفات ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء فرماتے فرمایا ہے ؎

یہ تھی رمز جو اس کا سایہ نہ تھا	کہ زنگ دوئی واں تک آیا نہ تھا!
نہ ہونے کا سایہ کے تھا یہ سبب	ہوا صرف پوشش میں کعبہ کے سب
وہ قد اس لیے تھا نہ سایہ فگن	کہ تھا کل وہ اک معجزہ کا بدن!
بنا سایہ اس کا لطیف اس قدر	نہ آیا لطافت کے باعث نظر۔!!
خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا	کہ اس نورِ حق کے رہا زیر پا!
نہ ڈالی کسی شخص پر اپنی چھاؤں	کسی کا نہ منہ دیکھا دیکھ اس کے پاؤں

وہ ہوتا زمین گیر کیا فرش پر ∴ قدم اس کے سایہ کا تھا عرش پر

نہ ہونے کے سایہ کی اک وجہ اور ∴ مجھے خوب سُوجھی یہ ہے شرط غور!

جہاں تک کہ تھے یاں کے اہلِ نظر ∴ سمجھ مایہ نور کحلُ البصر!

سبھوں نے لیا پتلیوں پر اُٹھا ∴ زمین پر نہ سائے کو گرنے دیا

سیاہی کی پتلی کا ہے یہ سبب ∴ وہی سایہ آنکھوں میں بھرتا ہے اب

وگرنہ یہ تھی چشم اپنی کہاں ∴ اسی سے یہ روشن ہے سارا جہاں

نظر سے جو غائب وُہ سایہ رہا

ملائک کے دِل میں سمایا رہا

برکاتِ سیرتِ طیبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ بیان کرنے اور کتابی صورت میں شائع کرنے میں برکات بے شمار ہیں۔ حتی کہ بزرگان ر دِین سے بہت سی حکایات اسی بارہ میں منقول ہیں۔ چنانچہ قصیدہ بُردہ کے مصنف حضرت امام صالح شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن حسن البوصیری رحمتہ اللہ علیہ جب فالج کی بیماری میں مبتلا ہوئے اور ان کا نصف بدن بے کار اور بے حس ہو گیا اور حکیموں کے علاج سے مایوس ہو گئے۔ تب مایوسی کے عالم میں اس قصیدہ بردہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں تحریر کیا اور خدائے ذوالجلال کے حضور میں اپنے مرض کے ازالہ کے لیئے اس کو ایک واحد ذریعہ قرار دے کر جمعہ کی رات ایک تنہا مکان میں خالص عقیدت سے بحضور قلب پڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آپ پر نیند غالب آگئی۔ اور خواب میں رسول اللہ علیہ وسلم کا دیدار فیض آثار ہوا۔ اور یہ دعا کے طالب ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مبارک ہاتھ شیخ کے اعضاء پر پھیرے تو خداوند تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے ان کو شفاء کامل عطا فرمائی۔

(صادقیہ شرح قصیدہ بردہ صـ ۴)

اور علامہ محمد بن محمد جزری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب میں اس کتاب (حصن حصین) کی ترتیب و اصلاح مکمل کر چکا تو مجھے میرے ایک ایسے دشمن نے طلب کیا کہ جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دفع کرنے والا نہ تھا۔ اس لیئے میں اس سے چھپ کر بھاگ گیا۔ اور مضبوط اور مستحکم قلعہ سے اپنی حفاظت کی۔ یعنی وظیفہ کے طور پر اس کو پڑھنا شروع کیا۔ پس میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ گویا میں آپ کے دائیں جانب بیٹھا ہوں اور آپ فرما رہے ہیں کہ "تم کیا چاہتے ہو۔؟" میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ میرے اور تمام مسلمانوں کے واسطے دعا فرمائیں۔ فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری درخواست پر اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے۔ میں آپ کے ہاتھ مبارک کو دیکھ رہا تھا۔ پھر آپ نے دعا فرمائی اور ہاتھ اپنے منہ مبارک پر پھیر لیئے۔ جمعہ کی رات میں مے یہ خواب دیکھا تھا۔ اتوار کی رات کو وہ دشمن بھاگ گیا۔ اور ان احادیث نبویہ کی برکت سے جو اس کتاب میں جمع کی گئی ہیں۔ اللہ جل شانہ نے میری اور تمام مسلمانوں کی مصیبت کو دور فرمایا۔ (حصن حصین ص ۴)

نظیری نیشاپوری مے کہا ہے

صفا از عقدۂ دل ہائے آں زلف معقّد را
بحمد اللہ کہ ربطے ہست با مطلق مقید را
کہ داد ے روح را با جسم الفت گر نہ گردید ے
محمدؐ کارواں سالار ارواح مجرّد را
بہ یک حسن و شمائل طرح عشق افگندہ شد ورنہ
نمے دارند نقش ہستی ایں لوح زبر جدرا

اثبات حقوق رسالت

اور محیط میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دینی امور میں یا آپ کی ذات بابرکات کے حق میں یا آپ کی ذات ستودہ صفات کے کسی وصف کے بارہ میں کوئی شخص آپ کی امت سے

ہو یا غیر ہو۔ اور خواہ اہل کتاب سے ہو یا غیر ہو اور خواہ ذمی ہو یا حربی ہو۔؟ عمداً یا سہواً یا غفلتہً یا سیخ پیخ، یا مذاق کے طور پر کسی طرح بھی بے ادبی یا اہانت یا عیب جوئی کرے۔ تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے اور اس کے بندوں کے نزدیک کافر ہو گیا۔ حتیٰ کہ وہ اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ ہمیشہ تک قبول نہ ہو گی۔ اور شریعت مطہرہ میں متقدمین اور متاخرین کے اتفاق سے اس شخص کی سزا قتل ہے اور اس کے بارہ میں بادشاہ اور اس کے نائب کو سستی اور کاہلی نہ کرنی چاہیئے۔ اور شرح صحاوی میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پاک میں کوئی شخص اگر کسی قسم کی نقصان کی بات کرتا ہے تو وہ مرتد ہے کتاب روضہ میں لکھا ہے کہ اس کتاب کا تقرر بوجہ اثبات حقوق رسالت کے ہے لہٰذا اس بارہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت کے طور پر دعویٰ اور طلب حق ضروری ہے ـــــ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اللہ تعالیٰ کی بے ادبی میں فرق یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کی تو اس کی توبہ قبول ہوگی اور جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کی تو اس کی توبہ قبول نہ ہو گی۔

(خلاصۃ الفتاویٰ از طاہر بن احمد بخاری جلد ۴ ص ـــ ۳۸۶)

اس لیئے قدسیؒ کہتا ہے ؎

نسبتے نیست بہ ذات تو بنی آدم را
بہتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

نسبت خود بہ سگت کردم و لیں منفعلم
زاں کہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

اور بیدم شاہ وارثی نے کہا ہے ؎

یار کے پائے ناز پر سجدے ہیں اور جبین شوق
میری یہی نماز ہے میں ہوں اسی نماز میں

بیدم خستہ خاک بھی تیری نہ بے ادب رہے
ذرے سے نہ اڑ کے جا ملیں گرد رہ حجاز میں

حقوق اللہ اور حقوق العباد

گناہ ۲ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو خدا تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہیں اور ایک وہ جو بندوں کے حقوق سے متعلق ہیں۔ پس جو گناہ حقوق خدا تعالیٰ کے متعلق ہیں تو وہ ایسے ہیں جیسے نماز روزہ اور دوسرے واجبات کو چھوڑ دینا اور جو حقوق عباد کے متعلق ہیں تو وہ ایسے ہیں۔ جیسے زکوٰۃ نہ دینا کسی کو مار ڈالنا اور مال چھین لینا اور گالی دینا۔ حاصل یہ ہے کہ جو شخص کسی غیر کا حق لیتا ہے یا اس کے جسم کو یا عضو کو یا مال یا آبرو یا دین کو یا جاہ کو لینا چاہتا ہے اور دین کا لینا ایسا ہے کہ گناہوں کی رغبت دلائے جیسے بعض واعظوں کا دستور ہے کہ امید کو خوف پر اتنا غلبہ دیتے ہیں کہ آدمی گناہوں کے کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے تو یہ گناہ نہ بخشے جائیں گے۔ اور ان میں بہت دشواری ہے۔ اور جو حقوق خدا تعالیٰ اور بندہ کے درمیان ہیں بشرطیکہ شرک نہ ہو۔ ان میں عفو کی توقع زیادہ ہے

(مذاق العارفین، ترجمہ احیاء العلوم جلد ۱ ص ۱۹)

عبد اور عبدہٗ

عبد یعنی غلام محض دوسری چیز ہے لوگ نفس کے غلام ہیں۔ ملوک اور سلاطین کے غلام ہیں، خواہشات کے غلام ہیں۔ رسم ورواج کے غلام ہیں آقایان و ولی نعمت کے غلام ہیں۔ عادات کے غلام ہیں رجبلت اور فطرت کے غلام ہیں یہ غلامی اور خواجگی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ صبح سے شام تک اور رات سے صبح تک بچپن میں جوانی میں بڑھاپے ہر دور میں اور ہر عہد میں یہ پورے استیلا اور قہرمانیت کے ساتھ نظر آتی ہے خواجگی ہر کہیں موجود ہے۔ غلامی سے کہیں مفر نہیں۔ کلرک اپنے افسر کا افسر محکمہ کے سیکرٹری کا، سیکرٹری وزیر متعلقہ کا۔ اور وزیر سربراہ مملکت کا۔ اور سربراہ مملکت عوام اور جمہور کا پابند اور محکوم ہے لیکن جو عبد نہیں عبدہٗ ہے۔ صرف یعنی صرف خدا کا غلام ہے۔ اس پر کبھی اور کسی حالت میں غلامی طاری نہیں ہو سکتی۔ وہ کسی کا غلام نہیں ہو سکتا۔

(از اقبال اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم از سید رئیس احمد جعفری ندوی ص ۲۶۴)

عبدہٗ چند و چگون کائنات

عبدہٗ رازِ درونِ کائنات

عبدہٗ صورت گر تقدیر ہا

اندرو ویرانہ ہا تعمیر ہا!

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر!

ما سراپا انتظار او منتظر

عبدہٗ دہر است و دہر از عبدہٗ

ما ہمہ رنگیم او بے رنگ و بُو

عبدہٗ با ابتدا و بے انتہاست

عبدہٗ را صبح و شامِ ما کجاست

کس ز سرِ عبدہٗ آگاہ نیست

عبدہٗ جز سرّ الا اللہ نیست

لا الٰہ تیغ و دم او عبدہٗ

فاش تر خواہی بگو ہو عبدہٗ

محبّت اور ایمان

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کب مسلمان ہو سکتا ہوں۔؟ آپ نے فرمایا جس وقت کہ تو دوست رکھے اللہ تعالیٰ کو۔ پھر التماس کی کہ خدا کے پاس میری دوستی کس طرح پہچانی جائے گی۔؟ فرمایا جب تو اس کے رسول کو دوست رکھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی کی علامت اس کے رسول سے محبّت رکھنا ہے۔ پھر عرض کیا کہ اس کے رسول سے محبّت کس طرح معلوم ہو گی۔؟ فرمایا کہ تو پیغمبر کا راستہ اختیار کر اور اس کے کہنے پر عمل کر۔ اور جس چیز کا اس نے امر کیا ہے وہ بجا لا اور جس سے منع کیا اس کو ترک کر اور اپنے باطن کو انوارِ رحمانی سے آراستہ کر اور شہواتِ نفسانی سے اپنے آپ کو پاک رکھ۔ اور فرمایا جس کو تو دوست رکھے اس سے دوستی اس لیے

ہو کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے اور جس شخص سے تیری دشمنی ہو تو وہ دشمنی اس لئے ہو کہ وُہ میرا دشمن ہے اور تو اس کا مددگار بن جو میرا مددگار ہے۔ اور تو اس کا بدخواہ بن جو میرا بدخواہ ہو۔ تب تو مومن کامل ہوگا۔ اور سب لوگ اپنی دوستی کے تفاوت کے اعتبار سے ایمان میں متفاوت ہیں جو لوگ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی میں قوی ہیں۔ ان کا ایمان قوی ہے اور جو اس کی دوستی میں ضعیف ہیں۔ ان کا ایمان ضعیف ہے۔ اسی طرح کفر کا حال ہے۔ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قوی دشمن ہے اس کا کفر قوی ہے اور جو عداوت میں ضعیف ہے اس کا کفر بھی ضعیف ہے۔ پھر تین بار فرمایا: الا لا ایمانَ لمن لا محبّتَ لہٗ (خبردار اس شخص کو ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے۔

پس اے مسلمانو! ایمان کا دارومدار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ہے (ریاض الازہار صـ ۷)

اور حدائق بخشش میں ہے ؎

اللہ کی سر تا قدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وُہ انسان ہیں یہ
قرآن بتاتا ہے کہ ایمان ہیں یہ
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

عقیدہ توحید

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات قدیم نے سب چیزوں کو پیدا کیا۔ اور سب کو بنایا۔ وہ ایک ہے۔ جو سب سے پہلے تھا۔ اور سب کے بعد ہوگا اور وہی سب سے اوّل اور وہی سب سے آخر اور وہی اس وقت تھا جب نہ وقت اور نہ زمان اور نہ رات اور نہ دن اور اندھیرا اور روشنی تھی۔ اور نہ آسمان و زمین اور سورج اور نہ چاند اور ستارے تھے صرف اس اللہ تبارک وتعالیٰ کا نور تھا۔ اور خدا کے سوا سب چیز حادثات اور مخلوق اور بنائی ہوئی اور تجویز کی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی سب مخلوق کو پیدا کرنے میں

کسی شریک اور اعانت کرنے والے اور امداد کرنے والے کا محتاج نہیں ہوا۔ وُہ ذات پاک ہے قدرت اور غلبے والا ہے۔ (تاریخ طبری جلد ا ص ۱۶۱) سے

آں جا کہ کمال کبریائے تو بُود
عالمے نمے از بحر عطائے تو بود
ما را چہ حمد حمد شنائے تو بود
ہم حمد و شنائے تو سزائے تو بُود

عقیدۂ رسالت

اے صاحبِ عقلِ سلیم اور اوصافِ حمیدہ سے موصوف! مجھے اور آپ کو حق تعالیٰ صراطِ مستقیم پر چلنے کی کی توفیق عطا فرمائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ تو صمدی نوروں سے مرتبہ ذاتِ محض میں حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر فرمایا۔ اور پھر اس سے تمام جہاں علوی اور سفلی پیدا کئے۔ جیسا کہ علم ازلی اور ارادہ لم یزل اور ارادہ لم یزلی میں مقرر تھا۔ پھر آپ کو آپ کی نبوّت کا علم دیا اور رسالت کی بشارت سنائی۔ اور یہ اس وقت جب کہ بموجب ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام ابھی تک عالم ارواح سے عالم اجسام میں جلوہ گر نہیں ہوئے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملاءِ اعلیٰ ایسی رونق افروز ہوئے کہ آپ پورے طور نظر آئے۔ اور ملائکہ کے وارد ہونے کے لیے مقصدِ اعلیٰ اور مطلبِ اعلیٰ تھے۔ اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تمام اجناس کے لیے جنس عالی اور سب کائنات کے لیئے سرچشمہ ہدایت تھے۔ اور جب کائنات کو آپ کے اسم باطن اور روح پُر فتوح کے وجودِ مسعود سے تکمیل حاصل ہوئی تو آپ کے اسم ظاہر کی احتیاج ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم روح مع الجسد بالکلیہ ظاہر ہوئے۔ اگر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی طینت مقدس مؤخر ہے مگر حقیقت مطہرہ مقدم ہے آپ ایک پوشیدہ خزانہ اور امر نافذ ہونے کا محل و قوع ہیں۔ فلا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیر الا منہ۔ ترجمہ: پس کوئی

امر نافذ نہیں ہوتا مگر آپ کے وجودِ مسعود سے ہوتا ہے۔ اور کوئی بھلائی وجود میں نہیں آتی مگر آپ کی ذات پاک سے آتی ہے۔ (مواہب لدنیہ جلد ا ص ۵)

قطعہ از خواجہ عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ ؎

سلام علیک اے نبی مکرم
مکرم تراز آدم و نسلِ آدم

سلام علیک اے زاباء علوی
بصورت مؤخر بمعنی مقدم

سلام علیک اے بملک رسالت
ترا خاتم المرسلین نقش خاتم

ز سعی تو شد فتح ابواب مغلق ہا
ز نطق تو شد کشف اسرار مبہم

احوال نورِ مقدس

نور وافر السرور کی پیدائش کی کیفیت میں کئی روایات ہیں کتاب شرف المصطفےٰ میں ابو موسیٰ مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت ذکر کی ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ مقدس جمیع موجودات سے کافی عرصہ پہلے اللہ تعالیٰ نے موجود فرمایا تب فراشان قدرت نے فضاء قربت میں اس نور کے لیئے ایک بساط مرتب فرمایا اور اس بساط پر اللہ جل شانہٗ کی توفیق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ مقدس سے طواف کیا اور اس عالم الغیب میں کافی مدت تک طواف میں مشغول رہے حتیٰ کہ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے آپ کے نورِ مقدس کو سجدہ کا حکم نازل ہوا تب اس نورِ مقدس سے اس عالم الغیب کے تین سو سال جس کا ایک دن ہمارے جہان کے ایک ہزار برس کے برابر ہے نورِ مقدس نے سجدہ میں یہ تسبیح پڑھی۔ سُبحانَ العلیم الذی لا یجہل سبحان الحلیم الذی لا یعجل سبحان الجواد الذی لا یبخل۔ ازاں جملہ وہ روایت معتبر اور مشہور جس کا امام نجم الدین عمر نسفی رحؒ نے اپنی بحر العلوم میں درج کیا ہے۔ بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ سنہ تِ سید کائنات

علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کا نور تمام موجودات سے بہت پہلے پیدا ہوا تو اس نور کیلئے بارہ حجاب مرتب ہوئے اور ہر حجاب میں جس قدر کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور تھا، وہ نور بسر ورہا چنانچہ اول حجاب قدرت میں بارہ ہزار برس اس تسبیح میں مشغول رہا۔ سُبحانَ ربیّ الاعلیٰ۔ دوسرا حجاب عظمت اور اس میں گیارہ ہزار برس یہ تسبیح کہتا رہا۔ سبحانَ عالم السرّ واخفی تیسرا اسنت اور اس میں دس ہزار برس یہ تسبیح پڑھی۔ سبحان المرفیع الاعلیٰ چوتھا حجاب رحمت اور اس میں 9 ہزار برس یہ تسبیح کہی۔ سبحان الحیّ القیوم۔ پانچواں حجاب سعادت اور اس میں آٹھ ہزار برس یہ تسبیح پڑھی۔ سبحان من ھو غنیٌ لا یفتقر۔ اور ساتواں حجاب منزلت اور اس میں چھ ہزار برس یہ تسبیح یاد کی۔ سبحان العلیم الحلیم اور آٹھواں حجاب ہدایت اور اس میں پانچ ہزار برس اس ورد میں شغل اختیار فرمایا۔ سبحان العرش المجید نواں حجاب نبوت اور اس میں چار ہزار برس یہ ذکر کیا۔ سبحان ربّ العزۃ عمّا یصفون اور دسواں حجاب رفعت اور اس میں تین ہزار برس یہ تسبیح خوانی کی۔ سبحان ذی الملک والملکوت اور گیارہواں حجاب ہیبت اور اس میں دو ہزار برس یہ ورد کیا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ اور بارہواں حجاب شجاعت اور اس میں ایک ہزار برس یہ ذکر کیا سُبحانَ ربّی العظیم۔ جب ان حجابوں کو طے فرمایا تو دس نورانی دریاؤں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غوطہ دیا گیا پہلے دریائے شفاعت میں ہزار برس تیرتے رہے اور ربّی ربّی کہا۔ دوسرے دریائے نصیحت میں دو ہزار برس تیرتے رہے اور الٰھی الٰھی کہا۔ تیسرے دریائے شکر میں تین ہزار سال پھرتے رہے اور یا سیّدی یا سیّدی پکارا۔ چوتھے دریائے صبر میں چار ہزار برس یا احدُ یا احدُ کہا اور پانچواں دریائے سخاوت میں پانچ ہزار برس یا واحدُ و یا واحدُ پڑھا اور چھٹے دریائے انابت میں چھ ہزار برس یا فردُ یا فردُ اور ساتواں دریائے یقین میں سات ہزار برس یا علیُّ یا علیُّ پڑھا اور آٹھویں دریائے حلم میں آٹھ ہزار برس غوطہ لگایا۔ اور یا عظیم یا عظیم کہا۔ اور نویں دریائے قناعت میں نو ہزار برس گم رہ کر یا رؤف یا رؤف پڑھا اور دسویں دریائے محبت میں دس ہزار تیرتے ہوئے سبوحٌ قدوسٌ یا اللہ یا کریم پڑھا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دریائے محبت کے کنارے پر نور کے دس لباط

پیدا فرمائے کہ ان میں سے ہر ایک بساط کی وُسعت اور فراخی ساتوں آسمانوں اور زمینوں سے ستر گنا زیادہ تھی۔ پھر ایک ایک بساط پر سات سو مقامات مقرر کیئے گئے۔ توحید اور معرفت اور ایمان اور اسلام اور خوف اور رجاء اور شکر اور صبر اور خضوع اور خشوع اور انابت اور خشیت اور ہیبت اور حیرت اور قناعت اور تفویض اور ارادت اور ایسے دیگر مقامات جن کا آخری مقام محبت ہے اور ان مقامات میں سے ہر ایک مقام میں حضرت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ایک ایک ہزار برس ٹھہرا رہا۔ جب ان سات سو مقامات کو عبُور فرمایا۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے حبیب کے نور! میں کون ہوں۔؟ تو الہام پا کر عرض کی۔ تُو میرا خدا ہے۔ اور پیدا کرنے والا ہے۔ اور روزی دینے والا ہے۔ اور زندہ کرنے والا اور فنا کرنے والا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب کے نور! تُو نے مجھے پہچانا، جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے تاکہ سب خلائق کو علم ہو۔ خوب پہچاننے کی علامت خوب عبادت کرنا ہے۔

پھر وہ نور عبادت الہٰی میں مشغول ہوُا۔ اور پورے سترہ ہزار برس قیام میں ربّ تعالیٰ کی عبادت کی۔ پھر حق تعالیٰ نے اپنی ذات سے نوُر کا عطیہ آپ کو بخشا تو نورِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلّم بر سبب اس عنایت الہٰی کے سجدہ تہنیت بجا لایا۔ اور یہ سبب سجدہ کے حق تعالیٰ کی نظر خاص متوجہ ہوئی۔ اور اس سعادت کی وجہ سے خصوصیت زیادہ نصیب ہوئی اور اس سجدہ کے باعث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کی امت پر صبح کی نماز فرض ہوئی۔

پھر اس نورِ مقدس نے سترہ ہزار برس قیام کیا۔ اور عطیہ الہٰی کی خلعت سے مشرف ہو کر سجدہ کیا۔ تو آپ اور آپ کی اُمّت پر ظہر کی نماز فرض ہوئی۔ پھر قیام کر کے سجدہ سے سرفراز ہوئے تو عصر کی نماز فرض ہوئی۔ پھر قیام اور سجدہ کیا تو مغرب کی نماز فرض ہوئی۔ پھر چوتھی بار عشاء کی اور پانچویں بار فجر کی نماز فرض ہوئی۔

منطق الطیر میں حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہ

قرن ہا اندر رکوع استادہ بود

عمر ہا اندر سجود افتادہ بُود

ہر نظر کز حق لبسوئے او رسید
کوکبے آمد فلک گشتہ پدید
از نمازِ نورِ آں دریائے راز
فرض شد بر جملہ امتہا نماز

پھر اس نور مبارک کو دوگانہ نفل کی ادائیگی کی توفیق پائی مگر اس دوگانہ کو کئی ہزار برس میں ادا کیا۔ جیسا کہ منقول ہے کہ تکبیر تحریمہ ہزار برس اور رکوع ہزار برس اور قومہ ہزار برس اور ہر سجدہ ہزار ہزار برس اور ہر جلسہ ہزار ہزار برس میں ادا فرمایا۔ اور دوسری رکعت اسی طرح ادا فرمائی۔ اور تشہد میں ہزار برس اور ہر ہر سلام میں ہزار ہزار برس صرف ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میری حبیب کے نُور! تیری عبادت قبول ہے۔ اب میرے دربار سے جو چاہو، طلب کرو۔ تو آپ نے یہ دُعا کی۔ الٰہی! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھے ایک قوم کا پیشوا کرے گا۔ اور ان کو میری اُمت اور میرے تابع بنائے گا۔ اور عبادات فرض کرائے گا۔ اور بہ مقتضائے بشریت ان سے ادائیگی عبادات میں قصور ہوگا۔ آج کے دن میں اپنی عبادت اپنی امت کے کام میں صرف کر کے ان کے لیئے مغفرت کی خلعت چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب کے نور! جو انعام اس دُعا میں طلب کیا، مجھے بیحد پسند آیا۔ تب خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک عنایات اور نوازشاتِ خداوندی کا مشاہدہ کر کے خوش و خرّم ہوئے اور آپ کو پسینہ آیا اور نُور کے چند قطرے مترشح ہوئے۔ حق تعالیٰ نے ایک قطرہ کو منظورِ نظر خاص بنایا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار قسم بنا کر ہر ایک قسم سے ایک ایک پیغمبر کی روح پیدا فرمائی۔ اور دوسرے قطرے کے دس حصے بنائے۔ ایک سے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے سے حضرت میکائیل علیہ السلام اور تیسرے سے حضرت اسرافیل علیہ السلام اور چوتھے سے حضرت عزرائیل علیہ السلام اور پانچویں سے حاملین عرش اور چھٹے سے رضوان اور ساتویں سے ساکنان عرش اور آٹھویں سے حضرت دردائیل علیہ السلام اور نویں

سے حضرت راس الہدیٰ علیہ السلام پیدا کیے۔ اور دسویں سے دس حصے بنا کر عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور آفتاب اور ماہتاب اور ستارے اور بہشت اور رضوان کے آٹھوں خلفاء اور ہر ہر خلیفہ کے آٹھ آٹھ ہزار خادم فرشتے پیدا کیے۔ اور دسویں حصّہ سے ایک جوہر جس کا طول و عرض چار چار ہزار کا برس کی راہ تھا۔ پیدا فرمایا۔ اور اس جوہر کو نظر ہیبت سے دیکھا۔ تو وہ جوہر ہیبت الٰہی سے بے قرار ہو کر نصف پانی اور نصف آگ ہو گیا۔ پھر اس پانی سے دریا بہہ پڑے۔ اور ان دریاؤں کی امواج سے ہوا پیدا ہوئی۔ اور اس آگ کو پانی پر غالب کیا تو وہ پانی جوش میں آیا اور اس سے جھاگ پیدا ہوئی جو زمین بن گئی۔ اور جو بخارات اوپر اٹھے۔ وہ آسمان بن گئے۔ جب زمین لرزہ سے بے قرار ہوئی تو پہاڑوں کو میخیں بنا دیا۔ اور جب برق عزت پر گری تو اس سے معادن اور کانیں پیدا ہوئیں اور لوہا جب پتھر سے ٹکرایا تو دوزخ پیدا ہوئی۔ اس کے بعد زمین کو پھیلایا تاکہ وحوش اور پرندے اور درندے اور گزندے اور چارپائے اور آدمی بہ سہولت زندگی گزار سکیں۔ پھر زمین کو سات طبقے بنایا اور ہر طبقے سے ایک مخلوق کو آباد کیا اور جنات کو زمین پر تصرف عطا فرمایا اور بہشت کو ہفت افلاک سے اوپر اور دوزخ کو تحت الثریٰ سے نیچے متمکن کیا۔ اور جہان میں روشنی اور حساب کے لیئے سورج اور چاند اور ستاروں کو چمکایا اور روشنی اور تاریکی کے مواد سے دن اور رات کو پیدا فرمایا۔

(معارج النبوّت جلد ا صہ ۹ ریاض الازہا باب ۳ صہ ۹۸)

اقبال احمد سہیل نے کہا ہے:۔

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امام امم نہ ہوتا
زمین نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا
ہر اک سویدائے دل سے پیدا محمد کے جسم کی ہے
دل میں اس کی خلوت سرا نہ ہوتا تو نقش بیم ستم نہ ہوتا

نور کی جلوہ گری

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور عرش کی داہنی طرف اٹھا۔ ہزار برس جلوہ گر رہا۔ اور تسبیح وتقدیس الٰہی میں محو رہا۔ حتیٰ کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ زمین پر جا اور مزار مبارک کی جگہ سے کچھ خاک اس نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا گہوارہ بنانے کے لیئے لا۔ حسب الحکم حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر نازل ہوئے اور خدائی پیغام سنایا زمین نہایت شوق وذوق کے باعث وجد میں آگئی۔ اور اس سے خاک پاک، مشک کافور کے ظاہر ہوئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس خاک پاک سے ایک مثقال لے کر اپنے مقام پر آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے جبرائیل بہشت میں سے قدرے کافور اور مشک اور زعفران اور سنبل اور ماءِ معین اور آبِ سلسبیل اور شرابِ تسنیم لاکر اس خاک پاک سے ملا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حکمت دریافت کی تو ارشاد ہوا کہ کافور سے ہڈیاں اور زعفران سے رگ اور مشک سے خون اور سنبل سے بال اور ماءِ معین سے لب ودہان اور سلسبیل سے نطق اور شراب تسنیم سے جسدِ ظاہری اس بادشاہ دوجہان کا بناؤں گا۔ اور اس سے فخر بنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخن گوئے عالم اور شفیع تمام خلائق کا بناؤں گا۔ تب کارپردازان قضا وقدر نے ایک گوہر مانند نورانی قندیل کے خاک مطہر اور اشیائے معطر سے مرتب کر کے اس نور مقدس کا مہد بنایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا اے جبرائیل۔!! اس لعل شب افروز کو طبقات سموات کے گرد پھرا اور ارکان ملکوت پر جلوہ دے۔ اور جنت کے باہشت میں رونق دلا۔ اور پکار کر کہہ:۔

هٰذَا الطِّينَةُ حَبِيبِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ وَشَفِيعُ الْمُذْنِبِينَ ○	"حبیب رب العالمین اور گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے کا یہ قالب مبارک ہے۔"

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام حکم بجا لایا۔ اور اس قندیل مقدس کو ساق عرش سے معلق کیا۔ حتیٰ کہ وہ نورِ مقدس اس نورانی قندیل میں جلوہ گر ہوگیا۔ (معارج النبوت جلد ۱ ص ۱۳)

(ریاض الازہار باب ۳ ص ۳۳) محسن کاکوروی کہتے ہیں ؎

جی میں آتا ہے لکھوں مطلع برجستہ اگر
وجد میں آئے قلم ہاتھ سے بھی جائے اُچھل
سرخیِ نسخۂ وحدت تھی یہ روزِ ازل
کہ نہ احمد کا تھا آخر نہ احد کا اوّل
افضلیت پہ تری مشتمل آثار کتب
اوّلیت پہ تری متفق ادیان و ملل
کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاش ازل
خود لگا کہنے کہ ہر وصف میں تُو ہے افضل
تری تصویر سے یہ معنی کھلے قل و دل
انبیاء شرح مفصل ہیں تو متن مجمل،
تُو ہے خورشید ترے سامنے انجم ہیں بنی
تُو ہے شمسیہ تصور میں تو سب ہی قطبی

چمکتا ہوا ستارہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ سَأَلَ جِبْرَئِیْلَ كَمْ عُمُرُكَ مِنَ السِّنِیْنَ فَقَالَ لَسْتُ اَعْلَمُ غَیْرَ اَنَّ فِی الْحِجَابِ الرَّابِعِ نَجْمًا یَطْلُعُ فِیْ كُلِّ سَبْعِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ رَأَیْتُهٗ اِثْنَیْنِ وَسَبْعِیْنَ اَلْفَ مَرَّةٍ فَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَعِزَّةِ رَبِّیْ اَنَا ذَالِكَ الْكَوْكَبُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَارِیْخِهٖ۔

(روح البیان جلد ۱ ص ۹۷۴ و سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سوال فرمایا

کہ تمہاری کتنی عمر ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ آقا! مَیں بہت زیادہ مفصل اپنی عمر کا اندازہ نہیں جانتا۔ البتہ اس قدر جانتا ہوں کہ حجاب رابع چوتھے پردہ میں ایک ستارہ جو ستر ہزار برس کے بعد ایک مرتبہ طلوع کیا کرتا تھا میں نے اس ستارہ کو بہتر ہزار بار طلوع کرتے دیکھا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل! مجھے اپنے رب کی قسم ہے وُہ ستارہ میں ہی تھا عرفیؔ نے کہا ہے

تا نامۂ را افسر فہرست نہ کردند
شیرازۂ مجموعۂ نہ لبستند کرم را
تا مجمع امکان و وجوبت نہ نوشتند
مورد متعیّن نشد امکان اتم را
تقدیر نشانید بہ یک ناقہ دو محمل
سلمائے حدوثؔ۔ دلیلائے قدم را

روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ آقا! اب اس وقت اس ستارہ کے ظہور کا زمانہ ہے مگر اس کے عدم ظہور کا باعث آپ کا عالم عناصر میں جلوہ افروز ہونا ہے۔ مگر یہ تو ارشاد فرمایئے کہ وہ ستارہ اتنی مدت تک غائب ہو کر کہاں جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جب میرا نور قیام کرتا تو نظر آتا۔ اور سجدوں سے شرف پاتا تو نظر سے غائب ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ (پ ۲۷ ع ۵) قسم ہے ستارے کی جب جھکے۔ قال جعفر بن محمد الصادق اَلنَّجْمُ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اعراس البیان جلد ۲ ص ۲۸۵) امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ النجم سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آیت کا مفہوم یوں ہوگا۔ قسم ہے ستارے وجودِ محمدؐ کی جب کہ خدا کے سامنے سجدہ کے لیئے جھکتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا

لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ (پ ۱۷ ع ۲)	اگر لہو و لعب کے کام ہماری شان کے لائق ہوتے تو ہم بھی ارادہ کرتے ہیں کہ اپنے پاس کوئی شغل بنا لیتے

يحتمل ان يكون المراد من المتخذ من لدن رب العلمين هو الحبيب صلى الله عليه وسلم اى لو اردنا ان نتخذ ولداً كما زعمت النصارى لاتخذناه من لدنا بان نتخذ محمداً ولداً حين كان لدينا نوراً قبل جميع الكائنات وهو بشر ليس كمثله احد من البشر لا ان نتخذ عيسى الذى هو من اتباع محمد ولكن الله سبحانه منزه عما يقول الظالمون فمحمد عبده ورسوله وعيسى عبده ورسوله

(اخبار الاخيار ص ۲۰۹)

تشریح:۔ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ نے سید عبد الوہاب بن سید احمد بن سید مخدوم جہانیاں کی تفسیر سے اقتباس بیان کیا ہے کہ اس آیت میں یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ مشغلہ بنا لینے سے اولاد تجویز کرنا مراد ہو۔ اور اپنے پاس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوں۔ یعنی اگر ہم اپنے لیئے خاص بیٹا تجویز کرتے جیسا کہ نصاریٰ کا گمان ہے تو ہم اپنے پاس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا بیٹا مقرر کر لیتے جب کہ تمام کائنات سے پہلے ہمارے پاس نور تھے۔ اور وہ ایسے بشر ہیں کہ اس کی مثال کوئی بشر نہیں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہم اپنے لیئے خاص بیٹا مقرر نہ کرتے کیونکہ وہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ مشرکانہ اقوال سے پاک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

تخلیق کائنات

حافظ الحدیث علامہ عبد الرزاق ابو بکر بن ہمام بن نافع حمیری یمنی المتوفی (۲۱۱ھ) بہ بغداد نے جو کہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ کے استاذ ہیں۔ حضرت امام بخاری اور امام مسلم کے استاذ الاستاذ ہیں (بستان المحدثین ص ۵۲) اپنی تصنیف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، ارشاد فرمایئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا۔؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اے جابر! بیشک

تمام مخلوقات سے قبل اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے نُور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں مشیّت الٰہی تھی دورہ کرتا رہا۔ جب کہ لوح و قلم جنّت دوزخ فرشتگان و آسمان وزمین، سورج اور چاند، جن اور آدمی کچھ نہ تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصّے کیئے۔ پہلے سے قلم دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے حصّے کے چار حصّے فرمائے پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین اور تیسرے سے بہشت اور دوزخ کو بنایا۔ اور پھر چوتھے کے چار حصّے کیئے۔

(شرح بهجة المحافل جلد ۱ صـ ۱۰، مواهب اللدنیہ جلد ۱ صـ ۹)

اور حدائق بخشش میں ہے ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وُہ جہاں کی، جان نہیں تو جہاں نہیں

گویا اوّل مخلوقات اور کائنات کے موجود ہونے کا واسطہ اور تمام جہان اور آدم علیہ السّلام کے پیدا ہونے کا واسطہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نُورِ پاک ہیں۔ جیساکہ حدیث صحیح میں وارد ہے۔ اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ" سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نُور کو پیدا فرمایا" الغرض تمام موجودات اور علوی اور سفلی اسی نور اور جوہر پاک سے پیدا ہوئے۔ اور ارواح اور اجسام اور عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور بہشت اور دوزخ اور فرشتے اور آسمان اور انسان اور جن اور زمین، سمندر، پہاڑ، درخت اور سب مخلوقات اسی نورِ پاک اور جوہر پاک سے جلوہ گر ہیں اور اس وحدت سے، اس کثرت کے موجود ہونے اور اس جوہر پاک سے مخلوقات کے ظاہر ہونے کی کیفیّت میں علماء کرام نے عجائب وغرائب، عبارات وعنوانات بیان فرمائے (مدارج النبوّت جلد ۲ صـ ۲) حضرت علّامہ اقبال رحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

مے نوائی عشق ومستی از کجاست ✧ ایں شعاع آفتابِ مصطفٰے است

حق تعالیٰ پیکرِ ما آفرید ✧ وزرسالت در تنِ ماجاں دمید

حرف بے صورت دریں عالم بدیم ✧ وزرسالت مصرعِ موزوں شدیم

از رسالت در جہان تکوین ما ⁂ وز رسالت دینِ ما آئینِ ما!

حدیث شریف میں ہے۔ اِنّ اللّٰہ تعالیٰ خَلَقَ قبلَ الاشیاء نُورَ نبیّکَ مِنْ نُورِہٖ جو کہ مصنف عبد الرزاق میں تخریج کی گئی ہے اس میں مِن نورہٖ کی بابت قدرے تشریح یہ ہے مِنْ نورہٖ اضافۃ تشریف

وَاشعَارٌ بِاَنَّہٗ خَلقٌ عَجِیبٌ وَاِنّ لَہٗ شَاْنًا لَہٗ مُنَاسِبَۃٌ مَا اِلَی الحَضرَۃِ الرَّبُوبِیَّۃِ عَلٰی قَولِہٖ تَعَالیٰ وَنَفَخَ فِیہِ مِنْ رُّوحِہٖ (پ ۲۱، ع ۱۴) وَمِنْ بَیَانِیَّۃٌ اَیْ مِنْ نُورٍ ھُوَ ذَاتُہٗ لَا بِمَعنیٰ اَنَّھَا مَادَّۃُ خَلقِ نُورِہٖ مِنْھَا بَلْ بِمَعنیٰ تَعَلُّقِ الاِرَادَۃِ بِلَا وَاسِطَۃِ شَیٍٔ فِی وُجُودِہٖ وَھٰذَا اَولیٰ مِنْ اِحْتِمَالِ اَنَّ المُرَادَ مِنْ نُورٍ مَخلُوقٍ لَہٗ تَعَالیٰ قَبلَ خَلقِ نُورِ المُصطَفیٰ وَھُوَ خِلَافُ المَنصُوصِ وَالمُرَادُ مِنْ تَجوِیزِ اَنَّہٗ مَعنیً عَبَّرَ عَنہُ بِالنُّورِ مُشَابِھَۃً اَیْ خَلَقَ نُورَ المُصطَفیٰ مِنْ مَعنیً یُشبِہُ النُّورَ مَوجُودًا۔ اَزَلًا کَوُجُودِ الصِّفَاتِ القَدِیمَۃِ القَائِمَۃِ بِہٖ تَعَالیٰ فَاِنَّہٗ لَا اَوَّلَ لِوُجُودِھَا لِمَا فِیہِ مِنْ اِثبَاتِ مَا لَمْ یَرِدْ الفَلَاسِفَۃُ بِاِبھَامِہٖ لَعَنَّ وَالقُدَمَاءِ (زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۱ ص ۴۶) اور مِنْ نورہٖ میں اضافت تشریفی ہے۔

اور اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کے نورِ مقدس کی پیدائش ایک عجیب اور نرالے طریقہ سے ہوئی ہے اور اس کی شان ہے جس کو حضرت ربوبیت سے قدرے مناسبت ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے روح کو تشریفاً اپنی طرف منسوب فرمایا۔ ونفخ فیہ من روحہ (پ ۲۱ ع ۱۴) اور اللہ تعالیٰ نے اپنی روح کو اس میں پھونکا۔ اور واضح ہو کہ نورہٖ میں اضافت بیانیہ ہے یعنی آپ کے نور کو اس نور سے پیدا کیا۔ جو اللہ تعالیٰ کی اپنی ذات ہے اور اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ آپ نے نورِ مقدس کے پیدا ہونے کے لیے وہ نور ذات مادہ اور اصل ہو بلکہ یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ بغیر کسی واسطہ اور ذریعہ کے اس نور کے متعلق ہوا۔ اور یہ احتمال مقبول اور پسندیدہ ہے اور اس کے علاوہ دو احتمال ہیں جو کہ ناقابل قبول ہیں ایک تو یہ ہے کہ نورہٖ سے وہ نور مراد ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ مقدس کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوا ہو۔ تو یہ بات اس لیئے غلط ہے کہ نصوص کے خلاف ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ

سو نورہ سے ایک ایسا معنی مراد لیا جائے جس کو مثال کے طور پر نور کہا جائے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پر سرور کو ایک ایسی اصلیت سے پیدا فرمایا جس کو باری تعالیٰ کے ازلی ابدی صفات سے مشابہت ہو تو اس قول کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں تعدد قدماء کا وجود لازم آتا ہے جو کہ عقلاً ونقلاً محال ہے اور فلاسفہ نے بھی بوجہ مبہم ہونے کے مراد نہیں لیا۔ اور نورہ کی مذکورہ بالا وضاحت اور تشریح کو علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی نے شرح مواہب میں جلد ۱ ص ۴۶ پر ذکر فرمایا ہے۔
وفا کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

ظہورِ نورِ احمد سے ہوا سارا جہاں پیدا
ملک پیدا فلک پیدا زمیں پیدا زماں پیدا
کہاں عالم میں احمد سا ہوا عالی مکاں پیدا
ہوئے ہیں جس کے باعث سے زمین و آسماں پیدا
ہوئی ظلمت نہاں یکسر فروغِ نورِ احمد سے
ہوئے انجم عیاں سارے ہوئے سب آسماں پیدا
بنایا عرش خالق نے انہیں کے نورِ انوار سے
کیا لوح و قلم ظاہر ہوئے کرّوبیاں پیدا
ظہورِ نورِ احمد جب ہوا آدم نہ تھے اُس دم
نہ تھی خلقت یہ مولا کی نہ تھا نام و نشاں پیدا
نہ حوّا تھی، نہ گندم تھی نہ شیطان تھا نہ رضوان تھا
نہ فردوسِ بریں پیدا نہ تھا باغ و جناں پیدا
رسولِ پاک کے باعث شہِ لولاک کے باعث
ہوئے دونوں جہاں پیدا مسب انس و جاں پیدا
نہ کوئی عرش سے تا فرش تجھ سا ہے نہ ہووے گا
نہ نوری تھے وہاں پیدا نہ خاکی تھے یہاں پیدا

کہاں تھے عالم باقی، کہاں تھا عالم فانی
طفیل سرورِ عالم، ہوئے دونوں جہاں پیدا
کہاں جنّت کی چاہت تھی کہاں دوزخ کی ہیبت تھی
ملائک کی نہ خلقت تھی نہ یاں انس وجاں پیدا
محبّت رکھ تو آل و اصحابِ محمّد کی دفا ہر دم
ہوئے جن کی محبّت کو قلوبِ مومناں پیدا

بعثت عامہ

شیخ تقی الدین سبکی نے اپنی کتاب مسماۃ بہ التعظیم والمنۃ فی لتؤمنن بہٖ ولتنصرنّہٗ میں ذکر کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ومنزلت کی وجہ سے اس امت کی عجیب شان ہے کیونکہ اگر پہلے انبیاء علیہ السّلام آپ کے زمانہ میں پیدا ہوئے تو وہ تمام بنی (سلام ہو ان پر) آپ کی امت ہو کر آپ کی اتباع کرتے لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کی نبوّت اور رسالت عامہ ہے۔ حتیٰ کہ تمام نبی (سلام ہو ان پر) اور ان کی اُمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک "بُعِثتُ اِلَی النّاس کافّۃ" "میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔" آپ کے زمانہ اور قیامت تک آنے والے لوگوں سے خاص نہ تھا بلکہ ان سے پہلے بھی تمام آپ کی امت میں شامل ہوں گے اور حدیث شریف میں ہے کہ "میں اس وقت بنی تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اور جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر تھا کہ آپ نبی ہوں گے۔ اس نے اس حدیث کو نہیں سمجھا۔ اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تو جمیع مَاکَانَ وَمَایَکُون کو ازلاً وابداً محیط ہے صرف آپ کی نبوّت کی کیا خصوصیّت ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اس وقت ثابت تھی۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی پیدا نہیں ہوئے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام نے عرش مجید پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو لکھا ہوا دیکھا۔ اور اگر اس سے محض علم الٰہی اور تقدیر کی نبوّت مراد لی جائے

تو اس بات میں سب نبی (سلام ہو اُن پر) برابر ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہی کیا ہے۔؟ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور رسالت ازلی ہے اور آپ نے اس بات کی اپنی امّت کو اس لیے خبر دی تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رُتبہ امت کو معلوم ہو اور اس سے خیر و برکت حاصل ہو۔

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی جلد ۱ صـ ۴)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت عالم ارواح میں بھی جلوہ گر تھی، جیساکہ حدیث شریف میں ہے:۔

کُنتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ	میں اس وقت نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح جسم میں نہیں آئی تھی۔

اگرچہ تمام نبیوں کی نبوّت علم الٰہی میں ازلاً ثابت تھی۔ مگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوّت تمام ملائکہ میں واضح اور ظاہر تھی۔ اور آپ کے علاوہ سب نبیوں کی نبوّت پوشیدہ اور مخفی تھی۔ بلکہ سلف صالحین نے کہا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک نے تمام نبیوں کی، ارواح مقدّسہ کو تربیت دی۔ اور ان کو علوم الٰہیہ سے فیضان عطا فرمایا۔ جیساکہ عنصر جسدِ مطہر میں جلوہ گر ہونے کے عالم عناصر کو اپنے فیوض و معارف سے بہرہ ور فرمایا۔ یاالقصّہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں بالفعل اور بالواقع نبی مرسل تھے۔ نہ کہ محض الٰہی میں نبی تھے۔

(مدارج النبوّت جلد ۲ صـ ۳)

مے توانی منکر از یزداں شدن
لیک از شان نبی نہ تواں شدن

اور جس طرح عموم زمانی آنحضرت صلی اللہ کی رسالت سے مختص ہے اسی طرح عموم مکانی بھی آپ کی رسالت کے خصوصیات سے ہے۔

جیساکہ شرح شفا شریف میں ہے اور عموم رسالت مکانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

ذات ستودہ صفات سے مخصوص ہے۔ جیساکہ نصوص میں تصریح ہے اور اس پر اجماع ہے اور یہ اشکال بھی وارد نہ ہوگا کہ حضرت نوح علیہ السلام طوفان کے بعد تمام باشندگانِ روئے زمین کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اس لیئے اس وقت روئے زمین پر سوائے معدودے چند آدمیوں کے باقی نہ رہ گئے۔ تو حضرت نوح علیہ السلام کی رسالت کا عموم بوجہ موجود نہ ہونے دیگر اقوام کے تھا۔ جیساکہ حضرت آدم علیہ السلام کی بعثت کا حال ہے۔ (نسیم الریاض شرح شفا شریف جلد ۲ ص ۱۰۴)

تعدد آدم

شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ فتوحات مکیہ میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ مِائَتَہ اَلفَ آدَم ؑ	بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا فرمائے۔

اور عالم امثال کے بعض مشاہدات سے ایک حکایت لائے کہ ایک وقت کعبہ شریف کا طواف کرتے وقت مجھے یوں معلوم ہوا کہ میرے ہمراہ ایک جماعت طواف کر رہی ہے اور میں ان کو نہیں پہچانتا اور طواف کے دوران یہ لوگ عربی کے دو بیت پڑھتے تھے۔ جن میں سے ایک بیت یہ ہے ۔

لَقَدْ طُفْنَا کَمَا طُفْتُمْ سِنِیْنَا ؎ بِھٰذَا الْبَیْتِ طُرًّا اَجْمَعِیْنَا	جس طرح تم نے طواف کیا ہم سب نے مل کر کئی برس اس بیت اللہ کا طواف کیا

جب میں نے یہ بیت سنا تو میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ عالم امثال کے ابدال ہیں تو فوراً ان میں سے ایک نے میری طرف نگاہ کی۔ اور فرمایا کہ میں تمہارے بزرگوں میں سے ہوں۔ میں نے پوچھا۔ آپ کو فوت ہوئے کتنا عرصہ گزرا ہے۔؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے فوت ہوئے چالیس ہزار سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ میں نے تعجب کرتے ہوئے کہ ابھی تک حضرت آدم علیہ السلام کو سات ہزار

سال بھی پورے نہیں ہوئے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ تو کس آدم کی بات کرتا ہے۔ ہاں یہی وہ آدم ہے۔ جو اس سات ہزار سال کے دور کے آغاز میں پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فرمایا اس وقت وہ حدیث شریف مذکور میرے دل میں گزری کہ اس بات کی تائید کرتی ہے۔

(مکتوبات شریف دفتر دوم حصہ ۷ مکتوب نمبر ۵۸ ص ۲۲)

۲:۔ اور ایک معتبر کتاب نظر سے گزرا کہ ایک شخص نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا یا امیر المومنین! آدم علیہ السلام سے تین ہزار برس پہلے کون تھا۔؟ آپ نے فرمایا کہ آدم تھا! جب تین مرتبہ یہی بات ہوئی تو سائل نے آپ کے سامنے سر جھکا لیا۔ اور خاموش ہو گیا۔ تب جناب ولایت پناہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر تیس ہزار بار پوچھتا رہتا کہ آدم سے پہلے کون تھا تو میں کہتا رہتا کہ آدم تھا۔ (تاریخ فرشتہ جلد ا ص ۵)

۳:۔ صاحب تاریخ خواجگی نے لکھا ہے کہ ایک شخص نے امام برحق جعفر صادق علیہ السلام سے آدم علیہ السلام کی پیدائش کے حالات پوچھے تو سائل کے جواب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ کس آدم کے حالات پوچھتے ہو۔؟ اس آدم کے جو ہمارا جد امجد ہے یا کسی اور کے۔؟ تو سائل نے حیران ہو کر عرض کیا کہ اے امام عالی مقام! کیا آدم صفی اللہ کے علاوہ اور بھی آدم ہیں آنجناب نے فرمایا کہ آدم صفی اللہ ایک سو ایک واں آدم ہیں۔ اور ان سے پہلے ایک سو آدم گزرے ہیں (نوادر نوادر جلد ا ص ۱۵۵)

۴:۔ تاریخ طبری میں ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں زمین و آسمان کی مدت پیدائش کے متعلق سوال کیا تو آپ کو حکم ہوا کہ فلاں جنگل میں ایک کنوئیں پر جا کر ایک کنکری اس میں ڈالو۔ تو حقیقت حال آپ پر واضح ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں گئے اور کنکری ڈالی تو اس کنوئیں سے آواز آئی۔ کہ کنوئیں پر کون صاحب ہیں۔ آپ نے فرمایا میں موسیٰ ابن عمران بن لیصیر...... تا آنکہ اپنا سلسلہ نسب حضرت آدم صفی اللہ تک گنا۔ پھر دوبارہ آئی کہ ہر زمانہ میں اسی نام و نسب کا شخص اس کنوئیں پر آیا۔ اور ایک کنکری ڈالی حتیٰ کہ کنواں آدھا پُر ہو گیا۔ (نوادر نوادر جلد ا ص ۱۵۵)

ف :۔ امام محمد بن جریر طبری صاحب تفسیر تیسری صدی کے مجدد ہیں۔

(فتاویٰ عبدالحی جلد ۲ صہ ۱۵۲)

قدیم تر اقوام

جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اور پہاڑوں کو گاڑا۔ اور ہوا کو چلایا اور درندے اور پرندے پیدا فرمائے تو درختوں کے میوے گرتے اور زمین پر خشک ہو جاتے۔ گھاس پیدا ہوتے۔ اور گھنے جنگل بن جاتے۔ تب زمین نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے ہوا سے ایک مخلوق پیدا فرمائی۔ اور اس میں سفید اور سیاہ اور سرخ اور زرد اور گونگے اور بہرے اور قوی اور کمزور اور عورت اور مرد، ہر قسم کے لوگ تھے۔ آپس میں نکاح کیا۔ اور خوب بڑھے اور زمین کے ہر گوشہ میں پھیلے۔ اور پتھروں کی عمارتیں بنائیں اور وحشی جانوروں کا شکار کیا۔ اور بڑی شان و شوکت سے زندگی بسر کی جب زمین پر انہوں نے فسادات شروع کیئے اور باز نہ آئے تو سخت آندھی سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پانی سے ایک مخلوق کو پیدا فرمایا۔ جن کو البن کہا جاتا تھا یہ بھی اس کثرت سے پھیلے کہ زمین کا کوئی حصہ ان سے پوشیدہ نہ رہا۔ انہوں نے کنوئیں کھودے اور نہروں اور ٹیلوں کو بنایا اور بحر و بر میں شکار کھیلا حتیٰ کہ کافی عرصہ کے بعد انہوں نے فسادات بے حد کیئے جس کے باعث مٹ کر بے نشان ہو گئے۔

(بدائع الذہور فی وقائع الدہور از محمد بن ایاس حنفی صہ ۱۴۱)

جنّات کا ذکر

:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَالْجَانَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (پ ۱۴ ع ۳)	اور جنوں کو ہم نے اس سے پہلے بھڑکتی ہوئی آگ سے پیدا کیا۔"

کہتے ہیں کہ جنات کی پیدائش ایک وسیع آگ سے ہوئی۔ اور ابو عیسٰی اصفہانی سے روایت ہے کہ جب طارہ نوس اور اس کی اولاد توالد اور تناسل سے بہت ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو شریعت کا مکلف بنا کر عبادت کا حکم فرمایا تو طارہ نوس اور اس کی اولاد نے احکام شریعت کو قبول کر لیا اور بہت آرام سے زندگی گزاری۔ جب ۳۶ ہزار سال گزرے تو انہوں نے گناہ اور سرکشی شروع کی تو حق تعالیٰ نے الزام حجت کے بعد عذابوں سے ان کو ہلاک کیا اور جو شرع کے پابند تھے۔ باقی رہ گئے۔ اور حلیبا نیس ان کا والی بنا۔ جب ۳۶ ہزار سال کا دور گزرا تو چونکہ ان کی سرشت آگ سے تھی۔ لہٰذا انہوں نے نافرمانی اختیار کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فنا کر دیا۔ اور بقایا نیکوکاروں کا بلیقا حاکم ہو گیا۔ جب تیسرا دور گزرا تو انہوں نے شریعت سے کنارہ کیا۔ تو عذاب خداوندی میں مبتلا ہو گئے اور چندہ باقی ماندہ کے ہاموس پیشوا ہوئے۔ جب چوتھا دور ختم ہوا تو اس وقت پھر جنات نے نعمت کا کفران کیا۔ اور وعظ و نصیحت کی مطلقاً پرواہ نہ کی۔ تو آسمان سے فرشتے اترے۔ اور ان کو قتل کیا۔ اور بقول شیخ فریدالدین عطار کے صرف سہلوطلیث بن بنلیث کو جس کا لقب بہ سبب عبادت عزازیل تھا۔ فرشتے آسمان پر لے گئے۔ کیونکہ اس نے شریروں سے اجتناب کیا اور اتنی عبادت کی کہ زمین پر ایک بالشت جگہ نہ رہی جس پہ اس نے سجدہ نہ کیا الغرض فرشتوں میں رہنے سہنے لگا۔ اور اتنی ترقی کہ فرشتوں کا معلم ہو گیا۔ حتیٰ کہ ایک دن ملائکہ کی ایک جماعت نے لوحِ محفوظ پر ایک مضمون دیکھا کہ اللہ کی درگاہ کا ایک مقرب ابدی لعنت میں گرفتار ہو گا۔ تو سب ملائکہ نے مغموم ہو کر عزازیل سے درخواست کی کہ دعا کیجئے کہ خدا تعالیٰ ہم کو اس مصیبت میں گرفتار نہ کرے۔ عزازیل نے کہا۔ اطمینان کرو۔ وہ ملعون ہم میں سے نہیں اور میں کئی سالوں سے اس مضمون پر مطلع ہوا۔ مگر کسی سے ظاہر نہ کیا۔ جب ملائکہ نے دعا کی بابت بہت اصرار کیا۔ تو عزازیل نے ملائکہ کے حق میں دعائے خیر کہہ دی اور اپنے آپ کو دعائے خیر سے بھلا دیا۔ بلکہ ہزار سال تک کہتا رہا۔ کہ اے خدایا! ابلیس پر لعنت کر اور اس خیال سے کہ ابلیس کوئی اور ہو گا۔"

(معارج النبوت جلد ا صـ ۱۹)

شنیدم کہ شیطان بروز نخست ؛ از اسرار غیبی یکے نکتہ جست

نظر کرد در لوح و دید از قضا ؛ کہ حکمت چنیں مے کند اقتضا

کہ یک برگزیدہ ز فوجِ ملک ؛ در افتد ز اوجِ سما تا سمک

رجمع ملائک بروتش کند ؛ بریک فرمان او راز بونش کند

درافتاد زلبیاری زنگ و ریو ؛ زصدر ملک تا بپاگاہِ دیو!

چو بر سر غیب اطلاعش فتاد ؛ بنفرین و لعنت زبانش کشاد

چنیں دیدہ ام کاں سیہ روزگار ؛ بخود کرد لعنت لبسلسے ہزار

تو اے ہوشمند از سر عقل و ہوش ؛ نکوئی طلب کن بنفریں مکوش

ہر آنکس کہ نفریں بد مے کند

یقیں داں کہ نفریں بخود مے کند

ہام جن کا اسلام

خدائی قدرت کا قدرت ہے کہ ابلیس جیسے ملعون کی نسل سے خدا کا ایک برگزیدہ شخص پیدا ہوتا ہے جس کا شیخ کمال الدین ومیری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ کے پہاڑوں سے باہر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خدمت اقدس میں میں موجود تھا کہ ناگاہ ایک بوڑھا نیزے کا سہارا لیئے ہوئے ہماری طرف آتا ہوا دیکھ کر فرمایا۔ اس کی رفتار جنوں کی ہے۔ جب قریب آکر اس نے سلام کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی آواز بھی جنوں کی ہے۔ تو وہ کہنے لگا۔ آپ نے بجا فرمایا ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کس جن سے ہے ـــ؟ تو اس نے عرض کی، میں ہام بن ھیم جن لاقیس بن ابلیس ہوں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تیرے اور اس کے درمیان دو واسطے ہیں؟ عرض کی جی ہاں۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ تیری عمر کتنی ہوگی۔؟ عرض کی، بہت کم عرصہ زندگی بسر کی ہے اور جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو میں چند سالہ لڑکا تھا۔ اور میں پہاڑوں میں لوگوں پہ سوار ہو کر ان سے کھیلا کرتا تھا۔ تب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ یہ بہت بُرا کام ہے۔!

ہام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! مجھے ملامت سے معاف فرمایئے۔ کہ میں حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لایا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ اور ان پر ایمان لایا اور جب وُہ آگ میں ڈالے گئے ہیں ان کی خدمت میں موجود تھا اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں ڈالے گئے۔ تو میں ان کی خدمت میں پہنچا۔ اور حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے مجھے کہا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملنے کا اتفاق ہو تو میرے سلام کہنا کہ میں آپ پر ایمان لایا۔ تب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عیسیٰ اور تیرے پر سلام ہو۔ بتلاؤ اے ہام! تیری کیا حاجت ہے۔ عرض کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے مجھے تورات کی تعلیم دی اور عیسیٰ علیہ السلام نے مجھے انجیل کی تعلیم دی۔ آپ مجھے قرآن کی تعلیم دیجئے۔ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے قرآن شریف کی دس سورتیں ہام کو سکھلائیں۔ (حیٰوۃ الحیوان جلد ۱ ص ۱۷۱)

حضرت آدم علیہ السّلام

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا قالب بنایا۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے جبرائیل! اس قندیل کو کہ خاک پاک عرقد مطہر مظہر کائنات سے ترتیب دے کر طاق عرش مجید میں لٹکوایا تھا اور اس نور کو اس میں سے نکال آدم علیہ السلام کے دونوں بھوؤں کے درمیان رکھ دیا جبرائیل علیہ السلام حسبِ ارشاد اس گوہر آبدار کو مانندِ آفتاب کے حضرت آدم علیہ السلام کی نورانی پیشانی میں چمکایا۔ اور بعد درست کرنے قالب آدم علیہ السلام کا مجسمہ مکمل ہوا اور مادی قالب میں بواسطہ نفخ روح پہنچا دی گئی۔ تو فرشتوں قدوسیوں اور عام ساکنان ملاء اعلیٰ جناب آنجناب کے سامنے سر جھکا دینے کا حکم ہوا سب فرشتے سجدے میں گر پڑے۔ مگر ابلیس نے حکم کی تعمیل نہ کی

اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ لِاَنَّ الْمَلٰئِكَةَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاَجْلِ نُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جَبْعَتِهٖ

فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ وُہ سجدہ دراصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نورِ مقدس کو تھا جو حضرت آدم علیہ السلام

آدم علیہ السلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا گیا ہے

لَوْ اَبْصَرَ الشَّیْطَانُ طَلْعَۃَ نُوْرِہٖ فِیْ جَبْہَتِہٖ کَانَ اَوَّلُ عَنْ سَجَدَ (تفسیر کبیر)	حتیٰ کہ حضور علیہ السلام کے نور مقدس کی چمک کو حضرت آدم علیہ السلام کے ماتھے میں شیطان تو سب سے پہلے سجدہ کر لیتا مگر اسکی نگاہ بشریت پر جمی رہی!

مرزا محمد رفیع سودا متولد ۱۱۲۵ھ کہا ہے

ملک سجدہ نہ کرتے آدمِ خاکی کو گر اس کی
امانت دارِ نورِ احمدی ہوتی نہ پیشانی
اسی کو آدم و حوا کی خلقت سے کیا پیدا
مراد الفاظ سے معنیٰ ہیں با آیاتِ فرقانی
ہزار افسوس اے دل ہم نہ تھے اسوقت دنیا میں
وگرنہ کرتے یہ آنکھیں جمال اس کے سے نورانی

امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی کتاب الملل والنحل میں تورات اور شرح اناجیل سے نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعمیل میں ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور شیطان نے انکار کیا۔ تو شیطان نے انکار سجدہ پر سات دلائل پیش کیئے تھے۔ جو کہ گمراہی کے جملہ اقسام کے لیئے تخم کی طرح ہیں اور اہل زیغ اور کفار کے سب تشکوک وارومدار ہیں اگرچہ عبارات میں اختلاف واقع ہے اور اسی طرح قرآن شریف میں اشارہ ہے

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ پ۲ ع ۴	"اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔ اسلیئے کہ وہ تمہارا دشمن ہے۔"

ان تمام میں سے چوتھی دلیل یہ تھی.

لَمْ اَرْتَکِبْ قَبِیْحًا اِلَّا قَوْلِیْ لَا اَسْجُدُ اِلَّا لَکَ	" میں نے اس میں کسی قباحت کا ارتکاب نہیں کیا. بلکہ میں نے تو خدا تعالیٰ سے کہا کہ تیری ذات کے سوا میں نے کسی کو سجدہ کیا!"

اور اس بات میں فرقہ معتزلہ کی دلیل ہے جو کہ توحید میں حد سے تجاوز کرتے ہیں. (کتاب الملل والنحل صـ ۶۱، ۷)

حضرت آدم علیہ السلام قدسی عالم تکوین ہیں روحانی کمالات سے آراستہ اور معلومات کسبی اصولی علوم سے پیراستہ ہو چکے تو انہیں سدا بہار جنت میں رہنے کی اجازت عطا ہوئی. یہاں آکر حضرت آدم علیہ السلام میں حسب تقاضائے فطرت انسانیہ اپنے ہم جنس مونس کی خواہش ہوئی اور اس فکر میں سو گئے تو اسی نیند کی حالت میں حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے حضرت حواؑ کو پیدا کیا گیا (بدائع الظہور صـ ۴۶) اور بعضوں نے کہا ہے کہ عالم روحانی کی تکوین علل واسباب پر موقوف نہیں ہوتی بلکہ اس کا صدور بلا انتظار فوراً آنی اور بالکل ہر طرح مکمل ہوتا ہے. حضرت آدم علیہ السلام نے اس خیال کے بعد جونہی بائیں طرف دیکھا تو اپنے پہلو میں حضرت حواؑ کو جلیس پایا اب دو روحانی مجسمے جمع ہوئے (الوقعۃ الاسلامیہ صـ ۳) اور ابن الجوزی نے صلوٰۃ الاخوان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی، خداوند! میرا دل اس کی طرف میلان کرتا ہے تو حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جواہرات کی کرسی پر بٹھاؤ اور سب فرشتے حاضر ہوں جب مجلس نکاح منعقد ہوئی حق سبحانہ نے آدم علیہ السلام اور حضرت حواؑ کے نکاح کو اپنی حمد وثنا سے مزین کیا اور اس نکاح کے مضمون پر مقرب فرشتوں کو گواہ کیا اور حضرت حواؑ کو حضرت آدم علیہ السلام کے سپرد فرمایا. (معارج النبوت جلد ۱ صـ ۵۶) حضرت آدم علیہ السلام سے کہا گیا کہ حضرت حواؑ کو ہاتھ لگانے سے پہلے اس کا حق مہر ادا کر دو. کہا، خداوندا! اس کو کیا حق مہر دوں

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے حبیب محمدؐ بن عبداللہ پر بیس بار درود شریف پڑھ۔ تب ان کے لیئے اجازت ہوئی۔ (مواہب لدنیہ جلد ا ص۔ ۱۰ القصہ حضرت آدم جنت الفردوس میں تشریف فرما ہوئے بہشت کی تفصیلی نعمتوں کے بیان میں ارشاد ہوا کہ یہ لازوال نعمتوں کا بھرا ہوا باغ محض آپ کے لئے سجایا گیا ہے اس میں جہاں چاہو رہو۔ جو چاہو کھاؤ پیئو۔ ایک شجر خاص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حکم ہوا کہ ہرگز اس درخت کے پاس نہ جانا۔ اس کے ثمر میں جنت کے تمام میووں سے عنصر مادیت غالب ہے۔ قبل از وقت اس کے کھانے سے تم تکلیف میں آجاؤ گے۔ ثمرہ مخصوصہ کی ممانعت محض ایک امتحانی آزمائش تھی۔ اگر اس میں اجتہادی عجلت نہ کی جاتی تو البتہ انعام مقررہ کے علاوہ سرفرازی اعزاز اور مزید اکرام کی بہت کچھ توقع تھی وہ پوری نہ ہوئی۔ (الوقعہ الاسلامیہ ص ۱۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

شیطان کی وسوسہ اندازی نے ان دونوں کے قدم ڈگمگائے	فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ (پ ا ع ۴)

یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جیسی کچھ راحت و سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے اس سے نکلنا پڑا۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ظاہر ہوئی تو عرض کی اے میرے رب! میں آپ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے محمدؐ کو کس طرح پہچانا ہے؟ حالانکہ میں نے اس کو پیدا نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی۔ کہ مجھے اس طرح علم ہوا کہ جب تو نے مجھے اپنی قدرت خاصہ سے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی خاص روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پائے پر لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ تو میں نے معلوم کیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ سوائے اپنے محبوب مخلوق کے کسی کا نام نہیں ملایا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تو نے سچ کہا ہے اور یہ مجھے سب مخلوق سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے جب تو نے میرے دربار

میں اس کی توسل سے سوال کیا ہے۔ تو میں نے تجھے بخش دیا ہے۔ اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔ اور یہ حدیث صحیح الاسناد ہے (مستدرک حاکم جلد ۲ صہ ۶۱۵) المعجم الصغیر از سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی صہ ۳۰۷)

مقصود جبر دھیپوری کہتے ہیں ؎

جو سنت حضرت آدم ہے وہ سب کو دکھایا کرتے ہیں
ہم چوم کے نام سرور کو آنکھوں سے لگایا کرتے ہیں

فرمانِ خدا، فرمان نبی، فرمانِ قرآں پر کرکے عمل!
پڑھ پڑھ کے درود ہم اور سلام عقبیٰ کو بنایا کرتے ہیں

اور اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے وسیلہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اور توسل کرنا انبیاء، اور اولیاء، اور سلفِ صالحین کی سیرت ہے اور توسل اور استغاثہ اور تشفع اور تضرع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو۔ یہ سب جائز ہیں۔

(شرح بہجۃ المحافل جلد ۱ صہ ۱۴)

حضرت ابن جابر رضی اللہ عنہما نے کہا (مواہب لدنیہ جلد ۲ صہ ۳۹۲) ؎

اَجَابَ اللهُ آدَمَ اِذْ دَعَا وَنَجَا فِي بَطْنِ السَّفِينَةِ نُوحٌ	جب آدم علیہ السلام نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے قبول کی۔ اور نوح علیہ السلام نے کشتی میں نجات پائی۔
وَمَا ضَرَّتِ النَّارُ الْخَلِيلَ لِنُورِهِ وَمِنْ اَجْلِهِ نَالَ الْفِدَاءَ ذَبِيحٌ	آپ کے نور کے سبب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہ جلایا اور آپ ہی کی برکت سے حضرت اسمٰعیل کو فدیہ ملا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قصیدہ سنیئے ؎ (مواہب لدنیہ جلد ۱ صہ ۱۷۵)

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي
مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقِ

"اس سے پہلے آپ پاک تھے جب کہ آدم علیہ السلام درختوں کے سایہ میں۔ اور امانت گاہ میں پتے

لپیٹ رہے تھے۔

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ وَ لَا بَشَرٌ
أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَ لَا عَلَقٌ

"پھر آپ شہروں میں اُترے اور آپ بشر نہ تھے۔ اور نہ آپ گوشت تھے اور نہ آپ خون بستہ تھے!"

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَ قَدْ
أَلْجَمَ نَسْرًا وَ أَهْلَهُ الْغَرَقُ

"بلکہ آپ بشری اوصاف میں نہیں آئے تھے۔ جبکہ کشتی میں سوار ہوئے اور نسر نامی بُت کو لگام دی گئی اور اس کے پجاری غرق ہو گئے"

مُنْتَقِلٌ مِّنْ صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ
إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

"اور آپ پشت پدر سے شکم مادر میں تشریف لاتے تھے۔ جبکہ ایک زمانہ گزرتا تو دوسرا دور شروع ہوتا"

وَ أَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ
الْأَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْأُفُقُ

"اور جب آپ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوئی۔ اور آپ کے نور کی ضیا سے یہ جہان جگمگایا!"

حَتَّى احْتَوَى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ
خِنْدِفٍ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

"حتیٰ کہ آپ کی خاندانی شرافت سب کو حاوی ہو گئی۔ عمدہ نسب خندف اور ادنیٰ نسب نطق کو آپ سے شرف ملا"

نَحْنُ فِیْ ذَالِکَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ
وَسَبِیْلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

"پھر ہم اس روشنی میں ہیں اور نور میں ہیں۔ اور ہدایت کے راستہ پر ہم بجلی کی طرح ترقی کر رہے ہیں!"

وَرَدَتْ نَارَ الْخَلِیْلِ مُکْتَتِمًا
فِیْ صُلْبِہٖ اَنْتَ کَیْفَ یَحْتَرِقُ

"آپ آگ میں اترے جب کہ ابراہیم علیہ السلام آپ کو اپنے میں امانت دار تھے۔ تو وہ کیونکر جل سکتے تھے۔"

حضرت شیث علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کی باہمی صحبت و مجالست اور مل جل کر رہنے کی رغبت کے جذبات ظہور پذیر ہوئے۔ اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حوا میں منتقل گئے۔ اور مدت حمل اس کی پیشانی سورج کی طرف چمکتی تھی۔ جب حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو نور مقدس ان کی جبین مبین پر روشن ہوا اور تمام اولادِ آدم میں حسن و صورت اور صفاتی سیرت اور کثرت میں ممتاز ہو گئے۔ جب حضرت شیث علیہ السلام بالغ ہوئے تو حضرت روح الامین کو بارگاہ الٰہی سے ارشاد ہوا کہ حضرت آدم کے ذریعہ حضرت شیث علیہ السلام سے عہد نامہ لے کہ جب تک حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم ظہور میں تشریف نہ لائیں اور رسالت اور نبوت کے اجداد سے کوئی شخص حق و حلال کے بغیر خیال نہ کرے اور نبوی نور کو پاک لباس میں محفوظ رکھے۔ پس وہ عہد نامہ حسب فرمائش پروردگار حضرت شیث علیہ السلام سے لکھوایا اور حضرت آدم علیہ السلام سے گواہی ثبت کرائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام دادے پردادے اس تحریر کے مطابق عمل کرتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت عبداللہ تک اس تحریر کی فرمانبرداری سے قدم باہر

نہ رکھا ——— (حدیقۃ الاسرار ص ۱۱)

حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار برس تھی۔ منجملہ جس سے انہوں نے چالیس سال حضرت داؤد علیہ السلام کو دے دیئے۔ مگر آخر میں یہ عطیہ واپس لے لیا تھا۔ اور ہزار سال برابر زندہ رہے۔ اکیس روز بیمار رہے۔ حضرت شیث علیہ السلام تمام فرزندان آدم میں بہتر اور فاضل تر تھے حسب ہدایت حضرت جبرائیل علیہ السلام کے انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دیا اور کفن دیا اور دفن کیا۔ اور حضرت حوّا علیہا السّلام ایک سال بعد آدم علیہ السلام کے فوت ہوئیں شیث علیہ السلام نے ان کو بھی اسی جگہ دفن کیا۔ (النسب نامہ ص ۳)

حضرت شیث علیہ السلام کی شریعت حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کے مطابق تھی اور آپ پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔ اکثر اوقات انہوں نے شام کی زمین پر بسر کیئے۔

——— (معارج النبوت جلد ۱ ص ۸۸)

کئی ایک قومیں پیدا ہوئیں جن میں سے اکثر قابیل کے طریقہ غیر شرعیہ کی پیروی کرتی تھیں تو حضرت شیث علیہ السلام نے وعظ و نصیحت سے تلوار اور قوّت بازو سے خطہ عرب کو غیر شرعی رسومات سے پاک کیا اور شریعت قائم کی۔ اور نو سو بارہ برس گزار کر فوت ہوئے (الوقعۃ الاسلامیہ ص ۱۲)

جناب انوش صاحب

عرائس البیان میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السّلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے محونکہ نامی حور کو پیدا فرمایا تاکہ اس کی بیوی ہو۔ اور حضرت شیث علیہ السلام بوجہ تعظیم محمّدی صلی اللہ علیہ وسلم تنہا متولد ہوئے تھے۔ اور عرائس کی یہ روایت اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے۔ جب محوانکہ نور مبارک سے بار آور ہوئیں۔ ہر طرف سے مبارک بادی کی آواز سنی تھی۔ حتی کہ انوش پیدا ہوئے۔ اور سب سے اوّل کھجور کا درخت انہوں نے بویا ہے جب بالغ ہوئے۔ حضرت شیث علیہ السلام نے ان کو بلوایا۔ اور کہا اے فرزند! میرے والد ماجد نے اس نور مبارک کی حفاظت کا مجھ سے عہد لیا تھا، کہ ناجائز جگہ پر اس کی بے ادبی نہ کرنا۔ اور اب میں بھی آپ سے عہد لیتا ہوں۔ چنانچہ انوش نے قبول کر لیا۔ انوش کے معنی عربی

میں صادق آتا ہے۔ (معارج جلد ا صہ ۸۸)

جناب قینان صاحب

جب انوش نوّے سال کے ہوئے تو اس سے قینان پیدا ہوئے۔ اور اس کا معنی غالب ہے اور اس کے بہت فرزند پیدا ہوئے اور نو سو پانچ برس کی عمر میں فوت ہوگئے۔ (معارج جلد ا صہ ۸۸)

جناب مہلائیل صاحبؑ

جناب قینان ستّر برس کی عمر کے ہوئے تو اس سے مہلائیل پیدا ہوئے۔ اس کا معنی ہیبت و چالاک ہے۔ جب ایک سو پینتالیس برس کے ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی ان کے زمانہ میں لوگ بکثرت ہو گئے۔ حتیٰ کہ جہان کے اطراف میں متفرق ہو کر پھیل گئے۔ اور مہلائیل نے بھی ہجرت کی اور شہر سوس بنایا تھا ورنہ اس سے قبل لوگ غاروں میں زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ نے آٹھ سو چالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

جناب یارد صاحب

جب مہلائیل پینسٹھ برس کے ہوئے تو یارد پیدا ہوئے اس کا معنی عربی میں ضابطہ ہے۔ جب ان کی عمر ایک سو باسٹھ برس ہوئی۔ تو بردرہ نامی عورت کے بطن اطہر سے حضرت اخنوخ المعروف حضرت ادریس علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور خود نو سو باسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ چونکہ اس وقت وقت بت پرستی کا قائی ہو گئی تھی۔ لہٰذا حضرت ادریس علیہ السلام خلعت نبوّت سے سرفراز ہوئے (مذکورہ بالا سب مضمون از معارج جلد ا صہ ۸۸ سے ہیں)

حضرت ادریس علیہ السّلام

آ کی اولاد مصر کی ایک بستی نیف میں ہوئی چونکہ یہ شریعت کا درس دیتے تھے۔ لہٰذا ان کا لقب ادریس علیہ السلام ہوا۔ عمر مبارک آسمانی صحیفوں کی درس تدریس، اشاعت، احکام شرعیہ اور قومی مقابلوں میں صرف ہوئی۔ سعی بلیغ کا یہ اثر تھا کہ بچے کی زبان پر صحافت کی آیات جاری تھیں۔ تین سو پینسٹھ سال کی عمر میں آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کی پیشین گوئی کرنے والے اور علم طب اور فن کیمیاگری کے موحد تھے۔ اور جامع مسجد کوفہ کے قریب معبد ادریس کے نام سے مکان بنا ہوا ہے (الوقعۃ الاسلامیہ صہ ۱۳)

جناب متوشلخ صاحب

حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے نازل ہوئے۔ اور پینسٹھ برس کی عمر میں رو خام نامی عورت سے شادی فرمائی۔ جس سے متوشلخ پیدا ہوئے۔ عربی میں اس کے معنی منشرح ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک ان کی پیشانی میں جگمگاتا تھا۔ اور نو سو انہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ (معارج ص ۹۳)

جناب لامک صاحب

جب متوشلخ ستر سال کی عمر میں پہنچے تو عربا نامی عورت کے بطن سے لامک پیدا ہوئے۔ اور اس کے معنی بزرگ ہے۔ نبی نہیں تھے۔ لیکن عبادت اور زہد کی وجہ سے مرجع انام تھے۔ روحانی طاقت اور ایمانی صداقت سے تمام قوموں اور ملکی رؤسا پر پورا پورا قبضہ رکھتے تھے۔ جب ایک سو بیاسی سال کی عمر میں پہنچے تو قینوش بن برکائیل کے بطن اقدس سے حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور لامک کی عمر سات سو ستتر برس کی ہوئی۔

(نسب نامہ ص ۹ الوقعتہ الاسلامیہ ص ۱۳)

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کے وقت زمین پر کوئی ایک شخص بھی اللہ واحد کا نام لیوا نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی نے تقریباً آٹھ سو سال وعظ و نصیحت سے سمجھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے عذاب سے ڈرایا۔ اور دھمکایا۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ کئی سو سال کی لگاتار کوشش سے صرف اسی ۸۰ نفوس ہدایت یاب ہوئے۔ انہیں میں آپ کے تین بیٹے حام، سام اور یافث بھی ہیں۔ چوتھا بیٹا کنعان مشرکین اور کفار کا سرگروہ تھا۔ آخر نوح علیہ السلام مایوس ہوئے۔ اور انہیں ہو گیا کہ اس قوم کی انسانی فطرتی استعدادیں ضائع ہو گئی ہیں۔ مادۂ صلاحیت سوخت ہو چکا ہے۔ بددعا کی اور وہ منظور ہوئی۔ بذریعہ الہام کشتی بنانے کا حکم ہوا۔ وہ تیار ہوئی۔ قدسی جماعت اسی میں سوار ہو گئی۔ ابھی زمین بحالِ خشک تھی۔ پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ کفار تمسخر کرتے اور ہنسی اڑاتے۔ آخر عذاب نازل ہوا۔ زمین سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے۔ آسمان سے موسلا دھار مینہ برسنا شروع ہو گیا تھا۔ آناً فاناً تمام صحرا بحر مواج بن گیا۔ ٹیلوں اور پہاڑوں پر بھی پانی

پانی بھرنے لگا۔ اور کوئی امن کی جگہ نہ رہی۔ چالیس دن تک لگاتار پانی برستا گیا۔ پانچ ماہ بعد گھٹاؤ شروع ہوا اور چھ ماہ بعد کشتی ارض موصل میں جودی پہاڑ پر آ ٹھہری۔ کشتی میں سے نکل کر جہاں یہ قدسی جماعت آرام گیر ہوئی۔ وہ مقام ایک سوق ثمانین (اسی ۸۰ آدمیوں کی مجمع گاہ) کے نام سے مشہور ہے۔ کچھ مدت بعد ایک اور وبا پھیلی جس میں حضرت نوح علیہ السلام، حام، سام، اور یافث کے علاوہ ساری قوم فناہ ہو گئی۔ دنیائے عرب و عراق کی موجودہ آبادی انہیں تین حضرات کی یادگار ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام طوفان کے بعد تقریباً آٹھ سال زندہ رہ کر نو سو پچاس برس کی عمر میں رحلت فرمائے فردوس ہوئے۔

(معارج النبوت جلد ۱ صہ ۱۶۳)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ؎

محمد احمد و محمود کہ اے را خالقش لستود

ازو شد جوہر موجود ازو شد دیدۂ بینا

اگر نام محمدؐ را نیاورد ے شفیع آدم

نہ آدم یافتے توبہ، نہ نوح از غرق نجینا

جناب سام صاحب

حضرت نوح علیہ السلام پانچ سو دو برس کے تھے کہ بی بی عمورہ بنت براایل کے بطن سے آپ کا بڑا فرزند جناب سام پیدا ہوا۔ بعض لوگ مورخ سام کی نبوت کے قائل ہیں۔ لیکن معتبر کتابوں میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ البتہ حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت کے سخت پابند اور اس کی اشاعت کے جاں دادہ عاشق تھے۔ شاہی خطاب سے نفرت تھی۔ لیکن عام قومی سرداروں اور ملکی امیروں کا تقرر اور ان کی معزولی آپ ہی کی مشورت سے عمل میں آئی تھی۔ اور سام نے پانصد سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ (معارج جلد ۱ صہ ۱۲۳)

جناب ارفخشد صاحب

سام نے والد صاحب کی وصیت کے مطابق کہ نورِ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی حفاظت کرنا ایک پاکدامن اور بغایت حسین وجمیل طینت بنت شادیل سے شادی کی۔ اور ارفخشد پیدا ہوئے۔ اس کا معنی مصباح مضئی ہے۔ اولوالعزم اور مدبر اور جابر بادشاہ تھے شریعت کے پابند تھے۔ عام قومیں خود بخود مطیع ہوگئیں۔ اور بعض بزور شمشیر تابع ہوئے۔ ان کے زمانہ میں کوئی شخص شریعت کے راستہ سے منحرف نہ ہو سکتا تھا۔ اور سب کے سر جھکے ہوئے تھے۔ اس نے مرجانہ نامی پاکدامن عورت سے شادی کی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مقدس مرجانہ میں منتقل ہوا۔ اور اس سے عابر یعنی حضرت ہود علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (معارج النبوۃ صہ ۱۴۴)

حضرت ہود علیہ السلام

جب حضرت ہود علیہ السلام جلوہ گر ہوئے تو ہر مکان سے آواز آتی تھی۔ کہ تیری پیشانی میں جو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چمکتا ہے۔ ایک دن بتوں کو توڑے گا۔ اور کافروں کو قتل کرے گا۔

القصہ حضرت ہود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی طرف مبعوث فرمایا۔ پچاس سال مواعظ کیے۔ مگر انہوں نے خیال تک نہ کیا اور شریعت کی اطاعت نہ کی۔ مگر چند لوگ اور وہ بھی کفار کے خوف سے اپنا ایمان مخفی رکھتے تھے۔ بلکہ ایک دفعہ نابکاروں نے جناب کی ذات کو قتل کرنا چاہا۔ مگر ایمانداروں نے حضرت کو بتلایا اور آپ نے بد دعا کی۔ دعا کا تیر ہدف اجابت پہنچا۔ آسمان سے بارش بند ہوئی۔ پانی ہر قسم کے خشک ہوئے۔ باغات بھی خشک ہو گئے۔ حتیٰ کہ آپ نے سات سال مصائب میں گزارے۔ اور نبی ارشاد کی اتباع سے کنارہ کش رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سات دن رات آندھی مسلط فرمائی۔ حتیٰ کہ سب فنا ہو گئے اور حضرت ہود علیہ السلام بمعہ چار ہزار تابعین کے ایک چشمہ پر تشریف لے گئے۔ اور حضرت ہود علیہ السلام نے سب کے گرد ایک لکیر کھینچی تو یہ سب بہت خوشبودار ہوا کے چلنے سے نہایت راہ میں رہ گئے۔ کافی عرصہ کے بعد حضرت ہود علیہ السلام بعمر چار سو چونسٹھ برس ریاض جنت کو رحلت

فرما گئے۔ اور حضرموت کے پاس ایک غار میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

(معارج النبوت ص ۱۲۳)

جناب شالخ صاحب

حضرت ہود علیہ السلام نے میثا صا نامی عورت سے شادی کی جس سے شالخ پیدا ہوا۔ عربی میں اس کا معنیٰ وکیل ہے۔ اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پیشانی میں چمکتا تھا۔

جناب فالغ صاحب

شالخ نے عروہ بنت اصفوان سے شادی کی تو فالغ پیدا ہوئے۔ جس کا معنیٰ قاسم ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائیوں میں زمین کو تقسیم کیا تھا۔ (معارج ص ۱۲۳) آپ سلطان السلاطین کی اکبر اولادمیں سے تھے۔ فوجی رسالوں کو بہت پسند کرتے تھے۔ اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کی حفاظت اس عہد سے شروع ہوا کہ جو آج تک عرب میں خصوصیت رکھتی ہے۔ (الوقعۃ الاسلامیہ ص ۱۴) اور عمر اس کی تین سو انتیس برس ہوئی ہے چونکہ حضرت خضر علیہ السلام کا لقب قاسم ہے اور اس شخص کا لقب بھی قاسم ہے۔ اس لیے بباعث کم فہمی کے ان کو ہی حضرت کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

(نسب نامہ ص ۲۵)

جناب اشروع صاحب

فالغ نے عروہ بن کوتل سے شادی کی تو اس کے بطن مطہر سے اشروع پیدا ہوئے۔ اور بعض روایات میں آپ کا نام سارع بھی آیا ہے۔ مطابقت یہ ہے کہ آپ کا عبرانی میں اشروع اور عربی میں سارع نام ہوا۔ اور سارع اس لیے کہتے تھے کہ نیکیوں میں سرعت اور جلدی اور میراث کی تقسیم میں سبقت فرمایا کرتے تھے۔ اور ان کے اوقات ہمیشہ طاعت میں مصروف رہتے تھے۔ اور ان کے ارادہ کی باگ دوڑ عبادت کی طرف مائل رہی۔

(معارج النبوت ص ۱۲۴)

جناب ارعوؑ صاحب

اشرفع کے بعد نورِ مقدس اس کے فرزند ارجمند ارعوؑ میں منتقل ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس کا معنیٰ بھی قاسم ہے۔

(معارج صہ ۱۲۴) آپ نبی یا رسول نہیں تھے۔ لیکن کہانت طلسمات، عملیات اور تسخیر جنات کے اشتغال میں بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ پیشن گوئیوں میں صدوق سے ملقب تھے۔ شاہی فوجوں کو شکست دینا اور محفوظ قلعوں کو فتح کرلینا ان کے لیے معمولی بات تھی۔ جنات کی امداد سے دور دراز ملکوں کی سیاحت بھی کرلیتے تھے باوجود اس کے ملکی حکومت کے چنداں طامع اور حریص نہ تھے۔ البتہ کسی سلطان کی خود مختاری کو بھی جائز نہیں رکھ سکتے تھے۔ رحم دل، سخی اور فیاض تھے۔

(الوقعۃ الاسلامیہ صہ ۱۴)

جناب ناحورؑ صاحب

ارعوؑ نے ممکہ بنت ہراحیل سے شادی کی جس کے بطن مطہر سے ناحورؑ پیدا ہوئے اور بعض روایات میں ناخورؑ بھی آیا ہے۔ جس کا معنیٰ دِلن ہے۔ (معارج صہ ۱۲۴)

اور ارعوؑ بعمر تین سو انتالیس برس واصل بحق ہوئے (نسب نامہ صہ ۳۶)

اور ناخور صنعت دوست، ولدادہ، اہل کمال، اعلیٰ صناع، ہر علم و فن کے اساتذہ، ساحر، کاہن، رمل کرنے والا، ہر وقت دربار میں جمع رہتے تھے۔ بت پرست نہیں تھا۔ لیکن خوبصورت مصنوعات سے اس کا دیوان خانہ عام خاصہ بت خانہ بنا ہوا تھا۔ ملکی معاملات سے بالکل نابلد اور میدانی لڑائیوں سے بہت لرزتا تھا۔ قومیں باغی اور خود مختار بن گئیں۔ قزاقوں نے اپنی اپنی ریاستیں قائم کرلیں۔ باہمی کشت و خون کے بڑھتے ہوئے سیلاب اور عام بدامنی کی بھڑکتی آگ سے خائف ہوکر خیر خواہان ملک نے بوڑھے بادشاہ کی جگہ اس کے بیٹے کو تخت نشین کیا۔ جو کہ بڑا بہادر، جوان مرد، سنجیدہ مزاج اور پاکیزہ خیال مدبر تھا۔ لڑ بھڑ کر اپنے قدم تو جما لیئے۔ اور ملک کو بھی دشمنوں سے صاف کرلیا۔ لیکن ایک منٹ بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ آخر کہیں عدم پتہ مارا گیا (الوقعۃ الاسلامیہ صہ۱۵)

اور ناحورؑ ۲۰۸ برس کی ہوئی (نسب نامہ صہ ۲۶)

جناب تارخ صاحب

تارخ نے سکنی بنت سلمیٰ ابن خولیا سے شادی کی جس کے مبارک بطن سے تارخ پیدا ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نورِ پاک تارخ میں منتقل ہوا۔ (معارج صہ ۲) اور تارخ عابد، زاہد، نیک فال مہینوں پہاڑوں پر تنہا رہتے تھے۔ اور لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ تارخ نام، آذر لقب تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد یہی ہیں آنجناب کی پیدائش سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ تارخ کا بھائی آذر بت تراش حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا اور مربی تھا۔ کیونکہ آپ ابھی بطن مادر میں تھے۔ دادا کی نگرانی میں آئے۔ پھر چچا آذر بت تراش کی نگرانی میں آئے۔ آپ کی زندگی ہو بہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفولیت کے مشابہ ہو جاتی ہے (الوقعۃ الاسلامیہ صہ ۱۶)
اور تارخ نے ادنیٰ بنت نمرود سے شادی کی۔ جس کے بطن پاک سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (معارج النبوت صہ ۱۲۴)

تحقیق مذہب تارخ

اس بارہ میں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کا مذہب کیا تھا ؟!
کتابی روایات کی حاجت نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ صراحت کافی مضمون مل جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

۱۔ وعدہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں تیری بخشش کیلئے دعا کروں گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:۔

سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا ہ (پ ۱۶ ع ۶)	"اب میں تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت کی دعا کروں گا۔ بے شک مجھ پر وہ بہت مہربان ہے۔"

۲: ایفائے وعدہ:۔ اور پھر آپ نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ چنانچہ قرآن

شریف میں ہے :۔

وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ (پ ۱۹ - ع ۹)	اور میرے باپ کو توفیق ایمان کی دے کر اس کی مغفرت فرما کہ وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے۔

۳۔ برائت بعد الیفاء :۔ وعدہ کی وفائی کے بعد اس سے بری ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِیَّاهُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ ۝ (پ ۱۱ ع ۳)	"اور ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کے لیے دُعا مانگنا، وہ بھی صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کر لیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو وہ اس سے بے تعلق ہو گئے واقعی ابراہیم علیہ السلام بڑے رحیم المزاج اور حلیم الطبع تھے۔"

۴۔ بڑھاپے میں دُعا

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف کہ تمامی حمد و ثنا خدا کے لیے سزاوار ہے جس نے مجھ کو بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق دو بیٹے عطا فرمائے۔ اس کے بعد یہ دُعا مانگی جو قرآن کریم میں ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ (پ ۱۳ ع ۱۸)	اے ہمارے رب! میری مغفرت کر دیجیے اور میرے ماں باپ کو بھی اور کل مومنین کو بھی حساب قائم ہونے کے دن۔"

۵۔ والد اور اَب میں فرق :۔ اب تحقیق بات یہ ہے کہ جب ایک بار برات اختیار فرمائی۔ پھر آخری عمر میں دُعا کیوں کی۔ تو اس کا حل یہ ہے کہ والد کا اطلاق مجازی کہیں استعمال میں نہیں آیا۔ اور اَب کو مجازاً چچا اور دادا کے لیے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ جس طرح کہ قرآن شریف میں ہے۔

جس وقت یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تم لوگ میرے بعد کس چیز کی پرستش کروگے تو انہوں نے بالاتفاق یہ جواب دیا کہ ہم اس کی پرستش کریں گے۔ جس کی آپ کے بزرگ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق علیہم السلام عبادت کرتے تھے!!	قَالُوا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ٥ (پ ۱ ع ۱۶)

یعنی معبودِ حق وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ اور ہم اس کی اطاعت کریں گے۔

۶۔ طہارت نسب :۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آباء واجداد کے بارہ میں فرمایا

اللہ تعالیٰ تجھے دیکھتا ہے جب کہ تو کھڑا ہوتا ہے اور پھرنا تیرا سجدہ کرنیوالوں میں۔	اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ٥ (پ ۱۹ ع ۱۵)

استدلال یوں ہے کہ تقلّب سے مراد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا نورِ مُبارک حضرت آدم علیہ السّلام سے ان تمام لوگوں میں بدلتا رہا۔ جو سب نمازی تھے۔

(تفسیر صاوی از شیخ احمد صاوی جلد ۲ صہ ۲۲)

۷۔ اجماع اہل کتابین

قَالَ الشِّہَابُ بْنُ حَجَرٍ الْہَیْتَمِیُّ اِنَّ اَہْلَ الْکِتَابَیْنِ وَالتَّارِیْخِ اَجْمَعُوْا اَنَّ آزَرَ لَمْ یَکُنْ اَبَا اِبْرَاہِیْمَ حَقِیْقَۃً وَاِنَّمَا کَانَ عَمَّہٗ وَالْعَرَبُ تُسَمِّی الْعَمَّ اَبًا کَمَا جَزَمَ بِہِ الْفَخْرُ وَقَدْ رُوِیَ بِالْاَسَانِیْدِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وَمُجَاہِدٍ وَابْنِ جُرَیْجٍ وَالسُّدِّیْ قَالُوْا لَیْسَ آزَرُ اَبَا اِبْرَاہِیْمَ اِنَّمَا ہُوَ تَارِخُ وَوَقَفْتُ عَلٰی اَثَرٍ فِیْ تَارِیْخِ ابْنِ الْمُنْذِرِ صُرِّحَ بِاَنَّہٗ عَمُّہٗ وَحَصْرُ الْقَوْلِ لِلشِّیْعَۃِ بَاطِلٌ کَیْفَ وَقَدْ قَالَ اُولٰٓئِکَ السَّلَفُ اِنَّہٗ عَمُّہٗ وَحَکَاہُ الرَّازِیُّ وَنَقَلَہٗ حَافِظُ السُّنَّۃِ فِیْ عَصْرِہٖ وَوَافَقَ الرَّازِیَّ لِہٰذَا الْمَعْنَی الْمَاوَرْدِیُّ مِنْ اَئِمَّۃِ الْحَدِیْثِ

(سیرہ نبویہ دحلان ملخصاً جلد ا صـ ۶۹)

ترجمہ :۔ شہاب ابن حجر ہیثمی نے کہا توراۃ اور انجیل اور تاریخ دانوں کا اس پر اجماع ہے کہ آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درحقیقت باپ نہ تھے۔ ہاں آپ کے چچا تھے۔ اور اہل عرب چچا کو باپ کہا کرتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ فخر نے بھی اس پر یقین کیا اور سندات سے روایت کی گئی ہے اور حضرت ابن عباس اور مجاہد اور ابن جریح اور سدی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابراہیم کے والد تارح تھے۔ اور آذر چچا تھے باپ نہ تھے۔ اور تاریخ ابن المنذر میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ جو ثبوت کے ساتھ تصریح کی گئی ہے۔ کہ آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے۔ اور یہ کہنا کہ یہ قول محض شیعہ کا درست نہیں ہے۔ کیونکہ سلف صالحین نے کہا ہے کہ آذر آپ کے چچا تھے۔ اور امام رازی نے بھی یہی کہا ہے اور اس کے ہمعصر حافظ السنّت نے بھی اسی طرح نقل فرمایا ہے۔ اور شوافع کے آئمہ سے امام ماوردی نے بھی امام رازی کی موافقت کی ہے۔"

(سیرت نبویہ و آثار محمدیہ جلد ا صـ ۶۹) از سید احمد زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ)

حضرت ابراہیم علیہ السّلام :۔

واضح ہو کہ ناحور کے تین فرزند تھے :۔

۱:۔ تارخ :۔ جس کے دو بیٹے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ہاران۔ اور پھر ہاران کے فرزند ارجمند حضرت لوط علیہ السلام ہوئے۔!

۲:۔ ھاران :۔ ان کو ہاران اکبر بھی کہا جاتا ہے۔ تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران اصغر سے امتیاز ہو سکے۔ اس کی دختر نیک اختر حضرت بی بی سارہ وہ خاتون ہیں جو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں۔

۳:۔ آذر بُت تراش :۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پرورش کرنے والے تھے۔ اور تفسیر کبیر میں ہے۔ آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نہ تھے بلکہ چچا تھے۔ اور ابن المنذر نے اپنی تفسیر میں یہی لکھا ہے۔ اور ابن عباس اور مجاہد اور ابن جریح کے اقوال بھی اس کے موافق ہیں۔ (ارشاد النبی ص ۱۲)

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دمشق سے شمال کی جانب تین میل دور پہاڑ پر ایک بستی برزہ نامی میں پیدا ہوئے۔ جس جگہ اللہ تعالیٰ کے خلیل پیدا ہوئے۔ اب وہاں عالی شان مسجد بنی ہوئی ہے۔ جہاں آذر بُت تراشا کرتے تھے۔ اور خلیل اللہ انہیں توڑ ڈالتے تھے چنانچہ کفار نے اس کام کو جرم سمجھ کر آپ کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ صحیح سلامت رہ گئے۔ موصل اور حلب کے درمیان حرآن ایک قریہ ہے۔ نبوت کے بعد آنجناب علیہ السلام برزہ سے اٹھ کر یہاں آباد ہوئے۔ اس سے نو میل کے فاصلے پر ایک عالی شان معبد ہے۔ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کی عبادت گاہ بتایا جاتا ہے۔ اور بابل اور میدان کے درمیان نمرود کے جدِ اعظم کوش کا بنایا ہوا قلعہ کوشی کے نام سے مشہور تھا۔ جس میں اللہ کے خلیل کو نمرود نے کچھ مدت تک محصور رکھا پچھتر برس کی عمر تھی۔ کہ کنعان میں تشریف فرما ہوئے۔ کچھ مدت بعد مصر آئے۔ یہاں آتے ہی سنان بن علوان فرعون مصر نے عفت پناہ بی بی سارہ خاتون کو جبراً اپنے محل میں داخل کر لیا۔ مگر عصمت مآب بی بی کی کرامت دیکھ کر نادم ہوا اور اپنی بیٹی ہاجرہ خدمت کے لیئے تحفتہً پیش کی اور حضرت بی بی کو بصد عزت و احترام رخصت کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے کنعان ملک شام میں آئے۔ ایک سو پچھتر برس کی عمر میں انتقال فرمائے جنت البقیع ہوئے۔

(بدائع الزہور ص ۹۱)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

حضرت بی بی ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت بی بی سارہ کی سفارش پر حرم محترم بنانے کا شرف بخشا۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام چھیاسی برس کی عمر میں تھے۔ مگر کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ نے بی بی ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ ولادت مولود کے بعد الہام ربّانی کے مطابق حضرت بی بی ہاجرہ خاتون اس مقام پر پہنچا دی گئیں۔ جہاں اب کعبہ کی چار دیواری ہے یہ مقام اس وقت بے آب و گیاہ و سنسان جنگل تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام الہامی فہمائش کی تلقین کر کے واپس ہوئے۔ حضرت ہاجرہ شاہی محل کی ناز پروردہ حیران رہ گئیں۔ پیاس کی شدت سے بے تاب ہو کر ادھر اُدھر پانی کی تلاش میں دوڑیں۔ جب نا امید ہو کر واپس لوٹیں دیکھا کہ معصوم کے پاؤں تلے سے پانی ابل رہا ہے۔ پریشان طبیعت میں سکون آیا۔ لیکن آنے والی تاریکی شب اور جنگل کی تنہائی کا منظر سامنے تھا۔ اپنی بیکسی پر دو چار آنسو بہائے۔ کہ تائید غیبی سے ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا کہ ایک جرہمی قافلہ پاس سے گزرا اور پانی دیکھ کر اتر پڑا۔ وسعت جنگل اور کثرت پانی کو دیکھ کر اس مقام کو ہمیشہ کے لیئے مرکز بنایا۔ اور آہستہ آہستہ شہر مکہ آباد ہو گیا۔ اللہ کے حبیب تیرہویں سال میں تھے۔ کہ قربانی کا حکم ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بذریعہ براق کے تشریف لائے۔ اور فرزند ارجمند سے ارادہ ظاہر فرمایا۔ شہزادہ نے خدا تعالیٰ کے حکم کے سامنے سر جھکایا۔ قربانی کے لیئے زمین پر لٹائے گئے۔ اور بوڑھے باپ نے اکلوتے بیٹے کی گردن پر چھری چلائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ ایک امتحان تھا سو پورا ہو گیا۔ اور قربانی میں دنبہ فدیہ کے طور پر ذبح ہو گیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہوئے۔ قبیلہ جرہم سے مضاض کی بیٹی کی شادی کی جس سے کئی فرزند پیدا ہوئے۔ قربانی کے بعد خدائی فرمائش کے مطابق دونوں باپ بیٹوں نے کعبۃ اللہ کو تعمیر کیا۔ (اس تعمیر کا زمانہ ظہور مسیح علیہ السلام سے دو ہزار برس اور تعمیر بیت المقدس سے نو سو ترانوے (۹۹۳) برس پہلے بیان کیا جاتا ہے) اور آپ کی ۱۳۷ برس عمر ہوئی اور روایت

کی گئی ہے۔ کہ میزابِ رحمت کے نیچے آپ دفن کیے گئے (بدائع الذہور ۱۵)

جناب قیذار صاحب

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے اکثر امور میں ممتاز تھے۔ ناسخ التواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے خاندان سے سو عورتوں سے انہوں نے نکاح کیا۔ مگر اولاد کسی سے نہ ہوئی۔ اس وجہ سے رنجیدہ رہتے تھے ایک دن اس مقام پر آئے جہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ ہوا تھا۔ اور سات سو گوسفند قربان کیے اور دعا مانگی کہ الٰہی! میری دعا قبول فرما۔ چنانچہ حسبِ دستور اس زمانہ کے، آسمان سے آگ آئی اور سب قربانی کو لے گئی الہام ہوا کہ تمہاری قربانی منظور ہے۔ اور اس وقت یہ درخت کے نیچے سو رہے تھے۔ کہ خواب میں اللہ سے کسی نے کہا۔ کہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سوائے عرب کی عورت سے اور کسی عورت سے نہ ہوگا۔ غاضریہ جرہمیہ سے نکاح کرو تو یہ منشا حاصل ہو سکتا ہے۔ جب یہ بیدار ہوئے تو تیجر ہم میں فوراً پیغام بھیج کر غاضریہ سے نکاح کر لیا۔ اور ان سے حمل رہا۔ اشارہ غیبی سے کنعان کی طرف روانہ ہوئے اور اپنی بی بی سے وصیت کی کہ جب وضع حمل کے وقت ہو تو حجر اسمٰعیل کے پاس جانا۔ بخداوند عالم فرزند عنایت کرے گا۔ اس کا نام حمل رکھنا۔ جب آپ کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ تو آپ نے بشارت دی کہ کل غاضریہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اور مجھے الہام ہوا ہے اور ملائکہ اس کی زیارت کو جاتے ہوئے معلوم ہوئے۔ قیذار اس خوشخبری کو سن کر دوسرے ہی دن وہاں سے مکہ مکرمہ آئے۔ تو حمل کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ جب حمل سن رشد کو پہنچے تو قیذار نے ان کو جبل ابوقبیس پر لے جا کر وصیت کی۔ کہ نورِ محمدی کی ارحام طاہرہ میں حفاظت کرنا۔ اس کے بعد حمل کو کوہِ شبیر پر لے گئے۔ یہاں پر ناگہاں ایک شخص ظاہر ہوا اور قیذار سے سلام کے بعد کہا کہ آپ سے مجھ کو کچھ باتیں کرنی ہیں۔ اور آپ کے کان میں کچھ کہا۔ اس طرح آپ کی روح قبض ہو گئی۔ حمل نے اس شخص سے کہا کہ میرے والد ماجد کے ساتھ کیا ہوا۔۔۔؟ اور غضبناک ہوئے۔ اس غیبی شخص نے کہا کہ اپنے باپ کو اچھی طرح دیکھو، زندہ ہے یا مردہ۔ دیکھا تو اس کا انتقال ہو چکا تھا۔ پھر یہ سمجھ گئے کہ یہ ملک الموت

ہے۔ (عمدۃ الانساب صـ ۶۷)

جناب حمیسل صاحبؒ

حبیب قیذار نے اپنا نکاح مسماۃ غاضریہ جرہمیہ سے کیا تو نور محمدی اس سے منتقل ہوا، اور مسمی حمیسل پیدا ہوا۔ اور اس کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی جاتی ہے کہ قیذار نے یہ آواز سنی تھی: اِبْشِرْ فَقَدْ حَمِلَتْ، اے قیذار خوشخبری ہو کہ غاضریہ حاملہ ہو گئی ہے۔ (معارج صـ ۲۰۹)

جناب نابت صاحبؒ

حمیسل نے حبیب سعیدہ نامی عورت سے شادی کی تو اس سے نابت پیدا ہوئے جس میں نور مقدس کا ظہور ہوا۔ اور وہ نور مبارک اس کی پیشانی سے جلوہ گر تھا اور اس کی خصلت اچھی تھی۔ اور والد ماجد کے فرمانبردار تھے۔ اور نابت کے معنی اُگنے والا ہے آپ کی نابت سے وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے والدین یمن جا رہے تھے راستہ پر بارش زبردست آئی غار میں ٹھہر گئے۔ اور وہیں پیدا ہوئے اور حمیسل اور اس کی بیوی سعیدہ ہر دو نے غار میں انتقال فرمایا اور نابت تنہا رہ گئے۔ اور چالیس دن کے بعد عرب کے ایک طائفہ کا گذر ہوا۔ اور بچہ کو اٹھایا۔ تو ایک سال کا معلوم ہوتا تھا۔ اس لیے انہوں نے اس کا نام نابت رکھا۔ (معارج النبوت صـ ۲۱۰) یا یہ وجہ ہے کہ انہوں نے چشموں اور بارش کے پانی کو محفوظ کر کے باغات کا رواج دیا۔ اور کھیتی باڑی کی بنیاد ڈالی۔ حجاز اور یمن کے سنسان جنگل نمونہ جنت بن کر سبزی سے لہرانے لگے۔ تو عوام کی زبان نے اپنے بادشاہ کو نابت کا خطاب دیا۔ (الوقعۃ الاسلامیہ صـ ۱۷)

جناب ہمیسع صاحب

نابت نے حارثہ بنت مرادیہ سے شادی کی۔ جس سے ہمیسع پیدا ہوئے اور وجہ تسمیہ اس کی یہ بتائی جاتی ہے۔ حتی کہ اس شخص کے بغیر حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد پر بادشاہ نہیں بنا یہ شخص شام اور یمن اور نجد کا مالک ہو گیا اور بعض ملک فارس کے بھی اس نے لے لئے تھے۔ جو شخص اس کو دیکھتا تھا تو اس کے خوف سے اس کو سجدہ کرتا تھا۔ (معارج النبوت صـ ۲۱۰)

جناب اُدُد صاحب

ہمیسع نے جیب بنت قحطان سے شادی کی جس کے بطن اقدس سے اُدُد پیدا ہوئے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے اس نے کتابت سیکھی۔ اور ہر قسم کے خطوط نکالے۔ (معارج النبوت ص ۲۱۰)

جناب اُد صاحب

اُدُد نے سلمٰی بنت الحارث سے شادی کی تو اس کے بطن اطہر سے اُد پیدا ہوئے۔ اس کی آواز اتنی بلند تھی۔ کہ بارہ میل پر سُنائی دیتی تھی۔ اس لیئے اس کو اوزان بھی کہتے ہیں۔ اور اُد نے بلہات بنت مینر سے شادی کی تو عدنان پیدا ہوئے۔ (معارج ص ۲۱۱)

جناب عدنان صاحب

عدنان سے یہودیوں کو عداوت تھی ایک دن یہ کہیں جا رہے تھے۔ یہودی آپ کے پیچھے ہوئے اور ایک مقام پر دو پہاڑیوں کے درمیان ان کو گھیر لیا۔ دیر تک مقابلہ کرتے رہے۔ بالآخر آپ کا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا۔ آپ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ شریروں نے اس پر بھی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ پہاڑ پر چڑھ کر آپ کو ستانے اور ایذا دینے میں کوتاہی نہ کی۔ تو آپ نے عاجز آ کر قادر و قیوم کی جناب میں التجا کی غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا۔ اور عدنان کو کسی بلند چوٹی پر بٹھایا۔ (مرآۃ الانساب ص ۶۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ نے سرور المحزون میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نسب نامہ عدنان تک بیان فرمایا ہے۔ اور یہاں تک علماء محدثین کا اتفاق ہے۔ لیکن اس سے اوپر سلسلہ میں حضرت آدم علیہ السلام تک مورخین کا بے حد اختلاف ہے۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنا سلسلہ نسب بیان فرمایا کرتے تو عدنان پر توقف فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ

كَذَبَ النَّسَّابُونَ فَوْقَ الْعَدْنَانِ۔

عدنان سے اوپر بیان کرنیوالے جھوٹے ہیں

جب کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد فیض بنیاد اس طرح پر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل زمانہ سے زیادہ اب کون تحقیقات کر سکتا ہے۔ اور وہ کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ مورخین اسی طرح لکھتے چلے آئے ہیں۔

اور تعین سے کام ساکت ہے۔ جس کی وجہ مذکور ہوئی (مرۃ الانساب صہ۔۶۱)

جناب معد صاحب

عدنان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک معد میں جلوہ گر ہوا۔ ان کی کنیت ابو قضاعہ ہے اور معد کا معنی تازہ میوہ ہے۔ چونکہ یہ نہایت خوش رو اور ہر وقت ہشاش بشاش اور تر و تازہ معلوم ہوتے تھے۔ اس لیے اس کا نام معد ہو گیا۔ اور ان سے سترہ بیٹے تھے۔ اور ازاں جملہ پانچ بیٹے جو نہایت دلیر اور بہادر تھے۔ بیٹے مشہور ہیں۔ (۱) قضاعہ (۲) ایاد (۳) نزار (۴) ضحاک (۵) ان میں ضحاک چالیس ہزار فوج جرار لے کر بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوا۔ اور ان پہ فتح پائی۔ اور بقیۃ السیف یہودیوں کو پکڑ لایا۔ تب بنی اسرائیل نے اپنے وقت کے نبی کے پاس فریاد کی کہ عدنان کے حق میں بددعا کریں۔ نبی وقت نے جب قبلہ رو ہو کر بددعا کرنا چاہی تو جناب باری سے وحی نازل ہوئی کہ اس دعائے بد سے دستبردار ہو جاوے۔ کیونکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم عدنان کی اولاد میں سے ہوں گے۔ لہٰذا ان کے حق میں بددعا، قبول نہیں ہوگی۔ (مرۃ الانساب صہ۔۶۰)

جناب نزار صاحب

اس کی کنیت ابو ربیعہ ہے جب یہ پیدا ہوئے اور باپ نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بہت خوش ہو کر ایک ہزار اونٹ ذبح کر کے غرباء اور مساکین کو کھلا دیئے اس وجہ سے لوگوں نے اس کو معروف اور فضول خرچ کہنا شروع کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا:۔

اِنَّ هٰذَا كُلُّهَا نَزَارٌ یہ سب کچھ بہت ہی ہے اس لیئے اس کا نام نزار رکھا۔

(مواہب لدنیہ جلد ۱ صہ۔۱۴)

جناب مضر صاحب

ان کی وجہ سے سنتِ ابراہیمی کو بہت ترویج ہوئی۔ اور آپ سنتِ ابراہیمی کے زندہ کرنے کے لیئے ہمیشہ کوشش فرماتے رہے۔ نہایت خوش آواز اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر مکمل پابند تھے۔ چنانچہ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:۔

کہ مضر کو گالی نہ دو کہ وہ مسلمان تھے۔ (مرۃ الانساب ص ۷۵) اور ان کو مضر حمر (سرخ مضر) کہا جاتا تھا اس لیئے کہ ان کو والد کی جائیداد سے سرخ مال حصہ میں آیا ہے۔ (سیرت حلبیہ جلد ا ص ۲۱)

خداداد ذہانت

امام ابوالفرج ابن الجوزی نے کتاب الاذکیاء میں ذکر کیا ہے کہ جب نزار بن معد کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنا مال اپنے بیٹوں میں تقسیم کیا۔ اور وہ چار تھے۔ مضر، ربیعہ، ایاد اور انمار۔ اور کہا کہ اے میرے بیٹے! یہ قبہ جو سرخ چمڑا جو اس کے مشابہ مال ہے۔ مضر کا ہے۔ اور یہ سیاہ خیمہ اور جو اس کے مشابہ مال ہے۔ ربیعہ کے لیے ہے۔ اور یہ خادم اور جو اس کے مشابہ ہو ایاد کے لیئے ہے۔ اور یہ تھیلی اور بیٹھنے کی جگہ انمار کے لیے ہے۔ اور پھر ان کو کہا کہ اگر تم کو ان میں کچھ اشکال ہو۔ اور تقسیم میں اختلاف ہو تو تم افعی ابن افعی جرہمی سے حل کرانا۔ اور جب نزار مر گیا تو یہ چاروں افعی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور وہ نجران کا بادشاہ تھا۔ پس یہ سب سفر کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ کہ مضر نے چرا ہوا گھاس دیکھ کر کہا۔ جس اونٹ نے یہ گھاس کھایا ہے۔ وہ کانا ہے۔ پھر ربیعہ نے کہا۔ وہ نیلگوں ہے۔ اور ایاد نے کہا۔ وہ دم بریدہ ہے اور انمار نے کہا۔ وہ بھاگا ہوا ہے۔ پس تھوڑا سا اور چلا کہ ایک شخص ملا۔ اور اونٹ کی بابت دریافت کیا۔ تو مضر نے کہا کہ وہ کانا ہے۔؟ کہا ہاں۔ !! ربیعہ نے کہا۔ وہ نیلگوں ہے۔؟ کہا ہاں۔ ایاد نے کہا وہ دم بریدہ ہے۔ کہا ہاں۔ ! میرے اونٹ کا یہی حلیہ ہے۔ اب میری اس بارہ میں رہنمائی کیجیئے۔ ان سب نے حلف اٹھا کر کہا کہ ہم نے اس کو بالکل کہیں نہیں دیکھا تو اس نے کہا۔ میں تمہاری کس طرح تصدیق کروں۔ حالانکہ تم نے میرے اونٹ کا حلیہ درست بیان کیا ہے۔ پھر وہ ان کے ساتھ چلا۔ حتیٰ کہ نجران میں داخل ہوئے۔ اور افعی جرہمی کے ہاں اترے تو اونٹ والے شیخ نے پکار کر کہا اے بادشاہ سلامت! ان کو میرا اونٹ ملا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ٹھیک حلیہ بتایا ہے۔ اور پھر کہا، ہم نے دیکھا تک نہیں ہے۔ پس افعی نے دریافت کیا کہ تم نے اونٹ کا حلیہ کس طرح بیان کیا ہے جب کہ دیکھا نہیں ہے۔ تو مضر نے کہا، میں نے دیکھا۔ ایک جانب سے گھاس چرا اور دوسری جانب کو ترک کیا۔ تو میں نے سمجھا کہ یہ کانا ہے اور ربیعہ نے کہا کہ میں نے اس کا نشانِ قدم بہت مضبوط دیکھا۔ تو میں نے سمجھا کہ اس کی طاقت ور ہی نیلگوں ہونے کا باعث ہے۔ اور

اور ایاد نے کہا کہ اس کی لیدہ یکجا فراہم تھی۔ تو یہ دم بریدہ تھا، ورنہ بھیل جاتی۔ انمار نے کہا کہ اس نے اچھا گھاس چرا اور پھر اس سے تجاوز کیا۔ حتیٰ کہ معمولی گھاس پر پہنچا تو میں نے معلوم کیا کہ یہ بھاگا ہوا ہے۔ تو افعی نے کہا کہ "اے شیخ! یہ تیرے اونٹ والے نہیں۔ پھر ان سب کو بلا کر حال دریافت کیا اور خوش آمدید کہی۔ جب انہوں نے آنے کی وجہ بتائی۔ تو کہا۔ آپ لوگ جب اتنے دانا ہیں تو میری کیا حاجت ہے۔ پھر ان کے لیے کھانا اور شراب منگایا ——— پس انہوں نے کھایا۔ اور پیا تو مضر نے کہا میں نے آج جیسا شراب کبھی نہیں پیا۔ کاش کہ اس کے انگور قبر پر بوئے ہوئے نہ ہوتے۔ اور ربیعہ نے کہا۔ میں نے آج جیسا عمدہ گوشت کبھی نہیں کھایا۔ کاش کہ اس بکرے نے کتیا کے دودھ سے پرورش نہ پائی ہوتی۔ اور ایاد نے کہا میں نے ایسا خوش مزاج آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ مگر یہ اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہے۔ اور انمار نے کہا کہ میں نے آج جیسی عمدہ روٹی کبھی نہیں کھائی۔ کاش کہ اس کا آٹا حائضہ عورت کے ہاتھ سے گندھا ہوا نہ ہوتا۔ اور افعی نے ایک آدمی کے ذمہ لگایا تھا کہ ان کی سب باتیں سن کر بتائے۔ پس اس نے جو کچھ سنا، افعی کو بتایا۔ افعی نے شراب والے سے دریافت کیا کہ اس کا کیا قصہ ہے۔ تو اس نے کہا کہ یہ انگوروں سے تیار کی جو تیرے باپ کی قبر پر بوئے گئے تھے۔ پھر گوشت والے سے حال معلوم ہوا۔ کہ بکرے کو کتیا کے دودھ سے پرورش دی گئی تھی۔ اور لونڈی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ حائضہ ہے۔ اور اپنے باپ کی بابت اپنی ماں سے حقیقت سنی کہ وہ ایک بادشاہ کی بیوی تھی۔ جس کی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس نے ایک شخص کو قدرت دی تاکہ سلطنت غیروں کے قبضہ میں نہ جائے۔ تو افعی نے حیران ہو کر ان سے پوچھا۔ کہ تم کو کس طرح خبر ہوئی۔ تو مضر نے کہا شراب سے غم دور ہوتا ہے۔ اور اس سے غم آتا تھا۔ اور ربیعہ نے کہا۔ بکرے کے گوشت کی چربی گوشت پر ہوتی ہے۔ اور کتیا کی چربی گوشت کے نیچے ہوتی ہے تو میں نے سوچا کہ اس بکرے نے کتیا کے دودھ سے پرورش پائی ہے اور ایاد نے کہا کہ آپ کا باپ مہمانوں سے مل کر کھانا کھاتا تھا۔ اور آپ نے ہمارے ساتھ مل کر کھانا نہیں کھایا۔ اور انمار نے کہا کہ روٹی جب ٹکڑے کی جاتی ہے۔ تو وہ سالن میں پھول جاتی ہے۔ مگر یہ ویسے رہی۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے آٹے کو حائضہ نے گوندھا ہے!

حمزہ حمزہ اور صفیہ دونوں کی ماں ہیں (نزہۃ المجالس اردو جلد ا صہ ۱۵۹) اور جس رات حضرت عبداللہ کی شادی ہوئی تو قریش کی سب عورتیں مریض ہو گئیں اور ایک بھی تندرست نہ رہی۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ کہ جس رات حضرت عبداللہ کی بی بی آمنہ سے شادی ہوئی تو بنی مخزوم اور عبدالشمس اور عبدالمناف سے دوسو عورتیں اس رشک اور حسد سے مر گئیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نورِ مقدس نے بی بی آمنہ خاتون کے رحم پاک میں قرار پایا۔

(الخمیس جلد ا صہ ۱۸۳ ا سیرت نبویہ از دحلان جلد ا صہ ۳۰)

ف ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین شریفین اسلام پر تھے۔ چنانچہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے "ایمان کامل" میں کہا ہے کہ ؎

اہلِ اسلام اندر آباءِ نبی
گرچہ منکر مے شود لیس مدعی
والدینش ہر دو بردینِ خلیل
قصۂ احیا ضعیف ست و علیل

رفیقہ بنت نوفل

جب خواجہ عبدالمطلب حضرت عبداللہ کو نکاح کے واسطے لے جارہے تھے تو راستہ میں رفیقہ بنت نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ کے قریب سے گزر ہوا جو کہ ورقہ بنت نوفل کی بہن تھی اور اس کی کنیت اُمِ قتال تھی۔ کتب آسمانی پڑھی ہوئی اور علم کہانت میں کامل تھی۔ حضرت عبداللہ سے عرض کی۔ اگر تم مجھ سے نکاح کرو تو میں سو اونٹ جو تمہاری قربانی پر صرف ہوئے میں تم کو دوں گی۔ انہوں نے کہا۔ میں اس وقت اپنے باپ کے ہمراہ ایک کام کے لیئے جا رہا ہوں۔ واپسی پر اس کا جواب دوں گا۔ القصہ جب آپ کا نکاح ہو گیا اسی رات نورِ پُر سرور بی بی آمنہ کے جسم مقدس میں منتقل ہوا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بی بی اُم قتال کے ہاں گئے۔ جب اُم اقتال کی نظر حضرت عبداللہ پر پڑی اور اس نور کو اس کے رُخ انوار میں نہ پایا تو کہا کہ مجھے تیری حاجت

اور ایاد نے کہا کہ اس کی لید یکجا فراہم تھی۔ تو یہ دم بریدہ تھا، ورنہ پھیل جاتی۔ انمار نے کہا کہ اس نے اچھا گھاس چرا اور پھر اس سے تجاوز کیا۔ حتی کہ معمولی گھاس پر پہنچا تو میں نے معلوم کیا کہ یہ بھاگا ہوا ہے۔ تو افعی نے کہا کہ اے شیخ! یہ تیرے اونٹ والے نہیں۔ پھر ان سب کو بلا کر حال دریافت کیا اور خوش آمدید کہی۔ جب انہوں نے آنے کی وجہ بتائی۔ تو کہا۔ آپ لوگ جب اتنے دانا ہیں تو میری کیا حاجت ہے۔ پھر ان کے لیے کھانا اور شراب منگایا ——— پس انہوں نے کھایا۔ اور پیا تو مضر نے کہا میں نے آج جیسا شراب کبھی نہیں پیا۔ کاش کہ اس کے انگور قبر پر بوئے ہوئے نہ ہوتے۔ اور ربیعہ نے کہا۔ میں نے آج جیسا عمدہ گوشت کبھی نہیں کھایا۔ کاش کہ اس بکرے نے کتیا کے دودھ سے پرورش نہ پائی ہوتی۔ اور ایاد نے کہا میں نے ایسا خوش مزاج آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ مگر یہ اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہے۔ اور انمار نے کہا کہ میں نے آج جیسی عمدہ روٹی کبھی نہیں کھائی۔ کاش کہ اس کا آٹا حائضہ عورت کے ہاتھ سے گندھا ہوا نہ ہوتا۔ اور افعی نے ایک آدمی کے ذمہ لگایا تھا کہ ان کی سب باتیں سن کر بتائے۔ پس اس نے جو کچھ سنا، افعی کو بتایا۔ افعی نے شراب والے سے دریافت کیا کہ اس کا کیا قصّہ ہے۔ تو اس نے کہا کہ یہ انگوروں سے تیار کی جو تیرے باپ کی قبر پر بوئے گئے تھے۔ پھر گوشت والے سے حال معلوم ہوا کہ بکرے کو کتیا کے دودھ سے پرورش دی گئی تھی۔ اور لونڈی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ حائضہ ہے۔ اور اپنے باپ کی بابت اپنی ماں سے حقیقت سنی کہ وہ ایک بادشاہ کی بیوی تھی جس کی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس نے ایک شخص کو قدرت دی تاکہ سلطنت غیروں کے قبضہ میں نہ جائے۔ تو افعی نے حیران ہو کر ان سے پوچھا۔ کہ تم کو کس طرح خبر ہوئی۔ تو مضر نے کہا شراب سے غم دور ہوتا ہے۔ اور اس سے غم آتا تھا۔ اور ربیعہ نے کہا۔ بکرے کے گوشت کی چربی گوشت پر ہوتی ہے۔ اور کتیا کی چربی گوشت کے نیچے ہوتی ہے تو میں نے سوچا کہ اس بکرے نے کتیا کے دودھ سے پرورش پائی ہے اور ایاد نے کہا کہ آپ کا باپ مہمانوں سے مل کر کھانا کھاتا تھا۔ اور آپ نے ہمارے ساتھ مل کر کھانا نہیں کھایا۔ اور انمار نے کہا کہ روٹی جب ٹکڑے کی جاتی ہے۔ تو وہ سالن میں پھول جاتی ہے۔ مگر یہ ویسے رہی۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے آٹے کو حائضہ نے گوندھا ہے!

پھر افعی کو انہوں نے اپنے والد کی وصیت کا ذکر کیا تو افعی نے بتایا کہ سرخ خیمہ کے مشابہ مال مضر کا ہے تو اس کے لیے دنانیر اور سرخ اونٹ ہیں۔ اور سیاہ خیمہ کے مشابہ ربیعہ کے لیئے تو اس کو سیاہ گھوڑے ملنے چاہیئں۔ اور جو خادم کے مشابہ ہو تو وہ ایاد کے لیے چونکہ خادم ابلق ہوتا ہے۔ لہٰذا ابلق گھوڑے وغیرہ اس کے ملک ہیں۔ اور انمار کے حق میں دراہم اور زمین کا فیصلہ کر دیا۔ حتیٰ کہ یہ فیصلہ لے کر سب واپس ہوئے۔

(حیوٰۃ الحیوان جلد ۱ ص ۵۴ ۔ تاریخ طبری جلد ۲ ص ۹۰)

جناب الیاس صاحب

الف ولام تعریف کا ہے۔ اور یاس کا معنی نا امید کا ہے۔ اور اس کی وجہ تسمیہ کے متعلق کہتے ہیں کہ ان کے والد ماجد اولاد سے بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ اور بڑھاپے میں اس کا یہ فرزند پیدا ہوا۔ اس لیے اس کا نام الیاس رکھا۔ بزرگی اور عفت اور پرہیز گاری کے سبب بہت بڑے بڑے قبائل اس کے مطیع ہو گئے۔ سب سے اوّل اونٹ کی قربانی حرم خانہ کعبہ میں آپ نے کی ہے۔ اور سب سے پہلے مقام ابراہیم کو انہوں نے دستیاب کیا۔ جب کہ طوفان نوح علیہ السلام کے باعث پوشیدہ ہو چکا تھا۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۱۹) اور ذکر کیا گیا ہے کہ الیاس اپنی پشت مبارک سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حج کی تلبیہ (لبیک بالحج) سنا کرتے تھے۔

(حیوٰۃ الحیوان جلد ۱ ص ۲۰۵، مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۹)

اور سل کو یاس کی بیماری اس لیئے کہتے ہیں کہ الیاس بن مضر سل کی بیماری سے فوت ہوئے۔ چنانچہ ابن حرفر نے کہا ہے

یقولُ العاذِلونَ اِذا رَاَونی

اَصبتُ بِدَاءِ یاسٍ فھُوَ مُودی

"جب ملامت کرنے والے مجھے دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ مجھے یاس کی بیماری ہے

اور میں اس سے مر جاؤں گا۔" (العروض الانف جلد ا صـ ۷)

اور جب الیاس فوت ہوا تو اس کی بیوی خندف بہت مغموم ہوئی حتیٰ کہ سال بھر سایہ پر نہ بیٹھی۔ اس لیے محاورہ ہو گیا۔ فُلَانٌ اَحزَنُ مِنْ خَندَفَ " فلاں شخص خندف سے زیادہ غمناک ہے۔"

(سیرت حلبیہ جلد ا صـ ۲۰ زرقانی جلد ا صـ ۷۸)

جناب مُدرکہ صاحب

جب الیاس نے خدیمہ سے شادی کی تو مدرکہ پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس کا اصل نام علی تھا۔ اور مدرکہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ مدرکہ اور طابخہ دونوں بھائی جنگل میں اونٹ چرا رہے تھے۔ کہ اونٹ کہیں دور نکل گئے۔ مدرکہ ان کی تلاش کو دوڑے اور کافی دیر کے بعد ڈھونڈ لائے۔ دوسرے نے ان کے آنے تک کھانا نہ کھایا اور تیار کر کے رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر باپ نے علی نامی کو مدرکہ اور دوسرے دن عامر نامی کو طابخہ کے نام سے یاد کیا۔ اور یہی لقب نام پر غالب آ گیا۔ (تاریخ طبری جلد ۲ صـ ۱۸۹)

جناب خزیمہ صاحب

پھر مدرکہ نے سلمیٰ بنت اسد سے نکاح کیا جس سے خزیمہ پیدا ہوئے۔ تصغیر خذمہ یعنی سوراخ یعنی مجازاً وہ شخص جس کے ناک کے نتھنے فرطِ غضب سے ہر وقت پھولے رہتے ہوں۔ با رعب، سخت گیر، کثیر المال رئیس بنو اسمٰعیل تھے۔ ایک تاریخ میں ہے کہ اپنے جنگی قیدیوں کی ناک کو چھید کر اس میں لوہے کی تار ڈال دیتا تھا۔ اس خوف سے کوئی قوم اس کی مخالفت نہ کرتی تھی۔ (الوقعۃ الاسلامیہ صـ ۱۹)

جناب کنانہ صاحب

خزیمہ نے غیبی الہام سے اپنے خاندان کی بزرگ عورت مسماۃ مند بنت قیس سے نکاح کیا۔ جس سے کنانہ پیدا ہوئے۔ اور وہ نور مبارک اس میں منتقل ہوا۔ اور کنانہ کا معنی رازدار ہے۔ یہ بہت متورع، عابد، خوبصورت شان و شوکت والا رئیس تھا۔ اس نے اپنی قوم کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خوشخبری دی تھی۔ اور اتباع کے لیے یہ وصیت

کی تھی :-

قَدْ اٰنَ خُرُوْجُ نَبِیٍّ مِّنْ مَکَّۃَ یُدْعٰی اَحْمَدُ یَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَاِلَی الْبِرِّ وَالْاِحْسَانِ وَمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ فَاتَّبِعُوْہُ تَزْدَادُوْا شَرَفًا وَّعِزًّا اِلٰی عِزِّکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اَیْ تُکَذِّبُوْا مَاجَاءَ بِہٖ فَھُوَ الْحَقُّ۔

ترجمہ :- "مکہ سے ایک نبی کا ظہور عنقریب ہونے والا ہے جس کو احمد کہا جائے گا۔ وہ اللہ کی طرف اور نیکی اور احسان اور اچھے اخلاق کی طرف بلاتے گا۔ پس تم سب اس کی اتباع کرو گے تو بزرگی اور عزت و فضیلت زیادہ پاؤ گے۔ اور حد سے تجاوز نہ کرنا یعنی اس کی تکذیب نہ کرنا۔ کیونکہ جو چیز وہ لے کر آئیں گے وہ حق ہو گی۔!"

اور ابن نے ذکر کیا ہے کہ کنانہ اکیلے کبھی کھانا نہ کھاتے تھے۔ حتیٰ کہ جب کسی کو نہ پاتے تو ایک پتھر سامنے کھڑا کر دیتے۔ پھر ایک لقمہ آپ تناول فرماتے اور ایک لقمہ پتھر کے آگے رکھتے جاتے۔ کیونکہ انہیں اکیلا کھانا کھاتے ہوئے شرم آتی تھی۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۱۹)

جناب نضر صاحب

کنانہ نے بی بی مرہ بنت مر سے شادی کی جس سے نضر پیدا ہوئے۔ اس کا نام قیس اور قریش لقب تھا۔ ایک دن سوتے ہوئے تھے کہ کسی نے پکارا۔ نضر! تجھے ملک ظاہری اور باطنی اور عزت سرمدی میں اختیار دیا گیا ہے تو نضر نے کہا:۔

کَلَّا یَا رَبِّ قَدِ اخْتَرْتُ مَا یَبْقٰی اِلَی الْاَبَدِ	اے میرے رب! میں نے تو وہ چیز اختیار کی جو ہمیشہ تک رہے گی!"

اور نضر کو قریش کہنے کے کئی وجوہ بیان کیے جاتے ہیں اول یہ کہ قریش ایک بڑے قد آور طاقتور

جانور کا نام ہے۔ جو دریا میں رہتا ہے۔ اور مچھلی کھایا کرتا ہے۔ اور اس کو کوئی جانور نہیں کھا سکتا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش کو قریش کہنے کی وجہ یہ ہے کہ قریش ایک دریائی مچھلی کا نام ہے جو اور مچھلیوں کو نگل جاتی ہے اور خود کسی کے قابو میں نہیں آتی۔ اس لیے بھی غلبہ اور قوت کی وجہ سے قریش کے لقب سے ملقب مشہور ہوئے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ایام حج میں آپ فقرا اور مساکین کو تلاش کر کے کافی خدمت کیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے ان کا لقب قریش ہوا۔ —————— (روضۃ الاحباب بحوالہ مرۃ الانساب ص ۵۳)

جناب مالک صاحب

آپ کی والدہ ماجدہ بی بی عکرشہ بنت عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے قوم عرب پر ہمیشہ غالب رہے۔ اور محتاجوں کی حاجت روائی کیا کرتے تھے۔ اور فرائض خدمت بجالاتے تھے۔

(مرۃ الانساب ص ۵۳)

اور رئیس امن پسند، کثیر اللقاح یعنی مسافروں کو بہت دودھ پلایا کرتے تھے۔ (الوقعۃ الاسلامیہ ص ۱۹)

اور اس کو مالک اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ عرب کے مالک بن گئے تھے۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۱۹)

جناب فہر صاحب

آپ کی والدہ کا اسم گرامی جندلہ بنت عامر بن الحارث بن الضاحن بن عمرو جرہمی ہے۔

کہتے ہیں کہ حسان بن کلال حمیری یمن سے اپنے قبائل کو جمع کر کے اس ارادہ منحوس سے آیا کہ مکہ سے کعبہ شریف کو منتقل کر کے یمن میں لے جائے۔ تاکہ لوگ حج اسی شہر میں اس کے پاس ادا کریں۔ تو بڑے بھاری لشکر کے ساتھ مقام نخلہ پر اترا اور لوگوں کی چراگاہوں کو پائمال کرنا شروع کیا۔ تو فہر نے قبائل عرب کو جمع کر کے اس سے جنگ کی۔ حتیٰ کہ حسان گرفتار ہو کر تین سال تک قید میں رہا۔ آخر بہت کافی مال بطور فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا۔ مگر وہ رہا ہونے کے بعد مکہ اور یمن کے درمیان راستے میں مر گیا۔ جب سے اہل عرب کے دل میں فہر کی عزت و عظمت زیادہ ہوئی۔ (تاریخ طبری جلد ۱ ص ۱۸۷)

جناب غالب صاحب

یہ قریش کے سردار تھے۔ عرب میں اہم معاملات میں ان سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ اعلیٰ پایہ کے صاحب الرائے تھے۔ (مرۃ الانساب ص ۴۹) ان کی والدہ کا اسم گرامی لیلیٰ بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ ہے۔ (تاریخ طبری جلد ۱ ص ۱۸۶) اور لوئی ہمزہ کے ساتھ لائی کی تصغیر ہے اور لائی لغت میں جنگلی گائے کو کہتے ہیں۔ (معارج جلد ۱ ص ۲۱۳)

جناب کعب صاحب

آپ کی والدہ صاحبہ کا اسم گرامی ماویہ بنت کعب بن قین بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ہے (تاریخ طبری جلد ۲ ص ۱۸۵) یہ قریش کے سرداروں اور قریش کے اعلیٰ ترین اشراف میں سے تھے اکثر امور میں لوگ ان کی طرف توجہ کرتے تھے۔ اور اپنی قوم میں یہ نہایت سخی اور کریم النفس تھے (مرۃ الانساب ص ۳۶) اور یہ پہلا شخص ہے جس نے ۵۶۰ء قبل از بعثت کے جمعہ کے دن لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دینا شروع کیا۔ اور نصیحت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہونے والی ہے۔ اور وہ میری اولاد سے ہوگا۔ آپ سب اس کی اتباع کرنا اور اس پر ایمان لانا۔ اور پھر اس بارے میں چند ابیات پڑھتے تھے جن میں سے ایک بیت یہ ہے۔

یالیتنی شاھدٌ نجوی دعوتہ
حین العشیرۃ تبغی الحق خذلانا!

"کاش کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اسلام کے دوران حاضر ہوتا جب کہ قوم اپنی بدبختی کے باعث بغاوت کرے گی!"

(الروض الانف شرح سیرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۶)

جناب مرہ صاحب

آپ کی والدہ صاحبہ کا نام مبارک ہند بنت سرق بن ثعلبہ بن سلفی بن مالک بن نذر ہے (معارج النبوت جلد ۱ ص ۲۱۳) آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جد سادس (چھٹے دادا) ہیں۔ اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس

مرہ کے سلسلہ نسب میں شامل ہوتے ہیں۔ (سیرت حلبیہ ا ص ۱۸)

جناب کلابؒ صاحب

بی بی فاطمہ بنت عوف بن معد کے بطن اطہر سے پیدا ہوئے (معارج النبوۃ جلد ا صہ ۲۱۳) آپ کا نام حکیم یا عروہ تھا۔ آپ کا لقب کلاب اس لیے ہوا کہ آپ شکار کے بہت شوقین تھے اور اکثر کتوں سے شکار کھیلا کرتے تھے۔ آپ بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہما کے جد نانا یعنی تیسرے دادا ہیں (بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہما بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب) (سیرۃ حلبیہ جلد ا صہ ۱۱۸)

جناب قصیؒ صاحب

ان کا نام زید ہے اور قصی لقب ہے۔ اور یہ وطن سے دور ہو گئے تھے۔ اس لیے قصیؒ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ چنانچہ اس کی توضیح یوں ہے کہ جب کلاب نے فاطمہ بنت سعد بن سیل بن حمالہ بن عوف بن عثم بن عامر بن عمرو بن جعثمہ بن یشکر بن ازد شنوءۃ سے شادی کی تو زہرہ اور زید پیدا ہوئے۔ جب کلاب فوت ہوئے تو زہرہ جوان اور زید شیر خوار تھے۔ آپ کی والدہ اپنے میکے بنو کلب کے ہاں ملک شام میں چلی گئی۔ اور قصی وہیں جوان ہوئے ایک قضاعی نے آپ کو بتایا کہ آپ قضاعی نہیں ہیں بلکہ قریش ہیں اور مکہ کے رہنے والے ہیں تو قصی نے اپنے بھائی زہرہ کے پاس واپس ہونے کا ارادہ کیا۔ مگر ماں نے اس کو روکا۔ کہ ذی قعد میں حجاج کی معیت میں جانا۔ حتیٰ کہ ٹھہر گئے۔ اور پھر حجاج کے ہمراہ شام سے اپنے بھائی زہرہ کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں حلیل خزاعی کی اکلوتی بیٹی حبیؓ سے شادی ہوئی۔ اور چونکہ حلیل کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ اس نے بیت اللہ کی تولیت کا حق اپنی اکلوتی بیٹی کو عطا کر دیا۔ جس سے قصی بیت اللہ کا متولی بن گیا۔ حلیل کے فوت ہونے کے بعد خزائیوں نے تولیت کعبہ کی بابت مقابلہ کیا۔ مگر ناکام ہوئے۔ اور قصی بیت اللہ کا واحد مالک قرار پا گیا۔

(الروض الانف جلد ا صہ ۸۸ و تاریخ طبری جلد ۲ صہ ۸۲)

تاریخ مکہ میں ہے کہ خزائیوں کے عہد میں بت پرستی کی بنیاد مکہ میں قائم ہوئی۔ اور آناً فاناً تمام ملک عرب میں پھیل گئی۔ اس طرح شراب خوری کثرت زنا۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا

بھی خزاعیوں کی ہی کینہ وظالمانہ یادگاریں ہیں۔ قصیٰ کی دلیرانہ کوشش سے خزاعی تو مکہ سے بے دخل ہو کر تتر بتر ہو گئے۔ مگر بت پرستی اور دوسری تمام بُری رسمیں بدستور عہدِ نبوت تک قائم رہیں۔ (الوقعتہ الاسلامیہ صہ ۲۰۰)

جناب عبدالمناف صاحب

ان کا اصل نام مغیرہ ہے اور کنیت عبدالشمس ہے۔ نہایت حسین وجمیل تھے۔ حتیٰ کہ ان کو بطحا کا چاند کہا جاتا تھا۔ ان کا والد قصیٰ نے وفات سے پہلے نقابت، ایالت، امارت، اور سرداری آپ کے سپرد کی تھی۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ (۱) ہاشم (۲) عبدالشمس (۳) نوفل۔ (۴) مطلب۔ اور روضتہ الاحباب میں ہے کہ عبدالشمس اور ہاشم توام پیدا ہوئے۔ مگر دونوں کی پشتیں اور بعضے عبدالشمس کی پیشانی سے ہاشم کے پاؤں کا پنجہ پیوست تھا۔ اس کو تلوار سے جدا کیا گیا۔ حتیٰ کہ دونوں گروہوں میں تلوار چلتی رہی۔ (ابن خلدون صہ ۹)

خواجہ ہاشم صاحب

جواں مرد، سخی، مدبر، بہادر، رئیس قریش تھے۔ اہل مکہ کا تجارتی تعلق شام اور یمن سے تھا۔ راستوں کی بدامنی کے باعث تجارتی قافلے ہمیشہ خطرے میں رہتے تھے۔ ہاشم نے قیصر روم سے مل کر ملکی تجارت آزاد کرائی۔ اور درمیانی راستوں کے عرب قبائل سے معاہدہ کر کے قافلوں کی راہ کو ایسا محفوظ کر دیا کہ قریشی قافلے جاڑوں میں یمن اور گرمیوں میں شام کی طرف بے خوف وخطر سفر کر سکتے تھے۔ (الوقعتہ الاسلامیہ صہ ۲۱) اور آپ کا نام عمرو تھا۔ اور ہاشم اس لیے لقب ہوا کہ آپ قحط سالی میں لوگوں کو ثرید یعنی مالیدہ کھانا کھلایا کرتے تھے۔ اور ہاشم کے معنی روٹی چورنے والے کے آتے ہیں۔ اور سخاوت میں آپ ضرب المثل تھے۔ اور عرب میں ثرید کی ضیافت آپ نے ایجاد کی۔ ملک شام کو تشریف لے جاتے ہوئے عین عالم شباب میں شام کے علاقہ میں انتقال ہوا۔

(مرأۃ الانساب صہ ۱۶)

خواجہ عبدالمطلب صاحب

بعد وفات اپنے والد ہاشم کے پیدا ہوئے۔ آپ کا نام شیبہ ہے۔ اس وجہ سے کہ آپ کے سر میں سفید بال تھے۔ اور بعد بلوغ کے بوجہ کثرت حمد کے شیبۃ الحمد کہنے لگے۔ ہاشم کی وفات کے شیبہ کی پرورش مطلب نے کی۔ اس زمانے میں دستور تھا۔ جو کوئی کسی یتیم کی پرورش کرتا تھا۔ وہ یتیم اس کا غلام کہلاتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ عبدالمطلب مشہور ہوئے۔ جس وقت آپ کو کوئی مہم پیش آتی۔ تو آپ کی پیشانی چاند کی طرح جگمگا جاتی۔ اور اس نور کے چمکنے سے اپنی فتح معلوم کر لیتے تھے۔ (مرآۃ الانساب صــ ۶)

فَلَمَّا وَصَلَ إِلَى عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ذَالِكَ النُّوْرُ الْأَنْوَرُ اسْتَضَاءَ جَبِيْنُهُ وَأَزْهَرَ وَسُرَّ بِذَالِكَ وَاشْتَهَرَ وَصَارَ حَرِيْصًا، عَلٰى عَدَمِ مُفَارَقَةِ هٰذَا النُّوْرِ الْأَقْمَرِ حَتّٰى قِيْلَ لَهٗ فِي الْمَنَامِ يَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ تَزَوَّجْ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَمْرِو بْنِ عَائِذٍ فَتَزَوَّجَهَا

(المواردالھنیہ صــ ۵)

"جب یہ نورِ مبارک خواجہ عبدالمطلب کی پیشانیٔ مبارک میں جلوہ گر ہوا۔ تو آپ کی پیشانی روشن ہوئی اور چمک گئی۔ اور آپ اس سے خوش ہوئے۔ اور اس نور کا فراق برداشت نہ کرتے ہوئے تجرد کی زندگی گذارنی شروع کی۔ حتیٰ کہ ان کو خواب میں کہا گیا کہ آپ فاطمہ بنت عمرو سے شادی کرو، تب شادی کر لو۔ اور یہ سید علی نور الدین سمہودی الحسینی مورخ المدینۃ المنورہ نے مواردہینہ میں ذکر کیا ہے۔"

ظہورِ چاہِ زمزم

عہد قدیم میں جب جرہمی لوگ قبیلہ بنی خزاعہ کے مقابلہ میں ناکام ہو کر جلاوطن ہو گئے تو اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔ البتہ جاتے وقت حجر اسود کو خانہ کعبہ کی دیوار سے الگ کر کے زمزم کے

کنوؤں میں ڈال دیا۔ اور پھر اس چشمۂ مبارک یعنی کنوئیں کو مٹی سے بھر کر بے نشان کر دیا تھا۔ ہزاروں برس تک یہ چشمہ ایسے بے نشان مدفون رہا۔ لوگوں میں زبانی کہانی کے طور پر اس کا ذکر باقی تھا۔ ایک دفعہ خواجہ عبدالمطلب حطیم میں سوئے ہوئے تھے۔ کہ آپ کو خواب میں تین دن متواتر یہی حکم ہوتا رہا۔ کہ چاہ زمزم کو فلاں جگہ سے کھود کر آباد کرو۔ آپ نے بڑی کوشش سے اس مقدس چشمے کا سراغ لگا کر اپنے بیٹے حارث کی معاونت سے کھودنا شروع کیا۔ اور ان دنوں میں سوائے حارث کے آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ تین دن کی جاں فشاں کوشش کے بعد ان کے آثار برآمد ہوئے۔ تو سب قریش نے کہا کہ ہم کو بھی شریک کر لو۔ کافی تنازعہ اور اختلاف کے بعد بنو سعد کے کاہن ہذیم کو ثالث مانا گیا اور سب کے سب اس کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک بیابان میں پہنچے جو کہ شام اور حجاز کے درمیان تھا۔ وہاں سب لوگ پیاس سے اتنے تنگ ہوئے کہ زندگی سے ناامید ہو کر لقمۂ اجل بننے کے لیے لیٹ گئے۔ کہ خواجہ عبدالمطلب کی سواری اٹھی اور اس کے نیچے پانی کا ایک چشمہ ظاہر ہوا۔ جس سے سب نے پانی پی کر از سر نو زندگی حاصل کی۔ تو خواجہ عبدالمطلب سے کہا۔ ہم کو اب ثالث کی ضرورت نہیں ہے۔ جس خدا تعالیٰ نے آپ کو یہاں جنگل میں پانی دیا ہے اسی نے وہاں زمزم کا شرف بھی آپ کو عطا کیا ہے۔ جب واپس ہوئے تو چاہ زمزم بن کر تیار ہو گیا۔ اور بنو ہاشم اس کے واحد مالک ہو گئے۔ تو ایک کمینہ شخص عدوی بن نوفل نامی نے آپ کو بہت ستایا اور آپ کو یہ بہت گراں گزرا۔ اور آپ کا صرف حارث ہی بیٹا تھا۔ اور کوئی نہ تھا۔ تو آپ نے نذر مانی اور حلف اٹھایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے دس فرزند عطا فرمائے تو میں ایک فرزند کو کعبہ کے پاس اللہ تعالیٰ کے لیے قربان کروں گا۔

(سیرۃ النبی ہشام جلد ۱ ص۲۹ زرقانی شرح مواہب جلد ۱ ص۲۹)

غیبی سُرمہ اور تیل!

حافظ ابو سعید نیشاپوری نے ابوبکر بن مریم سے اور اس نے سعید بن عمرو انصاری سے اور اس نے اپنے والد اور اس کے والد نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کا نورِ مقدس خواجہ عبد المطلب کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ اور آپ بالغ ہو گئے۔ تو ایک دن آپ حطیم میں سوئے ہوئے تھے۔ جب بیدار ہوئے تو آنکھوں میں سُرمہ اور سر پر تیل اور جسم پر بیش بہا لباس اور خوبصورتی میں مزید اضافہ تھا۔ آپ حیران ہوئے کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ جب کاہنوں سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ اس جوان کی شادی کرانی چاہیئے۔ تو آپ نے بی بی قیلہ سے شادی کی۔ جس سے حارث پیدا ہوئے۔ پھر وُہ فوت ہو گئیں۔ تو آپ نے ہند بنت عمر سے شادی کی۔ اور خواجہ عبد المطلب سے خالص کستوری کی خوشبو مہکتی تھی۔ اور آپ کے ماتھے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ مبارک چمکتا تھا۔ اور جب قریش میں قحط سالی ہوتی۔ تو خواجہ عبد المطلب کو کوہِ شبیر پر لے چلتے۔ اور آپ کے توسط سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بارش کا سوال کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ مقدس کی برکت سے بڑی زبردست بارش عطا فرماتا۔

(مواہب لدنیہ جلد ا ص ۱۵)

درخت والا خواب

حضرت خواجہ عبد المطلب فرماتے ہیں۔ کہ میں حطیم کعبہ میں سویا ہوا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان درخت زمین سے اُگا۔ اُگا اور بڑھا۔ بڑھتے بڑھتے اس کی شاخوں نے آسمان کو چھو لیا۔ اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں۔ اس کے پتے چمک رہے تھے۔ ان کی چمک ایسی تھی کہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آفتاب کی روشنی سے ستر گنا زیادہ تھی۔ میں نے دیکھا کہ عرب و عجم کے رہنے والے سب اس درخت کے سامنے جھک گئے۔ اور روشنی آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اگر کبھی کبھی ماند بھی پڑ جاتی تو پھر چمک اٹھتی۔ میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ لوگ اس درخت کی شاخوں سے لپٹ گئے۔ اور بعض لوگوں کو دیکھا کہ وُہ اس کو کاٹنا چاہتے ہیں۔ لیکن جب وُہ کاٹنے کے خیال میں اس درخت کے قریب ہوتے ہیں۔ تو ایک خوبصورت نوجوان ان کو روکتا ہے اور میں نے اس سے زیادہ خوبصورت نوجوان آج تک کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ اس سے زیادہ خوشبو میں نے کسی کے جسم سے پھیلتے دیکھی۔ میں نے چاہا کہ اس درخت کی شاخوں سے

لپٹ جاؤں مگر قدرت نہ ہو سکی۔ میں نے اس خوبصورت جوان سے پوچھا۔ تو اس نے کہا، تیری قسمت میں نہیں ہے۔ میں نے کہا، پھر کن کی قسمت میں ہے؟! تو بولا، جن لوگوں نے آگے بڑھ کر شاخوں کو تھام لیا ہے!

حضرت خواجہ عبدالمطلب نے بیدار ہونے کے بعد ایک کاہنہ کے پاس جا اپنا خواب بیان فرمایا تو کاہنہ کا چہرہ بدل گیا۔ اور گھبرا کر بولی۔ اگر تو سچ کہتا ہے تو تیری پشت سے ایک شخص پیدا ہو گا۔ جو مشرق و مغرب کا بادشاہ ہو گا۔ اور دنیا اس کے آگے جھک جائے گی۔

(زرقانی جلد ۱ صہ ۱۰۸، خصائص الکبریٰ جلد ۱ صہ ۳۹)

ناک کا قیافہ

حضرت خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ سردیوں کے موسم میں تجارت کرنے کی خاطر یمن جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک یہودی کاہن سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا

"اے عبدالمطلب۔۔۔!! کیا تم مجھے اجازت دے سکتے ہو۔۔۔؟"

اس نے میری ناک کے دونوں نتھنوں کو پکڑا لکو اور غور سے دیکھنے لگا اس کے بعد بولا کہ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے ایک نتھنے میں نبوّت ہے۔

اور دوسرے میں بادشاہت ہے۔۔۔۔!!"

اس کے بعد اس نے مشورہ دیا کہ اگر بنی زہرہ کے قبیلہ سے شادی کرو گے۔ تو یہ بات ہو سکتی ہے جب آپ واپس ہوئے تو آپ نے ہالہ بنت وہب بن عبدالمناف، بن زہرہ سے شادی کی جس سے حضرت حمزہ اور بی بی صفیہ پیدا ہوئے۔ اور حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب نے بی بی آمنہ بنت وہب سے شادی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

(زرقانی جلد ۱ صہ ۹۱، دلائل النبوۃ جلد ۱ صہ ۳۸، خصائص الکبریٰ جلد ۱ صہ ۳۸)

نذر مولود مسعود

خواجہ عبدالمطلب نے قلتِ اولاد کے سبب جو اپنی قوم میں اپنے حامیوں کی کمی محسوس فرمائی تو منّت مانی کہ اگر ان کے ہاں دس فرزند ہوئے تو ان میں سے ایک فرزند کو کعبۃ اللہ کے حرم میں اللہ تعالیٰ کے لیے

قربان کر دیں گے۔ پھر نذر پوری کرنے کا وقت آیا۔ تو سب سے پہلے جس نے یہ مشورہ دیا کہ وہ عبداللہ کو ہرگز ذبح نہ کریں۔ اگر آپ کو اس سلسلہ میں فدیہ دینا پڑے تو ہم سارا مال دینے کو تیار ہیں۔ تو وہ خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی کعب تھے جو نہایت ہی ذہین اور اپنی قوم میں محترم بزرگ تھے۔ اس لیے قریش بھی خطاب کے معاون ہوئے اور خواجہ عبدالمطلب کو فدیہ کے لیے مجبور کر کے ایک کاہن کے پاس لائے۔ (فاروق اعظم۔ از محمد حسین ہیکل ص ۵۴ ۵) کاہن نے حضرت عبداللہ کے برابر دس اونٹ بطور فدیہ کھڑے کر کے قرعہ اندازی کی تو ذبح کا قرعہ اونٹوں کے نام آیا۔ پھر بیس اونٹوں کو بطور فدیہ برابر کھڑا کر کے قرعہ اندازی ہوئی تو بھی اونٹوں کے نام آیا۔ حتیٰ کہ دسویں بار ایک سو اونٹ پر جب ذبح کا قرعہ برآمد ہوا۔ تو خواجہ عبدالمطلب دس بار متواتر قرعہ اندازی کو غیبی ارشاد سمجھتے ہوئے اپنے لخت جگر کی جان بخشی کے فدیہ میں خوشی خوشی سو اونٹ ذبح کر دیئے۔ اور اپنے عزیز کو بسلامت گھر لائے!

(خصائص الکبریٰ جلد ۱، ص ۵۴، مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۱۱)

واقعۂ فیل

کہتے ہیں کہ جب ابرھہ از مین کا مالک ہوا تو اس نے صنعا یمن میں ایک عالی شان گرجا تعمیر کرایا۔ اور لوگوں کو اس کے گرد طواف کا حکم دیا۔ جاہلوں پہ قابو پا لیا۔ مگر چنداں تسلی نہ ہوئی۔ کہ سرزمین عرب کے لوگوں نے اس کو نفرت بھری نگاہ سے دیکھا اور بعض نے اس گرجا کو ناپاک بھی کر دیا۔ حتیٰ کہ ابرھہ سرزمین عرب سے اپنے گرجا کا انتقام لینے کے لیے روانہ ہوا۔ عرب قبائل کو روندتا اور ان کے مال مویشی کو لوٹتا ہوا طائف کے قریب مغمس کے مقام پر ٹھہرا۔ اور وہاں خواجہ عبدالمطلب اس کے پاس گئے۔ آپ کی پیشانی سے نورانی شعاع چمکی جسے دیکھتے ہی ابرھہ مرعوب ہو گیا۔ اور تخت سے اتر کر آپ کا احترام بجالایا۔ پھر ترجمان کے ذریعہ پوچھا کہ آپ کیا، چاہتے ہیں۔؟

آپ نے فرمایا۔ "میرے دو سو اونٹ واپس کر دو!"

ابرھہ نے ترجمان سے کہا کہ میں نے جب آپ کو دیکھا تو مجھ پر رعب چھا گیا مگر حیرت یہ ہے کہ آپ نے بیت اللہ کی بابت بات کیوں نہ کی اور اونٹوں کی بابت کی۔؟!

خواجہ عبد المطلب نے جواب دیا کہ مجھے میرے اونٹ واپس کردو۔ کو للبیت ربٌ سیمنعہٗ
اور بیت اللہ کا مالک خود اپنے گھر کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ ابرہہ نے اونٹ واپس کر
دیئے اور خواجہ عبد المطلب نے لوگوں کو تو لشکر کے کم ہونے کی وجہ سے پہاڑوں میں
چھپ جانے کا حکم دے دیا۔ اور خود کعبہ کی زنجیر پکڑ کر کہا ؎

یَا رَبِّ لَا اَرْجُوْا لَھُمْ سِوَاکَ
یَا رَبِّ فَامْنَعْ مِنْھُمْ حِمَاکَ
اِنَّ عَدُوَّ الْبَیْتِ قَدْ عَادَاکَ
فَامْنَعْھُمْ اَنْ یُّخْرِبُوْا قُرَاکَ

"اے میرے ربّ! میں تیرے سوا کسی سے امید نہیں رکھتا۔
اے میرے ربّ! ان سے اپنی امداد روک لے،
بیت اللہ کے دشمن تجھ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ پس تو ان کو
روک! تاکہ وہ تیری بستیوں کو خراب نہ کر سکیں۔!"

الغرض ابرہہ ہاتھی لے کر حرم کعبہ میں آ گیا۔ سب سے محمود نامی جو مست ہاتھی تھا، وہ
آگے بڑھا۔ سے گریز کر رہا تھا۔ فیل بان اُسے آگے بڑھنے پر مجبور کر رہا تھا۔ کہ اتنے میں
پرندوں کا جھنڈ آیا۔ ان کے پنجوں میں چھوٹے چھوٹے سنگریزے رنگ کر تھے۔ جو لشکر پر برسائے
گئے۔ لشکر تتر بتر ہو کر بھاگ گیا۔ اور رفنا کے گھاٹ اترا اور غنیمت میں کافی مال و متاع قریش
کے قبضہ میں آیا۔ (الجامع اللطیف از جمال الدین محمد جار اللہ بن محمد نور الدین بن ابوبکر بن علی بن
ظہیرہ قریشی مخزومی) اور واقعہ سے ولادت با سعادت چالیس دن بعد ہوئی۔ (الوقعۃ الاسلامیہ
صہ ۲۲)

فائدہ ان کے سوا ایک واقعہ اور بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب مکہ پر اصحاب
فیل کا حملہ ہوا تو حضرت عبد المطلب کی پیشانی سے ایک روشنی
ظاہر ہوئی اور اتنی زیادہ چمکنے لگی۔ کہ اس نے حرم کو منور کر دیا اور تمام ہاتھیوں حتیٰ کہ بڑے

ہاتھی نے بھی حضرت عبداللہ کو سجدہ کیا۔ لیکن تاریخی طور پر اس واقعہ کے متعلق شک پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب اصحاب فیل کا مکہ پر حملہ ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آمنہ خاتون کے بطن میں منتقل ہو چکے تھے۔ اس وقت حضرت عبدالمطلب کی پیشانی سے ظہور کیسے ہو سکتا تھا تو علامہ ابن حجر سے شرح ہمزیہ میں حافظ نیشاپوری نے یہ جواب تحریر فرمایا ہے :۔

بِاَنَّ النُّوْرَ وَاِنِ انْتَقَلَ مِنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لٰكِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَكْرَمَ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ فَاَحْدَثَ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِيْ وَجْهِهٖ

"گرچہ نورِ مقدس حضرت عبدالمطلب سے منتقل ہو چکا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کو عزت عطا فرمائی۔ کہ نورِ مقدس اس کے چہرہ میں منتقل ہو کر روشن ہو گیا۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۷۰)

حضرت عبداللہ صاحب

جس رات حضرت عبداللہ پیدا ہوئے اہل کتاب نے جانا کہ نبی آخر الزمان کی ولادت قریب ہے۔ اور سبب اس کا یہ ہوا کہ جامۂ صوف میں ملبوس حضرت یحییٰ علیہ السلام کہ ان کو کافروں نے شہید کیا تھا خون آلودہ ان کے پاس تھا۔ اور مضمون کتاب آسمانی سے جانتے تھے کہ جب وہ جامہ بارِ دیگر بخون تازہ سرخ ہو جائے گا۔ اور چند قطرے اس سے ٹپکیں گے تو علامت ہو گی۔ کہ نبی آخر الزمان کے والد پیدا ہو گئے۔ چنانچہ آپ کی پیدائش کے وقت یہی حادثہ پیش آیا۔ جس سے شام کے یہودی عبداللہ کے جانی دشمن بن گئے۔

(موارد ھنیہ ص ۵ خیر المؤانس جلد ۲ ص ۱۵۹ تاریخ الخمیس جلد ۱ ص ۱۸۲)

تذکرہ واقعات عجیبہ !

ایک دفعہ حضرت عبداللہ اپنے والد ماجد کو دیکھتے ہوئے عجائبات کی یوں خبر دے رہے تھے کہ :۔

۱:۔ جب میں بطحاء مکہ سے چل کر کوہ ثبیر پر چڑھ جاتا ہوں تو میری پیٹھ سے ایک نور نکل کر دو حصے ہو جاتا ہے۔ ایک حصہ مشرق میں اور دوسرا حصہ مغرب میں چلا جاتا ہے

پھر یہی نور گول ہو کر بادل کی طرح میرے سر پہ سایہ کرتا ہے۔ پھر آسمان کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور وہ نور آسمان پر چڑھ جاتا ہے اور پھر تھوڑی دیر لوٹ کر میری پیٹھ میں رل جاتا ہے۔

۲:۔ اور جب میں زمین پر بیٹھتا ہوں تو زمین سے آواز آتی ہے :۔

"اے وہ ذات۔ جس کی پشت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نورِ مقدس امانت ہے۔ آپ پر میرا سلام ہو ۔۔۔!"

۳:۔ اور جب میں خشک جگہ یا خشک درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں۔ تو وہ زمین سر سبز ہو جاتی ہے۔ اور درخت اتنا سرسبز ہو جاتا ہے کہ اپنی ہری ٹہنیاں مجھ پر ڈالتا ہے۔ اور جب میں وہاں سے علیحدہ ہو جاتا ہوں۔ تو ان کی پہلی سی حالت ہو جاتی ہے۔

تب خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا۔ آپ کو خوشخبری ہو۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ کی پشت سے اکرم العالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوں گے۔

۴:۔ اور جب حضرت عبداللہ جب کبھی لات اور عزیٰ بتوں کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ بت اس طرح چیختے، جس طرح بلی چیختی ہے اور بولتے اور کہتے :۔

"اے وہ ذات! جس میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا نور ہے۔ ہم سے دور ہو جا۔ اس لیے کہ اس نورِ مقدس کے ہاتھوں پر ہماری اور دنیا کے تمام بتوں کی ہلاکت ہو گی۔"

("الخمیس" جلد ا ص ۸۲)

عفت اور پاکدامنی

از بس کہ حضرت عبداللہ کمال حسب اور کمال نسب اور لطفِ گفتار اور نیک کردار اور مکارم اخلاق اور محاسن اعمال میں جوانانِ قریش سے ممتاز تھے اور خوبی میں یگانۂ آفاق تھے۔ اور نور محمدی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ان کے چہرہ دل فروز پر ظاہر تھا۔ عورتیں صاحبِ حسن و جمال کی ان کی ذات پر عاشق تھیں۔ ہمیشہ اپنے تئیں آراستہ و پیراستہ کر کے نہایت ناز دل نواز سے جلوہ گر ہوتیں۔ مگر عبداللہ ان کی طرف توجہ نہ کرتے۔!!

عزیز اور بیگانہ سب اطراف کے آپ کی دامادی کی تمنا کرتے تھے اور اکثر امیروں اور بادشاہوں نے خواجہ عبد المطلب سے اس امر کی خواہش بھی کی مگر خواجہ صاحب نے ان کی خانہ آبادی میں توقف فرمایا۔ (معارج النبوت جلد ا ص ۲۳۲)

شادی کے اسباب!

روایت کی گئی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آیا تو ستر یہود نے آپس میں عہد و پیمان کیا۔ کہ جب تک عبد اللہ کو قتل نہ کریں ہرگز واپس نہیں آئیں گے۔ اور اس خیال محال سے مکہ میں آئے۔ اور موقعہ کی تلاش میں تھے۔ کہ ایک دن حضرت عبد اللہ شکار کرنے کے لیے تنہا شہر سے باہر گئے۔ اور اتفاق سے وہب ابن عبد مناف بھی شکار ہی کی خاطر شہر سے باہر تھے۔ دور سے دیکھا کہ یہود بدانجام زہر آلودہ تلواروں کو بے نیام کر کے یکبارگی حضرت عبد اللہ پر حملہ آور ہوتے۔ انہوں نے چاہا کہ حضرت عبد اللہ کی اعانت کر کے دشمنوں کو دفع کریں۔ کہ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ناگاہ ایک فوج ابلق گھوڑوں پر سوار آسمان سے زمین پر اتری اور اس نے ان یہود پر حملہ کر دیا۔ اور ان کو شکست دی۔ عبد المناف نے آپ کی یہ کرامت دیکھ کر پورا ارادہ کر لیا کہ اپنی لڑکی آمنہ خاتون کو عبد اللہ کے ساتھ بیاہ دوں گا۔ تو خوشی خوشی گھر آئے اور اپنی بیوی بی بی برہ بنت عبد العزیٰ کو اس حیرت انگیز واقعہ کی خبر دے کر کہا کہ وہ قریش میں سب سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ اور نسب میں شریف ہیں اور میں اپنی بیٹی آمنہ کے لیے اس سے زیادہ اچھا کوئی رشتہ نہیں پاتا۔ پھر بی بی برہ کو خواجہ صاحب کی خدمت میں بھیج کر کہلایا کہ اگر میری لڑکی آمنہ کو عبد اللہ کے ساتھ بیاہ لیں تو یہ میری ایک التجا اور درخواست ہے۔ تو خواجہ عبد المطلب اس نسبت پر راضی ہو گئے۔ اور حضرت عبد اللہ کو آمنہ سے بیاہ دیا۔!

شیخ عارف ولی اللہ تقی الدین دمشقی اس قصہ کو اس طرح نقل کرتے ہیں کہ عبد المطلب اپنے فرزند عبد اللہ کو وہب کے پاس لے گئے اور وہاں ان کا آمنہ سے نکاح کر دیا اور اس کے بعد اسی مجلس میں خود عبد المطلب نے وہب کی بیٹی ہالہ سے شادی کی، تو عبد المطلب اور اس کے فرزند عبد اللہ کا ایک ہی رات میں نکاح ہوا۔ کتاب المصطفٰے میں ہے کہ ہالہ حضرت

حمزہ حمزہ اور صفیہ دونوں کی ماں ہیں (نزہۃ المجالس اردو جلد ا صہ ۱۵۹) اور جس رات حضرت عبداللہ کی شادی ہوئی تو قریش کی سب عورتیں مریض ہوگئیں اور ایک بھی تندرست نہ رہی۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ کہ جس رات حضرت عبداللہ کی بی بی آمنہ سے شادی ہوئی تو بنی مخزوم اور عبدالشمس اور عبدالمناف سے دو سو عورتیں اس رشک اور حسد سے مر گئیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نورِ مقدس نے بی بی آمنہ خاتون کے رحم پاک میں قرار پایا۔

(الخمیس جلد ا صہ ۱۸۳، سیرت نبویہ از دحلان جلد ا صہ ۳۰)

ف ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والدین شریفین اسلام پر تھے۔ چنانچہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے "ایمان کامل" میں کہا ہے کہ ؎

اہلِ اسلام اندر آباءِ نبی
گرچہ منکر مے شود لیس مدعی
والدینش ہر دو بر دینِ خلیل
قصۂ احیا ضعیف ست و علیل

رفیقہ بنت نوفل

جب خواجہ عبدالمطلب حضرت عبداللہ کو نکاح کے واسطے لے جا رہے تھے تو راستہ میں رفیقہ بنت نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیؒ کے قریب سے گزر ہوا جو کہ ورقہ بنت نوفل کی بہن تھی اور اس کی کنیت اُمِ قتال تھی۔ کتب آسمانی پڑھی ہوئی اور علم کہانت میں کامل تھی۔ حضرت عبداللہ سے عرض کی۔ اگر تم مجھ سے نکاح کرو تو میں سو اونٹ جو تمہاری قربانی پر صرف ہوئے میں تم کو دوں گی۔ انہوں نے کہا۔ میں اس وقت اپنے باپ کے ہمراہ ایک کام کے لیئے جا رہا ہوں۔ واپسی پر اس کا جواب دوں گا۔ القصہ جب آپ کا نکاح ہوگیا اسی رات نورِ پرسرور بی بی آمنہ کے جسم مقدس میں منتقل ہوا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بی بی اُم قتال کے ہاں گئے۔ جب اُم اقتال کی نظر حضرت عبداللہ پر پڑی اور اس نور کو اس کے رُخِ انوار میں نہ پایا تو کہا کہ مجھے تیری حاجت

نہیں ہے۔ کیونکہ میں اس نور کی طلب گار تھی۔ جب اس دولت سے محروم ہو گئی تو مجھ کو تجھ سے کچھ کام نہیں۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۱۵۳)

فاطمہ خثعمیہ

اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ خواجہ عبد المطلب حضرت عبد اللہ کو شادی کے لیے لے جا رہے تھے تو راہ میں تبالہ کی ایک جوگن ملی۔ جس کا نام فاطمہ بنت مر خثعمیہ تھا۔ آسمانی کتابیں پڑھی ہوئی تھی اور بہت خوبصورت اور پاکیزہ عادت رکھتی تھی۔ جب اس نے حضرت عبد اللہ کے چہرہ پر انوار پر نورِ نبوت کو منور دیکھا تو آپ کو اپنے ساتھ نکاح کی دعوت دی۔ مگر آپ نے انکار فرمایا تو اس نے افسوس سے یہ کہا ۔

إِنِّي رَأَيْتُ مُخِيلَةً نَشَأَتْ ؛ فَتَلَأْلَأَتْ بِحَنَاتِمِ الْقَطْرِ

فَلَمَأْتُهَا نُورًا يُضِيءُ بِهِ ؛ مَا حَوْلَهُ كَإِضَاءَةِ الْقَمَرِ

وَرَمَيْتُ سُقْيَاهَا أُحِيَا بِلَدِ ؛ وَقَحَتْ بِهِ وَعِمَارَةُ الْقَفْرِ

وَرَأَيْتُهَا شَرَفًا أَبُوءُ بِهِ ؛ مَا كَانَ كُلُّ قَادِحٍ زَنْدَهُ يُورِي

لِلَّهِ مَا زُهْرِيَّةٌ سَلَبَتْ ؛ مِنْكَ الَّذِي سَلَبَتْ وَمَا تَدْرِي [1]

حلِّ لغات :۔ رجل اخیل ای خال دار، کذالک مخیل نشدۃ بوئے خوش زدن۔ لاء لاء برق و لمع و اشرق۔ خاتم ما یختم بہ عاقبۃ کل شئ۔ قطر ضرب من النحاس۔ زند کا یوری ای اصاب نصلہ الھدف ای الحجر فقاز رامی السھم

ترجمہ :۔ (۱) میں نے اپنے حال دار محبوب کو دیکھا جس کے جسم اطہر سے خوشبو مہکتی ہے۔ جس کا چہرہ بجلی کی طرح چمکتا ہے۔ آپ کے دوش اقدس پر لال رنگ کی مہر مبارک ہے (۲) آپ کی ذات

---

[1] :۔ (الروض الانف جلد ۱ ص ۱۰۵۔ سیرت نبویہ از دحلان جلد ۱ ص ۳۰ دلائل النبوۃ ص ۳۹۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۴۱)

اقدس سے ایک نور چمکا جس سے آپ کے ارد گرد اس طرح روشنی پھیلی۔ جیسے صبح صادق کی ضیاء سے رات کی ظلمت کافور ہو جاتی ہے۔

۳:۔ میں نے برستے ہوئے رحمت کے بادل کو دیکھا جہاں بھی پہنچے تو وہاں کے شہر اور جنگل سر سبز و شاداب ہو گئے۔

۴:۔ اور آپ کے چہرہ پُر انوار پر زندگی اور نجابت کے آثار ہویدا تھے (اپنے آپ کو خطاب کر کے کہا) ہر تیر انداز نشانہ باز نہیں ہوتا۔

۵:۔ دیکھ اے فاطمہ! خدا کی قسم!! وہ زہرہ قبیلہ کی عورت جس نے تجھ سے چھینا ہے اور جو کچھ بھی چھینا ہے تو اس کو نہیں جانتی۔"

لیلیٰ عدویہ

عامر بن سعد سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سعد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ نے ایک دن عمارت بنانے کا کام کیا۔ اس لیے آپ پر مٹی اور غبار کا اثر تھا۔ آپ لیلیٰ عدویہ کے مکان کے پاس سے گزرے تو اس نے آپ کو دعوت دی کہ اگر آپ مجھے بیاہ لیں تو میں آپ کو ایک سو اونٹ دوں گی۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہ مٹی ڈھولوں تو تیرے پاس آؤں گا۔ پس جاتے ہی حضرت عبداللہ کی شادی ہونے کے باعث جب نورِ مبارک آمنہ خاتون کے ہاں منتقل ہوا تو آپ لیلیٰ عدویہ کے پاس آئے۔ اور کہا جو بات تُو نے کہی تھی اب بھی اس کی خواہش ہے۔؟ لیلیٰ نے کہا۔ عبداللہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں۔۔؟! اس نے کہا، جب آپ پہلے گزرے تھے۔ تو آپ کی پیشانی میں نورِ مقدس جلوہ گر تھا۔ اور اب واپس ہوئے تو وہ نورِ مقدس حضرت آمنہ خوش نصیب کے بہرہ ور میں آیا۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت دار قرار پا گئی۔ (دلائل النبوت ص ۳۹)

ملکۂ شام

اسی طرح فاطمہ شامیہ کی بھی روایت ہے کہ وہ ولایت شام کی حاکم تھی۔ جو کہ کتب سماوی سے پوری طرح واقفیت اور فن کہانت میں نہایت ماہر تھی۔ شواہد عقلیہ اور دلائل نقلیہ سے پتہ چلتا ہے کہ آج کل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ مقدس خواجہ عبدالمطلب کے ایک فرزند کے ذریعہ ایک مبارک خاتون کے بطن میں منتقل ہو گا۔ جو کہ جلوہ گر ہو کر جہان کو صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمائیں گے۔

تو ملکۂ شام اس خیال سے کہ شاید اس مبارک تمر سے میں بار آور ہو جاؤں کافی نقد اور جواہر اور متاع نفیس اور مجھ اور گھوڑے اور اونٹ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئی۔ اور وہاں پہنچ کر شہر سے باہر خیمہ جات نصب کر دیئے۔ اور اپنا مطلوب حاصل کرنے کی منتظر ہوئی حتی کہ ایک دن اس کی نظر حضرت عبداللہ کے جمال پہ پڑی اور آپ کی جبین مبارک میں نور مقدس کو دیکھا۔ پھر آسمانی صحائف کا مطالعہ کیا جب تمام علامات کو مطابق پایا۔ تو حیران ہو کر شاہی خیمہ سے باہر آ کر آپ سے کچھ دیر ٹھہرنے کی درخواست کی جب حضرت عبداللہ اس کے مقام پر تشریف لے گئے تو اس نے لوازم تعلیم بجالانے کے بعد نقاب کو چہرے سے اٹھایا اور رو رو کر با التجا کی کہ مجھے نکاح میں منظور فرمائیے۔ حضرت عبداللہ یہ جواب دے کر کہ میں اپنے والد ماجد کے مشورہ کے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ خیمہ سے باہر آئے اور گھر آ کر مقتضائے ربانی حضرت آمنہ خاتون کو نور مقدس سے بہرہ ور فرمایا۔ علی الصباح آپ نے اپنے والد سے ملکۂ شام کا تذکرہ کیا تو وہ رضامند ہو گئے۔ حضرت عبداللہ اجازت پاتے ہی خوشی خوشی خیمہ شاہی میں پہنچے۔ اور اجازت کا قصہ سنایا۔ تو ملکۂ شام نے آپ کے گل جبین کو اس نور سے خالی پا کر کہا ؎

مست آمدہ دوش بہ مہماں کہ بودی :: دانم شکری در شکرستان کہ بودی

مئے دوش کجا خوردی و ساغر بکہ دادی :: در ظلمت شب چشمۂ حیوان کہ بودی

آراستہ دست در آغوش کہ خفتی! :: ایں تخت کرا بود لب بر مان کہ بودی

حیدرت کہ کشیدست ولیست راکہ گزیدست

پیش کہ نشستی و شب مہمان کہ بودی!

اور کہنے لگی: "کہ اے عبداللہ! میری استدعا کا مقصد آپ کی مواصلت سے ایک فرزند ارجمند کی سعادت حاصل کرنا تھا۔ اور میں نے اسی کی خاطر جنگلات طے کیے اور اسی امید پہ یہاں آئی تھی پھر الوداع کر کے ملکِ شام میں واپس آئی۔ اور باقی زندگی کے بقایا دن افسوس میں گزار دیئے۔" (معارج النبوت جلد ۱ ص ۲۳۶)

حضرت عبداللہ کی وفات

کہتے ہیں کہ حضرت سرورِ دو عالم بطنِ مادر میں تھے کہ حضرت عبداللہ قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کرنے کے لیے شام کو گئے۔ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو بیمار ہو گئے۔ اور قوم بنی النجار کے ہاں جو آپ کے ماموں تھے رہ گئے۔ اور باقی قافلہ تجارت کرنے کے بعد جب مکہ کو واپس آیا تو خواجہ عبدالمطلب کو حال سنایا کہ ہم اس کو مدینے میں بیمار چھوڑ کر آئے ہیں۔ تو آپ نے اپنے بڑے بیٹے حارث کو عبداللہ کے لانے کے لیے مدینہ روانہ کیا۔ مگر حارث کے وہاں پہنچنے سے قبل حضرت عبداللہ وفات پا گئے۔ اور مدینہ منورہ کے قریب نابغہ میں دفن ہو چکے تھے (مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۱۴) اور رحمۃ اللعالمین ابھی شکم مبارک مادر میں دو ماہ کے تھے (نبراس شرح عقائد ص ۵۲۶)

مواہب لدنیہ ص ۔ پر ہے کہ حضرت خواجہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے یہ مرثیہ پڑھا ؎

عفى جانب البطحاء من ابن هاشم
وجاور لحداً خارجاً في الغماغم

"ہاشم کے پوتے سے بطحا کا میدان خالی ہو گیا ہے۔ اور وہ دُنیا کے غم سے آزاد ہو کر لحد کے پڑوسی ہو گئے ہیں!"

دعته المنايا بغتة فاجابها
وما تركت في الناس مثل ابن هاشم

"اچانک اس کو موت نے بلا لیا تو اس نے لبیک کہا اور موت نے لوگوں میں ہاشم کے پوتے جیسا نہ چھوڑا۔"

فان تك غالته المنايا وريبها
فقد كان معطاءً كثير التراحم

"پس اگر اس پر موت اور حادثات نے اچانک حملہ کیا۔ اور تحقیق وہ بہت سخی اور بہت ہی رحمدل شخص تھا!"

حضرت مولانا عبد السمیع صاحب بیدل ملکہ شام کی زبان میں کہتے ہیں ؎

کیا اے ماہِ تاباں تو کدھر تھا! ؛ وہ جلوہ اب نہیں جو پیش تر تھا!
بتاؤ نورِ ربانی کہاں ہے! ؛ جو پیشانی میں تیری جلوہ گر تھا،
کہاں وہ چاند پہنچا جس کے غم میں ؛ کتاں کی طرح چاک اپنا جگر تھا!
نہ تھی کچھ وصل کی تیری تمنا ؛ میرا دل مبتلا اس نور پر تھا
حسین و ماہِ لقا تو بھی ہے لیکن ؛ میرا مطلوب وہ رشکِ قمر تھا
مجھے اس رخ و زلف سے ہو وے نسبت ؛ یہی نالہ مرا شام و سحر تھا
ہُما ہاتھوں میں آیا پھر گیا چھوٹ ؛ یہ کیا جذبہ دل بے اثر تھا
مقدر میں تھا بی بی آمنہ کے ؛ میری قسمت میں کب یہ گنج در در تھا

عبث اس کاہنہ کا غم تھا بیدل
ہوا وہ حق کو جو مدِ نظر تھا۔!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یتیم ہونے میں علمائے کرام نے کئی نکات بیان فرمائے۔

ا:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سبب سے یتیم کیا گیا تاکہ لوگ یتیموں کی تحقیر نہ کریں۔ اور جب کسی یتیم کو دیکھیں تو یاد کریں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی وقت یتیم تھے۔!

۲:۔ اور اس سبب بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کی قدر بوجہ اپنی یتیمی کر کے ان پر مہربانی فرمائیں۔ اور یاد کریں کہ یتیموں کا دکھ کتنا بھاری ہوتا ہے۔

۳:۔ اور اس کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام عمر میں شروع سے آخر تک خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ رکھیں اور سب سے عالی توکل کا رتبہ انہیں عطا ہو۔!!

۴:- اور اس کا باعث یہ بھی ہے کہ یتیم ہونا سوءِ عادت کے موجب بچوں کے اوقات ضائع ہوتے اور ان کے بے ادب ہو جانے کا اندیشہ ہے اور جب کوئی شخص یتیمی کی حالت میں پورے ستھرے چال چلن سے سُدھر جائے تو بلاشک معجزہ کے طور پر مانا جائے گا۔ اور اس کو نبوّت کی نشانی کہی جائے گی۔" (تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۳۹۲) سے

صاحب وہاں تو ظلِّ پدر ناگوار تھا
اور آپ کہہ رہے ہیں نبی سایہ دار تھا
پیدا ہوئے تو باپ کا سایہ اٹھا لیا
بڑھنے لگے تو مادرِ غم ہو گئے جُدا
گھٹنوں چلے تو دادا عدم کو رَوانہ تھا
اک اک سایہ اس طرح اُٹھتا چلا گیا!
سائے پسند آئے نہ پروردگار کو
بے سایہ اس لیے کیا سایہ دار کو"

حالاتِ شبِ بارآوری

شیخ عبدالوہاب بخاری متوفی ۹۳۲ھ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کٓھٰیٰعٓصٓ ۔ (پ ۱۶ ع ۴) کاف سے کن اور ہا یا سے حیا اور عین سے عبد اور صاد سے صورت کی طرف اشارہ ہے اس تاویل پر معنیٰ یوں ہوگا:-

کُنْ هَیَا عَبْدُ اللّٰہِ صُوْرَۃً تَجَلِّیْہِ بِجَمَالِ اللّٰہِ فَیَنْتَفِعُ النَّاسُ بِکَ (اخبار الاخیار ص ۲۰۷ از شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)	اے اللہ کے بندے! اور وہ حضرت محمد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اپنے اللہ تعالیٰ کے نزدیک روح اور نور تھے اب بشری صورت اختیار فرمائیے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے جمال سے زیبائی پائیے تاکہ لوگ آپ سے نفع پائیں۔

حفیظ جالندھری نے خوب کہا ہے ؎

یہ کس کی جستجو میں ہر عالمتاب پھرتا تھا ✿ ازل کے روز سے بیتاب تھا، بے خواب پھرتا تھا!

یہ کس کی آرزو میں چاند نے سختی سہی برسوں ✿ زمین پر چاندنی برباد و آوارہ رہی برسوں

یہ کس کی شوق میں پتھرا گئیں آنکھیں ستاروں کی ✿ زمین کو تکتے تکتے آگئیں آنکھیں ستاروں کی!

کروڑوں رنگتیں کس کیلئے ایام نے بدلیں ✿ پیاپے کروٹیں کس دھن میں صبح و شام نے بدلیں

یہ کس کے واسطے مٹی نے سیکھا گل فشاں ہونا ✿ گوارا کر لیا پھولوں نے پامالِ خزاں ہونا!

یہ سب کچھ ہو رہا تھا ایک ہی امید کی خاطر! ✿ یہ ساری خواہشیں تھیں ایک صبح عید کی خاطر!

مشیت تھی کہ یہ سب کچھ تہِ افلاک ہونا ہے

یہ سب کچھ ایک دن نذرِ شہِ لولاک ہونا ہے

۱:۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جس وقت حاملہ ہوئی تو مجھے نیند آگئی۔ کیا دیکھتی ہوں۔ کہ ایک شخص مجھ سے کچھ کہہ رہا ہے کہ اے آمنہ! تو اس امت کے سردار کی متاع عزیز ہے کی امانت دار ہوئی۔ (زرقانی جلد ۱ ص ۱۰۶)

۲:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "جس رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں تو قریش کے مویشیوں، چوپایوں نے ایک دوسرے کو بشارت دی کہ قسم ہے کعبہ کے ربّ کی کہ آج کی رات دنیا کا سردار اور زمانہ کا چراغ اپنی ماں کے پیٹ میں آگیا اور اس رات کی صبح کو جتنے دنیا کے بادشاہوں کے تخت تھے سب اوندھے گر گئے۔ اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ اس رات کی صبح تمام دنیا کے بت سرنگوں ہو گئے۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۵۵)

۳:۔ اس دن روئے زمین کے بادشاہ گونگے ہوئے اور بات نہ کر سکے اور مشرق کے جانوروں نے مغرب کے جانوروں کو بشارت دی کہ ابوالقاسم کا زمین پر ظہور قریب آگیا ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۵۵)

۴:۔ روض الافکار میں لکھا ہے۔ کہ سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ نے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ ماجدہ کے بطن اقدس میں پیدا کرنا چاہا تو جنت کے دربان رضوان کو حکم فرمایا کہ آج کی رات فردوس کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں اور ایک منادی کرنے والا،

سات آسمانوں اور زمینوں میں با آواز بلند پکارے کہ اے ساکنانِ آسمان !! اور اے ساکنانِ آسمان!!
ہوشیار ہو جاؤ، کہ جو نور مخزن اور پوشیدہ کیا ہوا تھا۔ اس رات میں اپنی ماں کے بطنِ اطہر میں قرار
پایا۔ (خیر المؤانس جلد ۱ص ۱۵۹)

۵:۔ اور روایت ہے کہ اس رات کو شیطان کا تخت اوندھا ہو گیا۔ اور چالیس رات دن
وہ لعین دریاؤں میں سرگرداں رہا۔ حتیٰ کہ آتشِ خصومت سے جل ہو کر سیاہ ہو گیا بعد ازاں
کوہِ ابو قبیس پر فریاد کی اس کی تمام اولاد جمع ہوئی تو کہا اے ملعونو! ہماری ہلاکت کے اسباب جمع ہوئے
اور اشرف الاولین و الآخرین رحمِ مادر میں منتقل ہوا۔ جو آسمانی راہ ہم سے چھوڑا دے گا۔ اور
بتوں کو توڑے گا۔ اور عدل کرے گا۔ اور ظلم کو مٹائے گا۔ اور اس کی امت کے لوگ پہلی امتوں سے
افضل ہوں گے۔ جو دین میں اخلاص کریں گے۔ اور اہل تقویٰ اور اہل نجات ہوں گے۔ سب بھلائیاں دنیا کی
ان میں ہوں گی۔ اور کوئی چیز کھانے پینے کی بغیر اللہ کے نام کے نہ کھائیں گے۔ اور سب کو اچھے کاموں کا
حکم دیں گے۔ اور بری باتوں سے منع کریں گے۔ اور نیک کاموں میں جلدی کریں گے۔ اور فقراء و مساکین
کے دینے سے خوش ہوں گے۔ اور صلہ رحمی بجا لائیں گے۔ تب عفریت نے جواب دیا کہ ہم
نے ان سے پہلے چھ طبقوں سے جیسے چاہا کرایا۔ حالانکہ وہ قومیں ان سے طاقت اور عمر میں زیادہ
تھیں ان سے بھی جو چاہیں گے کرائیں گے۔ اور ان کے دل میں آرزوئیں ڈالیں گے۔ جن سے ان کے
دل خوش ہو جائیں گے۔ تب ابلیس خوش و خرم ہوا۔ اور کہا چشم من بہ شمار، دشمن شد۔
(دلائل النبوت جلد ۱ص ۳۳۷)

خیر و برکت کا سال

کئی سال سے قریش قحط سالی سے تنگ تھے حتیٰ کہ جانور دبلے اور درخت خشک ہو گئے تھے۔
جب برگزیدہ آمنہ خاتون بار آور ہوئیں تو پانی برسا اور ندیاں جاری ہوئیں اور درخت سرسبز
اور جانور فربہ ہوئے۔ اور اس سال بہت خیر و خوبی ہوئی۔ (ریاض الازہار ص ۸۸) اور اس سال
دنیا کی تمام عورتوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے نرینہ اولاد جنی۔ اور اس سال کا نام
سنۃ الفتح والابتہاج رکھا گیا۔ (سیرت نبویہ از دحلان ص ۳۷)

عجیب خیر و برکت کا آیا یہ سال ؛ ہوا حسن کے آنے سے عالم نہال!

تھے اہلِ عرب قحط سالی سے تنگ ۔ اڑا تھا شدّتِ غم سے چہرہ کا رنگ
نزول ان پہ اب حق کی رحمت ہوئی ۔ عیاں ہر طرف خیر و برکت ہوئی
چھٹے قحط کی سختیوں سے قریش ۔ لگے ہونے ہر گھر میں سامانِ عیش
پھلے باغ اور خشک سالی گئی ۔ کدورت دلوں سے نکالی گئی ۔ !!
زمین پر تمام آیا سبزہ نکل ۔ درختوں میں خوب آیا کثرت سے پھل
گئے باغ جنت کے دروازے کھل ۔ معطر ہوئے ارض و افلاک کل ،
فرشتوں میں تھا شادمانی کا عروج ۔ بشارت رساں ہر طرف تھا سروش

یہ غل تھا کہ وہ رشکِ بدرِ منیر !
ہوئے بطنِ مادر میں راحت پذیر

غیبی شخص کا ظہور !

آپ یہ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ پتہ نہ چلا کہ میں حاملہ ہوں۔ اور نہ مجھے کوئی گرانی محسوس ہوئی۔ اور نہ میں نے ان اثرات کو محسوس کیا جو عام طور پر ایام حمل میں عورتوں کو ہوتے ہیں ایک وقت میں نہ پوری سو رہی تھی اور نہ جاگ رہی تھی۔ پکارنے والے نے پکار کر کہا تو اس امت کے سردار کی حاملہ ہوئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تو سارے بنی آدم کے سردار کی حاملہ ہوئی۔ اور جب وضع حمل کے دن قریب ہوئے تو اسی کہنے والے نے کہا کہ اے آمنہ ! تو کہہ اُعیذہٗ بالصمد الواحد من شرّ کل حاسدٍ " ہر حسد کرنے والے کی برائی سے میں اس کو اللہ واحد صمد کے سپرد کرتی ہوں "۔ اور جب لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام محمدؐ رکھنا۔ اس لیے کہ اس کا نام تورات اور انجیل میں احمدؐ ہے۔ جس کی زمین اور آسمان والے تعریف کرتے ہیں۔ اور قرآن میں محمدؐ ہے اور قرآن اس کی ہی کتاب ہے۔ (سیرت حلبیہ جلد ا صـ ۵۵)

بی بی فرماتی ہیں کہ میں نے اس کلمہ کو یاد کیا۔ اور اپنی ہم نشین عورتوں سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ جنات کا اثر ہے۔ اس لیئے ہاتھ اور گردن میں لوہا پہن لے جب میں نے ان کے کہنے پر لوہا پہن لیا تو غیبی شخص پھر ظاہر ہوا۔ اور اشارہ کے ساتھ وہ مجھ سے

گویا ہُوا۔ اور کہا۔ اس کو مت پہننا (ریاض الازہار ص ۸۸)

ہر ماہ میں مبارک!

حضرت سیدہ آمنہ خاتون کہتی ہیں کہ میں حاملہ تھی۔ دیکھتی ہوں کہ ایک نور سامنے کی جانب سے چمکا جس نے تمام مشرق اور مغرب کو نورانی اور چمکیلا بنادیا حتیٰ کہ مجھے بصریٰ کے عالی شان محل اور سرزمین شام کی عمارتیں نظر پڑیں۔ جب مجھے پہلا مہینہ ہوا تو میں نے خواب میں ایک دراز قد آدمی کو دیکھا جس نے بڑی نطقی کے لہجہ میں فرمایا۔ آمنہ! تجھے خوشخبری ہو کہ تو پیغمبروں کے سردار کی حاملہ ہے۔ میں نے اس سے دریافت کیا۔ آپ کون ہیں ۔؟۔ اُس نے کہا۔ میں آدم علیہ السلام ہوں۔ جب دوسرا مہینہ شروع ہوا۔ تو ایک نورانی شکل کے آدمی نے کہا۔ آمنہ! تجھے خوش ہونا چاہیئے کہ تو ایک بزرگ اور معزز نبی کو پیٹ میں لیے ہوئے ہے۔ میں نے پوچھا۔ آپ کا نام کیا ہے کہا۔ مجھے شیث علیہ السلام کہتے ہیں۔ جب تیسرا مہینہ شروع ہوا تو ایک اور شخص نے آکر کہا تجھے بشارت ہو کہ سب نبیوں کا سردار تیرے پیٹ میں ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ آپ کون ہیں ۔؟ کہا۔ میں نوح علیہ السلام ہوں۔ جب چوتھا مہینہ شروع ہوا تو ایک بزرگ نے آکر کہا اے آمنہ! تجھے مبارک ہو۔ کہ تو بزرگ اور پاکدامن نبی کی حاملہ ہے۔ میں نے کہا آپ کون ہیں۔؟ جواب دیا۔ میں ادریس علیہ السلام ہوں۔ جب پانچویں مہینے کا آغاز ہوا تو ایک معزز شخص نے کہا۔ مبارک ہو کہ تیرے پیٹ میں سید البشر ہیں۔ میں نے پوچھا۔ آپ کا نام کیا ہے۔؟ کہا ہود علیہ السلام۔ پھر چھٹے مہینے میں ایک شخص نے کہا۔ مبارک ہو کہ تو نبی ہاشمی کو پیٹ میں رکھتی ہے۔ میں نے اس سے نام پوچھا تو کہا۔ ابراہیم علیہ السلام۔ ساتویں مہینے میں ایک مقدس صورت نظر پڑی۔ جو کہہ رہے ہیں، مبارک ہو کہ تیرے پیٹ میں ایسا مکرم و محترم بچہ ہے۔ جسے رب العالمین دوست رکھتا ہے۔ میں نے کہا آپ کون ہیں۔ کہا اسماعیل علیہ السلام۔ جب آٹھواں مہینہ شروع ہوا تو ایک شخص نے کہا۔ تجھے مبارک ہو۔ کہ تو محمدﷺ کے ساتھ حاملہ ہے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ کہا عیسیٰ علیہ السلام۔ (خیر المونس جلد ا ص ۱۶۰) اور آپ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اقدس میں نو ماہ کامل رہ گئے۔ مگر بی بی کو درد محسوس ہوا اور نہ قے آئی۔ اور نہ وہ چیز جو کہ حمل والی عورتوں کو دوران حمل میں پیش آتی ہے۔ (خصائص کبریٰ جلد ا ص ۴۷)

ولادت باسعادت

حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب میرے بچے کی پیدائش کی رات آئی تو وہ پیر کی رات تھی۔ اور فجر کی پو پھٹنے کا وقت تھا۔ اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ نبیوں کا (سلام ہو ان پر) ولادت کا وقت یہی ہے۔ (مدارج النبوت جلد ۲ ص ۱۴)

۱:۔ تو میں نے ایک مختصر سی جماعت کو آسمان سے اترتے دیکھا جس کے ساتھ تین بڑے عالی شان اور سفید جھنڈے تھے۔ انہوں نے ایک جھنڈا تو کعبہ کی چھت پر گاڑ دیا تھا۔ اور ایک گھر کے صحن میں کھڑا کر دیا۔ اور ایک جو باقی تھا۔ اسے بیت المقدس کی چھت پر ٹھہرا لیا۔

۲:۔ اس سہانی رات میں آسمان کے تارے جھک جھک کر میرے قریب ہوتے تھے۔ جن کو دیکھ کر ایسا خیال آتا تھا۔ کہ کوئی دم مجھ پر گر پڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ تاروں نے اپنی روشنی سے تمام دنیا کو نور سے بھر دیا ہے۔ اور آسمان کے تمام دروازے کھل گئے۔

(ذخیر الموالنس جلد ۲ ص ۱۶۱)

۳:۔ اور فرمایا کہ جس وقت وضع کے آثار نمودار ہوئے تو میں گھر میں تنہا تھی۔ اور عبد المطلب طواف کعبہ کو گئے ہوئے تھے۔ ناگاہ میں نے ایک تڑاکے کی ایسی آواز سنی جو بہت سخت تھی۔ اور میں سہم گئی۔

۴:۔ پھر میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو میرے دل پر مل رہا ہے۔ تو اس کے اثر سے میرا خوف جاتا رہا۔ بلکہ ولادت کی جو بے چینی تھی وہ بھی زائل ہو گئی۔

۵:۔ اس کے بعد میں نے غور کیا تو دیکھا کہ میرے سامنے شربت کا ایک پیالہ ہے۔ جس کا رنگ بالکل سفید تھا۔ اور میں نے اسے دودھ خیال کیا۔ مجھے پیاس بھی بہت سخت تھی۔ تو اسے پی گئی۔ پینے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شہد سے بھی زیادہ شیریں تھا۔ اور مجھ سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا۔

۶:۔ پھر میں نے چند طویل القامت عورتوں کو پایا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا۔ کہ عبد مناف کے خاندان کی عورتیں ہیں۔ اور میں نے گھبرا کر کہا کہ ہائے! میری اس حالت کا علم ان عورتوں کو کس طرح ہوا ہے۔ میرے اس تعجب پر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں آسیہ فرعون

کی عورت ہوں۔ دوسری نے کہا کہ میں مریم بنت عمران ہوں۔ اور یہ بھی فرمایا وہ جو ہیں تو حوریں ہیں

۷ :۔ میں نے پھر تڑاکے کی آواز سُنی۔ اور اب رہ رہ کر یہ آواز بار بار آ رہی تھی اور ہر پچھلی آواز پہلی سے زیادہ زور دار تھی۔ جس سے میرا خوف بڑھتا جاتا تھا۔ اور میری پریشانی زیادہ ہو رہی تھی۔ دیکھا تو سفید ریشم کی ایک چادر آسمان اور زمین کے درمیان لٹک گئی۔ اور ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا۔ لوگوں کی نگاہوں سے اس کو چھپا لو۔ اور فرمایا کہ پھر فضا میں کچھ لوگ ادھر ادھر کھڑے ہوئے دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کے سفید آفتابے ہیں۔

(تاریخ الخمیس جلد ۱ صہ ۲۰۲)

۸ :۔ گھر میں چلنے پھرنے کی آواز پاتی تھی۔ لیکن مجھ کو نظر کوئی نہیں آتا تھا۔ اور بادل کا ایک سفید ٹکڑا آسمان سے اترا اور چڑیاں سبز، کہ ان کی چونچیں مثل یاقوت سرخ تھیں۔ نظر آئیں۔ اور یہ دیکھ کر میرا بدن پسینہ پسینہ ہو گیا جو قطرہ اس سے ٹپکتا تھا۔ اس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ (معارج النبوت جلد ۲ صہ ۵۲)

۹ :۔ اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے تو آپ کا نورانی چہرہ پورے چاند سے مقابلہ کرتا تھا۔ (خیر الموانس جلد ۲ صہ ۱۶۲) اور آپ کے ساتھ ایک نور ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب تک سارا روئے زمین روشن ہو گیا۔ حتیٰ کہ شام کے بنگلے اور بازار چمکنے لگے تو مجھے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ صہ ۶۶) اور آپ ناف بریدہ اور ختنہ شدہ اور معطر اور مطہر پیدا ہوئے (ایضاً صہ ۶۳)

۱۰ :۔ اور فرمایا کہ جب آپ اس عالم میں ظہور فرماتے ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آپ نے سجدہ کیا اور انگلیوں کو آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور بزبان فصاحت فرمایا :۔

لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ

(تاریخ الخمیس جلد ۱ صہ ۲۰۳)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

ندا تھی کہ سرکار تشریف لائیں ؛ شہنشاہِ ابرار تشریف لائیں
رسولوں کے سردار تشریف لائیں ؛ دو عالم کے مختار تشریف لائیں

زمین کو بھی عزت ہو عرشِ علیٰ کی
دکھا جاؤ بندوں کو صورت خدا کی!

فجاءمحمد بشیراً نذیراً ؛ فصلو علیہ کثیراً کثیراً!
یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک، یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک!

رحمتوں کے تاج والے ؛ دو جہاں کے راج والے
عرش کے معراج والے ؛ عاصیوں کی لاج والے
یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک، یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

پوری یا ربّ یہ دُعا کر ؛ ہم درِ مولیٰ پہ جا کر!
پہلے کچھ نعتیں سُنا کر! ؛ یہ پڑھیں سر کو جھکا کر!
یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک، یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

جان کر کافی سہارا! ؛ لے لیا ہے در تمہارا
خلق کے وارث خدارا ؛ لے لو سلام اب ہمارا
یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک، یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

دُور ہے غم کا کنارا ؛ سرورِ عالم خدارا
دیجیے جلدی سہارا ؛ پار ہو بیڑا ہمارا
یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک، یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

نورِ ربّ العالمیں ہو ؛ جلوۂ حق الیقین ہو!
سرورِ دنیا و دیں ہو ؛ دل میں آنکھوں میں مکیں ہو
یا نبی سلام علیک یا رسول علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

کون ہے تمہارا ثانی ؛ تم ہو بخشش کی نشانی
ہم پہ کیجیے مہربانی ؛ صلواۃ اللہ علیک

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک، یا حبیب سلام۔ صلوٰۃ اللہ علیک

تم ہو رب کے رب تمہارا ÷ تم پر رب نے قرآن اتارا

آپ کا جہاں ہے ہمارا ÷ صلوٰۃ اللہ علیک

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک، یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

حشر میں ہو جب کہ آنا ÷ تو ہمیں بھول نہ جانا

ہم کو دوزخ سے بچانا ÷ صلوٰۃ اللہ علیک

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک، یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

عاشقِ مائل کی سن لو ÷ بانی محفل کی سن لو

سامعین کے دل کی سن لو ÷ اکبر بسمل کی سن لو

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک، یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

واسطہ آلِ عبا کا ÷ صدقہ خیر النساء کا!

اور شہیدِ کربلا کا! ÷ غم نہ ہو روزِ جزا کا

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

از طفیلِ غوثِ اعظم ÷ بادشاہ ہر دو عالم

صدقہ امام اعظم رح ÷ دور ہوں سبھی کے رنج و غم

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک، یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

۱۱:۔ فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ ایک ابرِ سفید اس کے بعد ظاہر ہوا۔ اور ان کو ڈھانک لیا۔ پھر وہ میری نگاہوں کے سامنے نہیں تھے۔ اس کے بعد آواز آئی۔ پکارنے والا پکار رہا ہے کہ ان کو مشرقی اور مغربی ملکوں میں گھماؤ۔ اور ان کو دریاؤں میں بھی لے جاؤ۔ تاکہ سب پہچان لیں اور سب کو ان کا نام اور صورت معلوم ہو جائے۔ اور پھر یہ کیفیت بہت جلد زائل ہو گئی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر سامنے آ گئے۔

(تاریخ الخمیس جلد ا۔ ۲۰۳)

۱۲:۔ اور پھر دیکھا تو آپ ایک سفید اون کے کپڑے میں جس کے نیچے سبز حریر ہے۔

لپٹے ہوئے ہیں اور آپ کے قبضہ میں تین چابیاں ہیں تو ایک کہنے والے نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصرت اور ہوا اور نبوت کی چابیوں کو قبضہ میں لے لیا ہے۔

۱۳:- پھر ایک اور ابر ظاہر ہوا جس میں سے گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور پرندوں کے پروں کے ہلنے کی آواز آتی تھی۔ حتیٰ کہ آپ کو ڈھانک لیا۔ اور میری نگاہوں سے غائب کر دیا تو میں نے پکارنے والی کی پکار سنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب اور مشرق اور نبیوں کی ولادت گاہوں پر گھماؤ اور جن وانس اور پرندے اور درندے اور ہر روح دار کے سامنے پیش کرو۔ تاکہ آپ کی شان وقدر پہچانیں اور آپ کو آدم علیہ السلام کی صفائی اور نوح علیہ السلام کی نرمی اور ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور اسماعیل علیہ السلام کی زبان اور یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری اور یوسف علیہ السلام کا حسن اور داؤد علیہ السلام کی آواز اور ایوب علیہ السلام کا صبر اور یحییٰ علیہ السلام کا زہد اور عیسیٰ علیہ السلام کی مروت عطا کرو۔ اور اس کو تمام نبیوں کے اخلاق میں غوطہ دے دو۔ ؎

اے کہ بر تخت سعادت ز ازل جا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پھر وہ حالت جاتی رہی تو میں نے دیکھا کہ آپ نے لپٹے ہوئے سبز حریر کو قبضہ میں لیا ہوا ہے۔ تو پکارنے والے نے پکار کر کہا۔ واہ خوب! واہ خوب!! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا۔ حتیٰ کہ آپ سے پہلے جو مخلوق گزری ہے۔ وہ بھی آپ کے قبضہ میں آگئی ہے

(خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۴۸)

مشاہدات خواجہ عبدالمطلب

بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا ان واردات میں تھی۔ کہ خواجہ عبدالمطلب تشریف لائے اور کہا کہ میں اس وقت کعبہ میں تھا۔ کہ یکایک کعبہ نے مقام ابراہیم میں سجدہ کر کے کہا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا بہت بڑا ہے۔ جس نے مجھے بتوں کی پلیدی سے پاک کیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ ہبل بت جو سب سے بڑا تھا۔ سر کے بل گرا اور ندا آئی کہ آمنہ کا بیٹا پیدا ہوا اور رحمت الٰہی اس پر نازل ہوئی ہے اے آمنہ! میں ان باتوں سے حیران ہوا کہ شاید خواب ہوگا۔ مگر ہاتھ آنکھوں پر ملا تو نیند کا اثر نہ پایا۔ جب تیرے گھر کی طرف متوجہ ہوا تو باب بنی شیبہ سے بطحا کی طرف باہر آیا کوہ صفا کو

اور نیچے ہوتے ہوئے دیکھا۔ اور کوہ مروہ کو اضطراب تھا۔ اور ادھر اُدھر سے آواز آتی تھی۔ اے قریش کے سردار! ڈرتے اور کانپتے کیوں ہو۔؟ لیکن میں گویائی کی قدرت نہ رکھتا تھا جب میں نے تیرے گھر کی طرف توجہ کی تاکہ فرزند ارجمند کو دیکھوں تو دہلیز پر ایک سفید پرندہ دیکھا جس نے اپنے بازو کو تیرے گھر پر چھایا ہوا تھا۔ اور مکہ معظمہ کے پہاڑ اس کے نور سے جلوہ گر تھے اور ایک سفید بادل نے مجھے تیرے گھر میں آنے سے روکا۔ تھوڑی دیر ٹھہر گیا۔ کستوری کی خوشبو کی وجہ سے دماغ معطر ہو گیا۔ تو جرأت کر کے تیرے پاس پہنچا۔ اب بتا! وہ نورِ مقدس تیری پیشانی سے کہاں گیا۔؟ بی بی نے کہا۔ فرزند متولد ہوا۔ اور سب مشاہدات سنائے خواجہ عبدالمطلب نے کہا۔ کہ وہ فرزند مجھے دکھلایئے۔ بی بی نے کہا کہ تم نہیں دیکھ سکو گے۔ مگر بتلا دیتی ہوں۔ کہ وہ فلاں مکان میں تشریف فرما ہیں۔ جب خواجہ عبدالمطلب اس مکان کی طرف چلے تو یکا یک ایک باعظمت شخص نے تلوار بے نیام کیے ہوتے سامنے آ کر کہا۔ ٹھہر جا کہ جب تک فرشتے اس کی زیارت سے فارغ نہیں ہوں گے۔ کسی کو زیارت کی اجازت نہیں ہو گی۔ خواجہ عبدالمطلب واپس ہوتے تاکہ قریش کو خبر دیں۔ مگر سات دن تک اس بارہ میں بات نہ کر سکے۔

(معارج النبوۃ جلد ۲ صـ ۵۵)

تاریخ ولادت

۲۲ اپریل ۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی بعد از صبح صادق ۹ بج کر ۵ منٹ حساب مروجہ حال عرب سے آفتاب اس وقت برج حمل سے ۱۳ درجہ ۲۰ دقیقے پر تھا۔ اور تاریخ یکم جیٹھ سے شروع ہونے پر ۱۳ گھنٹے ۱۶ منٹ گزر چکے تھے۔ (رحمۃ اللعالمین جلد ۱ صـ ۲۰ حاشیہ ۳)

اور آپ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ مورخہ ۱۲ ربیع الاول بوقت صبح صادق ہوئی۔ اور وہ برکت کا وقت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ "بُورِکَ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا" "صبح صادق کے آغاز وقت میں میری امت کے لیے برکت دی گئی" اور آپ کی ولادت بوقتِ زمانہ بادشاہی نوشیرواں عادل کسریٰ فارس کے ہوئی۔ شیخ مصطفےٰ اعلا بینی مدرس کلیہ اسلامیہ بیروت نے (اللباب الخیار فی سیرۃ النبی المختار صـ ۲۳) میں لکھا ہے:

۱۲ ربیع ۵۲ سنہ ق ۴ ۴ دن بعد آغاز سنہ فیل ۴۲ سنہ حکومت نوشیروان ۶۷۵ سنہ ہبوط آدم ۲۴۴۹ سنہ طوفان نوح ۷،۳ سنہ خلیل ۲۳۳ سنہ موسوی ۱۸۰ سنہ داؤدی ۸۸۲ سنہ سکندری اور اہل نجوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طالع اس طرح استخراج کیا ہے کہ زحل درجہ ۲۰ جدی اور مشتری ۳۰ درجہ عقرب اور مریخ ۲۰ درجہ سرطان اور قمر ۱۸ درجہ سرطان اور شمس حمل میں اور زہرہ ثور میں اور عطارد حمل میں اور راس جوزا میں اور ذنب قوس میں قرار پائے۔

(معارج النبوت جلد ۲ ص ۴۶)

جس سال یہ خدا کا سچا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عالم وجود میں آیا۔ اس کو اہل عرب عام الفیل کہتے ہیں۔ شمسی حساب سے اس کی تاریخ ۲۲ اپریل ۵۷۱ سنہ ہوتی ہے اس بیان کردہ حساب سے ولادت باسعادت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ۶۰۱ سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات تک ۱۷۱۶ سال کا عرصہ گزرا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ۵۴۵ سال گزرے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ۱۰۸۱ سال گزرے اور طوفانِ نوح اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان ۲۲۴۲ سال گزرے ہیں۔ اور مورخین کے اس حساب کے مطابق ولادت باسعادت سے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ تک ۶۱۵۵ سال کی مدت قرار پاتی ہے اور یہ مولوی محمد حفظ الرحمٰن صاحب صدیقی سیوہاروی نے ذکر کیا ہے۔ (نور البصر فی سیرۃ خیر البشر ص ۲۳) اور علامہ محی الدین خیاط مصری لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا ہبوط سنہ ۹۷۷۶۳ ۱۹۵۵ ایجاد عالم حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان ۲۲۴۲ ہبوط۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلقت ۱۰۸۱ طوفان حضرت موسیٰ علیہ السلام ۵۴۵ سنہ ابراہیمی اور حضرت علیہ السلام ۱۷۱۶ سنہ موسوی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ۲۰ مئی ۵۷۱ سنہ عیسوی اور ۶۱۵۵ سنہ ہبوط میں ہوئی ہے۔

(تاریخ اسلامی از علامہ مذکور ص ۱۲)

وجہ تسمیہ یا اسم مبارک

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے رکھا گیا کہ خواجہ عبدالمطلب کو یہ الہام ہوا تھا (بہجۃ المحافل جلد ا صہ ۴۰) اور لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ کے خاندان میں آج تک کسی نے ایسا نہیں کیا۔ تو آپ نے یہ نام کیوں اختیار فرمایا ؟ آپ نے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ دنیا بھر کی ستائش اور تعریف کے شایان قرار پائے اور یہ اس درخت والے خواب کی بنا پر تھا۔ جس کو قیروانی عابر نے اپنی کتاب البستان میں ذکر کیا ہے۔ کہ اس کی تعبیر میں آپ کو بتایا گیا تھا۔ کہ آپ کی نسل سے ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جس کی زمین اور آسمان والے تعریف کریں گے۔ اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو غیبی شخص نے بھی کہا تھا کہ اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا تو اس لیے یہ نام مبارک مقرر کیا گیا۔ (الروض الانف شرح سیرت ابن ہشام جلد ا صہ ۱۰۵)

ہم عصر، ہم نام سرزمین عرب میں کئی لوگ تھے کہ انہوں نے بعض سلاطین کی مجلس میں آسمانی کتابوں کا یہودی علما سے یہ مضمون سنا کہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا وقت آگیا ہے وہ سرزمین حجاز میں پیدا ہوں گے۔ اور آپ کا نام نامی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا تو ہر ایک نے اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کر لیا کہ اگر میرے گھر لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کا نام محمدؐ رکھوں گا۔ اور سب نے طمع کی بنا پر یہی نام رکھا۔ چنانچہ ان کے نام یہ ہیں:

(۱) محمد بن سلیمان بن مجاشع (۲) محمد بن الصحیۃ بن الجلاح (۳) محمد بن حمران (۴) محمد بن مسلمۃ الانصاری (۵) محمد بن براء بکری (۶) محمد بن خزاعی السلمی (۷) محمد بن عدی بن ربیعہ بن سعد المنقری (۸) محمد بن عثمان بن ربیعہ السعدی (۹) محمد اسیدی (۱۰) محمد فقیمی (۱۱) محمد بن عتوارہ لیثی (۱۲) محمد بن حرماز العمری (۱۳) محمد بن خولی ہمدانی (۱۴) محمد بن یزید بن ربیعہ (۱۵) محمد بن اسامہ بن مالک (۱۶) محمد بن یحییٰ اردی۔

(سیرت مغلطائی صہ ۷ اور تاریخ الخمیس جلد ا صہ ۱۸۶ اور فتح الباری جلد ۶ صہ ۴۰۵)

رُوِیَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ نَادٰی مُنَادٍ اَلَا لِیَقُمْ مَنْ اِسْمُہٗ مُحَمَّدٌ فَلْیَدْخُلِ الْجَنَّۃَ لِکَرَامَۃِ اِسْمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (شفا شریف جلد ۱ ص ۱۷۶)

"حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد ماجد حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔

"خبردار! وہ شخص جس کا نام محمد ﷺ ہے، کھڑا رہے اور بہشت میں داخل ہو جائے۔ بہ سبب کرامت اسمِ مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے"

فضائل شب میلاد

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو دو بابرکت راتیں عطا فرمائی ہیں۔ (۱) شب قدر ہے جس کی فضیلت قرآن کی سالم سورت نازل ہوئی (۲) شب ولادت باسعادت!

مگر علمائے کرام نے کہا ہے کہ ان دونوں میں سے شب ولادت افضل ہے۔

اور اس کے تین وجوہ ہیں:-

(۱) لیلۃ المیلاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوئے۔ اور لیلۃ القدر آپ کو عطا کی گئی۔ تو جس رات کو ذاتِ بابرکات کے ظہور کا شرف حاصل ہوا۔ وہ اس رات سے افضل ہوگی جو آپ کو عطا کی گئی!

(۲):- لیلۃ القدر کو فرشتوں کے اترنے کے باعث فضیلت ہے۔ اور لیلۃ القدر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے سبب سے فضیلت ہے تو لیلۃ المیلاد کو جو فضیلت حاصل ہے وہ لیلۃ القدر کی فضیلت سے افضل ہے۔

۳:۔ لیلۃ القدر کی فضیلت سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مشرف ہوئی۔ اور لیلۃ المیلاد کی فضیلت سے جملہ کائنات کو شرف حاصل ہوا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے تو یہ نعمت اللہ تعالیٰ کی سب مخلوق کو شامل ہوگی۔ لیلۃ المیلاد اس لحاظ سے لیلۃ القدر سے افضل ہوگی۔ (کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے :۔ " زمان اور مکان کو بسبب ان کمالات کے فضیلت حاصل ہوتی ہے جن سے ان کو شرف حاصل ہوا ہے " اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ماثبت بالسنت میں یہی بیان فرمایا ہے) (مواہب لدنیہ جلد ا ص ۲۶ فتاویٰ عبد الحی جلد ۳ ص ۹)

ابولہب سے تخفیف

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابولہب کو خواب میں دیکھا کہ آگ میں جل رہا ہے میں نے حال پوچھا تو کہنے لگا۔ کہ عذاب ابدی میں مبتلا ہوں۔ مگر شب دوشنبہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی شب ہے مجھے عذاب سے نجات ملتی ہے۔ کیونکہ میں نے اس رات آپ کے پیدا ہونے کی خوشی میں ثوبیہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔ اس کے ثواب کے عوض میں اس رات عذاب سے محفوظ رہتا ہوں۔ (کیمیاء سعادت) اور یہ سب رعایت اور کرامت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کے صدقہ میں ابولہب کے ساتھ روا رکھی گئی ہے۔ ورنہ اعمال صالحہ کے مقبول ہونے کے لیے ایماندار ہونا ضروری شرط ہے۔ (الاسعادی جلد ا ص ۳۸)

ثبوت مجلس میلاد

ابن جوزی کا قول ہے کہ جب ابولہب کو (جس کی مذمت میں قرآن پاک کی پوری سورت نازل ہوئی) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت و باسعادت پر محض خوشی میں ایک لونڈی آزاد کرنے پر اس قدر انعام خداوندی سے نوازا گیا تو اس شخص کی خوش نصیبی کی انتہا کیا ہوگی جس نے ایسے باسعادت موقع پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔؟ خدا کی قسم اس کا ثواب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنت نعیم میں داخل فرمائیں گے۔ اور اہل اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں میلاد شریف کی مجالس منعقد کرتے رہے

اور کئی اقسام کے صدقات دیتے اور خیرات کرتے رہے۔ اور خوشی ظاہر کرتے رہے اور آپ کے ذکر ولادت شریف سے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت کی امید رکھتے تھے اور مجلس میلاد شریف کی یہ خصوصیت مجرّب ہے کہ اس سال میں امان اور آئندہ کے لیے حصول مقصود کی بشارت حاصل ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت نازل فرمائے جس نے میلاد شریف کی راتوں کو عید بنا یا۔

(مواہب لدنیہ جلد ا ص ۲۷، تاریخ الخمیس جلد ا ص ۲۸، انوار محمدیہ ص ۲۸، مدارج النبوت ص 19/2)

۲:۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے جواز مجلس میلاد کی بابت لکھا ہے۔ کہ میرے نزدیک اس کا ثبوت اس دلیل پر ظاہر ہے جو صحیحین میں ہے۔ کہ "جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا:۔ تو انھوں نے کہا۔ کہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ اور ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور اسی دن روزہ رکھتے ہیں ـــــــ "

اس سے مقررہ دن میں شکر نعمت ادا ہونا ثابت ہوتا ہے اور رحمتِ الٰہی کے ظہور سے بڑی نعمت اور کیا ہوگی۔؟ اور شکر بھی کئی طرح کی انواع عبادات سے حاصل ہوتا ہے جو مثل سجدہ اور روزہ اور صدقہ اور تلاوت کے ہے جلال الدین سیوطی نے کہا کہ میرے نزدیک اس کی دلیل یہ ظاہر ہوئی ہے۔ جس کو بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا عقیقہ کیا تھا۔ اور واضح ہے کہ عقیقہ دوبارہ نہیں دہرایا جاتا۔ تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ عقیقہ بطور شکر خداوندی کے کیا تو ہمارے لیے بھی اسی طرح مستحب ہے۔ کہ ہم آپ کی ولادت با سعادت کے باعث اجتماع کرتے اور کھانا کھلاتے اور اس کے مثل اور قسم کی نیکیوں سے اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کریں۔ (زرقانی جلد ا ص ۱۴۰)

۳:۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ یوم میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں صدقات اور زیبائش اور خوشی کے کاموں میں کیا جاتا ہے۔ اس میں کار ثواب کے علاوہ اس بات کا اظہار بھی ہے کہ اس کام کرنے والے کے دل میں ـــ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور محبت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ہے۔ کہ اس نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری ہدایت کے لیے رحمت بنا کر پیدا فرمایا۔ (سیرت حلبیہ جلد ا ص۔۰۰ا سیرت نبویہ دحلان جلد ا ص۔ ۴۵ حجۃ اللہ علی العالمین از علامہ نبہانی ص۔۲۳۳)

۴۔ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی ثم المدنی نے اس جواز میں یہ دلیل تحریر فرمائی ہے کہ حدیث شریف میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوشنبہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، اسی دن میں پیدا ہوا۔ اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (روایت کیا ہے اس کو مسلم نے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوموار کو حضرت رحمت اللعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اور کلام اللہ کے نازل ہونے کی جہت سے فضیلت حاصل ہوئی۔ (حق المبین بجواب اربعین ص۔۱۸)

اس زمانے میں دہلی کے اندر مولود شریف کے بڑے بڑے جھگڑے پڑ رہے تھے ان ہی دنوں جناب مفتی صدر الدین صاحب مرحوم ایک مضمون جواز قیام کا لکھ کر شاہ احمد سعید صاحب کی خدمت میں لائے اور پڑھ کر سنایا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا۔ "ہاں ٹھیک ہے" (تذکرۃ الرشید جلد ا ص۔۳۲) شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہٗ مصنف فتاویٰ رشیدیہ کے استاذ ہیں۔ اور حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ کے پیر ومرشد ہیں۔

۵:۔ حاشا ہم تو کیا کوئی مسلمان بھی ایسی نہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ کا۔ بلکہ آپ کے جوتوں کے غبار، اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح اور بدعت سیئہ یا حرام ہے۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ذرا بھی علاقہ ہے۔ ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریف ہو یا آپ کے بول وبراز ونشست وبرخاست اور بیداری اور خواب کا، تذکرہ ہو۔ جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور ہے۔ اور ہمارے مشائخ کے فتاویٰ میں مسطور ہے۔

(عقائد علماء دیوبند ص۔ ۱۵)

۶:- حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ:
اس میں تو کسی کو کلام نہیں ہے کہ نفس ذکرِ ولادت شریف حضرت فخر آدم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا موجب خیرات و برکات دنیوی و اُخروی کا ہے (فیصلہ ہفت مسئلہ ص-۶)

بعض اہل علم تو جاہلوں کی زیادتیاں دیکھ جیسے موضوع روایات پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے۔ عموماً سب موالید پر حکم دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے۔ مثلاً بعض واعظین موضوع روایات پیش کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں اور عورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے۔ تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جائیں گی!؟ ع

بہر اسلے تو گلیمے را مسوز۔!!

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی رُوحِ مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اور قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہے گاہے اگر وقت میں فرصت ہوتی ہے تو میلاد شریف پڑھا جاتا ہے۔ پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے (ص-۱۴)

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

اَلَا اَیُّھَا السَّاقِی اَدِرْ کَاسًا وَّنَاوِلْھَا
کہ بریادِ شہِ کوثر بنا سازیم محفلہا۔!
غریقِ بحرِ عشقِ احمدیم از فرحت مولد
کجا دانند حالِ ما سبکساران منزل ہا

فائدہ:- حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کے دو گروہ تھے۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، مولوی اشرف علی صاحب تھانوی میلاد کے منکر تھے۔ اور مولوی لطیف اللہ صاحب، مولوی احمد حسین صاحب کانپوری، مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی عبد السمیع کانپوری میلاد کے قائل تھے۔ اختلاف کو دور کرنے کے لیئے حاجی صاحب نے فیصلہ ہفت مسئلہ تحریر فرمایا۔

(دیباچہ فیصلہ مذکور ص-۳)

۷:۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے فرمایا کہ میلاد کے دن مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش پر حاضر ہوا کہ وہاں کے حاضرین لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور وہ معجزات بیان کر رہے ہیں۔ جو اظہار نبوت سے پہلے ظہور میں آئے۔ میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے اور میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ فقط روح کی آنکھوں سے دیکھا یا۔ جسم کی آنکھوں سے دیکھا۔ خدا جانے کیا امر تھا۔ پس جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ نور ان فرشتوں کا ہے۔ جو ایسی بابرکت مجالس اور مشاہد پر متوکل اور مقرر ہیں۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ فرشتوں کے انوار اور رحمتِ خداوندی کے انوار آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

(فیوض الحرمین سے مشاہدہ نمبر ۸ ص ۲۷)

۸:۔ ولادت باسعادت کے ذکر میں بہت سے فوائد ہیں۔ جب کہ بعض رسولوں (سلام ہو ان پر) کے میلاد نامے قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیان فرمائے تو میلادی واقعات کی بنیاد خود ہی قرآن مجید نے قائم کر دی ہے۔ جب قوم نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا رتبہ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی ولادت کو بیان فرما کر اقوال مشرکانہ کا قلع قمع کر دیا۔ اسی طرح اہل اسلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کرتے ہیں تا کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا رتبہ دے کر شرک میں مبتلا نہ ہو جائے۔ چنانچہ مولانا عبد الحی کے فتاویٰ میں مذکور ہے کہ ایک گروہ ہے جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین نہ تھے۔ بلکہ حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان سے نازل فرمایا۔ اور وہ گروہ میلاد شریف کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میلاد کے بیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی توہین ہے اور کہتے ہیں کہ سورۃ اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح اللہ ایک ہے۔ اس کا رسول بھی ایک ہے۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ خورد و نوش سے پاک ہے اور اسی طرح اس کا رسول بھی خورد و نوش سے پاک ہے۔ اور جس طرح اللہ جل شانہٗ نہ کسی کو جنتا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کسی نے جنا ہے۔ حتیٰ کہ حضرت آمنہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا اور اہل بیت رضوان اللہ

علیہم کے وجود کا بالکل انکار کرتے ہیں۔ (فتاویٰ عبدالحی جلد ا ۔ ۴۲)

۹:۔ اَخبرنی سیّدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاماً صلةً بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی سنة من السنین شئ اصنع لہ طعاماً فلم اجد الا حمصاً مقلیاً فقسمتہ بین الناس فرأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدیہ ھذہ الحمص متبھجاً بشاشاً (الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲۲)

"حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مجھے والد ماجد نے بتایا کہ وہ میلاد کے دنوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں کھانا پکایا کرتے تھے۔ ایک سال مجھے کوئی چیز حاصل نہ ہوئی جو آپ کی ولادت کی خوشی میں پکاکر لوگوں کو کھلاؤں۔ سوائے بھنے ہوئے چنے کے کچھ نہ پایا پھر میں نے وہ چنے لوگوں میں بانٹ دیئے۔ پھر خواب میں میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ آپ کے سامنے وہ بھنے ہوئے چنے ہیں اور آپ کے چہرۂ انوار پر خوشی کے آثار ظاہر ہیں"

۱۰:۔ امام المحدثین علامہ ابوالخطاب بن دحیہ کلبی نے اپنی کتاب التنویر فی مولد البشیر والنذیر میں لکھا ہے۔ اور امام جلال الدین سیوطی نے سبل الھدیٰ فی مولد المصطفےٰ میں اس حدیث کو لکھا ہے۔ کہ حضرت ابوداؤد فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ ایک دفعہ ابو عامر کے گھر گیا تو وہ اپنے رشتہ داروں اور بچوں کو جمع کرکے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے واقعات سنا رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے وہ آج کا دن ہے، وہ آج کا دن ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابا عامر۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اور فرشتے تمہارے لیئے مغفرت چاہتے ہیں۔ اور جس شخص نے بھی تم جیسا کام کیا ہے۔ اس نے اس طرح نجات پائی جس طرح تم نے اس کام کی بدولت

نجات پائی۔ (الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم از شیخ الدلائل شاہ عبدالحق صاحب مہاجر مکی)

شاہ مظفر اربل

ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ شاہ مظفر اربل ہر سال ماہ ربیع الاوّل میں باقاعدگی سے محفل میلاد پر تین لاکھ اشرفی خرچ کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں خوشی منایا کرتا تھا۔ اور وہ بہت بہادر، عاقل، عامل، عالم اور عادل تھا۔ کافی عرصہ تک اس نے سلطنت کی۔ اور اس کی سیرت، اور حکومت قابل تعریف ہے۔ سبط ابن الجوزی نے اپنی کتاب مرأۃ الزمان میں ذکر کیا ہے کہ اس موقعہ میلاد شریف پر دنیا کے نامور علمائے کرام اور خاص الخاص صوفیائے کرام شمولیت کرتے۔ (گویا اس زمانے میں محفل میلاد کی عظمت پر اجتماع منعقد ہوتا) اور حافظ ابوالخطاب ابن وحیہ نے مضمون میلاد شریف پر التنویر فی مولد البشیر والنذیر نامی کتاب تالیف کی تو شاہ مظفر اربل نے اس کو ایک ہزار دینار انعام دیئے۔! (زرقانی جلد اص ۱۳۹)

یہودیوں کا اسلام

عبدالواحد ابن اسماعیل نے کہا کہ ایک شخص ہر سال رسم میلاد شریف منایا کرتا تھا۔ اس کے پڑوس میں ایک دن ایک یہودن نے اپنے خاوند سے پوچھا کہ ہمارے پڑوسی مسلمان کو کیا ہوگیا ہے کہ ہر سال اس مہینہ میں بہت کافی مال خرچ کرتا ہے ۔۔۔؟

یہودی نے جواب دیا کہ اس مسلمان کے مذہبی پیشوا کی اس مہینہ میں ولادت ہوئی ہے اس لیئے وہ ان کی عظمت اور کرامت کو ملحوظ رکھتے ہوئے خوشی کا اظہار کرتا ہے پھر یہودن نے خواب میں ایک وجیہہ اور صاحب جمال شخص کو دیکھا کہ وہ اس کے پڑوس میں اسی مسلمان کے گھر تشریف لائے اور ان کے ارد گرد ان کے دوست ہیں۔ جو کافی عزت سے ان کا احترام کر رہے ہیں۔ یہودن نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔؟

جواب ملا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔!"

یہودن نے پوچھا کیا آپ میرے ساتھ بھی بات کریں گے۔؟

جواب ملا کہ ۔ "ہاں !!"

اتنے میں یہودن نے آپؐ کی خدمت میں عرض کی ــــــ یا محمدؐ ــــــ !"
آپؐ نے جواب دیا ــــــ "لبیکؐ !" ــــــ یہودن نے تعجب کرتے ہوئے التجا کی
کہ ــــــ "آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ جیسی ناکارہ کو لبیک سے یاد کیوں فرمایا!
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب مرحمت فرمایا کہ تیرے بارے میں اسلام کی سعادت
عظمیٰ سے مشرف ہونے کا مجھے علم ہے۔ اس لیے لبیک کہا" آپ کا ارشاد سنتے ہی
یہودن اسلام لائی۔ اور علی الصباح اس نے میلاد شریف کے لیے طعام کا بندوبست کرنا چاہا
دیکھا تو اس کا خاوند بھی اسی تیاری میں ہے۔ دریافت کے بعد پتہ چلا کہ مرد نے بھی اسی طرح
خواب میں اسلام سے شرف حاصل کیا۔

(مشرف الانام از امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۹ تا ۴۲)

مسئلہ قیام تعظیمی

امام الکاملین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ، رہا یہ اعتقاد کہ مجلس میلاد میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اور اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے۔ کیونکہ یہ امر عقلاً و نقلاً ممکن ہے۔ بعض مقامات پر اس کا وقوعہ بھی ہوا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہو یا ایک وقت میں کئی جگہ کیسے تشریف فرما ہوئے۔ یہ شبہ ضعیف ہے۔ کہ آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل عقلیہ کثیفہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جائیں۔ بہر حال ہر طرح ممکن ہے اور اس سے علم غیب کا اعتقاد لازم نہیں آتا جو خصائص باری تعالیٰ سے ہے۔ کیوں کہ علم غیب وہ ہے۔ جو بلا واسطہ مقتضائے ذات سے ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے اعلام سے ہے وہ ذاتی نہیں، سبب سے ہے۔ وہ مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے۔ اور امر ممکن کا اعتقاد کفر اور شرک کیونکر ہے۔ البتہ ہر ممکن کے لیے وقوع ضروری نہیں اور ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے۔ اگر کسی کو دلیل مل جائے مثلاً خود کشف ہو جائے یا صاحب کشف خبر دے۔ تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے اس سے رجوع کرنا ضروری ہے

مگر کفر و شرک کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل میلاد شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ نجات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص۹)

اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے۔ ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف بوجہ آنے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اس طرح سرور دو عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی۔ تو کیا گناہ ہوا؟ (شمائم امدادیہ ص۔ ۱۳۰)

۲:۔ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے فرمایا کہ "ولادت کے وقت اگر کسی شخص نے بحالت وجد صادق اور بے ریا قیام کیا تو معذور ہے اور یہ امر آداب محبت سے ہے۔ کہ حاضرین بھی اس کا اتباع کریں اور حالت وجد کے بغیر اپنے اختیار سے قیام کرنا نہ فرض ہے اور نہ واجب ہے اور نہ سنت مؤکدہ اور مستحب۔ لیکن علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً قیام فرماتے رہتے ہیں۔ اور امام برزنجی رحمتہ اللہ علیہ نے رسالہ مولد میں لکھا ہے کہ میلاد شریف کے وقت کو آئمہ کرام نے مستحسن قرار دیا ہے پس اس کے لیئے مبارک ہے۔ جس کا مقصد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہو" (فتاویٰ عبد الحی جلد ۳ ص۔ ۱۳۰)

۳:۔ علماء جامع ازہر مصریں سے حضرت شیخ سلیم فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے ذکر کرنے کو مجوس اور روافض سے مشابہت اور تشنیع مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ آئمہ کرام نے قیام مذکور کو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت وعظمت کی شان کے ارادہ سے مستحسن سمجھا ہے۔ اور یہ ایسا فعل ہے کہ جس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں ہے (عقائد علماء دیوبند ص ۱۳۱)

۴:۔ امام ابی ذکریا یحییٰ صرصری اپنے بعض عقائد میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف پر مشتمل ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ؎

قلیلٌ لِمدحِ المصطفیٰ الخطُّ بالذھبِ
علیٰ ورقٍ من خطِّ احسنَ من کتبْ
وان تنھضَ الاشرافُ عند سماعہٖ
قیاماً صفوفاً او جثیاً علیٰ رُکبْ

اگر ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا خوش نویس نہایت عمدہ خط میں آبِ زر کے ساتھ چاندی کی تختی پر آپ کی مدح لکھے۔ تو یہ بھی تھوڑی ہے۔ اور نیز یہ امر بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک کی نسبت بہت قلیل ہے کہ شریف لوگ اور ارباب حسب و نسب جب آپ کی ذات والا صفات کا ذکر کریں تو فوراً صف بستہ ہو کر یا زانوؤں کے بل آپ کی تعظیم کے لیئے کھڑے ہو جایئں!!"

اور ایک بار اتفاق سے شیخ الاسلام علامہ تقی الدین سبکی کے درس میں کسی شخص نے امام ابو زکریا صرصری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قصیدہ پڑھنا شروع کیا۔ اور اس وقت آپ کے گرداگرد بڑے علماء اور امراء اور قضاۃ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جب پڑھنے والا ان مذکورہ اشعار پر پہنچا تو شیخ الاسلام مذکور فوراً کھڑے ہو گئے۔ اور اس قصہ کو شیخ الاسلام کے بیٹے علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات میں ذکر کیا ہے۔ اور علامہ محمد بن اسمٰعیل نے اس کے بعد فرمایا۔ کہ ہمارے قیام کے جواز کے لیے شیخ الاسلام کا عمل کافی دلیل ہے۔

(روح البیان جلد ۴ ص ۳۸)

۵- امام سید جعفر برزنجی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قَدْ هُنَا تَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ قَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ مَوْلِدِهِ الشَّرِيفِ أَئِمَّةٌ ذُوُو رِوَايَةٍ وَرَوِيَّةٍ

"اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور تکریم کے لیے اس موقعہ پر قیام کرنا اس لیے کہ میلاد شریف کے ذکر کے وقت قیام کو عقل و نقل کے اماموں نے مستحسن قرار دیا ہے۔" (شرف الانام ص ۲۲)

۶:۔ سید احمد زینی دحلان مفتی مکہ معظمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

" عادت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے بیان سنتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ملحوظ رکھ کر لوگ قیام کیا کرتے ہیں اور یہ قیام مستحسن ہے۔ اس لیے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور بہت سے علماء امت نے جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔ ایسا کیا ہے۔!"

(سیرت نبویہ از دحلان جلد ا ص ۴۵)

۷:۔ اور امام علی بن برہان الدین الحلبی ذکر کرتے ہیں کہ:۔

" فائدہ کی بات ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنتے ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت افزائی کے لیے قیام کرتے ہیں اور یہ قیام بدعت ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لیکن یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت بری نہیں ہے دیکھو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب تراویح کے لیے لوگوں کو جمع کیا تو تراویح کو بدعت حسنہ کہا۔ اور اس کی بہت کافی مثالیں ہیں، اگر بیان کروں تو بحث زیادہ ہو جائے گی۔" (سیرت حلبیہ جلد ا ص ۹۹)

۸:۔ جناب عبد الرحمٰن صاحب صفوری الشافعی فرماتے ہیں کہ:۔

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ذکر کے وقت کھڑے ہونے میں انکار نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بدعت حسنہ ہے اور ایک جماعت نے آپ کی ولادت

کے ذکر کے وقت قیام کرنے کو مستحب ہونے کا فتویٰ دیا اور آپ کے ذکر اور نام لینے کے وقت علماء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ آپ پر درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ کیونکہ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و توقیر ہے اور آپ کی عزت و توقیر ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا تعظیم کی ایک بڑی شاخ ہے"۔

مولف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں (میں اس مقدس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اگر میں سر کے بل کھڑا ہونے کی طاقت رکھتا تو اس کے وسیلے سے خدائے بزرگ کی جناب میں تقرب و نزدیکی چاہنے کے لیے ایسا ضرور کرتا۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۸۲)

۹:- قطب الواصلین شاہ احمد سعید صاحب دہلوی استاذ و پیر شریعت صاحب فتاویٰ رشیدیہ کے ملفوظات میں ہے:-

"مے فرمودند کہ خواندن مولود شریف و قیام نزدیک ولادت با سعادت مستحب است"

کہ "فرماتے تھے میلاد شریف کا پڑھنا اور ولادت با سعادت کے ذکر کے وقت قیام کرنا مستحب ہے (مقامات سعیدیہ و مناقب احمدیہ ص ۲۵)

۱۰:- گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت توقیر بقولہ تعالیٰ وَتُوَقِّرُوْہُ (پ ۲۶ ع ۸) ہر مسلمان پر فرض ہے اور قیام بھی جائز توقیر ہے۔ مگر چونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح کے قیام کے ثبوت قرون اولیٰ میں دکھاؤ تو جواب یہ ہے کہ ایسے بہت سے اعمال ہیں جو قرون اولیٰ کے بعد حادثات ہونے کے باوجود کار ثواب ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَعُمِلَ بِہَا بَعْدُ کُتِبَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِہَا (مسلم شریف جلد ۲ ص ۳۴۱)

"جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے پس اس پر عمل کیا گیا تو اس کو عمل کرنے والے کے مثل ثواب حاصل ہوگا"۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ خواہ یہ طریقہ از سر نو ایجاد کیا ہو۔ یا اس سے قبل شروع ہیں اس کی نظیر موجود تھی۔ (نووی جلد ۲ ص ۱۴۲) اور اسکو بدعت نہ کہا جائے گا۔ کیونکہ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ۔ عام مخصوص البعض ہے اور محدثین نے اس کی تصریح کی ہے (فتاویٰ عبدالحی جلد ۳ ص ۲۸) چنانچہ :-

۱:- وفاء الوفاء جلد ۱ ص ۲۷۳ میں سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ مسجد شریف کی محراب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں نہ تھی۔ بلکہ عمر بن عبدالعزیز نے بنوائی۔

(فتاویٰ عبدالحی جلد ۱ ص ۱۰۸ سطر ۲۱)

۲:- بوقت ملاقات مصافحہ سنّت ہے اور بوقت رخصت مصافحہ کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بوقت رخصت مصافحہ کرتے تھے (فتاوی عبدالحی جلد ۲ ص ۲۲ سطر ۳)

۳:- ایک شہر کی متعدد مساجد میں جواز نماز جمعہ کسی صحابی یا تابعی سے ثابت نہیں۔

(فتاوی عبدالحی جلد ۱ ص ۲۱۱ سطر ۱۷)

۴:- الوداع یا شہر رمضان خطبہ جمعۃ الوداع میں کہنا قرون اولیٰ میں ثابت نہیں۔

(ایضاً جلد ۲ ص ۵۲)

۵:- بناء مدارس مروجہ کا طریقہ بدعت ہے (ایضاً جلد ۳ ص ۱۲۹)

۶:- اہل سنّت والجماعت مذہب حقہ کا نام ابوالحسن اشعری متولد ۲۶۰ھ اور متوفی ۳۳۰ھ کے زمانہ میں ہوا۔ (نبراس شرح شرح عقائد ص ۳۰ سطر ۵)

۷:- سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اوائل میں ذکر کیا کہ سب سے پہلے اذان کے لیے منبر کو سلمہ نے بنوایا۔ اور اس سے قبل یہ نہ تھا۔

(ردالمختار از شامی جلد ۱ ص ۳۶۰)

۸:- اور ایک مسجد میں یک وقت چند آدمیوں کا اذان دینا بنی اُمیّہ کی ایجاد ہے۔

(شامی جلد ۱ ص ۳۶۲)

خلاصہ مضمون مذکور کا یہ ہے کہ قیام شریف پر اعتراض ہے اور بیشمار ان واقعات و امور کا ارتکاب ہے۔ جن کا وجود قرون اولیٰ میں ثابت نہیں۔ تو اسکی مثال وہ ہے جو بخاری میں وارد ہے۔ کہ ایک عراقی مرد نے حضرت عبداللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ احرام حج کے ساتھ کوئی شخص مکھی کو مار ڈالے تو اس کی کیا سزا ہے؟! ____ آپ نے جواب دیا کہ کوفی بھی عجیب لوگ ہیں کہ مکھی مار ڈالنے کا مسئلہ پوچھتے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں نے خداوند کریم کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل کیا۔ اور اس کی سزا کسی سے نہیں پوچھتے۔ حضرت عبداللہ نے کہا خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں اس دنیا میں میرے لیے خوشبودار پھول ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۹)

یہودی کا بیہوش ہونا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی سے سن کر فرماتی ہیں کہ مکہ میں ایک ساہوکار یہودی تھا جس شب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو وہی ساہوکار یہودی گھر گھر پوچھتا پھرتا تھا کہ تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے ____ ؟! عموماً لوگ لاعلمی ظاہر کرتے ہیں۔ وہ بولا کہ آج اس امت کا نبی پیدا ہو چکا ہے جس کے مونڈھے کے درمیان ایک علامت ہے اس کے کہنے پر لوگ مختلف مکانوں کی طرف دوڑ پڑے۔ بالآخر ان کو پتہ چلا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں بچہ پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے یہودی کو خبر دی۔ وہ بے تحاشہ ان کو ساتھ لے کر حضرت کے گھر کی طرف دوڑ پڑا۔ اور جس طرح بن پڑا اس نے کہا کہ میں بچہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اجازت مل گئی۔ یہودی نے پشت مبارک کھول کر دیکھی اور دیکھتے ہی بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو کہتے ہیں کہ بے اختیار ہو کر چلا رہا تھا کہ "بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو گئی۔ یہ ایک دفعہ لوگوں پر چھا جائے گا۔ پھر ان کی خبر مشرق اور مغرب ہر طرف سے آئے گی۔

(خصائص کبریٰ جلد ا ص ۴۹ زرقانی جلد ا ص ۱۲۱)

یہودی کا اعلان

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:- میں مدینہ منورہ میں تھا اور اس وقت یا آٹھ سال کا تھا

تاہم مجھ میں اتنی عقل تھی کہ جو سنتا تھا اس کو سمجھ لیتا تھا۔ بہر حال میرے کان میں یکایک آواز آئی۔ جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ایک یہودی مدینہ کی ایک بلندی پر چڑھ کر اعلان کر رہا ہے۔ کہ "یہودیو! یہودیو!! یہودیو۔۔۔!!! ۔۔۔۔ دوڑو! دوڑو ۔۔۔۔!! میں نے دیکھا کہ یہودیوں کی جماعت اِدھر دوڑی جا رہی ہے۔ میں بھی دوڑ پڑا جب لوگ اس کے پاس پہنچے تو کہنے لگے ۔۔۔۔۔ "ارے صاحب! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ یکایک چیخنے لگا ۔۔۔۔ ؟! ۔۔۔۔ بولا۔ آج احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے۔ اور آج کی رات وہ پیدا ہو گیا ۔۔۔۔۔!!"

۔۔۔۔۔۔۔ (سیرت حلبیہ جلد ا ص ۸۱۔ زرقانی ص ۱۲۰)

عیص راہب

عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ مر الظہران میں ایک شامی راہب رہتا تھا۔ جس کا نام عیص تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے صومعہ میں رہتا تھا۔ اور گاہے گاہے مکہ شریف میں بھی آتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ :۔

"اے اہل مکہ !! تم میں ایک بچہ پیدا ہوگا۔ جس کے ماتحت عرب ہوگا۔ اور وہ عجم کا مالک ہوگا۔ اور یہ اس کے ظہور کا زمانہ ہے۔ بس جو شخص اس کو پائے وہ مخالفت کرے وہ بد نصیب ہے۔ اور خدا کی قسم میں نے شراب کی زمین ترک کی۔ اور بھوک اور خوف کی زمین اس کی تلاش میں اختیار کی ہے۔ پس جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا۔ تو وہ مخواہ آتا۔ اور اس کا حال دریافت کرتا۔ اور کہتا کہ وہ ابھی نہیں آیا ۔۔۔۔۔!!

پس جب وہ دن ہوا جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ تو خواجہ عبد المطلب وہاں گئے اور صومعہ کے قریب جا کر اس کو آواز دی۔ تو عیص نے کہا ۔۔۔۔۔ "آپ کون ہیں ۔۔۔۔ ؟!" ۔۔۔۔ آپ نے فرمایا۔ میں عبد المطلب ہوں۔ پس اس نے جھانکا اور کہا۔ آپ اس کے باپ ہیں۔ بیشک وہ لڑکا جس کی بابت میں تمہیں باتیں سناتا تھا آج سوموار کے دن پیدا ہو چکا ہے۔ اور بحیثیت نبی ان کی بعثت بھی سوموار کو ہوگی۔ اور وہ وفات بھی سوموار کو پائیں گے۔ اور آج کی رات اُن کا ستارا طلوع

طلوع ہو چکا ہے (خصائص کبریٰ جلد ا ص ۵۰)

ایوانِ کسریٰ کا ہلنا

نوشیروان کسریٰ شاہ ایران کا عراقی دارالخلافہ مدائن میں تھا جو شہر بغداد سے چند میل کے فاصلے پر ہے وہاں دجلہ کے کنارے پر کسریٰ کے رہنے کا بہت اونچا اور عالی شان ایوان تھا جس وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عالم غیب سے عالم شہود میں جلوہ افروز ہوئے۔ تو اس ایوان کے چند کنگرے گر پڑے۔ اور اس کے کل بائیس کنگرے تھے۔ اور ایوان پھٹ گیا۔ حتیٰ کہ دھماکے کی زبردست آواز نے کسریٰ فارس کو پریشان کر دیا۔ اور یہ محل آج بھی دنیا میں اسی حالت میں موجود ہے۔ اور اس میں کچھ مزید فرق نہیں آیا۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی اس علامت کو قیامت تک یادگار بنا دیا۔ اور کہتے ہیں کہ منصور عباسی نے جب مدائن کو تباہ کیا اور ایوان کسریٰ کے گرانے کا ارادہ کیا تو اس کے وزیر خالد بن یحییٰ برمکی نے اس کو روکا اور کہا کہ یہ ایک اسلامی نشانی ہے کیونکہ دیکھنے والا جب اس ایوان کو دیکھتا ہے تو اس کو خیال گزرتا ہے جس کا یہ ایوان ہے وہ تو دنیا میں ہمیشہ رہتا ہے۔ مگر قدرت نے وہ کیا۔ جس سے دنیا کے بے بقا کی فنا کا یقین آجاتا ہے۔ (سیرت حلبیہ جلد ا ص ۸۵)

کسریٰ کے پاس تین سو ساٹھ کاہن ملازم تھے۔ اور ان میں عرب کے رہنے والا سائب نامی کاہن تو علوم نجوم میں کافی مہارت رکھتا تھا۔ کسریٰ نے ان سب کو بلا کر کہا کہ کسی ظاہری سبب کے سوا میرے ایوان کے چودہ کنگرے گر گئے ہیں تو بتاؤ کہ دراصل اس کا سبب کیا ہے؟ جب یہ سب کاہن کسریٰ سے رخصت ہو کر باہر آئے۔ تاکہ کچھ فکر کریں تو انہوں نے جادو اور جوتش اور نجوم کے تمام اصول سے اپنے اذہان کو خالی پایا تو ان کا سرگروہ سائب اندھیری رات میں ایک بلند ٹیلے پر چڑھا۔ اور اس نے آسمان اور زمین کے اطراف میں نظر دوڑائی۔ اور غور کیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حجاز سے بجلی چمکی اور چلی حتیٰ کہ مشرق میں پہنچی۔ جب صبح ہوئی تو اپنے زیر قدم زمین کو سرسبز دیکھا۔ اس کے بعد سائب نے جی میں کہا کہ حجاز سے ایک بادشاہ ظہور فرمائیں گے۔ اور مشرق تک اس کی سلطنت احاطہ کر جائے گی۔ اور سرسبز و شاداب

سال میں پیدا ہوں گے۔ جب اس نے کاہنوں سے بات چیت کی تو سب اس نتیجہ پر پہنچے
کہ حجاز میں ایک پیغمبر کی بعثت ہوئی اور سلطنت کسریٰ زوال پذیر ہونیوالی ہے۔ لیکن
کسریٰ سے یہ بات کرنا دشوار ہے۔ وہ ہم سب کو قتل کرا دے گا۔ آخر دل کڑا کر کے تمام
کاہن کسریٰ کے سامنے تو کہا کہ ایوان کے گرنے کا سبب یہ ہے کہ جب ہم نے زائچہ لگا کر اس کا،
سنگِ بنیاد رکھنے کی ساعت بتائی تھی وہ غلط تھی اب ہم آپ کو ایسی ساعت بتاتے
ہیں کہ یہ ایوان پھر نہیں گرے گا۔ چنانچہ نئی ساعت مقرر کردہ کے مطابق دوبارہ ایوان کو
مکمل کر دیا گیا۔ اور اس پر کسریٰ نے بہت خوشی کا جشن منایا۔ مگر پھر وہی حال ہوا کہ دریائے
دجلہ جوش میں آیا۔ اور ایوان میں زلزلہ آ گیا۔ اور اس کی سابقہ حالت ہو گئی۔ اس کے
کسریٰ نے کاہنوں پر عتاب کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس دفعہ پھر ہم سے غلطی ہو گئی۔ اس
مرتبہ جو طالع معین کریں گے۔ اس میں آپ کے ایوان کو کوئی نقصان نہ ہو گا۔ جب سہ بارہ ان
کے زائچہ کے مطابق ایوان کی تکمیل ہوئی۔ اور شاہانہ دربار سجایا گیا۔ تو پھر دریائے دجلہ میں
طغیانی آئی اور ایوان ہل گیا۔ اور جانی اور مالی نقصان کافی ہوا۔ تو اس بار کسریٰ نے ان
نجومیوں کو بہت کچھ ملامت کی۔ اس وقت انہوں نے کہا حق بات یہ ہے کہ سرزمین عرب میں
ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہے۔ جو تیری شاہی کے زوال کا باعث ہے۔ جب کسریٰ نے یہ سنا
تو ایوان کی تعمیر کا خیال ترک کر دیا۔ (معارج النبوت جلد ۲ ص ۶۰)

آتشکدۂ ایران

کسریٰ اس واقعہ سے غمناک تھا حتیٰ کہ ایک بار اس نے خاص نجومیوں کو بلا کر جمع کیا۔
تاکہ ان سے اس بات کا اظہار کرے۔ کہ ناگاہ دار الخلافہ ایران اصطرخ سے ایک شخص
نے آ کر خبر دی کہ آتشکدۂ ایران جو ہزار سال سے برابر جل رہا تھا وہ یک وقت بجھ گیا ہے
اور اب وہ اصلاً نہیں جل سکتا۔ جب تاریخ دریافت کی گئی تو کنگرے گرنے کی تاریخ کے
مطابق ہوئی۔ اس پر کسریٰ کے دل میں اور زیادہ پریشانی ہوئی۔ (ریاض الازہار ص ۹۲۔
معارج النبوت ص ۱۲۱ سیرت حلبیہ ص ۸۶ و سیرت نبویہ از دحلان ص ۴۲)

بحیرۂ ساوہ کی خشکی

یمن اور شام اور ایلیا کے حکام کی طرف سے پے در پے تین قاصدوں نے یکے بعد دیگرے تین ہی خطوط پیش کیے۔ جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ بحیرہ ساوہ فلاں رات کو خشک ہو گیا ہے حتیٰ کہ پانی کا ایک قطرہ تک وہاں نہیں رہا"

عرب کے جدید جغرافیہ دان اس بات کی پوری نشاندہی کرتے ہیں کہ دریائے ساوہ موجودہ دور میں بھی حضرت موت کے میدانوں میں خشک پڑا ہے۔ اور علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی بحیرہ ساوہ کی نشاندہی فارس کے اس علاقہ میں بتاتے ہیں جو ہمدان اور قم کے درمیان واقع ہے کہتے ہیں کہ اس علاقہ میں جہاں آجکل ساوہ نامی شہر آباد ہے۔ پہلے زمانہ میں یہاں ایک دریا تھا۔ اور اس میں کشتیاں چلتی تھیں، مگر عہد ولادت کے وقت ملا یکایک خشک ہو گیا۔ اور اس وقت وہاں خشک جگہ پر شہر آباد ہے۔ جسے ساوہ کہتے ہیں۔

(زرقانی جلد ا صہ ۱۲۱ الخمیس جلد ا صہ ۲۰۰)

وادی طبریہ کی روانی

ابھی یہ بات پوری نہ ہوئی تھی کہ طبرستان سے اطلاع ملی کہ فلاں وقت سے طبرستان کے لق و دق خشک جنگلات میں وادی سماوہ میں دریا بہہ رہا ہے، تو کسریٰ کا خوف و اضطراب اور بھی بڑھ گیا۔ جیسا کہ صاحب اصل نے کہا :۔

" وَرَدَ وَالعَينِ المُستَهامُ مُعِينَهُ "۔ اور بالکل بے آب مقام پر کثرت سے پانی رواں ہوا۔ (سیرت حلبیہ جلد ا صہ ۸۷)

قاضی القضاۃ کا خواب

ابھی ان واقعات وحالات پر غور ہو ہی رہا تھا۔ کہ اس مجلس میں موبد موبدان یعنی قاضی القضاۃ نے سُنایا کہ میں نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ مست اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچے جا رہے ہیں اور دریائے دجلہ اپنی سطح ترک کر کے ملک فارس میں پھیل گیا۔!

(سیرت نبویہ از دحلان جلد ا صہ ۴۲ ۔ خصائص کبریٰ جلد ا صہ ۵۱) کسریٰ نے حیران ہو کر قاضی سے کہا کہ پھر اس کا نتیجہ کیا ہے۔ کہ عرب کے کسی شہر میں کوئی امر واقع ہوا۔ اور یہ سب

محیر العقول واقعات اس کے لوازمات میں سے ہیں۔ (معارج النبوت جلد ۲ ص ۶۱)

عبد المسیح کی آمد

اور قاضی نے کہا کہ آپ حیرہ کے عامل کو قاصد کے ذریعہ فرمائیں تاکہ وہ آپ کے پاس کوئی قابل اور ماہر علم روانہ کردے۔ کیونکہ وہاں کے علماء ایسے نئے حوادثات کے علوم سے پوری واقفیت رکھتے ہیں۔ تو کسریٰ نے نعمان بن منذر والی حیرہ کے پاس قاصد کے ذریعہ مکتوب بھیج دیا۔ کہ ہمیں یہ مشکل درپیش ہے۔ آپ کوئی ایسا عالم روانہ کریں جو ہماری اس مشکل کو حل کر سکے۔ تو نعمان بن منذر نے اپنے ملک کے ممتاز اور مشہور اور ایک سو پچاس سال کے سن رسیدہ ماہر علم عبد المسیح بن ثعلبہ غسقانی کو کسریٰ کے پاس روانہ کر دیا۔ جب عبد المسیح شاہی دربار میں حاضر ہوا۔ تو صورت واقعات کی گوش گزار ہوئی۔ تو کہا میں اس مشکل کا حل پوری طرح بیان کر سکوں گا۔ اگر شاہی فرمان کی رو سے اجازت ہو تو میں اپنے ماموں سطیح سے دریافت کر کے جواب باصواب لے آؤں گا۔

(تاریخ الخمیس جلد ۱ صہ ۲۰۱)

سطیح کے حالات

سطیح کی عمر سات سو سال تھی۔ کیونکہ جب :۔
(۱) افعی نے بنی نزار میں جائیداد تقسیم کی، تو اس زمانے میں سطیح موجود تھا۔

(۲) جب یمن کے ملک میں اہل سبا پر بوجہ کفران نعمت کے سیلاب آیا۔ جسے سیل عرم کہتے ہیں کہ ملقیس کا تیار کردہ بند عرم نامی ٹوٹنے سے جو تباہی ہوئی، سطیح وہاں سے منتقل ہو کر مارب آیا۔ اور پھر مارب سے ملک شام میں پہنچ کر تمام زندگی بسر کی۔ اور جب بادشاہ یمن ربیعہ بن نصر حمیری نے خواب دیکھا۔ اور بھول گیا تھا۔ اور سب کاہن اس کی مشکل کو حل کرنے سے عاجز آئے۔ تو سطیح نے اس کا عقدہ حل کیا۔ اور وہ ایک عجیب قسم کا جسم رکھتا تھا۔ جس میں سوائے سر کے تمام جسم میں ہڈی نہ تھی۔ اور جب کوئی اس سے کچھ دریافت کرتا۔ تو اس کے جسم کو ہلاتا۔ تو وہ فصیح اور مسجّع الفاظ میں خبر بیان کرتا۔ اور جب اسکو کسی جگہ منتقل کرنا ہوتا تو اس کو کپڑے کی طرح لپیٹ کر صندوق میں رکھ کر لے جاتے تھے۔ ——

(معارج النبوت جلد۲ ص۳۴۳ ۔ خصائص کبریٰ جلد۱ ص۵۱)

واقعات کے نتائج

کسریٰ کی فرمائش پر جہاں دیدہ کاہن عبد المسیح کئی منازل طے کرتا ہوا جب سطیح کے پاس پہنچا تو فوراً نوشیرواں کا سلام عرض کیا۔ مگر سطیح کے کیسۂ حیات میں آخری سانس تھی۔ اور وہ اس دنیائے فانی سے دار البقا کی طرف رحلت کرنے کو تیار تھا۔ اس لیے اس نے بھلے بُرے کو جواب نہ دیا تو عبد المسیح نے مایوس ہو کر فی البدیہہ یہ نظم پڑھی ؎

۱۔ أَصَمُّ أَمْ يَسْمَعُ غِطْرِيفُ الْيَمَنْ ؛ أَمْ فَادَ فَازْلَمَّ بِهِ شَأْوُ الْعَنَنْ

۲۔ يَا فَاصِلَ الْخُطَّةِ أَعْيَتْ مَنْ وَمَنْ ! ؛ أَتَاكَ شَيْخُ الْحَيِّ مِنْ آلِ سَنَنْ

۳۔ وَأُمُّهُ مِنْ آلِ ذِئْبِ بْنِ حَجَنْ ؛ أَبْيَضُ فَضْفَاضُ الرِّدَاءِ وَالْبَدَنْ

۴۔ رَسُولُ قَيْلِ الْعَجَمِ يَسْرِي لِلْوَسَنْ ؛ لَا يَرْهَبُ الرَّعْدَ وَلَا رَيْبَ الزَّمَنْ

۵۔ تَجُوبُ بِيَ الْأَرْضَ عَلَنْدَاةٌ شَزَنْ ؛ تَرْفَعُنِي وَجْنٌ وَتَهْوِي بِي وَجَنْ

۶۔ حَتَّى أَرَى عَارِيَ الْجَآجِي وَالْقَطَنْ ؛ تَلُفُّهُ فِي الرِّيحِ بَوْغَاءُ الدِّمَنْ

۷۔ كَأَنَّمَا حُثْحِثَ مِنْ حِضْنَيْ ثَكَنْ

(حل لغات مشکلہ) الصمم فقدان حاسة السمع ارباب علم فهو صامم صمه عطريف السخي السري الشاب الظريف۔ السيد المحسن ارباب تعطرف اى احتال فى المشى وتكبر۔ فاد مات يقال منه فاد يفود۔ ازلم به قبض شأو العنن كناية عن الموت والشأو الغاية والعنن جمع عنان وهو سير اللجام۔ فاصل الخطة الذى يعين الامور المشكلة ويميزها ويجعل لها حدا حلا يفرق وفاصل ارباب ضرب ابانه وافرزه واما زه الخطة الامر المشكل الذى لايهتدى اليه اعييت من عى يعى اى عجز ولم يهتد لامر مراده

سُنن الطریقہ یقال استقام فلانٌ علیٰ سنن واحد ای طریقۃ واحدۃ و ھھنا لقب جد عبد المسیح۔ ففاص ما تفرق من الشئ عند کسرہ۔ عجیم یقال لماسوی العرب عند العرب و عند غیر للعرب یقال للفارس فقط۔ لیس ای سار لیلا جاب یجوب البلاد ای قطعھا۔ علندات الصعب و الغلیظ الشدید من ای حیس کان۔ شرن شق الصغرۃ۔ وجن وجین الوتد ای وقہ والثوب ای ضربہ القصار و الھھم ای رجاہ جاجی جمع جوجوٓ ی صدر السفینۃ۔ وطن ھو موضع الاقامۃ و اصل ذئب الطائرج اقطان۔ تلف من باب لفا یلفو لفواً ای قشر اللحم عن العظم۔ بوغاء و ماثار من الغُبار و دقات التراب و من السرقین والزبل وغفن النخلۃ۔ حتحث ای اضطرب البرق فی السحاب۔ حفن من حصن الصبی ای جعلہ فی حضنہ و رباہ و ضمہ الی صدرہ۔ تکن علم جبل۔

ترجمہ:- ۱۔ اے یمن کے سردار اور رئیس!! کیا آپ بہرے ہیں، یا سنتے ہیں۔؟ یا فوت ہو چکے ہیں اور موت کے جال نے اسکو شکار کر کے قابو کر لیا ہے۔؟

۲۔ اے وہ شخص! جو بہت مشکلات اور مبہمات والے اُمور کو حل فرماتے تھے۔ کیا اب آپ ہماری موجودہ پیچیدگی کی عقدہ کشائی سے عاجز ہو گئے۔؟ شاید جناب کے گوش گزار ہوا ہوگا کہ آپ کی خدمت میں کون حاضر ہوا ہے۔؟! آپ کی خدمت میں سنن نامی جدِ بزرگوار کی آل سے قوم کا سردار حاضر ہوا ہے۔

۳۔ اور اس کی ماں ذئب بن حجن کی اولاد سے ہے آپ کی خدمت میں اپنی قوم کا ایک بھلا مانس اور سفید پوش شخص حاضر ہوا ہے۔ جس کی چادر پرانی ہو کر پارہ

پارہ ہوتی ہے، تب بھی وہ برابر سفید رہتی ہے۔

۴:۔اور آپ کے پاس ملک عجم فارس کے بادشاہ کا قاصد حاضر ہوا ہے۔ جو کہ ایک جماعت کیلئے راتوں کو سفر کر کے آیا ہے۔ اور وہ بادل کی گرج اور زمانہ کے گوناگوں حوادثات سے نہیں گھبرایا۔

۵:۔اور وہ اس سفر میں بڑی دشوار گھاٹیوں اور ناقابل گزر چٹانوں کو عبور کر کے آیا اور اس نے راستہ میں ایسے نشیب و فراز طے کیے۔ جہاں کا اتار چڑھاؤ بہت ہی مشکل تھا۔ مگر وہ اس طرح چلا جیسا کہ تیر کمان سے گزرتا ہے۔

۶:۔حتیٰ کہ میں نے دریائی علاقوں میں بہت کشتیوں کے سینے اور جنگلات میں کئی آشیانہ نشین پرندوں کو بھاگتے دیکھا اور راستہ میں اولوں اور منگنیوں اور بدبودار غبار آلودہ آندھی نے اس کو اس طرح ستایا، جیسا کہ ہڈیوں سے گوشت اتر گیا ہو۔

۷:۔مگر وہ دلاور جوان تمام آفات کو برداشت کرتا ہوا اس طرح ہنستا، کودتا ہوا چلا آیا جیسا کہ تسکن نامی پہاڑ کے بادلوں میں بجلی چمکتی ہے۔

جب سطیح نے یہ نظم سنی تو سر اٹھایا اور حسب دستور قدیم یہ مسجع عبارت پڑھی:۔

عَبْدُ الْمَسِيحِ جَاءَ إِلَى سَطِيحٍ عَلَى جَمَلٍ مُشِيحٍ جِئْنَ أَدْنَى عَلَى الضَّرِيحِ يَعَثُكَ مَلِكُ بَنِي سَاسَانَ لِارْتِجَاسِ الْإِيوَانِ وَخُمُودِ النِّيرَانِ وَرُؤْيَا الْمُوبَذَانِ رَأَى إِبِلًا صِعَابًا تَقُودُ خَيْلًا عِرَابًا قَدْ قَطَعَتْ دِجْلَةَ وَانْتَشَرَتْ فِي بِلَادِهَا۔ عَبْدُ الْمَسِيحِ إِذَا كَثُرَتِ التِّلَاوَةُ وَظَهَرَ صَاحِبُ الْهِرَاوَةِ وَخَمَدَتْ نِيرَانُ فَارِسٍ وَغَارَتْ سَمَاوَةُ وَغَاضَ وَادِي السَّمَاوَةِ فَلَيْسَتِ الشَّامُ بِسَطِيحٍ شَامًا يَمْلِكُ مِنْهُمْ مُلُوكٌ وَمَلِكَاتٌ عَلَى عَدَدِ الشُّرُفَاتِ وَكُلُّ مَا هُوَ آتٍ۔

عبد المسیح سطیح کے پاس ایک تیز اونٹ پر آیا جب کہ وہ سفر آخرت کی تیاری کر رہا تھا۔ پھر کہا کہ:۔

"اے عبد المسیح! تجھے ساسانی بادشاہ نوشیرواں نے اسلیے روانہ کیا ہے کہ اس کا ایوان

ہل گیا اور آتشکدہ بجھ گیا۔ اور قاضی القضاۃ نے خواب دیکھا کہ مست اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچ کر لے جا رہے ہیں اور دریائے دجلہ ٹوٹ کر اس کا پانی شہروں میں پھیل گیا۔ اے عبد المسیح! جب قرآن کریم کی تلاوت کا وقت قریب آئے گا اور صاحب عصا کی بعثت کا زمانہ نزدیک ہوگا۔ تو وادی سماوہ میں دریا بہے گا۔ اور دریائے سماوہ خشک ہو جائے گا۔ اور فارس کا آتشکدہ بجھ گیا۔ اور ایرانیوں کے لیے بابل میں جگہ نہ رہے گا۔ اور شام میں سطیح کی آرام گاہ نہ ہوگی۔ بلکہ آخرت کو سدھا رے گا۔ تو ایوان کے گرے ہوئے کنگروں کی گنتی میں بعض ساسانی مرد اور عورت بادشاہی کر گزریں گے۔ تو پھر چودہ ہوگا کہ ساسانیوں کی حکومت ختم ہو جائے گی رہا۔"

اس بات کے کہنے کے بعد سطیح فوراً فوت ہو گیا۔ اور عبد المسیح نے کسریٰ کو ایک ایک لفظ سے آگاہ کیا۔ تو کسریٰ نے کہا کہ چودہ آدمیوں کی حکومت پر مدت مدید و عرصہ بعید گزرے گا اور مطمئن ہو کر زندگی گزارنے لگا۔

(الروض الانف جلد ۱ صہ ۲۰)

مگر قدرت نے یہ کیا کہ چودہ میں سے دس بادشاہ صرف چار سال میں اپنی مدت پوری کر گئے۔ اور ان کا آخری بادشاہ یزدجرد ۳۱ھ میں خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سعد بن ابی وقاص کے حملہ سے مرو میں مقتول ہوا۔ (معارج النبوت جلد ۲ صہ ۶۳) اور ساسانیوں کی حکومت تین ہزار چار سو ساٹھ سال قائم رہنے کے بعد ۳۱ھ میں ختم ہوئی۔ اور چودہ اشخاص میں سے تیرہ مرد اور ایک عورت بوران نامی نے بادشاہی کی تھی۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ صہ ۹۰)

چاند سے باتیں

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ یارسول اللہ! چاند آپ سے کیا باتیں کرتا تھا ؟ جب کہ آپ چالیس دن کے تھے۔ اور انگلی مبارک سے چاند کو جدھر اشارہ فرماتے تو چاند ادھر ہی لوٹ جاتا تھا۔ اور یہی واقعہ میرے اسلام لانے کا باعث ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مادرِ مہربان نے میرے ہاتھوں کو کس کر باندھا تھا اور مجھے اس تکلیف کے باعث رونا آتا تو چاند منع کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اگر آپ کے

آنسو کا ایک قطرہ زمین پر ٹپکا تو قیامت تک روئے زمین سے سبزہ نہ اُگے گا۔ پھر میں اپنی امت پر رحم کرتے ہوئے خاموش ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ جب آپ ﷺ چالیس دن کے تھے۔ تو یہ حال آپ ﷺ کو کیونکر معلوم ہوا۔؟ آپ نے جواب دیا کہ اس سے عجیب تر حال آپ کو سناؤں۔ لوح محفوظ پر قلم کے چلنے کی آوازیں سنتا تھا۔ حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔ اور عرش کے نیچے والے فرشتوں کی تسبیح پروردگار کی میں سنتا تھا۔ حالانکہ میں بطن مادر میں تھا اور سورج اور چاند جب غروب ہو کر عرش کے نیچے سجدہ میں تسبیح پڑھتے ہیں۔ میں ان کی تسبیح سنتا تھا۔ حالانکہ میں ماں کے پیٹ میں تھا۔ (معارج النبوت جلد ۲ ص ۷۲) صابونی نے کہا کہ یہ حدیث معجزات کے بیان میں بہت اچھی ہے۔ (مواہب لدنیہ ص ۲۹۔ انوار محمدیہ ص ۳۱)

ف:۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پہ کھلونا نور کا!

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار گہری نگاہ سے حضور علیہ السلام کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے چچا! کچھ کہنا چاہتے ہو۔؟ میں نے عرض کی ہاں۔!! جس وقت آپ کو حلیمہ دودھ پلایا کرتی تھی آپ چالیس دن کے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ چاند سے بات کرتے تھے اور چاند آپ ﷺ سے بات کرتا ہے مگر ایسی زبان میں جس کو میں نہ سمجھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے میرے چچا! اس وقت میرے دائیں جانب قماط (باندھنا) بہت سخت باندھا گیا۔ پس میں ارادہ کرتا تھا کہ روؤں اور چاند کہتا تھا کہ مت رونا۔ اس لیے کہ اگر آپ ﷺ کے آنسو کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرا تو سر سبز زمین اجاڑ ہو جائے گی پس حضرت عباس نے تعجب کرتے ہوئے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔ اور کہا اے چچا! کچھ اور زیادتی چاہتا ہوں تو فرمایا کہ پھر مجھے بائیں جانب سے تنگ کیا پھر رونے کا ارادہ کیا۔ تو چاند نے کہا۔ اے اللہ کے دوست! رونا نہیں کیونکہ تیرے آنسو سے ایک قطرہ زمین پر گرا تو قیامت تک زمین سے سبزی نہیں اُگے گی۔ تو میں نے اپنی اُمت پہ رحم و شفقت کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی۔ پس حضرت عباس نے حیرت زدہ ہو کر

پوچھا۔ کیا آپ اس کو جانتے تھے۔؟ حالانکہ آپ چالیس دن کے تھے۔ تب آپ نے فرمایا:۔

اے میرے چچا! مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ تحقیق لوحِ محفوظ پر قلم کے لکھنے کی آواز میں سُنتا تھا۔ حالانکہ میں رحم کے اندھیرے میں تھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے میرے چچا! تیرے لئے کچھ اور زیادہ کہوں؟ حضرت عباس نے عرض کیا ہاں! آپ نے فرمایا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عرش کے سامنے سورج اور چاند کے سجدہ کی تسبیح سنتا تھا۔ حالانکہ اس وقت میں رحم کے اندھیرے میں تھا۔ پھر آپ نے فرمایا اے میرے چچا! تیرے لیے کچھ اور زیادہ کیا کہوں۔؟ حضرت عباس نے عرض کی۔ ہاں۔ یا تو آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی مبعوث فرمائے ان کو چالیس سال سے اپنے نبی ہونے کا علم نہ ہوتا تھا۔ مگر عیسیٰ بن مریمؑ جب پیدا ہوئے تو کہا:۔

انی اعبد واللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا۔	"میں اللہ کا بندہ ہوں۔ مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا"

اور آپ کا بھتیجا (جس نے اپنی ذات بابرکات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ فرمایا) پھر آپ نے فرمایا: اے میرے چچا! تیرے لیے کچھ اور زیادہ کہوں۔؟ حضرت عباس نے عرض کی ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ سوموار کی رات جب کہ میں پیدا ہوئے۔ سات آسمانوں پر سات پہاڑ پیدا فرمائے۔ اور ان فرشتوں سے ان کو پُر کیا۔ جن کی تعداد سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جو قیامت تک اللہ کی تسبیح تقدیس کرتے رہیں گے۔ اور ان کی تسبیح تقدیس کا ثواب اس بندے کو ملے گا جس کے سامنے میرا نام ذکر کیا گیا تو اس نے درود شریف پڑھا۔

شواہدِ الملح وموارِدِ المخ۔

(نزھۃ المجالس جلد ا ص ۹۰)

خلاصہ حالاتِ رضاع!

امام قضاعی نے عیون المعارف میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ ماجدہ نے سات دن دودھ پلایا۔ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اسی بی بی نے دودھ پلایا اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپس میں رضاعی بھائی ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بی بی خولہ بنت المنذر نے دودھ پلا کر شرف حاصل کیا۔ اور پھر تین کنواری عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے سے شرافت اور بزرگی حاصل کی۔ اور وجہ دودھ پلانے کی اس طرح وقوع میں آئی۔ کہ ان کنواری عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک میں پستان دیا تو فوراً ہی ان کے پستانوں میں آپ ؐ کی برکت سے دودھ اُتر آیا۔ اور یہی حال بی بی ام ایمن کا ہے کہ انہوں نے اپنی، اولاد ایمن اور اسامہ کو کافی مدت سے دودھ پلایا تھا۔ اب تو عرصہ دراز سے دودھ خشک ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ بعض مورخین نے اسی بنا پر اس رضا کا انکار کر دیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس کا بھی دودھ اتر آیا تھا۔ اور ان تینوں کنواری بی بیوں کے نام مبارک عاتکہ تھے۔ اس لیے حدیث شریف میں ہے کہ:۔

اَنَا ابْنُ الْعَوَاتِكِ مِنْ سُلَيْمٍ	"میں بنی سلیم کی عاتکہ نامی عورتوں کا بیٹا ہوں!"

اور آنحضرت ؐ کو بی بی ام فروہ نے دودھ پلا کر کمال بزرگی پائی اور ان سب کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دائی حلیمہ نے دودھ پلا کر عزت و عظمت حاصل کی اور خصائص صغریٰ میں ہے کہ:۔

لَمْ تُرْضِعْهُ صلی اللہ علیہ وسلم مُرْضِعَةٌ اِلَّا اَسْلَمَتْ!	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دائی نے دودھ نہیں پلایا مگر وہ مسلمان ہو گئی!

(سیرتِ حلبیہ جلد ا صہ۱۰۰ تا ۱۰۵ بطور ایجاز)

دائی حلیمہ کا خواب

کتاب شرف المصطفٰے میں لکھا ہے۔ کہ علاقہ طائف میں قحط ہو گیا اور جنگلوں میں گھاس اور باغات میں درخت خشک ہو گئے۔ جانور دُبلے اور پتلے ہو گئے۔ اور شیر دار حیوانات کے پستانوں میں دودھ نہ رہا۔ اور اس وقت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا نہایت ہی تنگی اور افلاس کی حالت میں زندگی بسر کر رہی تھی۔ اور یہ سب حالات اس نیک بخت بی بی کو سعادتِ ابدی کے حصول کے لیے قدرت ایزدی نے پیدا فرما دیئے۔ جنی کہ بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:۔

"میں افلاس کی وجہ سے زمین کی سبزی اور نباتات سے اپنا پیٹ پالتی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کا حمد اور شکر بجا لاتی تھی۔ اور پھر ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ گھاس کھانے سے طبیعت اکتائی تو تین دن تک گزر گئے۔ اور کھانے کو کچھ نہ ملا۔ بھوک کے مارے بیتاب اور مضطرب تھی۔ کہ اس حال میں میرا بچہ پیدا ہوا۔ مگر بوجہ بھوک کی شدت سے درد وضع محسوس ہوا۔ اس بے تابی کے عالم میں جب آنکھ جھپک گئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک بزرگ سیرت وصورت نے میرا ہاتھ پکڑا اور نہر پہلے گئے۔ جس کا پانی دودھ سے بڑھ کر سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اور کہا کہ "اے حلیمہ! پی لے!! میں جتنا پی سکتی تھی پی لیا۔ تو اس شخص نے کہا مجھے پہچانتی ہو۔ میں کون ہوں۔؟ میں نے کہا۔ نہیں۔ کہا وہ حمد و شکر ہوں۔ جو تو تنگی و فراخی میں میرے ساتھ خدا کی حمد کیا کرتی تھی۔ اے حلیمہ! اب تو مکہ میں جا۔ کیونکہ وہاں تیرے لیے کشادہ روزی اور فراخ رزق ہے۔ مگر تو اپنی حالت کو چھپائے رہیو۔ بی بی حلیمہ نے فرمایا کہ جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو اپنے آپ کو نہایت حسین اور خوبصورت پایا۔ اور میری چھاتی میں اس قدر دودھ اتر آیا۔ کہ دودھ کے بوجھ سے چھاتیوں کے اٹھانے کی طاقت نہ رہی۔ پس عورتوں نے میری یہ کیفیت دیکھ کر تعجب کیا۔ اور دریائے حیرت میں ڈوب گئیں لیکن میں اس ماجرا کے پوشیدہ رکھنے کی مامور تھی۔ لہٰذا ان پر اظہار نہ کیا۔!!

(انتخاب از خیر المونس جلد ۲ صہ ۱۶۴۔ معارج النبوت جلد ۲ صہ ۶۵)

روانگی بسوئے مکہ مکرمہ

دس عورتیں اپنے شہر سے نکل کر مکہ کی طرف چل کھڑی ہوئیں۔ بی بی حلیمہ بھی بمعہ اپنے خاوند، حارث بن عبدالعزیٰ کے اور دو دختروں انیسہ بنت الحارث اور خذامہ بنت الحارث کے اور ایک فرزند عبداللہ بن حارث شیر خوار کے اور ایک لاغر اور ضعیف گدھی کے جو بمشکل چل سکتی تھی۔ اور ایک دُبلی اونٹنی کے جس کا بچہ مرگیا تھا اور اس کے تھنوں میں لاغری کی وجہ سے دودھ کا ایک قطرہ تک نہ تھا چل پڑی۔ (دلائل النبوت جلد ا صـ ۴۷)۔

بی بی نے فرمایا کہ ہم وہ دشوار راہیں طے چلے جاتے تھے۔ کہ اثنائے راہ میں درختوں کے چند جھنڈ نظر آئے۔ اور ایک درخت میں سے ایک شخص نکلا جس کے پاس ایک قسم کا حربہ تھا اس نے قریب آکر میری گدھی کو مکا مار کر ہانکا تو سواری خود بخود چلنے لگی۔ پھر کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے تیرے پاس شیطان کو بھگانے کے لیے اور تجھے خوشخبری سنانے کے لیے بھیجا ہے حتیٰ کہ چلتے چلتے جب میں مکہ سے دو فرلانگ ورے پہنچ گئی اور وہاں رات گزاری تو خواب میں معلوم ہوا کہ میرے اردگرد سب دائیاں ہیں اور میں درخت کے نیچے ہوں اور اوپر سے ایک کھجور کا دانہ میری گود میں گرا اور میں نے اٹھا کر کھایا اس میں اس قدر مٹھاس ہوا کہ تا زمان مفارقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زائل نہ ہوا۔ جب دوسرے دن ہی مکہ پہنچی۔ تو ہم سے قوم سبقت لے گئی۔ اور ہر ایک دائی نے ایک ایک بچہ لے لیا اور میں تنہا رہ گئی کہ مجھے کوئی بچہ نہ ملا۔ ادھر میرا معصوم بچہ سخت بیمار تھا۔ حتیٰ کہ ایک بار میں نے اُسے مُردہ خیال کیا۔ مگر اس نے یکایک آنکھ کھولی۔ اور مسکرایا تو مجھے سکون آیا۔ پھر میں کسی بچہ کے حصول کے لیئے اِدھر اُدھر دوڑی۔ اور کافی کوشش کی۔ مگر ناکام واپس ہوئی۔ (معارج النبوت جلد ۲ صـ ۲۶)

خواجہ عبدالمطلب سے ملاقات

بی بی اپنے خاوند کو اس بے بسی کا ذکر کر رہی تھی کہ ناگاہ ایک باعظمت بزرگ نے اعلان کیا کہ تم میں کوئی عورت باقی ہے جس کو لڑکا نہ ملا ہو؟ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔؟!

کہا عبدالمطلب بن ہاشم، سردار قریش ہے۔ پھر بی بی حلیمہ نے اس کے پاس جاکر سلام کیا۔ عبدالمطلب نے کہا تو کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں بنی سعد کی عورت ہوں۔ اور میرا نام حلیمہ ہے خواجہ عبدالمطلب مسکرائے۔ اور فرمایا۔ میرے پاس ایک بچہ ہے اس کا نام محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے میں نے بنی سعد کی سب عورتوں کو دکھلایا۔ مگر کسی نے اس کو قبول نہ کیا۔ میں نے عرض کی کہ میں خاوند کے مشورے کے بعد جواب دوں گی۔ چنانچہ جب میں نے خاوند سے ذکر کیا تو اس نے کہا، جلدی جا۔ اور ابھی لے آ۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور عورت اس کو لے لیوے۔ پھر میں خوجہ عبدالمطلب کے پاس آئی۔ اور وہ مجھے بی بی آمنہ کے پاس لے گئے۔ (ریاض الازہار صہ ۹۹)

حالات رضاعت شریف

اور بی بی نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اون کے سفید کپڑے میں لپٹا ہوا دیکھا جو دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا اور اس کے نیچے حریر سبز تھا اور آپ ؐ نیند میں تھے۔ میں نے آپؐ کو بیدار کرنے کا ارادہ کیا۔ میں آپ ؐ کے حسن وجمال پر عاشق ہو گئی۔ پھر میں نے نزدیک ہوکر آپ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا تو آپ ؐ نے تبسم فرمایا، اور آنکھ مبارک کھول کر میری طرف نگاہ کی تو آپ کی آنکھ مبارک سے نور کا شعلہ نکل کر آسمان تک چلا گیا۔ اور میں اس کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے بعد میں نے آپ کی دونوں آنکھوں بوسہ دے کر آپ کو اٹھالیا، اور دائیں جانب کا دودھ دیا تو آپ نے پیا۔ اور جب میں نے بائیں طرف سے دودھ دینا چاہا تو آپ نے نہ پیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو ابتدا ہی میں عدالت کا الہام فرمایا اور انصاف عطا فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم فرمایا کہ آپ کا اس دودھ پینے میں شریک ہے۔ جو حلیمہ کا بیٹا ہے اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال تھا۔ کہ ایک طرف اپنے رضاعی بھائی کے لیئے نگاہ رکھتے تھے۔ پھر جب میں آپ کو اپنے خاوند کے پاس لے گئی تو وہ بھی آپ کے جمال پہ عاشق ہوئے۔ اور سجدہ کیا۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صہ ۲۰) اور بی بی نے فرمایا کہ جب ہم واپس ہوئے اور میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی اور آپ کو اٹھالیا، تو گدھی نے ایسا تیز قدم اٹھایا کہ سب سواریوں سے

سبقت لے گئی۔ حتیٰ کہ میری ساتھ والیوں نے تعجب کر کے کہا یہ وہی سواری ہے جس پر تو آئی تھی؟ تو میں کہتی تھی ہاں وہی ہے! تو وہ کہتی تھیں کہ اس کی عجیب حالت ہے اس سے پہلے تو بہت دُبلی اور پتلی تھی۔ (خلاصۃ السیر صہ ۷۔ سیرت ابن ہشام جلد ا صہ ۵۵۔ دلائل النبوۃ صہ ۷۴) بی بی حلیمہ نے فرمایا۔ جب ہم گھر پہنچے تو اس زمین میں سرسبز جگہ مجھے کہیں نظر نہ آتی تھی۔ مگر میری بکریاں جب شام کو گھر آئیں تو سب موٹی تازی اور دودھ دار تھیں۔ تو سب قبیلے والے اپنے چرواہوں سے کہتے۔ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں وہیں ہمارے جانور بھی لے جایا کرو۔ انہوں نے نہ جانا کہ چراگاہ دوسری نہیں بلکہ ایک ذات پاک کی برکت تھی۔ تو ان کے جانور بھوکے واپس آتے۔ اور دودھ کا ایک قطرہ نہ دیا۔ اور بی بی حلیمہ کی بکریاں خوب سیر ہو کر شام کو واپس آتی تھیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہوئی۔ اور بی بی حلیمہ کے گھر میں برکت زیادہ ہو گئی۔ اور خیر و سعادت بڑھتی رہی!

(مواہب لدنیہ جلد ا صہ ۲۸۔ سیرت ابن ہشام جلد ا صہ ۵۵)

خاتمۃ الکتاب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات کا بیان ناپیدا کنار سمندر ہے۔ اور میں نے بہت اجمال کے ساتھ تحریر کیا ہے ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بماند تشنہ مستسقی و دریا ہم چناں باقی!

اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدۃ النعمان میں رقم فرمایا ؎

مَاذَا يَقُوْلُ الْمَادِحُوْنَ وَمَا عَسٰى
اَنْ يَّجْمَعَ الْكُتَّابُ مِنْ مَعْنَاكَا

وَاللہِ لَوْ اَنَّ الْبِحَارَ مِدَادٌ وَهُمْ
وَالشَّعَبُ اَقْلَامٌ جُعِلْنَ لَذَاکَا
لَمْ یَقْدِرِ الثَّقَلَانِ یَجْمَعُ نُزْرَهٗ
اَبَدًا وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهٗ اِدْرَاکَا

"آپ کی مداح آپ کی تعریف کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں، کہ لکھنے والے آپؐ کی سیرت وصورت معنوی اور اوصافِ حمیدہ سے کچھ تحریر کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تمام سمندر روشنائی ہو جائیں اور تمام روئے زمین کے قلم بنا دیئے جائیں اور تمام گروہ جن وانسان، اور ساکن ارض وسما ایڑی چوٹی کا زور لگائیں، بایں ہمہ کوشش کے آپ کے مکارم اور اوصافِ جمیلہ سے ایک ذرہ بھر بھی نہ لکھ سکیں گے۔ لکھنا تو در کنار، اس کا ادراک بھی نہ نہ کر سکیں گے۔" ؎

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است
صلی اللہ علیہ وسلم

جگرؔ مراد آبادی نے کہا ہے ؎

اے مثلِ تو در جہاں نگارے ⁂ یزداں دگر نہ آفریدہ!
اے آنکہ بر امتزاجِ کامل! ⁂ در جملہ بر صفات برگزیدہ
تو پرتوِ حسنِ ذات از تو!! ⁂ یک شمہ بہ گرداں رسیدہ!
کے عقل تواں رسید بہ پایاں ⁂ ہم عشق ہنوز تا رسیدہ!

لولاک لما خلقت الافلاک
در مدحِ تو جانِ ہر قصیدہ!
اے اسم تو حرزِ جانِ عشاق
اے ذکر تو قطبِ نورِ دیدہ

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ○

از دست غلامان

از دستِ غلام غلامانِ رسالت پناہی

فیض محمدؒ قادری

کتاب "سرور العباد فی بیان المیلاد" در مدرسہ قادریہ گجہ نزد بھکر ضلع میانوالی مورخہ ۳ صفر المظفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۵۵ء بروز چہار شنبہ بوقت قبل از صبح صادق اتمام پذیرفت !!

تمت بالخیر

(اشفاق احمد خاں بلوچ خوشنویس ۲۹ ریٹائرز کالونی ملتان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محفل میلاد شریف و قیام بوقت ذکر ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ بعض لوگ اس قیام سے انکار کرتے ہیں بدیں وجہہ کہ قرون ثلثہ میں نہ تھا اور نا جائز بتلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ثقات علماء سے خصوصاً اس بارے میں منع وارد ہے چنانچہ سیرت شامی میں ہے۔ ہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا ان کے اقوال کا کیا حال ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا بیان و اظہار اور اپنے فضل و رحمت کے ساتھ مطلقاً خوشی منانے کا حکم دیا ہے قال اللہ تعالیٰ واما بنعمۃ ربک فحدث وقال اللہ تعالیٰ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا۔ ولادت حضور صاحب لولاک تمام نعمتوں کی اصل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا الایہ اور فرماتا ہے وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین تو آپ کی خوبیوں کا بیان و اظہار کا نص قطعی سے ہمیں حکم ہوا اور کار خیر میں جسقدر مسلمان کثرت سے شامل ہوں اسیقدر زائد خوبی اور رحمت کا باعث ہے اسی مجمع میں ولادت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کرنے کا نام مجلس و محفل میلاد ہے۔ امام ابوالخیر سخاوی تحریر فرماتے ہیں ثم لازال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن یشتغلون فی شہر مولدہ صلے اللہ علیہ وسلم تعمل الولائم البدیعۃ المشتملۃ علے الامور البہجۃ الرفیعۃ ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون السرور ویزیدون فی المبرات ویہتمون بقرأۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم انتہی یعنی پھر اہل اسلام تمام اطراف و اقطار اور شہروں میں بماہ ولادت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم عمدہ کاموں اور بہترین شغلوں میں رہتے ہیں اور اس ماہ مبارک کی راتوں میں قسم قسم کے صدقات اور اظہار سرور و کثرت حسنات و اہتمام قرأۃ مولد شریف عمل میں لاتے

میں اور اسکی برکت سے انپر بفضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔ اور قول بعض کا کہ میلاد بایں ہیئت کذائی
قرون ثلاثہ میں نہ تھا ناجائز ہے باطل اور پراگندہ ہے اس لیے کہ قرون و زمانہ کو حاکم شرعی
بنانا درست نہیں یعنی یہ کہنا کہ فلاں زمانہ میں ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور فلاں زمانہ میں ہو تو
باطل اور ضلالت ہے حالانکہ شرعاً و عقلاً زمانہ کو حکم شرعی یا کسی فعل کی تحسین و تقبیح میں دخل
نہیں نیک عمل کسیوقت میں ہو نیک ہے اور بد کسی وقت میں ہو برا ہے ففی الحدیث الشریف
من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا و من ہذا النوع قول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ
فی التراویح نعمت البدعۃ۔ تو ثابت ہوا کہ ہر امر مستحدث در دین خواہ قرون ثلثہ میں ہو یا
بعد بمقتضائے عموم من کہ حدیث میں من سن سنۃ میں مذکور ہے اگر موافق اصول شرعی کے ہے
تو وہ بدعت حسنہ ہے اور محمود و مقبول ہوگا اور اگر مخالف اصول شرعی ہو تو مذموم اور مردود
ہوگا قال عیاض المالکی کل ما احدث بعد النبی صلے اللہ علیہ وسلم فہو بدعۃ والبدعۃ فعل ما لا سبق
الیہ فما وافق اصلا من السنۃ ویقاس علیہا فہو محمود وما خالف اصول السنن فہو ضلالۃ ومنہ
قولہ علیہ الصلاۃ والسلام کل بدعۃ ضلالۃ الخ اور سیرت شامی میں ہے تعرض البدعۃ علی القواعد
الشرعیۃ فاذا دخلت فی الایجاب فہی واجبۃ او فی قواعد التحریم فہی محرمۃ او المندوب فہی
مندوبۃ او المکروہ فہی مکروہۃ او المباح فہی مباحۃ علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں فرماتے
ہیں ان کانت تندرج تحت مستحسن فی الشرع فہی بدعۃ حسنۃ وان کانت تندرج تحت
مستقبح فی الشرع فہی بدعۃ قبیحۃ انتہی ان عبارات سے ثابت ہوا کہ وہابیہ کا بدعت کو صرف
بدعت سیئہ میں منحصر ماننا اور اسکی کیفیت کیطرف نظر نہ کرنا محض ادعا اور باطل ہے بلکہ بعض
بدعت بدعت حسنہ ہے اور بعض بدعت واجبہ ہے جس کلیہ کے تحت داخل ہو ویسا ہی حکم ہوگا
اور یہ شروع میں تحریر ہو چکا ہے کہ ذکر ولادت شریف "واما بنعمۃ ربک فحدث" کے
تحت میں ہے تو قطعاً مندوب و مشروع ہوا۔ علامہ ابن حجر نے فتح المبین میں لکھا ہے والحاصل
ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا و عمل المولد واجتماع الناس کذالک۔ یعنی بدعت حسنہ

کے مندوب ہونے پر اتفاق ہے اور عمل مولد شریف اور اسکے لیے لوگوں کا جمع ہونا اسی قبیل سے
ہے جسمیں مجمع کی تصریح بھی موجود ہے اور مسلم الثبوت میں ہے شاع وذاع احتج بہم سلفاً وخلفاً
بالعمومات من غیر نکیر اور یہ بھی اوسمیں ہے والعمل بالمطلق یقتضی الاطلاق۔ تحریر الاصول علامہ
ابن الہمام اور اسکی شرح میں ہے العمل بہ ان یجری فی کل ماصدق علیہ المطلق پس ذکر الٰہی کی خوبی
شرع سے مطلقاً ثابت ہے قال اللہ تعالیٰ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر
بکثرت کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر بعینہ خدا کا ذکر ہے حق سبحانہٗ
تعالیٰ اپنے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک بلند کیا ہمنے
تمہارے ذکر کو تمہارے واسطے امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں اس
آیہ کریمہ کی تفسیر میں سیدنا ابن عطا قدس سرہ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں جعلتک
ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی یعنی اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ
میں نے تم کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا پس جو تمہاری یاد کرے اوسنے میری یاد کی
بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کرسکتا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی
یاد و تعریف بعینہ خدا کی یاد ہے پس بحکم اطلاق جس جس طریقہ سے آپ کی یاد کیجائے گی
حسن ومحمود رہیگی۔ ایسا ہی قیام بوقت ذکر ولادت حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اولاً
اس کے جواز ثابت کرنے میں ہمیں ضرورت نہیں کیونکہ کل اشیاء میں حلت ہے جو کوئی
عدم جواز کا دعویٰ کرے اوسپر دلیل وبینہ ہے ہمارے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ عدم جواز
کی کوئی دلیل نہیں حدیث شریف میں ہے الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ
فی کتابہ وما سکت عنہ فہو مما عفا عنہ ہاں ہم قیام کے مستحسن ہونیکا ثبوت بھی دیتے ہیں
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر مسلمانوں کا عین ایمان ہے اور اوسکی خوبی وتعریف قرآن
عظیم سے مطلقاً ثابت ہے قال اللہ تعالیٰ انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا
باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وقال اللہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من

منتہی القلوب وقال اللہ تعالیٰ ومن یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ بس بوجہ اطلاق
آیات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم جس طریقہ سے کیجائے گی حسن و محمود رہیگی اور خاص طریقوں
کیلئے جداگانہ ثبوت کی ضرورت نہ ہوگی ہاں اگر کسی طریقہ کی ممانعت شرعاً ثابت ہوگی تو
وہ بیشک ممنوع ہوگا امام ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں تعظیم النبی صلے اللہ علیہ وسلم بجمیع
الواع التعظیم التی لیس فیہا مشارکۃ اللہ تعالیٰ فی الالوہیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارھم
انتہی نبی کریم صلے اللہ کی تعظیم تمام اقسام تعظیم کے ساتھ جس سے الوہیہ الٰہ میں شرکت لازم نہ آئے
ہر طرح امر مستحسن ہے سوا ورد الشرع بخصوصہ اولم یرد فذلک لان مطلق التعظیم وماحث علیہ والیہ
فلیعظم کل ماسیمی باسمہ جن کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے نور بصارت بخشا ہے ان کے نزدیک
یہ قیام بوقت ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض بنظر تعظیم و اکرام حضور اقدس
بجالاتے ہیں بیشک حسن و محمود ہے تاوقتیکہ منکرین خاص اس صورت کی ممانعت قرآن وحدیث
سے ثابت نہ کریں اور انشاءاللہ تعالیٰ تاقیامت اس کی ممانعت ثابت نہ کرسکیں گے۔ رہا
یہ کہ قیام ذکر ولادت شریف ہی کے وقت کیوں ہے اسکی وجہ نہایت روشن اور واضح ہے
اولاً صدہا سال سے علمائے کرام اور بلاد اسلام میں یونہیں معمول ہے ثانیاً ائمہ دین کی تصریح
ہے کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کی ہے اور صورت
تعظیم میں سے ایک صورت وقت قدوم منظم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت حضور سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وسلم کی عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب
ہوئی۔ ثالثاً وقت ولادت شریف حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے ملائکہ تعظیم
کیواسطے کھڑے ہوئے تھے شرف الانام تصنیف علامہ شیخ قاسم بخاری میں یہ روایت موجود ہے
اسلئے ہم بھی جب ذکر ولادت شریف کرتے ہیں تو ان ملائکہ کا تشکل پیدا کرتے ہیں کیونکہ محدثین
کے نزدیک واقعہ مرویہ کیصورت اور تشکل پیدا کرنا مستحب ہے چنانچہ بخاری شریف کے متین
میں روایت ہے کہ وقت نزول وحی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ساتھ دل میں پڑھتے اور لبوں کو ہلاتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو ثبت بہ حدیث روایت کرتے ہیں تو اپنے لبوں کو ہلا دیتے جسطرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہلاتے تھے اور حضرت ابن جبیرؓ بھی ہلاتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ہلاتے دیکھا پس جبکہ صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے واقعہ مردیہ کا تشکل اور تمثل ثابت ہے تو ہم بھی واقعہ میلاد میں قیام ملائکہ کا تشکل و تمثل پیدا کرتے ہیں باقی صحابہ کرام و تابعین عظام کا قیام ملائکہ کا تشکل نہ بنانا اور محفل میلاد شریف کو ہیئت کذائی کے ساتھ آراستہ نکرنا مستلزم منع شرعی نہیں۔ امام احمد بن محمد قسطلانی شارح بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:۔ الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع الخ علامہ برزنجی عقد الجواہر میں فرماتے ہیں:۔ قد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلے اللہ علیہ وسلم مرامہ ومرماہ الخ علی الخصوص حرمین شریفین مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ مبدأ و مرجع دین و ایمان کے اکابر علماء و مفتیان فضلاء ئی مذاہب اربعہ مدتوں سے میلاد مع قیام کرتے آئے اور اس کے جواز کا فتوی دیتے آئے پھر ان پر ضلالت اور گمراہی کا اطلاق کیونکر ہوسکتا ہے

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

رہا عبارت سیرت شامی سے استدلال سو وہ سب باطل کیونکہ علامہ برہان الدین حلبی انسان العیون فی سیرت الامین المامون عبارت مذکورہ کو نقل کرکے تصریح فرماتے ہیں ای لکن ھی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ اور اس میں ہے قد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلے اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینا و ورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشایخ الاسلام فی عصرہ انتہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

کتبہ العبد المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفے النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفےٰ احمد رضا خان

فتویٰ علامہ مفتی محمد نور الحسین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مجلس میلاد شریف و وعظ شریف میں جو ہار و پھول و درخت کاغذ وغیرہ کے بنا کر لگائے جاتے ہیں آیا اُن کا لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا بالتفصیل والدلیل توجروا من اللہ الاجر الجزیل۔ المستفتی مولوی عبدالولی بنگالی ۴ر شعبان ۱۳۴۹ھ

الجواب

واللہ سبحانہ وتعالیٰ ہو الموفق للحق والصواب جسطرح کہ تاریخ ولادت باسعادت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عید میلاد سمجھنے اور اس کے مستحسن ہونے پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد (قد اتخذنا ذلک الیوم عیداً) صحیح بخاری وفی الخیر الجاری شرح صحیح البخاری تحت قول المذکور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فیستفاد منہ جعل یوم السرور عیدا دائما فجعل یوم تولد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم عیداً لایخلو عن الاستحباب عند اولی الالباب اھ وفی ما ثبت من السنۃ۔ ومن خواصہ الزامان فی ذلک العام وبشری عاجل بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی مولدہ المبارک اعیاد الیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض وعنادہ وھکذا فی السیرۃ الحلبی والمواہب اللدنیہ والمولد الروی للعلامۃ العلی القاری۔

ناطق اسیطرح بشہادۃ روایات ذیل اسی تاریخ پر محافل وعظ و میلاد شریف کا منعقد کرنا لوگوں کو جمع کرنا اور وقت اختتام شیرینی تقسیم کرنا۔ بکلف کھانے کھلانا۔ مزید اظہار فرحت و سرور میں محفلوں کو عمدہ فرش و فروش شموع وقنادیل۔ ترو تازہ ہار و پھول ہوں یا کاغذ کے ہار پھول اور گلدستوں سے معطر و مزین کرنا جائز و مستحسن ہے۔ دیکھو سیرت شامیہ۔ اور اشباع الکلام واللفظ الاخیر۔ ومن احسن البدع ما ابتدع فی زماننا فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الصدقات والمعروف واظہار الزینۃ والسرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء یشعر بمحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیم واجلالہ فی قلب فاعلہ وشکر اللہ تعالیٰ علی ما من بہ من ایجاد رسولہ الذی ہو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم وقال الشیخ الامام العلامۃ صدر الدین موہوب بن عمر الجزری الشافعی نیاب الانسان بحسب قصدہ فی اظہار السرور والفرح بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال الشیخ الامام العلامۃ ناصر الدین المشہور بابن لبطاح فی فتوی بخطہ انفق المنفق تلک اللیلۃ وجمع جمعا اطعمہم ما یجوز واسمعہم ما یجوز سماعہ کل ذلک سرور المولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجمیع

ذلک جائز و یثاب فاعلہ اذا حسن القصد وقال الشیخ الامام جمال الدین عبد الرحمن بن عبد الملک مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبجل مکرم قدس یوم ولادتہ وشرف وعظم وکان وجودہ سبب النجاۃ لمن تبعہ وتقلیل حظ جہنم ممن اعد لہ الفرح بولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم وتمت برکاتہ علی من اہتدی بہ فشابہ ہذا الیوم یوم الجمعۃ من حیث ان یوم الجمعۃ لا یسعر فیہ جہنم ہکذا ورد عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن المناسب اظہار السرور وانفاق المیسور واجابۃ من دعاہ رب الولیمۃ للحضور انتہی مختصرا وقال العلامۃ القاری فی المورد الروی قال شیخ مشائخنا الامام العلامۃ البحر الحبر الفہامہ شمس الدین محمد السخاوی لا زال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن العظام یحتفلون فی شہر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم بعمل الولائم البدیعۃ والمطاعم المشتملۃ علی الامور البہیجۃ الرفیعۃ ویظہرون المسرات ویزیدون فی المبرات انتہی وقال الامام العلامۃ ابن الجوزی فی رسالتہ ولا زال اہل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویفرحون بقدوم ہلال ربیع الاول ویغتسلون ویلبسون الثیاب الفاخرۃ ویتزینون بانواع الزینۃ ویتطیبون ویکتحلون ویاتون بالسرور فی ہذہ الایام ویہتمون اہتماما بلیغا علی السماع والقراءۃ لمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویثابون بذلک اجرا جزیلا وفوزا عظیما انتہی مختصرا ان روایات سے ظاہر ہے کہ ماہ ربیع الاول میں تاریخ ولادت پر عید جیسے خوشی منانا۔ مجالس وعظ و میلاد منعقد کرنا اور ان کو فرش و فارش وغیرہ سے آراستہ کرنا ہار و پھول وغیرہ انواع و اقسام کی زینت سے مزین کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب و مستحسن اور مقصود شرع کے مطابق و صواب ہے جس کا فاعل بلا شبہ بحسن نیت مستحق اجر و ثواب ہے وہذا ظاہر بعد النظر فیما نقلناہ عن الاصحاب واللہ سبحانہ اعلم بالصواب وعلمہ جل مجدہ اتم فی کل باب والیہ المرجع والماب نمقہ العبد الراجی بہ النشاتین محمد نور الحسین کان اللہ لہ فی الدارین۔

الجواب صواب والمجیب مثاب
حافظ محمد عنایت اللہ عفی عنہ

بن شمس العلماء مولانا محمد ظہور الحسین
محمد نور الحسین
العمری النقشبندی المجددی

ہذا ہو الحق الصراح والحق احق بالاتباع
العبد محمد میاں حسین المجددی مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم

الجواب صحیح
محمد
عبد الغفار خان

الجواب مبنا لوجہ الوجیہ مما یوافق الروایۃ والدرایۃ علی ما تخفی علی اہل النظر والبصیرۃ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب کتبہ
محمد فضل حق شیخ حالہ

ذلک الجواب لا ریب فیہ
محمد
ہدایت اللہ خان

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

منکرین میلاد کو دنداں شکن جواب

یعنی

حق الیقین فی مبحث مولد اعلیٰ النبیین

تصنیف

حضور قبلۂ عالم حافظ بخاری سید عبد الصمد مودودی چشتی قدس سرہ

مترجم

حضرت علامہ مولانا مجاہد حسین صاحب رضوی

استاذ دار العلوم غریب نواز، الہ آباد، یوپی

ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ۔ الآیہ ۱۰۶۔ الانبیاء ۲۱

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا أَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

الحدیث القدسی ص ۷ دفتر اول شرح بحر العلوم لمثنوی مولینا روم
نیز ص ۶۱۷ مدارج النبوۃ ج ۲

الحمد للہ کہ انوار اللمعات المحمدیہ الحقہ

کی

عِیدِ مِیلادُ النَّبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

کا

بنیادی مقدمہ

تصنیف لطیف جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول

شیخ الحدیث ابو الفتح محمد نصر اللہ خان

باہتمام تام مصنف مطبع رشیدیہ المخزون پرنٹرز۔ میں چھاپا گیا

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصلّی اللہ علیٰ نور کزو شد نورہا پیدا — زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

ازو در ہر تنے ذوقے وزو در ہر دلے شوقے — وزو بر ہر زبان ذکرے وزو در ہر سرے سودا

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم — نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجّینا

محمد احمد و محمود ویرا خالقش بستود — کزو شد بود ہر موجود وزو شد دیدہا بینا

نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت و شوکت — نہ عیسیٰ آن مسیحا دم نہ موسیٰ آن ید بیضا

زسرّ سینہ اش جامی الم نشرح لک برخوان — زمعراجش چہ می پرسی کہ سبحان الذی اسریٰ

امابعد

اے عزیز جان ! جان کہ یہ فقیر الی ربہ الغنی القدیر ابوالفتح ، محمد نصراللہ بن خوشحال کیار خان المرحوم السر روضوی خروتی نسبا اپنی اس کتاب مستطاب کو ایک مقدمہ اور گیارہ لمعات شارقہ کی صورت میں مسلمانان عالم کے لئے عموماً اور علمائے عاملین ، صوفیائے صافیہ ، خطباء و مبلغین ، کاملین کے واسطے خصوصاً پیش کرتا ہے ، یہ لمعات محمدی انوار سے مستفاد ہیں اس لئے اِس کتاب کا ہر ہر جملہ

لمعہ اور ہر ہر مسئلہ گراں قدر و بیش بہا مایہ ہے جس کی تائید و تاکید آیات کریمہ و احادیث شریفہ اور معتبر و اشہر علماء اولیاء کے تحریری دستاویزات، و تصنیفات سے ثابت و متحقق ہو چکی ہے۔ تاہم انسان مرکب ہے خطاء و نسیان سے اس لئے مستفیدین اور ہمارے عزیز علماء و ناصحین سے خواہش و گزارش ہے کہ اگر انھیں کتاب ہذا میں کوئی خطا و لغزش نظر آئے یا وہ کتاب ہذا کا کوئی جملہ یا مسئلہ خطا و لغزش سمجھے اسے در گزر نہ کریں بلکہ اس فقیر کو اس خطا و لغزش پر مطلع فرمائیں۔ شکر و امتنان کے ساتھ اس پر غور رہے گا۔ اور اگر واقع میں وہ جملہ یا مسئلہ لغزش رہا تو آئندہ اشاعت میں ان شاء اللہ تعالیٰ ثم[1] ان شاء رسولہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم اس کا ازالہ کیا جائے گا۔ واللہ العلم عند اللہ و نحن الفقراء

⁂

---

[1] جاء فی الحدیث الشریف لا یقل احدکم شاء اللہ و شاء فلان ولکن لیقل ما شاء اللہ ثم شاء فلان الحدیث ص ۹۵ حصن حصین الشریف فی خطبۃ النکاح حاشیہ ۱ وغیرہ من الکتب وذکر الحدیث الامام النووی فی شرحہ لصحیح مسلم مسلم ص ۲۸۶ / ج ۲
منہ نصرہ اللہ تعالیٰ ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَانَ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحَبَّ اَنْ یُّعْرَفَ فَخَلَقَ الْخَلْقَ وَاجْتَبٰی مِنْھُمْ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاصْطَفَاہُ وَجَعَلَہٗ صُوْرَۃً لِصِفَتِہِ الْوَحْدَۃِ فَھُوَ اَصْلٌ وَّمَنْشَاً وَّمَعَادٌ وَّمَبْدَءٌ لِجُمْلَۃِ الْخَلَائِقِ لِحَضْرَۃِ حَقِیْقَۃِ الْحَقَائِقِ وَصُوْرَۃٌ لِلْحَضْرَۃِ الْوَاحِدِیَّۃِ الْاَحَدِیَّۃِ الْجَامِعَۃِ لِجَمِیْعِ الْکَمَالَاتِ الْاِلٰھِیَّۃِ وَالْکِیَانِیَّۃِ فَھُوَ مَظْھَرٌ اَتَمٌّ لِلْاِسْمِ الْاَعْظَمِ وَوَاضِعُ مِیْزَانِ مَرَاتِبِ الْاِعْتِدَالَاتِ الْمَلَکِیَّۃِ وَالْکِیَانِیَّۃِ وَالْحَیْوَانِیَّۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ صَلٰوۃً ھُوَ لَھَا اَھْلٌ وَھُوَ لَھَا جل جلالہٗ
اَھْلٌ مِنْہُ وَلَہٗ وَاِلَیْہِ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَعَلٰی اٰلِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ مَخْزَنُ عِلْمِہٖ وَکِتَابِہِ الْعَزِیْزِ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَصْبَحَ الدِّیْنُ بِھِمْ فِیْ حِرْزٍ حَرِیْزٍ

امابعد

اَسْعَدَکَ اللّٰہُ تعالیٰ بدانکہ آں صاحب تاج لولاک سَیِّدُ الْاَرْضِ وَالْاَفْلَاکِ وَمَا فِیْھِنَّ شہنشاہِ کونین سرور دارین وہ ذات ہے جو ہر ذات سے برتر۔ اس کی ہر ہر صفت کونین کے تمام صفات سے اعلیٰ

لمعہ اور ہر ہر مسئلہ گراں قدر و بیش بہا مایہ ہے جس کی تائید و تاکید آیات کریمہ و احادیث شریفہ اور معتبر و اشہر علماءِ اولیاء کے تحریری دستاویزات، و تصنیفات سے ثابت و متحقق ہو چکی ہے۔ تاہم انسان مرکب ہے خطاء و نسیان سے اس لئے مستفیدین اور ہمارے عزیز علماء و نامات دین سے خواہش و گزارش ہے کہ اگر انھیں کتاب ہذا میں کوئی خطا و لغزش نظر آئے یا وہ کتاب ہذا کا کوئی جملہ یا مسئلہ خطا و لغزش سمجھے اسے درگزر نہ کریں بلکہ اس فقیر کو اس خطا و لغزش پر مطلع فرمائیں۔ شکر و امتنان کے ساتھ اس پر غور رہے گا۔ اور اگر واقع میں وہ جملہ یا مسئلہ لغزش رہا تو آئندہ اشاعت میں ان شاء اللہ تعالیٰ ثمّ ان شاء رسولہ[1] صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم اس کا ازالہ کیا جائے گا۔ والعلم عند اللہ ونحن الفقراء

❁

---

[1] جاء فی الحدیث الشریف لا یقل احدکم شاء اللہ وشاء فلان ولکن لیقل ما شاء اللہ ثم شاء فلان الحدیث ص۵۹ حصن حصین الشریف فی خطبۃ النکاح حاشیہ ۱ وغیرہ من الکتب وذکر الحدیث الامام النووی فی شرحہ لصحیح مسلم مسلم ص ۲۸۶ / ج ۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ ۱۲

16

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَانَ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحَبَّ اَنْ یُعْرَفَ فَخَلَقَ الْخَلْقَ

وَاجْتَبٰی مِنْھُمْ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاصْطَفَاہُ

وَجَعَلَہٗ صُوْرَۃً لِصِفَتِہِ الْوَحْدَۃِ فَھُوَ اَصْلٌ وَّمَنْشَاءٌ وَّمَعَادٌ وَّمَبْدَءٌ

لِجُمْلَۃِ الْخَلَائِقِ لِحَضْرَۃِ حَقِیْقَۃِ الْحَقَائِقِ وَصُوْرَۃٌ لِلْحَضْرَۃِ الْوَاحِدِیَّۃِ

الْاَحَدِیَّۃِ الْجَامِعَۃِ لِجَمِیْعِ الْکَمَالَاتِ الْاِلٰھِیَّۃِ وَالْکِیَانِیَّۃِ فَھُوَ

مَظْھَرٌ اَتَمٌّ لِلْاِسْمِ الْاَعْظَمِ وَوَاضِعُ مِیْزَانِ مَرَاتِبِ الْاِعْتِدَالَاتِ الْمَلَکِیَّۃِ

وَالْکِیَانِیَّۃِ وَالْحَیْوَانِیَّۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ صَلٰوۃً ھُوَلَھَا اَھْلٌ وَھُوَ لَھَا
جَلَّ جَلَالُہٗ

اَھْلٌ مِنْہُ وَلَہٗ وَاِلَیْہِ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَعَلٰی اٰلِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ مَخْزَنُ عِلْمِہٖ

وَکِتَابِہِ الْعَزِیْزِ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَصْبَحَ الدِّیْنُ بِھِمْ فِیْ حِرْزٍ حَرِیْزٍ

اما بعد

اَسْعَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی بدانکہ آں صاحب تاج لولاک سَیِّدُ الْاَرْضِ

وَالْاَفْلَاکِ وَمَا فِیْھِنَّ شہنشاہِ کونین سرور دارین وہ ذات ہے جو ہر

ذات سے برتر ۔ اس کی ہر ہر صفت کونین کے تمام صفات سے اعلیٰ

اور ہر عیب و شَین سے مُنَزَّہ و مُبَرَّاء ہے، کائنات کے کل فضائلِ اعلیٰ و کمالاتِ بالا کا منبع و سرچشمہ، ساری خدائی کا مرجع و منشأ ہے، ہر زین سے مُزَیَّن و پیراستہ اور تمام اخلاقِ جمیلہ سے آراستہ و شائستہ ہے آپ ہی وہ انسانِ کامل ہیں جس کو خالقِ عالم نے اپنے جمالِ ذات و اپنے تمام صفاتِ جلال و جمال کا مظہرِ اتم بلکہ شفّاف آئینۂ اَنجم گردانا ہے۔ پوری خدائی کو آپ کے ہی خاطر صفحۂ ہستی پر ظاہر فرما دیا ہے۔ پس فیض و ہدایت، عرفان و دلالت میں ہر ایک شی آپ کا محتاج رہا کہ خالقِ عالم نے جس کو جو بھی عطا کیا یا جو بھی جس سے لے لیا یہ سب آپ ہی کے لئے گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حضرت سے نبیوں کو نبوت ملی تو آپ کی خاطر، ولیوں کو ولایت سے نوازا گیا آپ کی خاطر، ثواب و عقاب کی عطا و سزا آپ کی خاطر، غرض کہ مقصود ذات اوست دیگر جملگی طفیل۔ منظور نور اوست دیگر جملگی ظلام۔ کہ لَوْلَاکَ لَوْلَاکَ لَمَا أَظْهَرْتُ الرُّبُوبِیَّۃ[1] کہ اے حبیب اگر تو نہ ہوتا اور اگر نہ ہوتا تو میں ہرگز ہرگز اپنی ربوبیت ظاہر نہ فرماتا اور ظاہر کہ اگر ربوبیت کا ظہور نہ ہوتا تو یقیناً مربوبیّۃ نہ ہوتی کوئی شی نہ ہوتی

---

[1] وکذا جاء فی الحدیث القدسی حدیث الاسراء "لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ" اگر آپ نہ ہوتے افلاک کو پیدا نہ کرتا ۱۲ ص ۶۱۸ ج ۲ مدارج النبوۃ وصل در بیان سرِ تسمیۂ وی صلی اللہ علیہ وسلم بحبیب ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ۔

کہ ماسوی اللہ، اللہ تعالیٰ کے مربوب ہیں۔ خدائی کا ظہور اسی نور کی خاطر رہا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ خالق عالم جل مجدہٗ نے اس مقصدِ تخلیق کو آپ کو مخاطب فرماتے ہوئے یوں بیان فرمایا۔

مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَحَبَّ إِلَیَّ وَلَا أَکْرَمَ لَدَیَّ مِنْکَ بِکَ أُعْطِیْ وَبِکَ آخُذُ وَبِکَ أُثِیْبُ وَبِکَ أُعَاقِبُ ۔ دیکھو سَیِّدُنَا مُحْیُ الدِّیْنِ خَاتَمُ الْوِلَایَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِی طَائِی (ابنِ عربی) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا کی تفسیر جلد اوّل ص۲

یعنی میں نے آپ کو محبوب ترین محبوبان بنایا آپ ہی کو اپنے تمام خلق میں مکرم تر گردانا۔ آپ ہی کی خاطر لیتا ہوں، آپ ہی کی خاطر دیتا ہوں، آپ ہی کے لئے ثواب سے نوازا کرتا ہوں۔ آپ ہی کے لئے سزا و عقاب دیتا ہوں۔ اس حدیثِ پاک کے سیاق و سباق و کلمات سے دو اہم ترین نِکاتِ پُرحکمت و برکاتِ نبوت بر آمد ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ خالق عالم نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی اپنے اس محبوب سراپا جود کے برابر و ہمسر نہیں بنایا چہ جائیکہ آپ سے زیادہ محبوب یہ نکتہ کلمات حدیث بالا کے کلمہ " مَا " اور " خَلْقًا "

سے مستفاد ہے کہ کلمہ "خلقا" نکرہ ہے اور کلمہ "ما" حرف نفی اصل و قاعدہ یہ کہ جب نکرہ نفی کے ماتحت آجائے۔ پس یہ نفی عام ہو جاتی ہے اور عموم و استغراق کا افادہ کرتی ہے۔ یہ نفی اس وقت اسم نکرہ کے سارے افراد کو اپنے حکم نفی میں گھیر لیتی ہے اور اسے کلمہ حصر کہا جاتا ہے۔ دوسرا[2] نکتہ یہ کہ کلمہ "بک" کو حدیث شریف میں فعل "أُعطِی" "اٰخُذُ" "اُثیبُ" اور "اُعاقِبُ" سے پہلے ذکر فرما کر بھی حصر ہی کے افادہ کے لئے استعمال فرما دیا ہے اس افادۂ حصر کے لئے اردو زبان میں کلمہ "ہی" کام میں لایا جاتا ہے یہی کلمہ "ہی" نفی و اثبات کو ظاہر کرتا ہے۔ حدیث مذکور کے ترجمہ میں ان قواعد و اصول کا خیال کیا گیا ہے۔

تَدَبَّرْ[1] تَجِدْ فَتَقِفُ السِّرَّ فَتَقِفُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

اے عزیز جان، جان کہ یہ فقیر الی ربہ الغنی القوی شیخ الحدیث ابو الفتح محمد نصر اللہ بن خوش کیار خان السرروضوی خروتی نسباً اس اجمال کی تفصیل ایک مقدمہ اور گیارہ لمعات شارقہ میں بیان کرتا ہے یہ مقدمہ و لمعات درحقیقت، حقیقتِ محمدیہ کے انوار اور احادیث

---

[1] نظر غائر سے دیکھئے تو راز پالیگا اور تو (اس راز و ناز پر یقین رکھنے سے) واقف راز رہیگا۔ ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

قدسیہ کے أسرار ہیں وباللہ التوفیق وھو نعم المولی ونعم الرفیق

مقدمہ[1]

سرکارِ دارین کونین کے ہر شئی کے وجود کا منشأ اور ہر فیض وجود کا منبع ہیں صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وصحبہ وسلم

اے عزیز جان! جان لے کہ عالمین میں ہر ہر فیض کا منشأ سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثنا ہیں خواہ وہ فیض اقدس[1] ہو جس کو استعداد کہا جاتا ہے یا فیض مقدس جو کمال کہلاتا ہے سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثنا ہیں، کیونکہ وجودِ کائنات آپ ہی کے جود و وجود پر مبنی ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو یہ سب نقوش غریبہ، اور یہ سب احکامِ کائنات عالم وجود میں نہ آتے نہ ہی ان میں سے کچھ ہوتا پس جو بھی فیوض و کمالات یا آثار و احکام رہے یا ہیں یا رہیں گے وہ سب کے سب آپ ہی کے وجودِ سراپا جود پر ہی مبنی ہیں۔ آپ ہی کے جودِ وجود کے احکام و آثار ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وجودِ موجودات کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

---

[1] فیض اقدس وفیض مقدس کی تشریح شرح نقد النصوص علامہ جامی قدس سرہ السامی کے صفحہ ۴۷ و ۴۹ فص حکمۃ نفثیۃ فی کلمۃ شیثیۃ میں ہے ۱۲ منہ

کائنات کے حقیقی باپ ہیں یہی وجہ ہے کہ کلامِ بلاغت نظام یعنی قرآن پاک نے ازواج مطہرات کو ایمان والوں کی مائیں قرار دیکر اُمہات المومنین کے لقب سے نواز دیا فرمایا۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ اَلْاٰیَةُ الاحزاب ۳۳ - کہ یہ نبی ایمان والوں کا ان کی جانوں سے زیادہ محبوب و مالک زیادہ قریب و مددگار ہیں کہ اَوْلٰی میں یہ تمام معانی موجود ہیں۔ معنی یہ ہوئے کہ مومن نبی پاک کو اپنی جان سے زیادہ قریب و بہتر مالک و محبوب تر سرپرست پائے گا۔ پس ایمان والوں کا اہم فریضہ یہ ہے کہ نبی پاک کو اپنی جانوں سے بہتر و بالاتر و عزیز تر جان کر اپنی جانوں کو اپنے اور نبیّ پاک کے درمیان حائل و مانع نہ ہونے دیں بلکہ اپنی جانوں کو بصد خوشی نبیّ پاک کی خوشنودی پر نثار کر دیں تاکہ ہمیشہ نجات کا سہرا ان کے سر رہے۔ اور اگر ان کی جانیں مانع رہیں پس وہ اس مانع کی بناء پر سَرْوَرِ دُوْسَرا سے محجوب رہیں گے نجات نہ پائیں گے کیوں کہ نجات اسی میں ہے کہ سرور دوسرا علیہ التحیہ والثنا کو اپنے اور اپنی جانوں کا مالک جانیں کہ سرور دوسرا ہی خالق عالم کے مظہر اعظم اور تمام کائنات و عالم کے شہنشاہ معظم ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر جان کا اثر وجہ دہے اور ہر جان سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء کا وجود پس ہر جان و ہر اثرِ جان یعنی وجود کا منشاءِ وجود آپ ہی ہیں تو آپ تمام کائنات و موجودات کا حقیقی باپ ہوئے اور احترام و توقیر میں ازواج مطہرات ایمان والوں کی مائیں ہوئیں ۔ مقصد بالا کو سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء کے کلمات طیبات اس طرح واضح فرماتے ہیں کہ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَىٰ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِقْرَأُوْا إِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوْا، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِيْ فَأَنَا مَوْلَاهُ۔ دیکھو بخاری شریف جلد اول۔ کتاب فی الاستقراض واداء الدیون والحجر والتفلیس عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی کوئی ایسا مومن یا ایمان والا نہیں جس کا میں اس کے اور اس کے دنیا و آخرت کے سارے معاملات میں اس کی جان سے زیادہ اس کا مالک نہ رہا ہوں بلکہ میں دنیا و آخرت میں اس کے اور اس کے تمام معاملات میں اس کی جان سے زیادہ مالک رہا ہوں کلمہ ”بہ“ میں اشارہ بلکہ تصریح اس بات کی ہے کہ اس کی جان کا بھی میں مالک رہا ہوں ۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے فرمودات

کی شہادت خود قرآن پاک دے رہا ہے چاہو تو پڑھو کہ۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (فرمایا) پس جو مومن مرجائے اور مال چھوڑ جائے اس کا رشتہ دار کوئی ہو اس کا وارث رہے اور اگر قرض چھوڑے یا ضائع شی جیسی اولاد چھوڑے تو وہ میری حضور حاضر ہو اور میری جناب کی جانب رُخ کرے کہ میں ہی اس کا آقا، سرپرست اور مددگار ہوں اور رہوں گا۔ اس حدیث شریف میں بھی گزشتہ حدیث پاک کی طرح لطائف، اسرار و نکات مذکورہ مذبور ہیں (۱) یہ کہ یہ کلام بلاغت نظام نفی و اثبات پر مبنی جس کی تاکید و تائید کافی وشافی ہے کہ کلمۂ "ما" نفی اور کلمۂ "اِلَّا" اثبات کر رہا ہے نفی تو ہر ہر ہستی سے اَوْلَوِیَّۃ و مَالِکِیّت کل کی ہے اور اثبات اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے صرف اور صرف سیّدِ کائنات اور فخر موجودات کے لئے ہے وہ بھی مالکیت و اَوْلَوِیَّتِ کل کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ علیٰ ذٰلک (۲) یہ کہ اسی مالکیتِ کل و اَوْلَوِیَّتِ کل کی وضاحت کی خاطر کلمۂ "مِنْ" استعمال فرما دیا ہے جو حرف نفی "ما" اور منفی "مومن" کے درمیان استعمال فرمایا گیا ہے اسی "مِنْ" کو علماءِ نحو نے "مِنْ" استغراقیہ کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔ اب تو یہ کلیتہ، مالکیّت و اَوْلَوِیَّت صاف

روشن جس پر خفا کا کوئی غبار نہیں یہاں تک اس نے ہر غبار آلود دل سے اسکا غبار جھاڑ دیا۔ شکراً اللہِ علیٰ احسانَاتِہٖ.

(۳) یہ کہ مَالکِیّتَہ وَأَوْلَوِیَّتَہ کو کسی خاص قید و شرط کے ساتھ مقید و مشروط نہیں کیا بلکہ مطلق ذکر فرمایا تاکہ دلیل و برھان رہے کہ سرور دوسرا کی ملکیہ سے دنیا و اُخریٰ کی کوئی شئ خارج و مستثنیٰ نہیں بلکہ بروجہ اجمال ہمیشہ کے لئے ہر ہر چیز کی ملکیتہ آپ کے لئے ثابت ہے۔

(۴) نکتہ یہ کہ حدیث پاک کے ایمان افروز کلمات جن میں سے اوّل حدیث " مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَ اَنَا اَوْلیٰ بِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ " کی خبر اعنی بِہٖ فَاَنَا اَوْلیٰ بِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ جملہ اسمیہ ہے نیز آخر حدیث " فَاَنَا مَوْلَاہُ " جملہ اسمیہ اور اس کی خبر مفرد ہے ، یہ دونوں دوام و استمرار پر دلالت کرتے ہیں۔ فن بلاغت کے مسلمہ اصول میں سے یہ اصل مسلم الثبوت ہے کہ اَلْجُمْلَةُ الْاِسْمِیَّةُ لَا تُفِیْدُ الثُّبُوْتَ بِاَصْلِ وَضْعِهَا وَلَا الْاِسْتِمْرَارَ بِالْقَرَائِنِ اِلَّا اِذَا کَانَ خَبَرُهَا مُفْرَدًا اَوْ جُمْلَةً اِسْمِیَّةً اَمَّا اِذَا کَانَ خَبَرُهَا

جُمْلَةً فِعْلِيَّةً فَاِنَّهَا تُفِيْدُ التَّجَدُّدَ۔ دیکھو ص ۱۳۹

البلاغۃ الواضحۃ لعلی الجارم مطبع مصر یعنی جملہ اسمیہ اصل وضع کے اعتبار سے ثبوت کا افادہ نہیں کرتا اور نہ قرائن سے استمرار کو ظاہر کرتا۔ ہاں اگر جملہ اسمیہ کی خبر مفرد ہو یا جملہ اسمیہ کی خبر جملہ اسمیہ ہو تو ضرور ثبوت و دوام کو (ہمیشہ کے لئے) جاری رہنے پر دلالت کرتا ہے اور اگر جملہ اسمیہ کی خبر جملہ فعلیہ ہو تو اس وقت حدوث و تجدّد کا افادہ کرتا ہے۔

پس اے عزیز جان کہ آیات بیّنات فرقانیہ اور احادیث نبویہ کے کلمات طیبہ بآواز بلند صاف، واضح طور پر یہ راسخ عقیدہ دے رہے ہیں کہ ساری خدائی کی مالکیت کل خالق عالم نے ہمیشہ کے لئے اپنے محبوب نبی جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم والہ وصحبہ المجتبیٰ کو عطا فرمائی ہے۔ یہی اس فقیر ابو الفتح محمد نصر اللہ کا عقیدہ رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہی عقیدہ رہے گا اور میری اس کتاب کے اندر ہر بات میں تجھ پر یہ روشن و ظاہر ہو گا

کہ وہ۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

اے عزیز جان! جان لے کہ حقیقت مذکورۂ بالا کا صحیح نتیجہ، محقق انکشاف و اکتشاف کے بعد یہ نکلا کہ حقیقی مومن و واقعی مسلم وہ ہے جس کے دل میں سرورِ کونین، مالکِ دارین کی محبت ہر نعمت سے زیادہ ہو۔ خواہ وہ نعمت اس کی جان ہو یا والد و ولد ہو، حضورؐ کی محبت جان سے بالاتر ہو وہ تو کریمہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ سے ثابت ہوا، اور والد و ولد سے برتر ہو اس پر حضور انور کی یہ حدیث شریف شاہد ہے کہ۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ۔ بخاری شریف، ج ا ص ۷ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر باب حُبُّ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْاِیْمَانِ)

یعنی میری قسم ہے اس ذات خداوندی پر جس کے دستِ قدرت میں میری پاک جان ہے تم میں کا کوئی حلاوت ایمان سے مَلْذُوْذ و مَحْظُوْظ نہ ہوگا۔ جب تک میں اس کے باپ

اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہولوں ۔ ان کلمات قدسیہ میں والد و

ولد کا ذکر اس لئے لیا گیا ہے کہ غالباً بعض لوگوں کے دلوں میں باپ و

اولاد جان سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں پس کلمات قدسیہ نے صراحت

فرمادی ہے کہ سرور دوسرا عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ ہر عزیز سے عزیز تر ہیں

پس جو شخص یہ عہ محسوس کر لے وہی صحیح معنوں میں ایمان والا ہے

ورنہ اس کا ایمان برائی نام ہے و بس ۔

عزیز جان ! مذکورہ بالا عنوان تو روشن دلائل و براہین

سے جلی و عیاں ہوا ۔ مزید اطمینان کی خاطر یہ فقیر ابوالفتح محمد نصراللہ خان

بن خوش کیار خان ، رسیدہ علماً اعلام ، ممتاز و چیدہ محققین

مدققینِ عظام کے اقوال و عقائد بحوالہ کُتب و مطابع صفحہ وار

پیش کر رہا ہے ۔ جن سے عنوانِ عہ بالا کو پوری اور مکمل تائید ملتی ہے

بحمداللہ تعالیٰ ۔ مولانا رومیؒ نے اپنی مثنوی معنوی کے ص ۴۸ دفتر

اوّل نولکشور شرح فارسی مولنا بحرالعلوم قدس سرہ السامی میں فرمایا ۔

نامِ احمد نامِ جملہ انبیاست چونکہ صد آمد نود ہم پیش ماست

عہ محبت ۱۲ منہ عہ کہ سرکار دارین کونین کی ہر شی کے وجود کا منشأ اور ہر فیض وجود کا منبع ہیں ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

جس کی تشریح مولانا بحر العلوم عبد العلی رضی اللہ تعالیٰ القیوم عنہ

یوں فرماتے ہیں۔

ص ۳۴ نقد النصوص

بدانکہ حقیقت محمدیہ جامع جمیع حقائق است و فیض بہمہ حقائق نیست مگر از حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ولایت محمدیہ جامع جمیع ولایات است ومقام محمدی جامع جمیع مقامات اولیا است و نبوت و رسالت محمدیہ جامع جمیع نبوات و رسالات است پس رسالات رسل پرتو رسالت اوست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جامع ہمہ حقائق انبیاء و رسل است و کمال وی جامع کمالات ہمہ انبیاء و رسل است و مولوی قدس سرہ بایں بیت افادہ این معنی نمودہ اند۔

دفتر ص ۶۱ مطبع نولکشور لکھنو انڈیا

یعنی جان کہ تمام حقائق کا مجمع حقیقت محمدیہ ہے کہ تمام حقائق کا منشاء ہے اور ولایت محمدیہ ساری ولایتوں پر مشتمل ہے۔ مقام محمدی جو عبارت ہے اخلاق جمیلہ سے اور مزین ہیں تمام آداب شرعیہ سے تمام ولایات اولیا کا منبع

ہے۔ (اسی طرح) صاحب تاج لولاک کی نبوت و رسالت ساری نبوات و رسالات کا سرچشمہ ہے۔ پس ظاہر کہ تمام انبیاؑ و مرسلین کے نبوات و رسالات آپ کی رسالۃ و نبوتِ اعلیٰ کے پرتو و لمعات ہیں صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلّم۔ خلاصہ یہ ہے کہ سرور دوسرا علیہ التحیۃ و الثنا تمام انبیاء و رسُلِ عظام کے اصل، نیز ان کے حقائق کا اصلِ جامع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم کے کمال کمالات انبیاؑ و رسل کرام کا اصل جامع ہیں اور مولوی قدس سرہ نے اس بیت سے یہی مفہوم لیا اور اس سے اسی مضمون کا افادہ کیا ہے۔

پھر مولنا بحر العلوم قدس سرہ دفتر دوم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

اگرچہ خالق تمام خلق حق است لیکن افاضہ از حق بتوسط باطن انسان کامل میرسد خلق را دیکھو ص ۸۳ دفتر دوم یعنی اگرچہ خالق عالم حق جل مجدہ ہی ہے پر حق جل مجدہ سے خلق کو فیض انسان کامل کے واسطے سے پہنچتا ہے۔

خاتم فص الولایۃ المحمدیہ سیدی الشیخ الاکبر ابن عربی قدس سرہ السامی آیہ کریمہ ۔ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۔ سورہ نحل ع ۱۵ و ۲۱ پارہ ۱۴ کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ۔ قَدْ مَرَّ أَنَّ كُلَّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ فِي قَوْمٍ يَكُونُ كَمَالُهُ شَامِلًا لِجَمِيعِ كَمَالَاتِ أُمَّتِهِ وَغَايَةً لَا يُمْكِنُ لِأُمَّتِهِ الْوُصُولُ إِلَى رُتْبَتِهِ إِلَّا وَهِيَ دُونَهُ فَهُوَ مَجْمُوعُ كَمَالَاتِ قَوْمِهِ وَلَا يَصِلُ إِلَيْهِمُ الْكَمَالُ فِي صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِ الْخَيْرِ وَالسَّعَادَةِ إِلَّا بِوَاسِطَتِهِ بَلْ وُجُودُهُمْ فَائِضَةٌ مِنْ وُجُودِهِ فَهُوَ وَحْدَهُ أُمَّةٌ لِاجْتِمَاعِهِمْ بِالْحَقِيقَةِ فِي ذَاتِهِ وَلِهَذَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَوْ وُزِنْتُ بِأُمَّتِي لَرَجَحْتُ بِهِمْ ۔ دیکھو ص ۳۶۵ ج ۱

تفسیر الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی پہلے گزر چکا ہے کہ ہر وہ نبی جو کسی قوم کی جانب مبعوث ہوا ہو (یہ ضرور ہے) کہ اس نبی کا کمال اس کی قوم کے سارے کمالات کو شامل رہے گا ۔ کہ وہ نبی کمالات کے اس

نقطۂ عروج پر فائز رہتا ہے کہ جس نقطۂ عروج تک اس قوم کی پہنچ اور رسائی ممکن ہی نہیں ہوتی خواہ وہ قوم یا افراد کتنے ہی بڑے مقام پر فائز کیوں نہ ہو۔ بلکہ اس قوم کو جو بھی رتبہ ملا یا ملے وہ رتبہ و مرتبہ نبی کے رتبہ سے کم ہی رہے گا۔ پس وہ (نبی) اپنی قوم کے کمالات کا مرکز و مجموعہ رہتا ہے اور انھیں صفاتِ خیر و سعادت میں سے کسی بھی رنگ و صفت میں کمال نہیں حاصل ہوتا مگر اس نبی کے واسطے سے، بلکہ اس قوم کے وجودات نبی کے وجود کے فیض اور جود ہوا کرتے ہیں کہ نبی کے وجود کی طفیل وہ موجود ہیں، پس وہ نبی اکیلے قوم ہیں کیونکہ حقیقت میں پوری قوم نبی کی ذات ستودہ صفات میں اکھٹی ہے اور اسی لیئے سرور دوسرا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ پوری امت کے مقابل میں تولا جاؤں تو ضرور ضرور ان سب سے میں بھاری رہوں گا۔

پس آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن طور پہ ثابت ہوا کہ ہمارے آقا و مولی سرکارِ دارین مالک کونین، کونین کے ہر

شی کے وجود کا منشا اور ہر ہر فیض اور ہر ہر جود کا منبع ہیں۔ کیا

خوب فرمایا رسیدہ عاشق نے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُنکے خالی ہاتھ میں

وَھٰذَا مَا کَانَ یُرِیْدُ الْفَقِیْرُ۔ ھٰذَا اَیْ اَبُوالْفَتْحِ مُحَمَّد

نَصْرُاللّٰہ خان بن خوش کیار خان السَّرْوَضُوِیُّ

نَصَرَہُ اللّٰہُ الْمُغِیْثُ الْقَوِیُّ

{ مُسَلّمہ اُصُولی فقہی ضابطہ }[۲]

اے عزیز جان! جان کہ یہ امر[۱] واضح و جلی ہے کہ قرآن پاک

کلام الٰہی ہے، ازلی و ابدی ہے، نیز[۲] یہ کہ ابتدا تخلیق سے لے کر

منتہائے تخلیق یعنی بہ قیامت سے پہلے و قیامت کے بعد تک۔

تمام حالات و واقعات اور ان کے احکام و آثار بطور اجمال

قرآن پاک میں مذکور و مذکور ہیں۔ نیز یہ کہ نبوی احادیث

شریفہ قرآن پاک کی بلاغت، براعت اور فصاحت کا

صاف اور شفاف آئینہ اور قرآن پاک کی تفصیل ہیں جن میں

تمام احوال و اہوال سارے وقائع و حوادث احکام و آثار تفصیل وار
آشکارا و نمودار ہیں نیز یہ کہ نبوی احادیث کے لئے قرآن پاک ہی
ایسا پاک، صاف و شفاف بے نظیر آئینہ ہے جس میں احادیث نبویہ
کی فصاحت، براعت و بلاغت واضح طور پر روشن و
ہویدا ہے کیونکہ قرآن و حدیث دونوں وحی الٰہی ہیں کہ حدیث
نبوی بھی وحی الٰہی پر ہی مبنی ہے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ
إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى کہ سرکار دو سرا علیہ التحیۃ والثنا نہیں بولتے خواہش
نفسانی سے وہ جو بولتے وہ سب ہی صرف اور صرف وحی ہے
جو اُن کو کی جاتی ہے. اور امام بخاری رحمۃ اللہ الباری نے اپنی مختصر و
مشہور جامع میں حدیث نبوی روایت کی ہے جس میں ارشاد
نبوی ہے کہ وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا شَاءَ۔ یعنی
بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہے اسے اپنے اُس خاص نبی کی زبان انور
سے ظاہر و ادا فرما دیتا ہے۔ دیکھو بخاری جلد دوم صـ ۸۹۰
پارہ ۲۴ کی آخری سطر۔
پس ایمانی اصول میں سے ایک اصل مُسَلَّم و اہم یہ

ہے کہ ہر قرآنی آیت کریمہ و ہر حدیث نبوی کا ترجمہ خواہ کسی زمانہ سے متعلق ہو جس سے حکم یا حال کا انکشاف درکار ہو، اس طرح ہونا چاہئے جس سے کسی دیگر آیت کریمہ یا حدیث پاکیزہ کے منشاء و اقتضاء میں فرق نہ آنے پائے اور تضاد و تناقض پیدا نہ ہو جائے اور اگر ایسا ہوا تو ترجمہ خود بخود باطل و بے محل و غلط ہو جائے گا۔ کیونکہ وحی الٰہی تناقض و تضاد سے پاک و مبّراء ہے کہ تضاد و تناقض عیب و نقص ہے کلام الٰہی اور کلام نبوی عیب و نقصان سے پاک و منزّہ ہیں اس پر اجماع ہے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں ہے۔ لِأَنَّ مَا يُنَافِي الْوُجُوبَ الذَّاتِيَّ كَيْفًا كَانَ أَوْ فِعْلًا مِنْ جُمْلَةِ النَّقْصِ فِي حَقِّ الْبَارِيِّ وَمِنَ الْإِسْتِحَالَاتِ الْعَقْلِيَّةِ عَلَيْهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى ص۴۶ جلد اول مطبع بولاق مصر یعنی جو بھی وجوب ذاتی کے منافی ہوں کیف ہو یا فعل اللہ تعالٰی کے حق میں از قبیل نقص ہیں اور نقص اللہ پر استحالات عقلیہ میں سے ہے۔ اور کلام نبوی اس لئے کہ یہ وحی الٰہی پر مبنی ہے، حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی قرآنی آیت کا منشاء یا مقتضیٰ جب۔

عہ: حاشیہ آئندہ صفحہ پر دیکھیے

بھی دیکھا جائے اُس کی اس منشأ و مقتضیٰ میں الٰہی کلام بلاغت نظام
کے تمام کے تمام دیگر آیات بینات متحد و مشارک ہیں اسی طرح
جس حدیث نبویؐ کا جو مقتضیٰ حال ہو خواہ کسی بھی زمانہ
سے متعلق ہو۔ اُس زمانے کے اُس مقتضیٰ حال میں تمام فرقانی
آیات بینات مشارک و متحد ہیں خلاصہ یہ کہ قرآنی آیات بیّنہ واحادیث
شریفہ سب ہی یا تو وحی الٰہی ہیں اور یا وحی الٰہی پر مبنیٰ ہیں جو حدیث
شریف ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں اسی لئے بظاہر اگر کوئی تناقض
وتباین ظاہر ہو رہا ہو محققین علماء ان کی تطبیق کے وجوہات تلاش
کر رہے ہوتے ہیں ان کی تحقیق کے درپے ہوتے رہے ہیں۔ اور جو
امر محدّث و مفسّر کے لئے ضروری واہم ہے وہ یہ کہ وہ آیات و
احادیث شریفہ کے اقتضا و مقتضی معلوم کرے وقت وحال
کا حکم جو مطلوب ہو۔ اقتضاء نص پر پرکھے نص قرآنی و نبوی
کو ہی کسوٹی جان کر مان لے و بس۔ پس حاصل یہ کہ ترجمہ جو بھی ہو
اگر وہ قرآنی آیات واحادیث نبویہ علیٰ قائلہا الف الف
التحیّۃ کے منشأ و مقتضی کے خلاف نہیں تو وہ ترجمہ حق ہے درست و

عـــہ: جس شئے کو بھی وجوب ذاتی کا منافی ہو وہ نقص ہے پس نقص وجوب ذاتی کا منافی اور اللہ تعالیٰ کی ذات واجب ہے اجتماع النقیضین محال ۱۲ منہ وجب صدقہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم و امتناع کذبہ ۱۲ منہ ج

مراد ہے اس حال و مآل کا اثباتِ حکم اسی طرح ترجمہ میں دائر و مقصور اور وہ ترجمہ اسی حال و مآل کے اثباتِ حکم میں مثبت و راسخ ہے پر ہر زمانے کے لئے وہی ترجمہ کافی نہیں نہ ہی مرادِ ایت وحدیث اسی ترجمہ میں محصور بلکہ تبدیل حالات و ازمنہ کے تغیر کے ساتھ ساتھ احکام حالات و ازمنہ نیز تبدیل ہوتے رہیں گے کیونکہ احکام علل و اسباب کے ساتھ ساتھ گھومتے رہتے ہیں علت ہو تو حکم ہے علت نہیں تو وہ حکم نہیں نصِ قرآنی و نصِ نبویؐ کی تفسیر و تاویل دونوں کو ترجمہ شامل ہے۔ تآدیلات حالات کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں حالات کو قرار نہیں اسی لئے ترجمے بھی ہوتے بدلتے رہیں گے ہر ترجمہ حال و زمان کے موافق رہے گا۔ مگر شرط وہی ہے کہ منشا ٔایات و مقتضیٰ احادیث میں ترجمہ اختلاف نہ دیکھلائے ورنہ وہ ترجمہ خود بخود باطل قرار پائے گا۔ صحت ترجمہ کی دلیل و نشانی یہی ہے کہ وہ منشا ٔنصوص پر منطبق ہو و بس۔

حضرت سیدنا الشیخ الاکبر قدس اللہ سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں۔ وَأَمَّا التَّأْوِيلُ فَلَا يَبْقَىٰ وَلَا يَذَرُ فَإِنَّهُ يَخْتَلِفُ بِحَسَبِ أَحْوَالِ الْمُسْتَمِعِ وَأَوْقَاتِهِ فِي مَرَاتِبِ سُلُوكِهِ وَتَفَاوُتِ

دَرَجَاتِہٖ وَکَلَمَاتُ تَرَقِّیْ عَنْ مَقَامِہٖ اُنْفُتِحَ لَہٗ بَابُ فَہْمٍ

جَدِیْدٍ وَاطْلَاعٍ بِہٖ عَلٰی لَطِیْفِ مَعْنًی عَمِیْقٍ۔ دیکھو ۴۰ ۵ ۱۲ امادہ منہ

دیباچہ وخطبۂ تفسیر الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی

اور رہی تاویلِ نصوص پس وہ ہمیشہ کے لئے باقی نہیں رہتی

بلکہ وہ تو غور سے سننے اور کان دھرنے والے سالک کے مراتب

سلوک یا تفاوت درجات کے لئے جو احوال و اوقات درکار

ہوں ان احوال و اوقات کے اعتبار سے بدلتی رہتی پھر جب

کبھی اس مقام سے سالک کو ترقی ہوئی اس پر فہم و سمجھ کا

ایک نیا دروازہ کھل جاتا ہے اور اس کو نئے انوکھے لطیف معنی

کا پتا حاصل ہو جاتا ہے۔

(حقیقت محمدیہ کی حقیقت)

یہ حقیقت ہے کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف التحیۃ

وجود باری تعالیٰ (جو حقیقت مطلقہ ہے) کے اس رُخ کا نام

ہے جو مرتبۂ تفصیل میں روشن ہے اس کی توضیح یوں ہے کہ

وجود باری تعالیٰ کے دو رُخ ہیں ایک اجمالِ صرف جو وجود

مطلق ہے اور وہ ہے۔ هُوَ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ فِي الْوُجُوْدِ۔
اور ایک اس اجمال کی تفصیل ہے جو مظاہر و تعینات کے جلووں
میں روشن ہے ان تمام مظاہر و مجالی یا تعینات کا مرکز اعلیٰ
اور مظہر اتم و اعظم روح محمدی ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہ جو
درحقیقت حضرت واحدی احدی کی ایسی صورت ہے جو تمام کمالات
الٰہیہ اور کیانیہ کو جامع ہے اور یہی روح پرفتوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اعتدالات کے سارے مراتب کی میزان کا واضع ہے اعتدالات
خواہ ملکی ہوں یا انسانی یا حیوانی فی الحقیقت عالم و عالمیان اسی روح
پرفتوح کے اجزا و تفاصیل ہیں آدم و آدمیان سب کے سب
آپ ہی کے مستحق تکمیل ہیں اور یہی وہ نکتہ ہے جس کی جانب سید
کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ۔ اَنَا سَيِّدُ
وُلْدِ اٰدَمَ وَمَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ لِوَائِيْ جس کے معنی ہیں میں ہوں
آدم و من سوا کا آقا و حاجت روا میں ہوں ان سب کا سید اور
مشکل کشا، کہ سب کے سب میرے ہی جھنڈے تلے رہیں گے۔
اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ السامی نے اس مطلب کو

یوں قلمبند فرما دیا ہے۔ ے

جس کے زیرِ لواء آدم و مَن سواہ

اِس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

اس توضیح کی تنقیح یہ ہے کہ خود حضرتِ حق سبحانہ وتعالیٰ تو بذاتِ خود عالم و عالمیان سے مستغنی ولاپرواہ ہے پر اس کے نامتناہی اسمائ میں سے ہر اسم، مظہر یا مظاہر کے طالب و مُقتضی ہیں کیونکہ مظاہر کے بغیر اسماء کا ظہور نہیں ہوتا پس مظاہر ان اسماء الہیہ کے آثار سے اثر پذیر ہوتے ہیںع اور موجد ذاتِ حق کا مشاہدہ ان ہی اسماء الہٰیہ کے جلووں میں کرتا ہے مثلاً۔ اَلرَّحمٰنُ ۔اَلرَّزاقُ ۔ اَلقَہارُ کہ ہر ایک اسم الٰہی ہے جس کا ظہور اپنے مظاہر میں ہوتا رہتا ہے۔ مظاہر کے بغیر ان اسماء الہیہ کا ظہور ممکن نہیں۔ رزاق کا ظہور مرزوق کے ظہور سے ہوگا۔ راحم کا ظہور مرحوم کے ظہور سے اور اسی طرح قاہر کا ظہور مقہور کے ظہور سے ہوگا کہ جب تک خارج میں راحم و مرحوم نہ ہو پائیں۔ رحمانیت کا ظہور ناممکن رہے گا رازق و مرزوق نہ ہوں گے تو رزاقیت کا ظہور ممکن نہ رہے گا۔ علیٰ ھذا القیاس

ع ے گو مظاہر خود بھی اسماء الہیہ کے آثار ہیں۔

خارج میں قاہر و مقہور نہیں تو قہاریت کا ظہور نہ ہوگا۔ نتیجہ یہ رہا تھا کہ اسمائے الٰہیہ کی ہی طلب نے جزئیات و مظاہر کو وجود بخشا کہ یہی طلب و اقتضاء موجودات جزئیہ کے اظہار کا سبب رہی و بس خلاصہ یہ کہ موجودات عالم و عالمیان کی ہر ہر جزئی اپنی اپنی قوۃِ قابلیت کے مطابق اسمائے حقہ الٰہیہ کے جلووں کے مظہر رہی۔ اور اس کے ساتھ یہ ضرور جاننا چاہیئے کہ اسمائے حقہ الٰہیہ سارے کے سارے اسم ذات کے حیطہ کے اندر رہے جو اللہ ہے یہ اسم ذات سب اسمائے حقہ کا جامع اور سب پر محیط اور سب کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اسی اسم ذات نے ایجاد موجودات سے پہلے چاہا کہ ایک ایسا جامع مظہر پیدا کرے جو از راہ جامعیت اسم ذات کے ساتھ کلّی مناسبت رکھے تاکہ وہ مظہر اتم ایسا اکمل ہو رہے کہ آئندہ موجود ہونے والے تمام مخلوق الٰہی کے لئے کمالات بخشی اور فیض رسانی میں خلیفۃ اللہ الاعظم رہے اور پوری خدائی کا شہنشاہ معظم رہے یہی ہے وہ روحِ پرفتوحِ محمدیؐ جس کی ترجمانی حدیث نبویؐ۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ رُوْحِیْ اَوْ نُوْرِیْ کرتی ہے۔

یعنی میری روحِ پُر فتوح ہی اوّل مخلوق ہے یا یہ کہ میرا ہی نُور سراپا سرور اوّل مخلوق ہے۔ اور یہی روحِ پُر فتوح محمّدی ہی حضرت حقیقۃ الحقائق جل مجدہ کی ساری مخلوق و خلائق کا اصل منشا اور ساری خدائی کا مرجع مُبدأ رہی ہے اور یہی وہ نُور ہے جس کو حقیقت محمدیہ کہتے ہیں عَلَیۡہَا وَعَلٰی صَاحِبِہَا أُلُوۡفُ أُلُوۡفِ التَّحِیَّۃُ۔ کسی عارف نے اسی حقیقت کی تعبیر میں کلمات مندرجہ ذیل قلمبند کئے ہیں۔ ؎

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نُور ہے ۴ شجر

(روحِ محمدی حق و خلق کے درمیان میں برزخ ہے)

جان لے کہ خالق جل مجدہ اور مخلوق کے درمیان روحِ محمدی ہی برزخ ہے۔ یہ برزخیت بعینہ اس خط فاصل کی مانند ہے جو شمس و سایہ کے درمیان میں ہوتا ہے جس کے اتصاف کے دو پہلو ہیں ایک لحاظ سے وہ خطِ فاصل شمس ہی ہے اور دوسری نسبت سے وہ خط سایہ بھی ہے۔ کیونکہ اس حد پر

شمس و سایہ دونوں ملتے ہیں اگر اس خط پر دونوں کا ملان
نہ ہو تو شمس سایہ سے جدا رہے گا اور سایہ شمس سے حالانکہ اس
مقام یا اس حد پر تیسری چیز ٹک نہیں سکتی۔ بلکہ ماننا پڑے گا کہ وہ
خط نہ تو شمس سے جدا ہے نہ ہی سایہ سے الگ وورا، اسی طرح
روح محمدی ادھر حق سے واصل ادھر مخلوق میں شامل ہے کہ حق
سے فیوض و کمالات مخلوق تک آپ ہی کے توسط سے پہنچتے ہیں
کسی عارف نے خوب فرمایا۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

حرف مشدد سے مراد اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ و صحبہٖ و سلم کا میم ہے جو حا، اور دال کے درمیان
میں برزخ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۱۲

[سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و صحبہٖ و سلم ایجاد عالم
اور اس کی بقا کے لئے مقصود و غایت مطلوب
ہیں اور آپ ہی حقیقتاً انسانِ کامل ہیں]

جاننا چاہیے کہ خالق عالم نے ایجادِ عالم اور اس کی بقائ

کے واسطے اصل مقصود اور غایت مطلوب انسان کامل ہی کو عین

ٹھہرالیا ہے اس کی مثال خود ہر ہر فرد انسان میں موجود و مشہود

ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانی جسدِ خاکی کا تسویہ فرما دیا ہے

اس سے اصل مقصود اس کا نفس ناطقہ ہی رہا ہے وبس۔ نیز اس

مستوی جسد خاکی انسان میں جسمانی طبعی مزاج بنا دیا ہے اس مزاج

کی تخلیق وتودیع سے غایت مراد اور اصل ملاک مزاج کی تعدیل

رہی ہے پس تخلیق کائنات کا اصل مقصود اور ایجاد خلائق کا اصل

مقصد وبُود خالقِ خلائق کے نور شہود کے تعینات تھے جس کا آئینہ و

مرآت انسان کامل کا ہی دل پاک رہا ہے نیز اس تخلیق کا اصل

ادراک اللہ تعالیٰ کے ظہور وجود کے تنوعات رہے ہیں جن کے

پانے کے لئے انسان کامل کا ہی فہم دراک ہے جس کو ان تنوعات

کے لئے آئینۂ شفاف قرار دیدیا ہے۔ اور وہ یوں کہ جب انسان

کونی اور بشری صفات سے مجرد ہوا اور ربانی حقانی صفات سے

متصف ہوا نیز اخلاق الٰہیہ سے متخلق ہوگیا۔ پس اس کی بینائی و

بصیرت نورِ وحدت کے سرمہ سے سرگین ہوگئی۔ پس وہ تمام

مجالی اور سارے مظاہر میں اپنے تمام قوٰی و مشاعر کے ساتھ جمالِ حق
کا مشاہدہ کرتا رہا ہے۔ اور اپنے تمام قوی و مشاعر سے حق اور وجودِ
مطلق کا ادراک کرتا رہا ہے۔ کہ درحقیقت انسان کامل کی یہی
دانش وجودِ مطلق[1] کا وہ وجود ہے جو درخت آفرینش کا اصل پھل
واصل ثمرہ رہا ہے حدیث نبوی کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا۔ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ[2]
پس عالمِ حس میں اگرچہ عالم و دورانِ افلاک کا قیام و ثبوت اول
رہا تھا پر معنیً و حکماً انسان کامل ہی عالم و افلاک سے مقدم و اقدم
رہا ہے کہ ایجادِ عالم سے اصل مقصود کمال پیدائی رہا تھا اور کمال
پیدائی اجمال و تفصیل میں ایک ایسی حقیقت کے ظہور پر موقوف
تھا جس کی ذات و مصداق جامع و حاوی ہو۔ پس وہ ذات
اور وہ مصداق۔ موقوف علیہ رہا تھا اور ہمیشہ موقوف علیہ کا رتبہ
موقوف کے رتبہ سے اقدم ہو رہتا ہے وجود میں بھی علم و تصور میں
بھی اسی حقیقت جامعہ کی ذات و مصداق سرورِ دو جہاں علیہ التحیۃ
والثنا ہی رہے ہیں۔

۵ و تفصیل

---

[1] اعنی بہ اللہ تعالیٰ ۱۲ [2] یعنی میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا پس چاہا کہ پہچانا جاؤں
پس میں نے وہ مخلوق پیدا کی جس کی پیدائش کا میرا ارادہ تھا ۱۲ منہ نغفرلہٗ۔

جناب جلیل القدر صحابی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یوں عرض کی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا آخِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ظَاہِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَاطِنُ یعنی سلام ہو آپ پر اے اوّل سلام ہو آپ پر اے آخر سلام ہو آپ پر اے ظاہر سلام ہو آپ پر اے باطن۔ جبریل امین کا ان القاب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم کو یاد کرنا یا پکارنا اللہ تعالیٰ[1] کے حکم سے تھا کہ فرشتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم کو ان القاب سے ملقب فرمادینا اس بات کی برہان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوری کائنات کا احاطہ عطا فرما کر ساری کائنات کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حیطہ میں دیدیا اور ساری خلائق ہی کو فیض آپ سے ہی ملتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ انسانِ کامل وہ کلی علی الاطلاق ہے جو قدیم اور حادث تمام موجودات کے لئے قابل رہی ہے اور یہی انسانِ کامل قدیم سے واصل،

---

[1] یعنی اللہ تعالیٰ سے ۱۲۔ [2] یہ حدیث شریف مولانا فاضل علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح الشفا میں علامہ تلمسانی سے مروی ہے و مذکور ہے ص ۲۲۵ امتناع النظیر مولانا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲ منہ غُفِرَلہٗ

اور حادث میں شامل ہے انسان کامل ہی وہ کل ہے جس کے تمام
کائنات اجزاء ہیں مگر فرق اتنا ہے کہ اجزاء کی کمی سے کل کی کمی لازم
ہوتی ہے پر کائنات کی کمی سے انسان کامل کی کمی لازم نہیں آتی کیونکہ
کائنات انسان کامل کے رشحات ہیں جیسے بدن کا پسینا جس کے نکلنے
سے انسان کے بدن میں اجزاء کی کمی لازم نہیں آتی یہ بھی یاد رکھنے
کو ہے کہ انسان کے ماسوا موجودات میں سے کوئی بھی جود تمام موجودات
کے لئے قابل نہیں کیونکہ عالم کے اجزاء میں سے کوئی جزء الوہیت کے لئے
قابل وحامل نہیں اور اله العالمین جو ہمہ وجود ہے عبودیہ کے لئے قابل نہیں
بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ عالم سارے کے سارے عبد ہی رہے ہیں
اور حق سبحانہ وتعالیٰ واحد وأحد وصمد ہے اور یہ بھی روز روشن سے
زیادہ روشن ہے کہ جو اوصاف الوہیت الٰہی کے منافی ومناقض ہوں ان
اوصاف سے اللہ تعالیٰ کا اتصاف جوازاً ناممکن ہے۔ اسی طرح جو
اتصاف ایسا ہو جس کے اوصاف عبودیہ کے مناقض ومنافی ہو وہ
اتصاف عالم کے لئے جوازاً محال ہے اس لئے کہ عالم کے سارے اوصاف
حادث ہیں اور عالم سارے کے سارے عباد اللہ ہیں اور عبودیہ ہی ان

حاشیہ ؎

أعني به مخلوق میں ۱۲ منہ تصرف ۵ اللہ تعالیٰ

کا شیوہ رہی ہے مگر انسان کامل نہ یہ ہے نہ وہ بلکہ اس میں دو ایسی کامل

نسبتیں ہیں جن میں سے ایک نسبت سے تو انسان کامل حضرتِ الوہیت

میں داخل[1] ہوتا اور دوسری وہ جس سے وہ حضرت کیانیتہ میں شامل
اور قرب خاص پر فائز ہو جاتا ۱۲

ہو جاتا ہے پس انسان کامل چونکہ خود بذات خود مربوبِ رب ہے

اور عبادت الٰہیہ پر مکلف ہے اس جہت سے سراپا عبد ہی ہے

اور جبکہ وہ خلیفہ رب الارباب ہے کہ من حیث الصورۃ احسن[2] التقویم

کا مصداق ہے کہ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ الحدیث کہ آدم
ان اللہ خلق آدم علی صورتہ رواہ مسلم ۱۲ منہ

علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت پر بنایا جو در حقیقت

انسان کامل اپنی شان کے لائق اپنے باطن میں تمام اسماء و صفات الٰہیہ

سے متصف ہوا ہے اس کے ظاہر جو کہ بشر ہے پس اسکا ظاہر تمام اکوان

و عوالم کے صفات سے نیز تمام حقائق کونیہ کو جامع رہا اور تمام عوالم

آپ ہی کے فیض کے رشحات ہیں اس لحاظ سے انسان کامل رب[3]
پالنے والا ۱۲

ہے اور وہ انسان در حقیقت آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی ہی

ذات شریفہ ہے نیز انبیاء کرام و اولیاء اللہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ

وسلم کے خلفاء ہیں اور آپ کے اخلاق کریمہ و جمیلہ سے متخلق ہیں بھی

---

[1] از روی جواز ۱۲ منہ غفرلہ [2] اگرچہ مقام الوہیت تک پہنچنا محال بالذات و نا ممکن ہے
[2] یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے بہتر طور پر درست بنایا ہے ۱۲ پر حضرت الوہیت میں انسان کامل
داخل ہے ۱۲ منہ [3] مربی ہے ۱۲

اس پاک و بزرگ رتبۂ عظمیٰ سے بہرہ ور اور انکو اس نعمت عظمیٰ و صورت حسنۂ جمیلہ سے حصہ ملا ہے والحمد للہ رب العلمین علی ذالک صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین ۔ اس کا خلاصہ و زبدہ یہ رہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کامل کی درستی بوجہ احسن کردی ہے ۔ اور آپ کو اپنی پوری خدائی میں خلیفۂ اعظم گردانا ہے آپ کو عالم و عالمین کی تربیت پر مامور فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ کی تربیت نے انسان کامل کو اعلیٰ مربّی بنا دیا ہے تاکہ آپ عالم و عالمین کی جزئیات کی ہر ہر جزئی کی تربیت اِس جزئی کی دی ہوئی استعداد کے مطابق کر سکے اور عالمین کے تمام اجزاء میں ہر ہر جزء کو اس کی استعداد کے لائق فیضان و کمالات سے نواز سکے پس بلحاظ خلافتِ عظمیٰ انسان کامل ہی وہ مظہر اتم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات کا ظہور ہوتا ہے اور اسی اعتبار سے وہ ربّ[1] ہے مگر چونکہ وہ خود مربوب ربِ الارباب ہے اور صفت عبدیّہ کے ساتھ متصف ہے ۔ اور عبودیّۃ کا موصوف ہے پس وہ سراپا عبدِ ربّ الارباب ہے ۔ پس ثابت ہوا کہ انسانِ کامل کو قدم و حدوث میں کمال مطلق حاصل

---

[1] یعنی بہ پالنے والا ۱۲ منہ عفرلہ و لنقرۃ کلمۂ ربّ کے اطلاق اور اسکے معانی صـ ۲/۷ میں دیکھئے منہ عفرلہ و لنقرہ تعالی

ہے ۔ یہی ہے حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف التحیۃ

اسی مرتبہ میں وحدۃ الٰہیہ کی کثرت اور اس کی تفصیل واضح و روشن

ہے جس کی تعبیر کلمۂ توحید کے دوسرا جزء محمد رسول اللہ ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نیز اسی مرتبہ میں وحدۃ الٰہیہ کا اجمال

لائح و مستفاد ہے جو ہمہ وجود مطلق ہے ۔ جس کی تعبیر لا الٰہ الا اللہ

کلمۂ توحید کا جزء اوّل کر رہا ہے ۔

اس مبحث کے خلاصے کا خلاصہ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ امام احمد رضا خان، بریلوی افغانی

قدس سرہ السامی نے یوں بیان فرمایا ہے ۔

ممکن میں یہ قدرت کہاں، واجب میں عبدیت کہاں

حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حق یہ کہ ہیں عبد الٰہ، اور عالم امکان کے شاہ

برزخ ہیں یہ سرِ خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد

کامل ہیں اور عالم امکان کے شاہ ہیں عالم کا رب و مربی ہیں ۔

نہ وہ خدا ہیں نہ ہی خدا سے جدا ہیں

والحمدللہ رب العالمین مضمون بالا کی تائید کے لئے

مولانا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

دو حوالے نقل کرتا ہوں وَ بِاللّٰہِ التوفیق صـ ۸۵ دفتر سوم

مولانا روم کی مثنوی میں مولانا فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر شما را ای مہان چون پدر ہستم شفیق و مہربان

یعنی جیسا کہ باپ حیات دینویہ کی تکمیل کے لئے اولاد کی پرورش

کرتا ہے میں آخروی زندگی کی تکمیل کر رہا ہوں اور اسی زندگی

کی لئے پرورش کر رہا ہوں۔

زان سبب کہ جملہ اجزاء منید جزو را از کل چرا بر می کنید

یعنی اس کا سبب یہ کہ تم سب کے سب میرے اجزاء ہو

پس جزء کو کل سے جدا نکرو۔

جزو از کل قطع شد بیکار شد عضو از تن قطع شد مردار شد

جب جزو کل سے کٹ گیا وہ جزء بیکار ہو جاتا ہے جب کوئی عضو

اندام بدن و تن سے کٹ گیا پس وہ عضو مردار ہو جاتا ہے۔

مردہ باشد نبود ش از جاں خبر   تا نہ پیوند د بکل بارِ دیگر

دوبارہ جب تک وہ کٹا ہوا عضو کل کے ساتھ متصل نہ ہو پائے اور اتصال پیدا نہ کرے مُردہ ہی ہو رہتا ہے جس کو جان سے کوئی خبر نہیں رہتی۔

عضو تو بریدہ ہم جنبش کند   در بجنبد نیست خود او را سند

اگر وہ کٹا ہوا عضو (بظاہر) حرکت و جنبش بھی کرے پھر بھی اس کی زندگی پر کوئی سند نہیں اس لئے کہ جنبش تو کٹا ہوا عضو بھی کرتا

مولانا بحر العلوم عبد العلی رحمہ اللہ تعالیٰ القوی ان ابیات کی تشریح یوں کرتے ہیں!

بدانکہ حقیقت آں سرور صلی اللہ علیہ والہ وسلم حقیقت جامعہ است مر جمیع حقائق را پس ہر موجود کہ ہست ناشی است از حقیقت آنسرور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پس آں سرور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بباطن خود پرورش ہمہ عالم میکنند وہر فیض کہ یا حدی میرسد از باطن او صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرسد پس ذاتِ شریف او صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجمع البحرین است کہ باطن او متصف ہست

بہمہ اسماء وصفات الٰہیۂ وظاہر اوچون بشر ست جامع حقائق

کونیہ وصفات اکوان ست لہٰذا آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت

مرعالمیان راست کہ ہرچہ درعوالم ست از رشحات فیض ولیست

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس چون نسبت آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

بسوی ہر شخص از عالم چنین است پس باید کہ ہر شخص متصل اوشود

کہ خود را در محبت ومتابعت او دارد وہرکہ ازو منقطع شد کہ

محبت او ونور رسیدہ ومتبع او بجان ودل نشد پس کافر نعمت است

او کار خود را خراب کرد کہ تربیت مربّی را قبول نکرد ہمین است

مقصود ابیات تالیہ این است معنی وصل وقطع کہ گفتہ شد ورنہ

بنظر حقائق ہمہ حقائق موصول اند کہ الّا بوجود نمی

آمدند وباقی نمی ماندند۔ (دیکھئے صفحہ ۸۵ دفتر سوم مطبع نولکشور لکھنو)

یعنی جان کہ سرورِ دوسرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی حقیقت، جامع حقیقت ہے

تمام حقائق کیلئے پس جو بھی موجود ہے وہ موجود آن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم

کی ہی حقیقت سے پیدا وناشی ہے پس سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم باطنی طور پر

سارے عالم کی

تربیت و پرورش کر رہے ہیں اور جس کو جو بھی فیض و کمال ملتا یا پہنچتا ہے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہی باطن سے ملتا پہنچتا ہے پس آپ کی ذات ستودہ صفات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں بحر کے سنگم و برزخ رہی ہے۔ آپ کا باطن تمام صفات و اسماءِ الہیہ سے متصف ہے اور آپ کا ظاہر چونکہ بشر ہے تو جامع ہے تمام حقائق کونیہ اور تمام صفاتِ اکوان کو اس لئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالمین کے لئے رحمت رہے ہیں کہ جو بھی عالم میں ہے سب کے سب آپ کے فیض اقدس کے رشحات میں رہے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ پس جبکہ سرورِ دوسرا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت عالم کے ہر ہر شخص کی جانب اس طرح رہی ہے تو لازم ہے کہ ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متصل رہے اپنے آپ کو آپ کی محبت کا دلدادہ اور آپ کی متابعت کا ذمہ دار رکھے (اسکے) برعکس جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قطع تعلق کیا کہ آپ کی محبت کو اختیار نہ کیا اور جان و دل سے آپ کا تابع

دہ متبع نہ رہا پس وہ اس نعمت عُظمیٰ کا منکِر و کافر رہا۔ اس نے اپنا کام تباہ کر لیا کیونکہ اس نے مربّی کی تربیت قبول نہ کی اور یہی ہے آنے والے دیگر ابیات (مولٰنا رومی) کے معنی یہی ہے وصل و قطع کے معنی جو کہا گیا ورنہ حقائق کی جانب نظر کرتے ہوئے سارے حقائق ایک دوسرے سے متصل ہیں کہ اگر ان میں اتصال نہ ہوتا تو موجود ہی نہ ہوتے نہ ہی باقی رہتے،

(مقاصد بالا و لمعاتِ مذکورہ پر قرآن کریم کے شواہد اور ان سے استشہاد)

(۱) اس تمام تر تفصیل کا خلاصہ سورۃ توبہ کی فرمانی آخری دو آیتوں میں ہے جن کی تشریح سَیِّدِنَا وَسَنَدِنَا حضرت مولانا شیخ الاکبر محمد بن عربی رضی اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

آیاتِ قرآنیہ :- لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۱۲۸ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ ۱۲۹

تشریح الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ :- لَقَدْ جَآءَكُمْ

رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ لِيَكُوْنَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ جِنْسِيَّةٌ نَفْسَانِيَّةٌ بِهَا تَقَعُ الْاُلْفَةُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ فَتُخَالِطُوْنَهٗ بِتِلْكَ الْجِنْسِيَّةِ وَتَخْتَلِطُوْنَ بِهٖ فَتَتَاَثَّرُ مِنْ نُوْرَانِيَّتِهَا الْمُسْتَفَادَةِ مِنْ نُوْرِ قَلْبِهٖ اَنْفُسُكُمْ فَتَتَنَوَّرُ بِهَا وَتَنْسَلِخُ عَنْهَا ظُلْمَةُ الْجِبِلَّةِ وَالْعَادَةِ۔

ترجمہ:۔ یعنی (اے مومنو) تمھارے پاس بہت عظیم المرتبہ رسول تشریف لا چکے ہیں جو تم میں سے ہیں تا کہ تمھارے اور آپ کے درمیان (انسانی رشتہ) نفسانی جنسیتہ ہو جس سے تمہارے اور آپ کے درمیان اُنس و الفت بڑھے گی۔ جبھی تو تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل سکو گے اور تم آپ کے توسط باہم مل مل کر رہیں گے پس اس نورانیتہ سے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب انور سے ناشی و مستفاد ہے۔ تمھاری جانیں متاثر ہوں گی اس سے ان میں صفا و جلا پیدا ہو گی اور منور ہو جائیں گی اور ان سے جبلی، فطری اور عادی تاریکی ہمیشہ کے لئے دور رہے گی۔

عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ شَدِیْدٌ شَاقٌّ عَلَیْہِ عَنَتُکُمْ

مَشَقَّتُکُمْ وَ لِقَاءُ کُمُ الْمَکْرُوْہَ لِوَاُفَتِہِ اللَّازِمَۃِ

لِلْمَحَبَّۃِ الْاِلٰھِیَّۃِ الَّتِیْ لَہٗ لِعِبَادِہٖ وَرُؤْیَتِہٖ اِیَّاھُمْ

بِمَثَابَۃِ اَعْضَائِہٖ وَجَوَارِحِہٖ لِکَوْنِہٖ نَاظِرًا بِنَظَرِ الْوَحْدَۃِ

فَکَمَا یَشُقُّ عَلٰی اَحَدِنَا تَاَلُّمُ بَعْضِ اَعْضَائِہٖ یَشُقُّ

عَلَیْہِ تَعْذِیْبُ بَعْضِ اُمَّتِہٖ۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر شاق گزرتا ہے وہ جو تم کو تعب و مشقت میں ڈالتا ہے (نیز یہ کہ[1]) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر شاق گزرتا ہے تمہارا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس طرح ملنا جس میں محبت نہ ہو اور جس میں کراہت و کراہیت ہو۔

اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم سراپا رأفت ہی ہیں جو لازم ہے اس محبت الٰہیہ کو جو محبت آپ صلی اللہ

---

[1] کہ یہ دونوں معانی کلمہ "عنت" میں موجود ہیں صراح میں ہے: "عنت بزہ مند شدن (رع ک اف م) و منہ قولہ تعالیٰ عزیز علیہ ما عنتم و قولہ تعالیٰ ذالک لمن خشی العنت منکم یعنی الفجور والزنا و در کارے دشوار افتادن اعنات رنجانیدن و در کارے دشوار افگندن و پیوند گرفتہ را باز شکستن یقال عنت المجبور تعنیتا و معنتا جاءنی فلان متعنتا اذا جاء یطلب زلتک" منہ غفرلہ

علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندوں سے رکھتے ہیں جسکی بنا پر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کے بندوں کو اپنے بدن جو سراپا انوار کا معدن ہے کے اعضاء مبارکہ کے مانند دیکھتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کثرتِ تجلیات و مظاہر) کو بنظرِ وحدت دیکھتے ہیں پس جس طرح ہم میں سے ہر ایک اپنے بعض اعضاء کی درد مندی کو شاق و ناگوار سمجھتا ہے اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اپنے امتیوں میں سے بعض کے عذاب میں مبتلا رہنے کو ناگوار و شاق محسوس کرتے ہیں۔ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ لِشِدَّةِ اِهْتِمَامِهٖ بِحِفْظِكُمْ كَمَا يَشْتَدُّ اِهْتِمَامُ أَحَدِنَا بِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ أَجْزَاءِ جَسَدِهٖ وَجَوَارِحِهٖ لَا يَرْضٰى بِنَقْصِ أَقَلِّ جُزْءٍ مِّنْهُ وَلَا بِشَقَائِهٖ فَكَذٰلِكَ هُوَ بَلْ أَشَدُّ اِهْتِمَامًا لِدِقَّةِ نَظَرِهٖ ۔ (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تم کو بہت چاہتے ہیں) اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم تمہاری حفاظت و نگاہ داشت کا بہت خیال رکھتے ہیں ایسا ہی جیسا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے جسد کی اجزا اور جوارح کے نگاہ داشت و حفاظت کا بہت زیادہ خیال رکھتا

ہے کہ ہرگز ہرگز ہم میں سے کوئی بھی اپنے بدن کے کسی بھی عضو و جزء کا نقص نہیں چاہتا نہ ہی اس کی شقاوت پر راضی ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اس سے بھی اپنی امت کے نگاہ داشت ونگہبانی زیادہ کرتے ہیں کہ آپ کی نظر رحمت و رأفت بہت زیادہ دقیق ہے۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ يُنْجِيْهِمْ مِنَ الْعِقَابِ بِالتَّحْذِيْرِ عَنِ الذُّنُوْبِ وَالْمَعَاصِيْ بِرَأْفَتِهٖ۔ (ایمان والوں پر زیادہ رافتہ رکھتے ہیں) کہ انھیں اپنی رأفت کی بنا پر عذاب وعقاب سے نجات دیتے انھیں گناہوں، معاصی سے دور رکھتے ہیں۔ رَحِيْمٌ يُفِيْضُ عَلَيْهِمُ الْعُلُوْمَ وَالْمَعَارِفَ وَالْكَمَالَاتِ الْمُقَرِّبَةَ بِالتَّعْلِيْمِ وَالتَّرْغِيْبِ عَلَيْهَا بِرَحْمَتِهٖ (بڑا مہربان ہیں) ان پر علوم ومعارف کا فیضان کرتے اور اپنی رحمت خاصہ کی بنا پر انھیں کمالات سے نوازا کرتے ہیں جو انھیں مقرب بارگاہ بنائے تعلیم دیتے اور ان مقامات وکمالات کی ترغیب دیتے رہے ہیں۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا اَوْ اَعْرَضُوْا عَنْ قَبُوْلِ الرَّأْفَةِ وَالرَّحْمَةِ لِعَدَمِ الْاِسْتِعْدَادِ لَهٗ وَتَعَرُّضُوْا لِلشَّقَاوَةِ الْاَبَدِيَّةِ۔

اوا زوال

(پس اگر پھر جائیں) اور آپ کی رأفت و آپ کی رحمت خاصہ کی
قبولیت سے اعراض کر جائیں اور منہ موڑیں۔ خواہ اس لئے کہ استعداد نہ
رکھیں یا اپنی استعداد کو زائل کریں اور وہ اپنے آپ کو ابدی شقاوت
کیلئے پیش کریں۔ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا حَاجَۃَ لِیْ بِکُمْ وَلَا بِاسْتِعَا
نَتِکُمْ کَمَا لَا حَاجَۃَ لِلْاِنْسَانِ اِلَی الْعُضْوِ الْمَاْؤُوْمِ الْمُتَعَفِّنِ الَّذِیْ
یَجِبُ قَطْعُہٗ عَقْلًا أَیْ أَللّٰہُ کَافِیْنِیْ لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا ھُوَ فَلَا مُؤَثِّرَ
غَیْرُہٗ وَلَا نَاصِرَ اِلَّا ھُوَ۔ کہ مجھے (اب) تمہاری کوئی حاجت نہ رہی
نہ ہی تمہاری استعانت کی مجھے کوئی ضرورت و حاجت رہی
جس طرح انسان کو اپنے کسی بوسیدہ، سڑے گلے، متعفن عضو کی کوئی
حاجت نہیں رہتی بلکہ اسکا کاٹ پھینکنا عقلاً ضروری ہو جاتا ہے۔ یعنی
اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے کہ وجود میں اور کوئی نہیں مگر صرف وہی نہ اس کے
ماسوی کوئی مؤثر ہے، نہ مددگار و ناصر ہے۔ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ لَا اَرٰی
لِاَحَدٍ فِعْلًا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِہٖ۔ (اسی پر بھروسہ کیا ہوا ہوں)
میں نہیں دیکھتا کسی کے لئے کوئی فعل نہ کوئی معصیت سے پھر سکتا
نہ کسی طاعت کی جانب اقدام کر سکتا مگر اسی کے ساتھ۔ وَھُوَ

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْمُحِيطُ بِكُلِّ شَيْءٍ يَأْتِي مِنْهُ حُكْمُهُ وَأَمْرُهُ إِلَى الْكُلِّ۔ (وہی عرش عظیم کا رب ہے) جو ہر چیز پر محیط ہے اسی سے اس کا حکم و امر سب کو آتا ہے۔ دیکھو تفسیر شیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ج ۱ ص ۲۷۵ الی ۲۷۶ مطبع نور محمد سنہ ۱۲۹۱ مطابق ۱۴ / مئی ۱۸۷۴ء (۲) قرآن کریم کی آیت کریمہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ کا منشاء۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور رحمۃ للعالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت مختصہ ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ نہ بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام عالمین کے لئے رحمت عظیمہ اس کریمہ کی تفسیر میں مولانا بحر العلوم رضی اللہ تعالیٰ الولی القیوم عنہ نے فرمایا۔ لیکن انبیاء چون خلیفہ آن سرور اند صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و متخلق باخلاق آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایشان را نیز ازین رتبہ بہرہ است صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ یعنی بلکہ جبکہ انبیاء کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء و نائبین ہیں اور آپ کے اخلاقِ جمیلہ سے متخلق ہوئے ہیں۔ پس ان

کے لئے بھی اس رتبہ عظیمہ سے حصہ رہا ہے۔ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ (ان سب پر اللہ تعالیٰ کی امداد اور عیوب و نقائص سے سلامتی رہے سب پر) دیکھو ص ۷۸ و ص ۷۹ دفتر سوم مطبع نولکشور لکھنو ہند۔

قرآن کریم نے آن سرور عالمین کو ہی رحمۃ للعالمین کے لقب سے ملقب فرما کر ثابت کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ صحبہ وسلّم کی ذات پاک اور آپ کی ہر ہر صفت و فعل، حرکات و سکنات عالمین کے لئے سراپا رحمت عظیمہ رہے ہیں کہ عالمین عالم کی جمع ہے عالم وعَلَم نشان واثر کو کہتے ہیں کائنات میں ہر ہر شی اللہ کے ہی وجود و اللہ تعالیٰ کے ہی جُود کے آثار و علامات ہیں۔ اور سبحانہٗ ما اعظم شانہٗ کے نشانات ہیں کہ۔ فَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَّہٗ اٰیَۃٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہُ الْوَاحِدُ کہ ہر شی میں اس کے وَجُود و جُود کی نشانی ہے یہی تبلاتی ہے کہ وہ جل مجدہ واحد ولاشریک ہے فارسی میں ایک عارف نے یوں فرمایا۔

ہر گیاہے کہ از زمین روید وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ گوید

کہ جو بھی گیا زمین سے اُگتی ہے بزبانِ حال یہی کہتی کہ وہ واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ پس اس قرآنی آیت کے معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ماسویٰ کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا اس حالت میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات تمام عالمین کے لئے رحمت عظیمہ[ف] ہیں۔ اس آیت قرآنی کی یہ ہیئت ترکیبی بندائے بلند اعلان کرتی ہے کہ عالمین یا ماسوی اللہ میں آپ کی کوئی نظیر ممکن نہیں۔ کلمہ "مَآ" اور اس ہیئت ترکیبی میں کلمہ "اِلَّا" نیز کلمہ "رَحْمَةً" میں تنوین تعظیمی سے صاف روشن و آشکارا ہے کہ عالمین میں جو بھی موجود رہا تھا یا ہے یا رہے گا ان میں جس کو جو بھی ملا یا ملتا ہے یا ملے گا چھوٹا ہو یا بڑا بہت ہو یا تھوڑا سب ہی اس سراپا رحمت سے اور اسی منبع نعمت سے ملا اور ملتا رہے گا کیونکہ "ما" کلمۂ نفی ہے "اِلَّا" حرف استثنا ہے تنوین تعظیم کے لئے ہے۔ پس فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ ہی کی رسالۃ

ف۔ اصل انسان کامل ذات مبارک است ۱۲ منہ غفرلہ
صفحہ ۵۲ میں دیکھئے

عالمگیر و عالمی ہے آپ ہی کو رحمت عظیمہ بنایا اور سب کو جو
رحمت و نعمت ملتی آپ ہی کو اس کے لئے اصل سرچشمہ
گردانا ہے اور سب ہی آپ سے فیضیاب ہوتے، سب
ہی آپ کے طفیلی رہے ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء کرام بھی آپ
کے امتی رہے ہیں و للہ در القائل۔ ؎

خلق سے اولیا اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

اور سب انبیاء آپ کے خلفاء و نائبین رہے ہیں جن کو آپ کی
ذات انور اور آپ کے عالمگیر حوضِ کوثر سے بکثرت نعمتیں ملی
ہیں اس لئے وہ تاجور رہے ہیں ؎

ملک کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

مولانا بحر العلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انا اعطینٰک الکوثر
کی تفسیر میں فرمایا۔ اگرچہ تکریم اعطاء کوثر از خصائص آں سرور
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم است لیکن اصل انسان کامل چوں ذات

ف ،۔

مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است پس این تکریم راجع بنی آدم است

ونیز انتفاع بکوثر شامل تمام اُمّت راست وحیاض برآمدہ ازین

کوثر مر جمیع انبیا راست بحسب مراتب نبوات ایشان وانتفاع

اُمم ایشان باحیاض پس کرامت اعطاءِ کوثر ہمہ بنی آدم راست

انتہی صہ ۱۶۲ ج ۵ شرح حضرت بحر العلوم لمثنوی مولوی روم نولکیشور۔

یعنی اگرچہ کوثر کی تکریم اعطاءِ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

خواص[عہ] میں سے ہے تاہم دراصل یہ تکریم بنی آدم کو ہی راجع

ہوئی ہے کیونکہ اصل میں آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات[عہ]

شریفہ انسان کامل ہیں نیز یہ کہ اس کوثر سے انتفاع تمام

کو شامل ہے اور اس کوثر سے برآمدہ حیاض تمام انبیاء کرام

کے لیے ان کے مراتب نبوات کی حیثیت سے رہے ہیں اور

ان کی امتیں ان حیاض سے فائدے اٹھاتے رہتے ہیں۔

پس نتیجہ یہ نکلا کہ کرامت اعطاءِ کوثر تمام بنی آدم کو ہی حاصل رہی۔

عہ جن میں کوئی دوسرا شخص شریک نہیں ۱۲ منہ غفرلہ

عہ اور بنی آدم نوع انسانی کے افراد ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بنی آدم میں مثلیت نوعیہ، جنسیہ نفسانیہ اور مجانست بشریہ ہے پس یہ جنس نوع انسانی دیگر تمام اجناس وانواع سے اس خاصہ کے ساتھ مختص ہوئی ہے تو ممتاز ہوگئی۔ منہ غفرلہ۔

إِنَّا أَعْطَيْنَٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ.

{ کی تحقیق انیق اور مزید تشریح و توضیح }

ترجمہ :۔ اے محبوب ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں

تو آپ اپنے پالنے والے کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے بیشک

تیرے ساتھ بغض و کینہ رکھنے والا ہی مقطوع النسل اور ہر ہر خیر سے

محروم ہے۔

تشریح :۔ کوثر کے معنی ہیں خیر کثیر کوثر کا اصل فَوْعَل ہے

جو کثرۃ سے لیا گیا ہے منصبِ ختم النبوہ کے شایانِ شان جو بھی

خیر رہی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس خیر

کا انعام کردیا ہے ۔ خیر کی انواع و اجناس اتنی کثیر ہیں۔ جنکی

گنتی مخلوق کے لئے ممکن نہیں۔ کوثر عرب کا محاورہ رہا ہے

جو بھی شئی قدر و قیمت ، عزت و عظمت ، قوت و

شوکت ، علم و حکمت ، عطا و شفاعت یا دیگر فضائل

میں زیادہ وکثیر ہوں عرب اسے کوثر کے ساتھ تعبیر کرتے

ہیں پس اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام اعطاءِ کوثر اس بات کی روشن دلیل اور واضح برہانِ جلیل رہا ہے کہ اس نے اپنے محبوب کو ہر ہر اعلیٰ و افضل فضل و کمال اور ہر ہر بالا و اکمل صفتِ جلال و جمال سے متصف فرما کر نواز دیا ہے آپ کو نبوت دی تو بے مثل، کتاب و حکمت ملی تو بے مثل، علم و شفاعت کبریٰ کا سہرا آپؐ کے سر رہا تو بے مثل، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود عطا فرمایا۔ تو آپؐ کو ہی کثرتِ اَتباعِ اسلام سے مختص فرما دیا آپؐ کے دین کو تمام ادیان پر غالب گردانا۔ رُعب و نصرت، کثرتِ فتوحات عطا فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کو عالمین میں بے مثل و ممتاز فرما دیا۔ غرضیکہ مجموعِ صفات میں عالمین میں سے آپؐ ممتنع النظیر ہیں آپؐ کا مساوی و معادل محال و ناممکن ہے۔

ہر مرتبہ کہ بود در امکان بر واست ختم

ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام اشعۃ اللمعات

یعنی جو بھی رتبہ عالم امکان میں تھا آپؐ پر ختم کر دیا گیا، اور ہر وہ نعمت جو خداوند تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے

مقدر کر رکھی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ وسلّم پر تمام
دکامل کر دی گئی۔ اس لئے کہ آپ کو خاتم النبیین بنایا تو لازم ہوا
کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی ہر ہر صفت اہل کائنات
کے صفات سے برتر رہے اور یہ امر مسلم ہے کہ ہر ہر مخلوق کا
فضل وکمال، برتری، شرافت وعظمت محصور ومنحصر ومحدود
ہے اور جو بھی خو و خصلت، کام وعمل جو قرب الٰہی سے متعلق ہے
وہ فضل وکمال ہے نیز وہی شرافت وعظمت کہلاتا ہے اور
ظاہر کہ جو کام وعمل یا خو وخصلت قرب الٰہی سے متعلق نہ
ہو وہ فضل وکمال نہیں نیز قرب الٰہی کے مراتب متفاوت
ہوتے ہیں پس فضل وکمال کذا عظمت وشرافت کے مراتب
بھی متفاوت ہوتے رہتے ہیں اس میں کسی کو اختلاف نہیں
مذکورہ بالا امرِ مسلم کے پیش نظر یہ جاننا ضروری ہے کہ کائنات کے
فضائل وکمالات کے انواع واجناس میں نبوت ورسالت
اعلیٰ نوع واعلیٰ جنس رہی ہیں پھر رسالت ونبوت کے اعلیٰ تر
مراتب میں ختم رسالت وختم نبوت کا رتبہ ومرتبہ سب سے

اعلیٰ تر رہا ہے پس اُمرِ مسلّم مذکور کی روشنی میں یہ خوب ظاہر ہے کہ قربِ الٰہی کے کمالات میں سے بعض تو وہ ہیں جو بابِ نبوت و رسالت میں سے نہیں اور بعض وہ کمالات و فضائل ہیں جو بابِ نبوت و رسالت میں سے ہیں اور جو کمالات و فضائل نبوت و رسالت کے باب میں سے ہیں ان میں اعلیٰ ترین کمالات و فضائل وہ رہے ہیں جو فضیلت ختم نبوت و ختم رسالت کے ساتھ مختص و مخصوص ہیں جن کے برابر و معادِل کوئی بھی کمال و فضیلت نہیں ہو سکتی اعنی بہ ختم نبوت و رسالت کا موصوف بے مثل و بے نظیر ہیں اور ان کے ہر ہر کمال و فضیلت مختص و مخصوص اور وہ ہیں ہمارے آقا و مولیٰ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم وبس پس روزِ روشن سے زیادہ روشن کہ ہمارے آقا و مولیٰ وہ نبی ہیں جو قصرِ نبوت و رسالت کا مُکمِّل، جہاتِ عدالت کا مجدِّد، مکارمِ اخلاق و محاسنِ افعال کا مُتمِّم اور تمام خصالِ فضل و کمال کا جامع ہیں۔ آپ کا دین تمام ادیان کے لئے ناسخ

آپ کی شریعتِ غَرّا تابقاء جہان و جہانیان ہمیشہ مُؤَبَّد و قائم اور آپ کی رسالت تمام انس و جن کے لئے عام ہے آپ کا فیض و ہدایت جمیع انام پر فائض اور آپ کا دین علی وجہ التمام والکمال کسی تفریط و افراط کے بغیر غایتِ اقتصاد و میانہ روی میں کامل ہے، آپ کا دین تا یوم الدین شائع رہے گا۔ آپ کی ملتِ بیضاء تمام مِلَل و اَدیان اور جمیع شرائع پر غالب و ظاہر رہے گی اور اس میں مجال کلام یا شکوک و اوہام کی کوئی گنجائش نہیں۔

وہی لامکان کے مکیں ہوئے   سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہیں جس کے ہیں یہ مکان   وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں

پس اس تفصیل کی روشنی میں خوب ظاہر ہوا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم صفتِ ختم نبوت کے موصوف رہے ہیں۔ اور وہ تمام کمالات و فضائل جو شایانِ شانِ صفتِ ختم نبوت ہیں آپ ہی کو دیئے گئے ہیں تو یہ بھی واضح و روشن رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ تعالیٰ وآلہ وصحبہ وسلم کا جمیع کمالات و فضائل میں

کوئی مبادی و معادِل محال و ناممکن ہے یہ بھی واضح و روشن ہے
کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم جمہور کائنات کے لئے
ہادی و مربی اور جمہور کائنات اپنے وجودات تک میں آپ کا
محتاج رہے ہیں خالق کائنات کی نیابت میں کائنات و ثقلین
کی تربیت و ہدایت اور ثقلین کا ظلمات سے نور کی جانب
اخراج آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا ہی اعلیٰ منصب
رہا ہے خلائق کی تہذیب باعمال صالحات آپ سے متعلق
رہی ہے تا قیام قیامت محاسن افعال و مکارم اخلاق و
حسنات، نیکیوں کی اشاعت سیئات و گناہوں سے
ممانعت و باز رکھنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
سے وابستہ رہا ہے نیز بفحوائے[1] مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ
أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔

آپ کی ہدایت عامہ اور عنایت تامہ کی بناء پر آپ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہر ایک ایک مؤمن، مسلم، متقی، صالح
شہید، صدیق، نبی و رسول کے اعمال صالحہ وارتقاء سے مثاب

---

[1] یعنی جو شخص نیک طریقہ ایجاد کرے اسے اس کا اجر و ثواب ملے گا اور اسے قیامت تک اس طریقے پر عمل کرنے والوں کے اجر ملیں گے (بغیر اس کے کہ ان پر عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی واقع ہو) منہ غفرلہ ۔

و ماجور رہیں گے اسی لئے آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا،
اَنَا اَکْثَرُ النَّاسِ تَبَعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی میں از روئے اتباع
کے تمام لوگوں سے زیادہ ہوں روز قیامت کہ آپ کے برابر
کسی بھی انسان کے متابعین نہ ہوں گے۔ اور فرمایا! اَطْمَعُ اَنْ
اَکُوْنَ اَعْظَمَ الْاَنْبِیَاءِ اَجْرًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ مجھے امید[1] ہے
کہ روز قیامت از روئے اجر و ثواب تمام انبیاء کرام سے
بڑا ہوں گا۔

انبیاء کرام آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین کے نواب ہیں
ان کے شرائع و ہدایا سید عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ صحبہ وسلّم کی ہی شریعت
سے ماخوذ ہیں اور آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت ماخذ پس
ان کو ان کے اعمال و شرائع و ہدایا کے جو ثواب و اعواض ملتے رہے ہیں
ان کے برابر سید کائنات ان کے اعمال و شرائع و ہدایا
پر مثاب و ماجور رہے ہیں پس کائنات میں اجر و ثواب

---

[1] جاننا چاہیئے کہ کلمات ترجی کلام الٰہی و کلام نبوی نیز کلام بلغاء میں یقین و تحقیق کا افادہ
کرتے ہیں عینی شرح بخاری میں ہے ولعل من اللہ ومن رسولہ تحقیق انتہی انظر حاشیہ ۶
صـ۱۴۳ بخاری۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لسعد بن ابی وقاص لعلک ان تخلف حتی ینتفع
بک اقوام ویضر بک آخرون الحدیث وکذا ذکرہ در صـ۱۰ دفتر اول شرح مثنوی
مولانا روم بحرالعلوم مطبع نولکشور۔ نیز در صـ۳۴ دفتر دوم کلام سیدنا ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مذکور فرمایا۔ والترجی من اللہ واقع عند جمیع العلماء ۱۲ منہ غفرلہ۔

کے لحاظ سے بھی آپ کا برابر نہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بے مثل و بے نظیر رہے ہیں اسی لئے فرمایا۔ لَوْ وُزِنْتُ بِاُمَّتِیْ لَرَجَحْتُ بِهِمْ کَمَا مَرَّ۔ اگر اپنی پوری امت کے ساتھ تولا

تفسیر الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالی عنہ ج ۱ ص ۳۶۵ ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالی

جاؤں یقیناً ان سب سے بھاری رہوں گا۔ حدیث شریف میں ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَازَ خِصَالَ الْاَنْبِیَاءِ کُلَّهَا وَاجْتَمَعَتْ فِیْهِ اِذْ هُوَ عُنْصُرُهَا وَمَنْبَعُهَا۔ بے شک سرور دوسرا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اکٹھا کر لئے تمام وہ خصالِ شریفہ جو انبیاء کرام میں رہے اور سارے خصالِ حمیدہ واخلاقِ جمیلہ کریمہ آپ میں مجتمع ہوئے اس لئے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ان سب کے اصل و سرچشمہ رہے ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مفیض و انبیاء کرام مستفیض آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مُمِدّ اور سائر انبیاء کرام مُستَمِدّ رہے ہیں، اس مقصد کو بعد میں ذکر کروں گا۔ انشاء اللہ تعالی۔

تقریر بالا سے یہ امر بھی روشن و مبرہن ہو جاتا ہے کہ ساری خدائی آپ کے مشاہدہ میں ہے اس لئے کہ ساری خدائی

کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم ہی سرچشمۂ فیض و افادہ ہیں اور اس لئے کہ آپ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کو کثرت کی معرفت اور توحیدِ تفصیلی کا علم عطا فرمایا گیا ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہر وقت حاضر ہیں اور اسی کثرت میں وحدت کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اسی لئے آپؐ کو ان بے شمار و لامتناہی بے مثل نعمتوں کے اعطاء کے بدلے ادائے شکر کا حکم دیا گیا ہے، فرمایا۔

(فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) پس آپؐ استقامت کے ساتھ اپنے ربّ کے لئے کامل و مکمل نماز پڑھیے[1]۔ ترجمہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کے ساتھ "کامل و مکمل" کی قید اس لئے لگی کہ یہ حکم "صَلِّ" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کو ہی رہا ہے اور نماز درحقیقت مشاہدہ معبود کی حالت ہے اور ہر شخص کی نماز اس کی استعداد و کمالات کے مطابق ہوا کرتی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کو تکلیفِ نماز بھی آپؐ کے حسبِ مقدور رہی ہے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا[2]۔

---

[1] نماز پڑھیے ۱۲ منہ [2] اللہ تعالیٰ کسی بھی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر ۱۲ آیۃ ۲۸۶ بقرہ ۲

اور جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو پوری خدائی کا مشاہدہ رہا ہے اور ساری خدائی میں آپ کے لئے وحدت الٰہیہ جلی ہے پس ہر حالت میں آپ کو صلوٰۃِ حضور و مشاہدۂ رب کا حکم دیا گیا ہے آپؐ کی صلوٰۃ و نمازِ حضوری یہ ہے کہ آپ کی روح پر فتوح عبادت کی ہر ہر حالت و ہر ہر ہیئت میں ہمیشہ ہمیشہ مشاہدۂ رب کے حظ سے محظوظ اور لذتِ مشاہدہ سے ملذوذ رہے اور آپؐ کا قلبِ انور آپؐ کے رب کی حضور ابد الابد حاضر رہے اور آپؐ کا نفسِ انفس دائما بالدّوام حکمِ ربّانی کا منقاد رہے اور آپؐ کا بدن و تنِ انوار کا معدنِ عدن بالدّوام آپؐ کے رب کے لئے مطیع و تابع رہے اور یہی وہ نماز ہے جو جمع و تفصیل کا حامل رہی ہو (وَانْحَرْ) اور قربانی کیجئے اونٹوں کی نیز اپنی انائیت کی کیونکہ انائیت یا عدمِ قربانی شہودِ حق کے لئے مانع ہے، جب تو آپؐ ہمیشہ حق کے ساتھ رہیں گے فناء فی الذات کے بعد حق کی ہی بقاء سے باقی رہیں گے، ہمیشہ واصلِ حق رہیں گے اور آپؐ کی امّت مومنہ جو درحقیقت آپؐ کی اولاد و

ذریات ہوئے آپؐ سے متصل رہے گی پس جب آپؐ ہمیشہ
اے محبوب اپنے رب سے واصل اور آپؐ کی اُمّتِ مؤمنہ
مُسلِمہ آپؐ سے متصل رہی تو صاف ظاہر ہے کہ آپؐ منقطع النسل و
ابتر نہیں رہیں بلکہ (اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ) بلا ریب
دار تیاب آپؐ سے بغض و بیر رکھنے والا ہی مُنْقَطِعُ النَّسل، ابتر
اور ہر خیر سے محروم رہا ہے اور رہے گا کہ اس کا حال آپؐ کے
حال کا مخالف رہا ہے آپؐ تو اللہ تعالیٰ سے واصل، اس کی
بقاء سے باقی، قائم و دائم ہیں آپؐ کی اولاد حقیقی تا ابد آپؐ
سے متصل ہیں ان میں ابد الاباد آپؐ کا ذکر و فکر آپؐ کی یاد و
چرچا باقی و جاری رہے گا خلائق و عاملین دھر الداہرین آپؐ
کے ذکر و یاد سے رطب اللسان و مسرور رہیں گے اس
کے برخلاف آپؐ کا دشمن، آپؐ سے کینہ و بغض رکھنے والا
فانی اور ہلاک ہونے والا ہے نہ اس کا ذکر و چرچا رہے گا نہ
ہی اس کی جانب کسی اولاد کی نسبت رہے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مُفَسِّر (امام علی بن محمد المعروف بہ خازن اس سورہ مبارکہ

کی تفسیر اپنی تفسیر میں یوں کرتے ہیں۔ ومعنی الایۃ۔ قد اَعطَیتُکَ مالانہایۃ لِکثرتہٖ مِن خیرِ الدّارین وَخصصتُکَ بِمالم اُخصّ بہٖ اَحداً غیرکَ فاعبُد رَبّکَ الّذی اَعطاکَ ھٰذا العطاءَ الجزیلَ وَالخیرَ الکثیرَ دَاَعزکَ وَشرّفکَ علی کافّۃِ الخلقِ وَرَفعَ منزلتکَ فوقھُم فصلِّ لہٗ واشکرہٗ علی اِنعامہٖ علیکَ وَانحرِ البُدنَ متقرّباً اِلیہِ۔ (اِنّ شانِئکَ) یعنی عَدُوّکَ وَمُبغِضکَ (ھُوَ الاَبتَرُ) یعنی ھُوَ الاَذلُ المُنقطعُ دَابرہٗ۔ (انتہی عبارۃ الشریفۃ)

یعنی آیۃ کے معنی یہ ہیں کہ میں نے آپ کو اے محبوب وہ دیا ہے جس کی کثرت کی کوئی انتہا نہیں دونوں جہاں کی بہتریاں آپ ہی کو دی ہیں اور آپؐ کو مختص کر دیا ان نعمتوں سے جو آپ کے سوا کسی اور کو ان کے ساتھ مختص نہیں کیا تو آپؐ اپنے ربّ کی عبادت کیجئے جس نے آپؐ کو یہ عطاء جزیل دیا اور اس نے آپؐ کو اس خیر کثیر سے نوازا ہے اور آپکو تمام مخلوق پر غلبہ و شرف بخشا اور اس نے آپؐ کا

رتبہ سب کے اوپر کر دیا پس اس کے لئے نماز پڑھئے اور اس کے انعاماتِ بلانہایہ پر شکر ادا کیجئے جو آپ پر کئے ہیں اور اونٹوں کی قربانی کیجئے اسی کی قربت چاہتے ہوئے بلاشبہ تیرا دشمن اور تجھ سے بغض رکھنے والا ہی ابتر، ہر خیر سے محروم و منقطع النسل رہے گا یعنی وہی ذلیل و بے کس رہے گا اس کی پشت پناہی کوئی نہیں کرے گا (آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے تو اللہ تعالیٰ بس ہے) آپ کا دشمن بے بس و بے کس ہے و بس۔

نیز مُفسّرِ قرآن امام علی بن محمد اپنی تفسیر "خازن" میں اسی سورہ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فَجَمِیْعُ مَاجَاءَ فِی الْکَوْثَرِ فَقَدْ أُعْطِیَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أُعْطَی النُّبُوَّۃَ وَالْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَالْعِلْمَ وَالشَّفَاعَۃَ وَالْحَوْضَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَکَثْرَۃَ الْأَتْبَاعِ وَالْإِسْلَامَ وَالْظُّهَارَۃَ عَلَی الْأَدْیَانِ کُلِّهَا وَالنَّصْرَ عَلَی الْأَعْدَاءِ وَکَثْرَۃَ الْفُتُوْحِ فِیْ زَمَنِہٖ وَبَعْدِہٖ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ یعنی کوثر کی تفسیر میں جو بھی آیا ہے

بلاشک وبغیر ارتیاب کے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک سرور دوسرا جناب احمد مجتبیٰ کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب کے سب دیدیئے ہیں عالمگیر نبوت[1] دی کتاب وحکمت سے نوازا علم وشفاعت عطا فرمائی حوض سے مختص فرمادیا مقام محمود سے شرف بخشا آپ کے متابعین و مُتَّبِعِین کو کثرت دی کثرت اسلام یعنی منقادین اسلام کو کثیر گردانا آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب گردانا دشمن واعدائے دینِ متین پر فتح ونصرت عطا فرمائی آپ کے ظاہری زمانے میں بھی اور آپ کے زمانہ بعد والے میں بھی قیامت تک کی۔

امام المحدثین سیدنا محی السنہ صاحب المصابیح اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اس سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں اخبرنا عبد الواحد الملیحی انا احمد بن عبد اللہ النعیمی انا محمد بن یوسف ثنا محمد بن اسمٰعیل ثنا عمرو بن محمد ثنا ہاشم ثنا ابو بشر وعطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قال اَلْکَوْثَرُ اَلْخَیْرُ اَلْکَثِیْرُ

---

[1] چونکہ آپ کی حقیقت عالمگیر رہی ہے اور آپ کی نبوت پیدائشی ہے تو آپکی نبوت بھی عالمگیر رہی اسی طرح آپ کو کتاب مبین عطا فرمائی جس میں عالمین کے ہر رطب ویابس (تر وخشک) کا اجمالی وتفصیلی ذکر ہے اسی طرح حکمت عالمین علم وشفاعت نیز دیگر صفات خاصہ آپ کے عالمی ہیں اسی طرف حرفِ تعریف مشیر ہے ۱۲ منہ نضرہ اللہ

اَلَّذِیْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ قَالَ اَبُوْبِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ اِنَّ اُنَاسًا یَزْعُمُوْنَ اَنَّہٗ نَھْرٌ فِی الْجَنَّۃِ فَقَالَ سَعِیْدٌ اَلنَّھْرُ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ یعنی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ، نے فرمایا کہ الکوثر وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو دی ہے ابوبشر نے کہا میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ الکوثر جنت میں ایک نہر ہے تو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ نہر جو جنت میں ہے اسی خیر کثیر کا ایک حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیا ہے۔

اسی عنوان کے تحت سیدنا محی السنۃ فرماتے ہیں۔

قَالَ اَھْلُ اللُّغَۃِ اَلْکَوْثَرُ فَوْعَلٌ مِنَ الْکَثْرَۃِ کَنَوْفَلٍ فَوْعَلٌ مِنَ النَّفْلِ وَالْعَرَبُ تُسَمِّیْ کُلَّ شَیْءٍ کَثِیْرٍ فِی الْعَدَدِ اَوْ کَثِیْرٍ فِی الْقَدْرِ وَالْخَطَرِ کَوْثَرًا۔ علمائے لغت نے کہا کہ " الکوثر " بروزن فوعل کے " کثرۃ " سے لیا گیا ہے جیسا کہ نوفل بروزن فوعل نفل سے لیا گیا ہے اور عرب ہر اس چیز کو جو تعداد کے لحاظ سے زیادہ ہو یا قدر و قیمت و عظمت

میں زیادہ ہو کوثر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

جناب سیدنا حضرت الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا

سورۂ کوثر کی تفسیر اپنی الہامی عطائی عبارت و کلمات میں

یوں فرماتے ہیں!

سورہ مبارکہ۔ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

تفسیر اسرار یزید۔ اَیْ مَعْرِفَةَ الْكَثْرَةِ بِالْوَحْدَةِ وَعِلْمَ التَّوْحِيْدِ التَّفْصِيْلِي وَشُهُوْدَ الْوَحْدَةِ فِي عَيْنِ الْكَثْرَةِ بِتَجَلِّي الْوَاحِدِ الْكَثِيْرَ وَالْكَثِيْرِ الْوَاحِدَ وَهُوَ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا۔

ترجمہ:۔ یعنی اے محبوب بے شک ہم نے آپ کو وحدت کے ساتھ کثرۃ کی معرفت عطا فرمائی توحید تفصیلی کا علم دیا نیز ہم نے آپ کو عین اسی کثرت میں وحدت کا حضور و شہود عطا فرمایا واحد کی تجلی کثیر[1] پر ہونے کی صورت میں اور کثیر کی تجلی واحد پر ہونے کی صورت میں (نیز) یہ کہ کوثر ایک نہر ہے

---

[1] کہ واحد کی تجلی کثیر پر ہوتی ہے اور کثیر کی واحد پر پڑتی۔ ۱۲ منہ غفرلہ اللہ و نصرہٗ

ہے جنت میں جو بھی اس سے پیئے گا۔ کبھی پیاسا نہ رہے گا۔

تشریح :- حق تعالیٰ کا وجود اعیان و کائنات کے لئے مرآت و آئینہ ہے۔ نیز کائنات و اعیان، وجود حق تعالیٰ کے لئے مرآت و آئینہ رہے ہیں۔ اعتبار اوّل کی تقدیر پر آئینۂ وجود حق میں اعیان کا ظہور بذواتھا نہیں ہوتا بلکہ اس میں اعیان کے آثار و احکام ظاہر ہوتے ہیں و بس کیونکہ اعیان و ممکنات کے لئے لذواتھا وجود کی بُو بھی نہیں موجود چہ جائیکہ لذواتھا ان کی بود و وجود پس ظاہر کہ اعیان کا ظہور بنفسہا اس آئینہ وجود حق میں نہیں ہوتا۔

نہی اس آئینۂ وجود حق میں من حیث ہو وجود حق ظاہر ہوتا۔ بعینہٖ ایسا جیسا کہ آئینہ جس میں دوسری چیز کی جو بالمقابل ہو، پرتَو تو ظاہر ہو جاتی ہے پر بعینہ اس مقابل کا اس کے اندر ظہور نہیں ہوتا۔ اور اگر اعیان کو وجودِ حق تعالیٰ کے

لئے آئینہ گردانا جائے تو اس تقدیر پر اس آئینہ اعیان کے اندر وجود حق من حیث ہو
کا ظہور نہیں ہوتا بلکہ اس میں وجود حق کے اسماء، صفات، شیونات و تجلیات
اور ان امور[1] کے متعین کے وجودات ظاہر ہوں گے نیز اسی آئینہ
اعیان میں أعیان کا بذاتہا ظہور نہیں ہوتا ہی اور اسی طرح
خصوصیت ہوتی ہے آئینہ کی کہ اس میں یعنی آئینہ میں بعینہ آئینہ
کا ظہور نہیں ہوتا۔ نتیجہ یہ رہا کہ وجود حقیقی اور اعیان ثابتہ
دونوں ازلاً و ابداً مرتبۂ بطون میں رہے ہیں جو بھی ظاہر ہے یا
تو احکام و آثارِ اعیان ہیں بر بنا، تقدیرِ اوّل اور یا اسماء و صفات و
شیونات و تجلیات الٰہیہ ہیں بر بنا اعتبارِ ثانی۔

یہ فقیر ابوالفتح محمد نصر اللہ خان بن خوش کیار خان الستر رضوی،
اس مقصد کے اثبات پر علامہ جامی کی نظمِ منظم پیش کرتا
ہے جو انھوں نے اپنی کتاب مستطاب نقد النصوص شرح نقش
الفصوص میں قلمبند فرمائی ہے۔

ممکن ز تنگنائی عدم ناکشیدہ رخت ۔۔ واجب بجلوہ گاہ عیاں نانہادہ گام
در حیرتم کہ این ہمہ نقش غریب چیست ۔۔ بر لوحِ صورت آمدہ مشہور خاص و عام

---

[1] اعنی بہ اسماء، صفات، شیونات و تجلیات ۱۲ منہ غفرلہ و نصرہ اللہ تعالیٰ

ہر یک نہفتہ لیک ز مرآت آن دگر
بر داشتہ از جلوہ احکام خویش کام

بادہ نہان و جام نہان آمد پدید
در جام عکسِ بادہ و در بادہ رنگِ جام

یعنی عالَم لیس[1] یا تنگیٔ عدم سے ممکن ساز و سامان لے کر راہیٔ عالم ایس[2] نہیں ہوا - نہ ہی واجب[3] نے اعیان کی جلوہ گاہ میں قدم رکھا - پر حیران ہوں کہ یہ سب نقوش عجیبہ کیا ہیں؟

جو خاص و عام کے سامنے شکل و صورت کی تختی پر آشکارا ہیں - ہر ایک چھپا ہوا ہے پر دونوں نے ایک دوسرے کے آئنے سے اپنے آثار و احکام کے جلوے ظاہر کر کے کام اپنے کیے ہیں۔

شراب پوشیدہ ہے اور جام شراب بھی پوشیدہ رہا پر جام میں عکس شراب اور شراب میں رنگ جام آشکارا ہے۔

حضرت سیدنا شیخ اکبر خاتم فص الولایۃ المحمدیہ کی تفسیر منیر کے کلمات ملہمہ نے واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثنا کو وحدت و کثرت کی معرفت دی، ان دونوں کا شاہد و مشاہد بنا دیا[4] وجودِ حق، وجود

---

[1] عدم ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ [2] وجود ۱۲ منہ غفرلہ ونصرہ اللہ تعالیٰ [3] وجود مطلق ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

مطلق کے تجلیات، شیونات، صفات واسماء کا مشاہدہ آئینۂ اعیان میں
اور اعیان کے آثار و احکام کا معانہ آئینۂ وحدت میں
فرماتے ہیں بیک[1] وقت اس نعمت عظمیٰ سے
بھی محظوظ اور اس نعمت والا سے بھی ملذوذ
وَالْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی
اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الْمُتَاَدِّبِیْنَ بِاٰدَابِہٖ

---

[1] جان برادر کلام عرب میں کلمہ رب کا استعمال پانچ معانی میں ہوتا ہے ثابت جیسے رَبَّ بالمکان مُصْلِح کہا جاتا ہے رَبَّبْتُ الثوب اذا اصلحت مافیہ من خرق وغیرہ مُرَبّی جیسے کہے رَبَّیْتُ الصَّغِیْرَ اُرَبِّیْہٖ ۔ اَلسَّیِّدُ جیسے فماقاتلوا عن رَبِّہِم وربیہم + ولا اٰذنوا جارا فیظعن سالمًا۔ ای سیدھم وامیرھم اہ امرأ القیس ۔ اور مالک یقال رَبُّ الدار ۔ رَبُّ الدابۃ ۔ ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث بیان فرماتے اور صدیقہ ام المومنین کو آواز دیتے کہتے اِسمعی یا رَبَّۃَ الْحُجْرَۃِ اسمعی یا ربۃ الحجرۃ الحدیث صحیح مسلم شریف اور حدیث اشراط الساعۃ میں ہے اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّھَا ۔ اذکرنی عند ربک (۴۲) اپنے رب کے پاس (بادشاہ) یرذکر کرنا فانساہ الشیطن ذِکْرَ رَبِّہٖ (۴۲) یوسف ۱۲ ۱۲ منہ نَصَرَہُ اللّٰہُ تعالیٰ

---

[2] کیونکہ آپ کی حقیقت محمدیہ سب کو جامع ہے ۱۲ منہ نَصَرَہُ اللّٰہُ تعالیٰ ۔

پس حضرت شیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و أرضاہُ عنّا
کے کلماتِ ملہمہ کی تفسیرِ منیر نے آفتابِ نیمروز سے زیادہ
روشن طور پر واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سَرورِ دُوسرا
عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ کو وحدت و کثرت دونوں کا بہ یک وقت
شاہد و مشاہد بنا دیا حق کا مشاہدہ خلق میں[1] اور خلق کا حق کے
اسمار و صفات و شیون و تجلیّات میں براہ راست بلا توسطِ غیر
کر رہے ہیں اس لئے کہ حقیقتِ محمّدیہ علیٰ صاحِبہا اَلفُ اَلفِ
التَّحِیَّۃِ اللہ تعالیٰ کے اِسمِ اَعظم[2] کا ہی مظہرِ اَتَم رہی ہے اور یہ ظاہر
بلکہ اظہر ہے کہ تمام اسماء و صفات، کُل شیون و تجلیات اسم
ذات کے حیطہ کے اندر ہیں پس یہ حقیقت ہے کہ یہ
حقیقتِ محمّدیہ تمام اسمار و صفات، سارے شیون و تجلّیات
کا مشاہدہ اعیان میں نیز اسی وقت اَعیان کا مشاہدہ و معائنہ
اسمار و صفات، شیون و تجلّیات میں فرما رہی ہے یہی حقیقت
وہ حقیقت ہے جو کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرتی!!
وحدتِ حق کا مشاہدہ کثرت میں پس نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ

---

[1] جو اعیان ثابتہ ہیں ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ
[2] اسم ذات ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کو دونوں کی معرفت عطا فرمائی ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ۔ أَيْ إِذَا شَاهَدْتَ الْوَاحِدَ فِي عَيْنِ الْكَثْرَةِ فَصَلِّ بِالْإِسْتِقَامَةِ اَلصَّلٰوةَ التَّامَّةَ بِشُهُوْدِ الرُّوْحِ وَحُضُوْرِ الْقَلْبِ وَ إِنْقِيَادِ النَّفْسِ وَطَاعَةِ الْبَدَنِ بِالتَّقَلُّبِ فِيْ هَيَاكِلِ الْعِبَادَاتِ فَإِنَّهَا اَلصَّلٰوةُ الْكَامِلَةُ الْوَافِيَةُ بِحُقُوْقِ الْجَمْعِ وَ التَّفْصِيْلِ۔

یعنی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم نے واحد کا مشاہدہ عین کثرت میں کیا تو آپ کامل نماز پڑھئے مشاہدہ روح کے ساتھ اور حضور قلب کے ساتھ اور انقیاد نفس وطاعت بدن کے ساتھ ہیأتِ عبادات اور ان کی صورتوں میں پھرتے[1] ہوئے اور وجودِ الٰہی کے حقوق کا ایفا و اجراء جمع وتفصیل کی اسی صلوٰتِ معرفت میں ہی ہے یہی نماز کامل ومکمل ہے

---

[1] تقلب سے مراد، راہِ سلوک میں انتقالاتِ مراتب ہے معنی یہ ہوئے کہ یہی وہ سلوک ہے جس میں انتقالات سے رتبہ برتبہ ترقی اور حال سے اعلیٰ حال کی جانب پیش قدمی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ الآیہ سیدنا الشیخ الاکبر محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کریمہ کی تفسیر میں فرمایا اِنْتِقَالَاتِكُمْ فِي السُّلُوْكِ مِنْ رُتْبَةٍ إِلٰى رُتْبَةٍ وَحَالٍ إِلٰى حَالٍ وَمَثْوٰىكُمْ وَمَقَامَكُمُ الَّذِيْ أَنْتُمْ فِيْهِ فَيُفِيْضُ عَلَيْكُمُ الْأَنْوَارَ وَيُنْزِلُ الْإِمْدَادَ عَلٰى حَسْبِهَا صـ ۵ ۲۶ سورہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے سلوک میں تمہارے انتقالات ایک رتبہ سے دوسرے رتبہ کی طرف اور ایک حال سے دوسرے حال کی جانب اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے وہ مقام جن میں تم ہو تو تم پر انوار کا افاضہ کرتا ہے اور ان مقامات کے مطابق اپنی امداد نازل فرماتا ہے۔ ۱۲

اور یہی وہ نماز ہے جو حقوقِ جمع و تفصیل پر مشتمل رہی ہے۔

آیۂ کریمہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ اے محبوب! چونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ پر وحدت و کثرت نیز جمع و تفصیل کا انکشاف و اکتشاف کردیا ہے پس آپ ہر حالت میں ہمیشہ کے لئے اپنی روحِ پُر فتوح اور اپنے تن و منِ مأمن کو اپنے رب کی جانب متوجہ کر کے جمع و وحدت کا شہود تفصیل و کثرت میں اور کثرت و تفصیل کا شاہدہ جمع و وحدت میں کیا کیجئے یہی آپ کی وہ کامل نماز ہے جس میں عبادات کے مختلف ہیاکل و ہیأت ہیں اور یہی نماز جمع وحدت، تفصیل و کثرت کے تمام حقوق کا توفیہ کرتی ہے۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ آیۂ کریمہ نے ثابت کردیا کہ سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء کا ہر ہر لمحہ لامعہ اللہ جلّ مجدہٗ کے اسماؤ صفات، شیون و تجلیات کے مشاہدے میں اس طور پر گزرتا رہا ہے کہ آپ کی روحِ انور مشاہد و حاضر، آپ کا قلبِ أنوَر حاضر، آپ کا نفسِ أنفس منقاد اور آپ کا بدنِ أنوَر تابع رہا ہے۔

آئینۂ اعیان میں اسماء، وصفات، شیون وتجلیات

کا مشاہدہ حاصل رہا ہے اور وجود مطلق کے آئینہ میں آثار و

احکام کا معاینہ فرماتے رہے ہیں۔ اسی مشاہدہ کاملہ

کی نعمت عظمیٰ کی بجاآوریٔ شکر کی خاطر آپ صلّی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کو مشاہدۃ نماز پر مامور

کردیا گیا تاکہ اس نعمتِ عظمیٰ کی شکر گزاری بوجہ اتم ہو

اور مشاہدہ بالائے مشاہدہ علی وجہ الدوام والاستمرار حاصل

رہے جس کی قوّت وسکت آپ کے سوا کسی دیگر

کی بس سے خارج وباہر ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و

صحبہ وسلّم کی نمازِ مشاہدہ وہ نماز ہے جس کے مشاہدہ

میں نمازی کی ہر ہر نماز رہی، رہتی اور رہے گی کہ اس کی

قوّت آپ کے ربّ مُقیتُ وقدیر نے آپ کو دی

ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم۔ وَاٰخِرُ۔ بُدٌ نَۃٌ اَنَا اٰتَیْتُكَ

لِئَلَّا تَظْهَرَ فِی شُهُوْدِكَ بِالتَّلْوِیْنِ وَنُسَلِّكَ مَقَامَ

لہ اسی مشاہدہ کا مظاہرہ سیّد الورٰی علیہ التحیۃ والثناء نے اس حدیث پاک میں کیا ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ الباری نے اپنی جامع میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

التَّمْكِينَ وَكُنْ مَعَ الْحَقِّ بِالْفَنَاءِ الصِّرْفِ بَاقِيًا بِبَقَائِهِ أَبَدًا

فَلَا تَكُونَنَّ أَبْتَرَ فِي وُصُولِكَ وَحَالِكَ وَاتِّصَالِ أُمَّتِكَ

الَّذِينَ هُمْ ذُرِّيَّتُكَ بِكَ

یعنی اور اپنی انانیت کی اونٹنی قربان کیجئے تاکہ آپ

کے شہود میں تلوین ظاہر نہ ہو پائے تاکہ آپ کے اعلیٰ مقامِ

جماع، مقام تمکین[1] کو سلب نہ کر دوں اور آپ ہمیشہ کے لئے

تمامتر فناء ہو کر حق کے ساتھ رہئے حق کی بقا سے باقی رہئے تو

اس طور پر آپ اپنے وصول اور اپنے حال میں (حق) سے

منقطع نہ رہیں گے نہ ہی آپ کی امت جو آپ کی اولاد (روحانی

ہے) آپ سے اتصال میں منقطع و محروم رہے گی۔

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هٰهُنَا فَوَاللهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي۔ دیکھو صفحہ ۵۹ ج ۱۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ (صرف) یہاں ہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم مجھ پر نہ تو تمہارا خشوع پوشیدہ ہے نہ تمہارا رکوع بے شک میں ضرور تمہیں اپنے پسِ پشت دیکھتا ہوں۔

حدیث شریف کا پہلا جملہ استفہامیہ ہے اور استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں کہ میں صرف اس جانب کو دیکھتا ہوں جو سامنے ہے بلکہ اگلی جہت اور پچھلی جہت سب میرے سامنے اور میرے احاطے میں ہیں۔ اسی لیے فاتفریعیۃ اپنے کلام میں استعمال فرما کر فرمایا۔ "فَوَاللهِ" دوسرا یہ کہ آپ نے جملہ قسمیہ استعمال فرمایا۔ تیسرا یہ کہ خشوع وہ مجرد

(بقیہ صفحہ ۳۰۷ پر)

إِنَّ شَانِئَكَ إِنَّ مُبْغِضَكَ الَّذِي عَلَىٰ خِلَافِ حَالِكَ الْمُنْقَطِعُ

عَنِ الْحَقِّ ـــــ هُوَ الْأَبْتَرُ لَا أَنْتَ فَإِنَّكَ الْبَاقِي بِبَقَائِهِ

الدَّائِمُ الْمُتَّصِلُ بِكَ ذُرِّيَّاتُكَ الْحَقِيقِيَّةُ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ

أَبَدَ الْآبِدِينَ الْمَذْكُورُ فِيهِمْ دَهْرَ اللّٰهِ السَّرْمَدِينَ وَهُوَ الْفَانِي

بِالْحَقِيقَةِ الْهَالِكُ الَّذِي لَا يُوجَدُ وَلَا يُذْكَرُ وَلَا يُنْسَبُ

إِلَيْهِ وَلَدٌ حَقِيقَةً وَاللّٰهُ أَعْلَمُ -

یعنی بے شک آپ سے بَیر و بغض رکھنے والا وہ ہے

جس کا حال آپ کے حال سے بالکل مخالف ہے (اور)

وہی ہے جو حق سے منقطع ہے وہی ابتر ہے وہی ہر خیر سے

محروم ہے نہ آپ کیونکہ آپ حق ہی حق کی (درحقیقت) دائمی، و سرمدی

تواضع ہے جو قلبی کیفیت ہے اور دل سے تعلق رکھتا ہے اور رکوع ظاہری تواضع و ظاہری کیفیتِ انکسار ہے چوتھا یہ کہ اِنّی سے جملہ شروع فرما کر اِنّ کی خبر پہ لامِ قسم داخل فرما کر رُؤیت کل کے دیکھنے اور جاننے کا مظاہرہ فرما دیا کہ رویت علم و دیکھنے دونوں معنی میں آتا ہے کیونکہ رُؤیت اسبابِ علم میں سے ہے۔ جبکہ سبب بول کر مراد مسبّب لیا گیا ہو۔ بیک کرشمہ دو کار۔

اسی حدیث شریف پر علامہ بدر الدین عینی کا تبصرہ یہ رہا کہ یہ علم و رُؤیت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا اپنے تمام احوال میں رہا ہے۔ کمر فقط حالت نماز کے ساتھ مختص نہ تھے فرمایا مجاہد کا قول ہے إِنَّهُ كَانَ فِي جَمِيعِ أَحْوَالِهِ یعنی مَا كَانَتْ مُخْتَصَّةً بِحَالَةِ الصَّلٰوةِ۔ دیکھو حاشیہ ۲ بخاری شریف المجلد الأوّل صـ۵۹ ـ

بقأ سے باقی ہیں اور رہیں گے اہلِ ایمان جو درحقیقت آپ
کی اولاد ہیں ہمیشہ ہمیشہ آپ سے متصل رہیں گے ان میں تابقاءِ
زمان آپ کا ذکر و چرچا جاری رہے گا اور وہ (آپ سے
بغض و بیر رکھنے والا) ہی نیست و نابود اور ہلاک ہونے
والا ہے۔ وہی ہے جس کا نہ تو وجود و بُود ہوگا نہ اس کا
ذکر و چرچا رہے گا نہ ہی اس سے کوئی ولد و مولود منسوب
ہوئے گا۔ واللہ اعلم۔

یہ مسکین خادمِ دینِ متینِ مصطفوی ابو الفتح محمد نصر اللہ خان
بن خوش کیار خان السّر رضوی نصرہ اللہ القوی کہتا ہے،
وَبِاللّٰہِ التَّوفِیقُ وَھُوَ نِعمَ الرَّفِیقُ۔ مذکورہ بیانات و
براہین سے وہ راسخہ عقیدہ تو روزِ روشن سے زیادہ
روشن ہوا کہ سیّدُ الوَرَیٰ علیہ التحیۃ و الثناء اپنے ربّ
کے جمالِ ذات و صفات و افعال کا مشاہدہ براہِ راست
اعیان و کائنات کے آئینہ میں کرتے رہے ہیں اب
دو مقاصد ایسے ہیں جن کے ایضاح و تفصیل نہایت

ضروری ہے۔

۱:۔ اوّل یہ کہ سیّد الوریٰ علیہ التحیۃ والثنا کو جمالِ ذات رب کا کمال مشاہدہ اس درجہ حاصل ہے جس میں کوئی بھی آپ کا برابر و مساوی نہ رہا اور نہ رہے گا۔ اس بحث و مقصد کی بناء محاورہ، محاضرہ، مکاشفہ اور مشاہدہ کی تفصیل پر ہے۔

۲:۔ دوسرا یہ کہ مخلوق میں سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق رب کا مشاہدہ سب کائنات سے زیادہ سیّد کائنات علیہ الصلوٰات والتسلیمات کی پاک ذات و صفات و افعالِ منوّرہ میں کامل طور پر کر سکتا ہے و بس اس مقصدِ اعظم کے حصول کے لئے بہتر محل اور بہتر وقت نمازی کا قعدہ اور اس کا تشہد ہے جس نے نمازی کو تشہد کے کلمات اور کلمات کی ترتیب نے بہتر تصوّر عطا فرمایا اور مشاہدہ رب کا بہت بہتر موقعہ مہیّا کر دیا ہے۔

پہلا مقصد

[مشاہدہ۔ مکاشفہ محاضرہ کی تعریف میں]

جان لیں کہ تجلیات کی تین قسمیں ہیں۔ تجلی ذات، تجلی صفات
تجلی افعال۔

۱۔ تجلی ذات کی دو قسمیں ہیں اوّل (۱) یہ کہ اگر تجلی ایسی رہی جس
سے سالک کی ذات انوار کے تجلیات اور سطوات میں فانی، اور
اس کے صفات ان میں متلاشی[1] ہو گئے ہیں پر اس کے بقایای
وجود سے اب بھی کچھ باقی رہا پس اس تجلی کو صعقہ کہا جاتا ہے۔
یہ تجلی ذاتی ہے جس کی ایک علامت و تاثیر یہی ہے جو مذکور
ہوئی چنانکہ سیدنا موسی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
حال جن کو اللہ تعالیٰ نے اسی تجلی ذاتی کے ساتھ باندھ کر
فانی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ط اعراف ع۱۷ آیہ (۱۴۳)

ترجمہ:۔ پھر جب اس کے رب نے اپنا نور چمکایا پہاڑ پر اسے پاش

---

[1] متلاشی یعنی پاش پاش ہو جانا ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ عنہ

پاش پاش کر دیا اور موسیٰ بے ہوش گرا۔

اور اگر تجلیٔ ذاتی کی تاثیر سے سالک بالکل و بکلّی بقایاءِ وجود سے انخلاع کر چکا ہے۔ چنانچہ فنائے وجود کے بعد اس کی حقیقت بقاءِ مطلق سے واصل و پیوست ہوا پس وہی ہے فانی فی اللہ باقی باللہ وہی ہے جو ہمیشہ ذاتِ ازلی کا مشاہدہ ازلی نور کے ساتھ کرتا رہتا ہے یہی وہ خلعت ہے جس کو خاص طور سے خالق عالم جل مجدہٗ نے سیّد الوریٰ، سیدنا محمدؐ مصطفی صلّی اللہ تعالیٰ وعلیٰ آلہٖ و اصحابہ وسلّم کو بخشا ہے۔ یہی وہ عالمی تاج ہے جس کی بناء پر خالق عالم نے محبوب دوسرا علیہ التحیۃ والثناء کو اپنی پوری خدائی کا شہنشاہ معظم گردانا ہے اور یہی وہ شربت ہے جس کی لذت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم کی ذات و صفات و افعال میں جاری و ساری ہے جس کے جرعات، جامِ حبیبِ مطلق کے خواصِ متابعان کے کام و زبان پر بھی جاری و ساری ہیں۔ خاصانِ متابعانِ محبوب و مطلوب ان جرعاتِ دلدوز سے لطف اندوز ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے

اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْنَا مِنْہُ[1] بِہٖ، مِنْہُ وَلَہٗ وَاِلَیْہِ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ[2]

صفحہ ہذا کا حاشیہ [1] و [2] و [3] و [4] و [5] آئندہ صفحہ پہ ملاحظہ کیجئے ۱۲

ای من الشراب ۱۲ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲:۔ دوسری تجلّی صفات ہے اس کی علامت اور اس کی تاثیر کا اثر سالک کا خشوع اور خضوع ہے یہ اس صورت میں ہے جبکہ ذاتِ قدیم صفات جلّال[3] کے ساتھ سالک پر تجلّی کرے۔ اِذَا تَجَلَّی[1] اللّٰہُ لِشَیْءٍ خَشَعَ لَہٗ اور اس کی علامت و تاثیر سُرورِ ذاتِ سالک رہتا ہے اور یہ اس صورت میں جبکہ ذاتِ قدیم صفاتِ جمال[4] کے ساتھ تجلی فرمائے اس کا مطلب یہ کہ ذات اَزلی صفاتِ جلال و صفاتِ جمال سے موصوف رہی ہے اور رہے گی کہ ازلی و ابدی ہے اور صفات قدیم ہیں پر سالک پر کبھی صفاتِ جلال کے ساتھ متجلّی ہوتی ہے اور بوقتِ دیگر صفاتِ جمال کے ساتھ جیسا مقتضیٰ ہو مشیتِ الٰہی کا حسب اختلاف استعداداتِ سالکین۔ پس کبھی صفت جلال ظاہر ہوگی اور صفت جمال باطن اور گاہی صفتِ جمال ظاہر ہوگی اور صفت جلال باطن۔

---

[1] جب اللہ تعالیٰ کسی شئ کے لئے متجلّی ہوتا تو وہ شی اس کے لئے عجز و،

باقی صفحہ ۸۴ پر

۳۔ تیسری تجلّی، تجلّیٔ افعال ہے اس کی تاثیر یہ ہے کہ سالک اس کے اثر سے مخلوق کے افعال سے قطع نظر کرتا ہے مخلوق کی جانب نفع وضرر کی نسبت کو صرف نظر کر دیتا ہے اعنی یہ نفع وضرر کی نسبت براہ راست قادرِ مطلق کی جانب ہی کرتا ہے۔ مخلوق سے خیر وشر کی اضافت ساقط کر دیتا ہے اس تاثیر کے اثر سے اب سالک کے نزدیک خلق کی مدح وذم اور ان کے قبول ورَدّ مستوی وبرابر رہتے ہیں اس کی وجہ ظاہر کہ سالک جب مجرّد فعل الٰہی کا مشاہد کرتا ہے پس یہ مشاہدہ سالک کو خلق کی جانب افعال کی اضافت سے معزول کر دیتا ہے۔

اس تیسری تجلّی، تجلّی افعال کی علامت اور اس کا اثر سالک کی زبان پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ جیساکہ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت

(بقیہ صفحہ ۳۸۳ کا) فروتنی کرتی ہے ۱۲ منہ نصرہٗ اللہ تعالیٰ [۱] منہٗ اس شراب یا جام کے گھونٹ کا کچھ حصّہ ۱۲ [۲] آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلّم کے وسیلہ عظمیٰ سے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کی خاطر ۱۲ منہ نصرہٗ اللہ تعالیٰ [۳] آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے ہی ہر طرح کی سلامتی ہے آپ ہی کے لئے ہے اور آپ ہی کی طرف اور آپ ہی پر ہے ہر طرح کا سلام ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ [۴] صفات جلال جیسی عظمت وقدرت کبریاء وجبروت ۱۲ منہ نصرہٗ اللہ تعالیٰ [۵] جیسی رافت ورحمت، لطف کرم ۱۲ منہ نصرہٗ اللہ تعالیٰ۔

احمد رضا خان بریلوی مُقَرّی انغانی کے مندرجہ ذیل قطعۂ شعر کے بیتِ اوّل میں ظاہر ہے!

قطعہ

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن
نہ مرا گوش بمدحی نہ مرا ہوش ذمی

منم و کنجِ خمولی کہ نگنجد دروی
جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

ان تجلیات ثلاثہ (۳) میں سب سے پہلی تجلی جو سالک پر پرتو افگن ہوتی ہے وہ ہے تجلیٔ افعال اس کے بعد تجلیٔ صفات اور پھر تجلیٔ ذات ہے۔

اصطلاح صوفیاء صافیہ میں تجلیٔ افعال کے شہود کو محاضرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور شہودِ تجلیٔ صفات کو مکاشفہ کے ساتھ موسوم کیا گیا ہے اور شہود تجلیٔ ذات کو مشاہدہ،

فقیر کے اس بیان کو اگر عاشق صادق امینِ صادق علیہ التحیۃ والثناء حضرت علامہ جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الباری القوی کے کلماتِ مُلہمہ کے مشاہدہ میں دیکھنا ہو تو فصوص کے فقِ حکمۃ نفثیۃ فی حکمۃ شیثیۃ

کی شرح نقد النصوص صہ ۴۷ مطبع بمبئی سنہ ۱۳۰۶ھ میں دیکھیں۔

ف:۔ جاننا چاہیے کہ حق سبحانہ مِنْ حَیْثُ الذَّات موجودات پر تجلی نہیں فرماتا بلکہ مِنْ وَرَآءِ الْحِجَابِ تجلی فرماتا ہے اور وہ حجب حق جل مجدہ کے أسماء ہیں جیسے اسم اللّٰہ، الرحمٰن، الرحیم وغیرھا مِنَ الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰی

دوسرا مقصد

نماز کا قعدہ اور اس میں کلمات مشہودہ اس بات کا مستحکم و مضبوط عقیدہ راسخہ دیتے ہیں کہ سَیِّدُ الْوَرٰی علیہ التحیۃ والثناء میں حق جَلَّ مَجْدُہٗ کا مشاہدہ بوجہ کمال ہوتا ہے تشہد میں آپکا تصور نمازی کیلئے ناجی[1] ہے

اے عزیز جان! جان لے کہ ارکانِ نماز اور انکی ترتیب میں نیز نمازی کے افعالِ مخصوصہ اور کلمات خاصہ میں جو خاص خاص ارکان میں ترتیب وار رکھے گئے ہیں، باہمی

---

[1] نجات دینے والا ہر عذاب سے ۱۲ منہ نصرہ اللّٰہ تعالیٰ

خاص ربط اور خاص الخاص مناسبت اور تعلق ہے، جن کے
تصورات نمازی کو ایک خاص معراجی مقام مہیا کر دیتے ہیں،
سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء نے نماز کو مومن کی معراج
قرار دیا ہے۔

فرمایا۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ نماز، نماز ہونے کے
اعتبار سے ایمان والوں کے لئے معراج ہے جس میں روحانی
مشاہدہ، قلبی حضور، نفسانی انقیاد و بدنی اطاعت موجود ہو،
یہ معانی و اوصاف نماز میں ہونا چاہیے اور یہ حدیثِ پاک کے
کلمہ " اَلصَّلٰوۃُ " کے الف و لام سے مترشح ہے اس طور پر نماز
پڑھنا حضورِ پاک کی سنت ہے کہ نمازی پر واجب ہے۔ حضور
صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ وسلّم نے فرمایا صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ
یعنی تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔
سیّد الوریٰ علیہ التحیۃ والثناء کی نماز کی توضیح و تشریح تفصیل وار
سورہ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ میں گزر گئی۔ یہ بات خاص طور سے
ملحوظِ خاطر رہے کہ کلماتِ تشہد کا پڑھنا مُصلّی پر واجب ہے

حضرت جلیل القدر صحابی سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی فرمایا۔

أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِیْ وَعَلَّمَنِی التَّشَہُّدَ کَمَا کَانَ یُعَلِّمُنِیْ سُوْرَۃً مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَقَالَ قُلْ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ نماز کے قعدہ میں تشہّد کا پڑھنا بالمواظبت سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء سے ثابت اس کی تعلیم اور پڑھنے کا حکم بھی حدیثِ فوق الذکر میں کلمہ "وَعَلَّمَنِیْ" اور کلمہ "قُلْ" سے ظاہر ہے اور یہ امر اپنی جگہ محقق وثابت ہے کہ اصل وضع میں امر وجوب کے لئے آتا ہے جب تلک کوئی قرینہ وجوب سے صارفہ موجود نہ ہو۔ معتبر کتبِ اصول میں واجب کی تعریف یہ لکھی ہے کہ جس عمل و فعل پر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے مواظبت و دوام فرمایا ہو اور اس کے ساتھ

ساتھ اس فعل و عمل کے کرنے کا حکم بھی دیا ہو وہ واجب ہے

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ کلمات تشہد

کے معانی بر وجہ انشاء مقصود و مراد ہیں۔ نہ بطریق حکایت در

میں ہے۔ وَيَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِيْهَا مُرَادَةً لَّهُ عَلٰى

وَجْهِ الْاِنْشَاءِ كَاَنَّهُ يُحَيِّى اللّٰهَ تَعَالٰى وَيُسَلِّمُ عَلٰى نَبِيِّهٖ

وَعَلٰى نَفْسِهٖ وَاَوْلِيَائِهٖ اه دیکھئے اَللُّبَابُ فِي شَرْحِ الْكِتَابِ

لِلْمَيْدَانِي عَلَى الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ شَرْحِ مُخْتَصَرِ الْقُدُوْرِيِّ

فِي بَابِ صِفَةِ الصَّلٰوةِ ص۷۰ مطبع ترکی۔

یعنی مُصلّی و نمازی الفاظ تشہد سے ان کے معنی بطور انشاء

مراد لے گویا وہ (نمازی) بارگاہ الٰہی میں ہدایا و پیشکش پیش کر رہا

ہے اور اس کے پاک نبی پر سلام عرض کر رہا ہے اور اپنے آپ

پر اور اس کے ولیوں پر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا بہ ثم بہم اب تو

نمازی کا قصد و ارادہ ان کلمات مشہودہ تشہد کے ساتھ

یہ رہے گا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہی حضرت و حضور میں اپنی تمام

عبادات کے ہدایا پیش کر رہا ہے قولی ہوں یہ عبادات، یا

انشاء مراد ہونے کی تفصیل درکار ہو تو صفحہ ۱۳۶ جلد ثانی فتوحات مکیہ دیکھئے ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ۔

نیز اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۳ دیکھئے ۱۲ [illegible]

لے اگرچہ یہ کلمات معراج کی یاد دہانی پر بھی ادل دلیل

رہے ہیں اور رہینگے یہ ہر نمازی کیلئے ان کلمات کا پڑھنا بطور

فعلی ہوں خواہ یہ عبادات مالیہ ہوں پر نمازی کی پیشکش اس حالت میں ہے جس میں وہ اپنے ربّ کے مشاہدہ سے لطف اندوز ہو رہا ہے عرض کرتا ہے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ (ملک و بقاء اللہ ہی کے لئے ہے وَالصَّلٰوۃُ نمازیں، عبادات قَولِیَہ و فعلیہ اللہ ہی کے لئے ہیں۔

وَالطَّيِّبَاتُ واحدانیت کی شہادت اور رسول پاک کی عالمگیر رسالت عظمیٰ کی شہادت نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کی عبدیت کاملہ کی شہادت نیز عبادات مالیہ اللہ ہی کے لئے ہیں۔ جَلَّ مَجْدُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ عَبْدِہِ الْخَاصِّ الْکَامِلِ الْمُکَمِّلِ الَّذِیْ ھُوَ الْکُلُّ وَلَہُ الْکُلُّ وَمَوْلَاہُ کُلُّ الْکُلِّ تَجِدُ الْکُلَّ إِذَا نَظَرْتَ الْکُلَّ فِی الْکُلِّ۔

کلماتِ بالا کا تالی اور قاری، مشاہدۂ مطلق سے مُتلذِّذ ہو رہا ہے اس میں اضافہ چاہتا ہے اضافہ کی صورت یہ رہی کہ اب وہ مشاہدۂ ربّانیّہ کی جانب منتقل ہو یہ ربّانی مشاہدہ اس کو بوجہ اتم و اکمل اسمِ اعظم (اللہ) کے مظہرِ اتم کے سوا نہیں مل سکتا اس لئے وہ مظہرِ اتم اسم اعظم سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثنا

ہی کی جانب متوجہ ہو کر عرض کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ

وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔ یعنی ہر طرح کا سلام آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پر ہے اے اللہ کے نبی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت

کاملہ آپ پر رہی اور اس میں از دیاد و اضافہ ہوتا رہتا ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اِلخ

یہ جملہ ندائیہ اور یہ کلماتِ مشہودہ اپنے اندر بہت

سی حکمتیں اور بہت سے معانی لئے ہوئے ہیں ان میں

سے بعض کی توضیح و تشریح کر دیتا ہوں وباللہ التوفیق ۔

جان لے کہ یہ تشریح 'جملۂ بالا' السلام علیک الخ کی تحلیل

اور ترکیب سے بخوبی حاصل ہو سکتی ہے ۔

تحلیل

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ میں الف و لام جنس[1] کے ہیں پس

معنی یہ ہوئے کہ جنس سلام آپ پر ہے، آپ سے ہے،

آپ کی جانب ہے اور آپ کے لئے ہے اے اللہ کے

---

[1] جو کہ اپنے مدخول کی جنس حقیقت کی جانب مشیر ہے بغیر لحاظ فرد وافراد"

منہ نفعنا اللہ تعالیٰ

بنیؑ عَلَیْكَ میں "كَ" حرفِ خطاب ہے جو مُشَافَہ اور مواجہہ پر دلالت کرتا ہے جس سے ہر ہر نمازی یا تَشَهُّد کا ہر ہر تالی و قاری کی حضور و حاضری، حضورِ انور صلّے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ وسلّم کی حضور میں مستفاد ہوتی ہے أَعْنِیْ بِہٖ کہ تالی و قاری حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ وسلّم کی حضور میں حاضر ہے اور حضورِ انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ وسلّم اس کے لئے ناظر ہیں۔

أَيُّهَا میں "أَيُّ" مَبْنِيٌّ عَلَی الضَّمِّ مَنْصُوْبٌ مَحَلًّا مَفْعُوْلٌ بِہٖ لِ"أَدْعُوْ" أَوْ "نَادَيْتُ" اَلْمُقَدَّرِ وُجُوْبًا وَحَرْفُ النِّدَاءِ أَيْ "يَا" مَحْذُوْفٌ وَالْهَاءُ فِي "أَيُّهَا" حَرْفُ تَنْبِيْهٍ وَ "اَلنَّبِيُّ" مَرْفُوْعٌ مُنَادٰى وَالْأَلِفُ وَاللَّامُ عَلٰی "اَلنَّبِيُّ" عِوَضٌ عَنِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ وَهُوَ كَلِمَةُ الْجَلَالَةِ "اللّٰهِ" یعنی أَيُّهَا میں "أَيُّ"

---

۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ۔ [۲] جاننا چاہیے کہ جملہ ندائیہ میں "أَدْعُوْ یا أُنَادِيْ" کی تقدیر سے "دعوت یا نادیت" بصیغہ ماضی کی تقدیر بہتر و راجح ہے گو افعال بصیغہ مضارع یا بصیغہ ماضی دونوں انشائی ہیں۔ بہتری اور راجحیت کی وجہ یہ کہ افعال انشائیہ کا استعمال صیغِ ماضی کے ساتھ اغلب ہے نیز یہ کہ بر تقدیر تقدیر "أَدْعُوْ یا أُنَادِيْ" بصیغہ مستقبل جملہ ندائیہ کا خبریہ ہونا ظاہر ہوتا ہے جو انشائیہ کا عکس ہے ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ۔ (یہ صفحہ ۳۲۵ سے متعلق ہے)

مبنی بر ضمہ ہے منصوب ہے اس لئے کہ اس کا محل، محل
نصب ہے کیونکہ یہ دَعَوْتُ[2] یا نَادَیْتُ کا، جس کی تقدیر کلام
عرب میں ضروری اور واجب ہوتی ہے مفعول بہ ہے۔
"یَا" حرفِ ندا، محذوف ہے اور کلمہ "اَیُّھَا"
میں "ھا" حرف تنبیہ ہے
"اَلنَّبِیُّ" منادیٰ مرفوع ہے اَلف ولام عوض و
بدل ہے اس کلمہ سے جس کی طرف کلمہ نبیؐ مضاف ہے وہ
کلمہ جلالۃ "اللہ" ہے وہ مضاف الیہ ہے نبیؐ کا۔ تحلیل کے
بعد اب اصل عبارت یوں رہی:۔ کُلُّ سَلَامٍ عَلَیْکَ
(اِنِّیْ) دَعَوْتُکَ اَوْ نَادَیْتُکَ یَانَبِیَّ اللہِ یعنی ہر طرح
کا سلام آپؐ پر ہی ہے اے غیب کی خبر دینے والے
مجھے آپؐ کی توجہ کی حاجت ہے میری حاجت کو روا فرما

(ترکیب)[10]

کُلُّ سَلَامٍ سے افرادِ سلام مراد ہیں افراد میں
حقیقت اصل عنصر ہوا کرتی ہے۔ حقیقت یہاں پر

[2] یہ حاشیہ صفحہ سابق پر دیکھیے

جنس سلام ہے پس "سلام" پر الف و لام داخل فرما کر اَلسَّلَامُ ہو گیا۔

عَلَیْکَ میں کافِ خطاب حضوری اور قرب پر دلالت کرتا ہے۔ اسی کافِ خطاب کی بنا پر لفظ و تلفظ میں "یا" نداء سے استغنا لازم آیا پس "یا" کو حذف کر دیا اور وہ اس لئے کہ "یا" قرب[1] و بعد دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کاف قرب و حضور پر دال ہے کافِ خطاب "کَ" کو تَاَیُّدُ سے مؤکد و مُزَیَّن گردانا فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ۔ اور اَلنَّبِیُّ پر الف و لام داخل کر دیا ہے کہ یہ الف و لام مُضافٌ اِلَیْہِ "اللہ" کا عوض ہے۔ عربِ عربا کا قاعدہ ہے جب چاہتے ہیں کہ کلام مختصر ہو جائے اور معنی میں کوئی فرق نہ آنے پائے تو مضاف الیہ کو حذف کر کے مضاف پر الف و لام داخل کر دیتے ہیں اسی قاعدہ کے ماتحت "یا نبی اللہ" میں کلمہ جلالت حذف ہوا

---

[1] دوری و نزدیکی ۱۲ منہ غفرلہٗ [2] مسمّٰی اس کلام بلاغت نظام میں حبیب دوسرا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ ۱۲ منہ نصر اللہ

یہ حاشیہ ص ۹۵ سے متعلق ہے

"نبی" پر اس کے بدل میں الف و لام داخل کر دیا گیا اَلنَّبِیُّ ہوا۔ پس ترکیب عبارت سابقہ یوں ہوئی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اَلنَّبِیُّ منادی ہے (اَیُّہَا النَّبِیُّ) جس کے مسمّٰی کی توجہ اس حرف ندا کے ساتھ مقصود و مطلوب ہے جو یا محذوف ہے کلام پاک میں بر تقدیر وجود قرینہ حذف ندا کی مثال موجود ہے وہ ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا اَیِ الَّذِیْ اَصَابَکَ مِنْ زُلَیْخَا اَلْاٰیَۃ یعنی یَا یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا۔ اے یوسف اسے درگزر کیجئے اور اس کا خیال نہ کیجئے یہاں پر حذف یاء ندا کا قرینہ سیدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضور ہی ہے۔

کافیہ میں ہے اَلْمُنَادٰی وَھُوَ الْمَطْلُوْبُ اِقْبَالُہٗ بِحَرْفٍ نَائِبٍ مَنَابَ۔ اَدْعُوْ لَفْظًا اَوْ تَقْدِیْرًا۔ یعنی منادیٰ وہ ہے جس کے مسمّٰی کی توجہ مطلوب و مقصود ہے ایسے ایک حرف کے ساتھ جو اَدْعُوْ کا قائم مقام ہو

ع۔ حاشیہ صفحہ ۹۶ پر دیکھئے ۱۲ ۔ ۲ یہ حاشیہ صفحہ ۹۲ پر دیکھئے ۱۲

یہ منادیٰ یا یہ طلب یا وہ نیابت لفظی ہو یا تقدیری ہو

نیز اسی کافیہ میں ہے وَيَجُوزُ حَذْفُ حَرْفِ النِّدَاءِ

عِنْدَ قَرِينَةٍ مثلاً يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اور جائز ہے

حرف نداء کا حذف جیسے یوسف اس کا خیال نہ کیجئے

حاشیہ عبدالغفور میں ہے مَنَابَ أَدْعُو الْإِنْشَائِيِّ لِأَنَّ

الْجُمْلَةَ النِّدَائِيَّةَ إِنْشَائِيَّةٌ فَالْأَوْلَى تَقْدِيرُ دَعَوْتُ

أَوْ نَادَيْتُ لِأَنَّ الْأَغْلَبَ فِي الْأَفْعَالِ الْإِنْشَائِيَّةِ

مَجِيئُهَا بِلَفْظِ الْمَاضِي۔ دیکھو ص ۳۲۸ بحث منادیٰ المطبع

المجتبائی فی بلدۃ دھلی۔

یعنی "یا" حرف ندا ادعو انشائی کی جگہ استعمال

ہوتا ہے اس لئے کہ جملہ ندائیہ انشائیہ ہوتا ہے پس بہتر یہ ہے کہ

دَعَوْتُ یا نَادَيْتُ (بجائے ادعو یا انادی کے) مقدر

ع أَيْ طَلَبًا لَفْظِيًّا بِتَلَفُّظِ آلَةِ الطَّلَبِ نَحْوُ يَا زَيْدُ أَوْ طَلَبًا تَقْدِيرِيًّا بِتَقْدِيرِهَا نَحْوُ يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا۔ یعنی یہ طلب لفظی ہو جس میں طلب کا آلہ ملفوظ ہو جیسا یا زید اس میں زید کو یا حرف نداء کے ساتھ پکارا گیا۔

یا یہ طلب تقدیری ہو (مان لی گئی ہو) جس میں آلہ طلب ملفوظ نہ ہو پر معنی اس کے مراد ہوں جیسے ارشادِ باری تعالیٰ یوسف! اس خیال میں نہ رہیئے۔ ظاہر ہے کہ یہاں "یا" حرفِ نداء لفظ میں تو نہیں پر از روئے معنی کے مراد ہیں پس تقدیراً "یا" موجود ہے۔ منہ لقرۃ اللہ م

مان لیا جائے کیونکہ افعال انشائیہ میں اغلب یہی ہے

کہ وہ بلفظ ماضی ہوں۔

مذکورہ بالا مفصل و مبرہن بیان سے

مندرجہ ذیل اہم غموض و رموز کا انکشاف و اکتشاف ہوتا ہے

۱۔ یہ کہ نمازی حالتِ نماز میں مشاہدۂ رب پر مکلف ہے

أُعْبُدْ رَبَّكَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ

فَإِنَّهُ يَرَاكَ أَلْحَدِيثُ یعنی اپنے رب کی بندگی

عبادت کر اس طرح گویا تو اسے دیکھتا ہے پھر اگر تو اس

قابل نہیں کہ اسے دیکھے پس یہ تو ہو کہ وہ تجھے دیکھتا ہے

(بہر حال حضورِ قلبی، انقیادِ نفس و طاعتِ بدن نماز میں

ضروری ہے)

۲۔ یہ کہ نمازی حالت نماز میں اس بات پر مکلف ہے

کہ وہ رب کا مشاہدہ سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء

میں کرے یہ جان کر اور یہ مان کر کہ حقیقۃً مشاہدۂ رب

کا مظہرِ اتم آپ ہی ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

۱۳۔ یہ کہ نمازی کو حصول مشاہدۂ ربّ کے لیئے سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناءؐ کی ہی توجّہ اور امداد کی حاجت ہے جس کے بغیر نہ تو نمازی کی نماز قبول ہوگی نہ ہی اس حجاب کا ازالہ ہوگا جس کی بناء پر نمازی مشاہدہ ربّ سے محجوب تھا۔

۱۴۔ یہ کہ کلمات تشہد انشائیہ ہیں نہ حکائیہ یہ کلمات حقیقت میں عابد کے عبادات کی پیش کش ہیں۔

۱۵۔ یہ کلمات بامعانی ہیں بلکہ معراجیہ ہیں[1]۔ نیز یہ کہ بامعانی کلمات کے تصورات ان کے معانی سے مقدم ہوا کرتے ہیں

۱۶۔ یہ کہ نمازی سَرْوَرِ دُوسَرا علیہ التَّحِیَّۃُ والثناء کو بارگاہ الٰہی میں حاضر و ناضر جان لے۔

۱۷۔ یہ کہ جب سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثنا کو "یاء" ندا کے ساتھ نماز کی حالت میں امداد کے لئے پکارنا، اور استمداد کے لئے یاد کرنا جائز بلکہ واجب قرار دیا گیا ہے تو ظاہر بلکہ اظہر کہ خارجِ نماز میں استمداد و طلب امداد کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو پکارنا کبھی ناجائز

---

[1] ان معراجی کلمات کے مقاصد "السوال الثامن والاربعون ومائۃ" کے تحت الفتوحات المکیہ کے ص ۱۲۶ ج ۲ میں دیکھئے ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالی۔

نہیں ہو سکتا کیونکہ جو بھی چیز ہو یا قول و فعل ہو جو خارجِ نماز میں ناجائز و حرام ہو تو وہ نماز کا رکن نہیں بنایا جا سکتا

۸:- یہ کہ جب حضورؐ کو خارج نماز میں آپ کا امتی "یا نبیؐ" کے ساتھ پکار سکتا تو ظاہر کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو آپ کے ہر لقب کے ساتھ یاد کر پکار سکتا ہے جیسے کہے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ، یَا نُوْرَ اللّٰہِ ، یَا قَاسِمَ الْاَرْزَاقِ وَالْعُلُوْمِ ، یَا کَاشِفَ الْغُمُوْمِ وَالْھُمُوْمِ یَا کَاشِفَ الْغُمَّۃِ یَا مُجَلِّیَ الظُّلْمَۃِ یَا فَارَقْلِیْطُ یَا طٰہٰ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ یَا شَافِیْ وَغَیْرِھَا مِنَ الْاَلْقَابِ الْکَرِیْمَۃِ الْجَمِیْلَۃِ السَّادَۃِ۔

یہ کہ سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء ہر چیز و ہر شخص کی ہر آواز کو سن لیتے ہیں[۱]

---

[۱] جلیل القدر صحابی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی فرمایا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَھَا اَنْ تَئِطَّ لَیْسَ فِیْھَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدًا لِلّٰہِ ۔ یعنی سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں ہر اس شی کو دیکھتا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے اور ہر اس آواز کو سنتا ہوں جس کو تم نہیں سنتے (بطورِ مثال و تمثیل ایک آواز کا ذکر فرمایا جو تمہیں سنائی نہیں دیتی کہ) آسمان چرچرایا اور اسکا چرچرانا حق ہے کیونکہ اس میں چہار انگشت مقدار کی اتنی جگہ نہیں جس پر فرشتہ پیشانی ٹیکے اللہ کے لئے سجدہ نہ کر رہا ہو، ترمذی شریف ابن ماجہ وغیرہ من کتب الحدیث۔

خواہ وہ آواز بلند ہو یا پست مشرق کے کسی حصّے سے ہو یا مغرب کے کسی بُقعے سے آسمان سے یا آسمان و زمین کے درمیانی فِضا سے بلکہ وہ آواز عرش سے ہو یا کرسی کی أَيُّهَا النَّبِيُّ نمازی اپنے تَشَہُّد میں أَيُّهَا الرَّسُوْلُ یا آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے القاب شریفہ میں سے دوسرے لقب کے بجائے ۔ اَلنَّبِیُّ اس لئے کہتا ہے کہ نُبُوَّت باعتبار معنی و مفہوم کے رِسَالَۃ سے عام ہے نیز یہ کہ مَقام نبوت ذاتِ نبیؐ کے لئے مَقامِ رسالت سے اعلیٰ اور اشرف ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ سب سے اعلیٰ ولی ہیں تو اعلیٰ نبی ہیں اور اعلیٰ رسول بھی اور ولایتِ نبی کا مقام نبی کے لئے مَقامِ نبوت سے بھی اعلیٰ تر ہے۔ کیونکہ وِلایتِ نبی نبوۃِ نبی کا باطن ہوتی ہے اس مقام میں نبی کا تعلق حق ہی حق کے ساتھ رہتا ہے۔ جس میں خلق کا کوئی اعتبار نہیں اس مرتبہ میں وَلِیُّ نبی ذاتِ اللّٰہ میں فنا اور عینُ الجمع[1] میں مستغرق ہوتا ہے۔ (اے عین جمع الذات ۱۲)

---

[1] عین جمع الذات، جمع الوحدۃ ہے جسمیں نہ تو فُؤاد باقی رہتا نہ بندہ بلکہ اس مقام میں بندہ کل کے کل فناء ہو جاتا ہے اصطلاح صوفیائے صافیہ میں اسے عینِ جمع الذات کہتے ہیں۔ حضرت الشیخ الاکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جَمْعُ الْوَحْدَۃِ الَّذِی لَا فُؤَادَ فِیْهِ وَلَا عَبْدَ لِفَنَاءِ الْکُلِّ فِیْهَا الْمُسَمّٰی بِاصْطِلَاحِهِمْ عَیْنَ جَمْعِ الذَّاتِ ۔ دیکھو سورۃ النجم صفحہ ۲۷۱ ج ۲ تفسیر الشیخ الاکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ نصرہ اللّٰہ تعالیٰ ۔

جمع الذات ۱۲

اسی لئے کہا گیا کہ علمِ ولایت نبی عبارت ہے توحید ذات وصفات
وافعال میں محو ہو جانے سے پھر نبوتِ نبی رسالت نبی سے اعلیٰ
واشرف ہوتی ہے کیونکہ نبوتِ نبی ولایتِ نبی کا ظاہر ہوتی ہے اس
مقام میں معانیٔ غیبیہ (جیسے مَعاد، بعث بعد الموت یا حشر ونشر)
اور معارفِ الٰہیّہ (جیسے صفاتِ واسماءِ الٰہیّہ کی پہچان یا ہر اس چیز کی تعریف
جو اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہو جیسے تحمیدات وتمجیدات) سے اخبار
اور تفاصیلِ صفات وافعالِ الٰہیّہ کا اعتبار رہتا ہے پس نمازی انھیں
معانیٔ غیبیہ اور انھیں معارفِ الٰہیّہ کے حصول کی غرض سے اپنی نماز
میں سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء کی توجہ کا طالب ہوتا ہے جس سے ان
کمالات پر نمازی کا فائز ہو جانا یقینی ہو جاتا ہے اسی لئے اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہتا ہے۔ ان کمالاتِ عالیہ پر فائز ہو جانا
نمازی کے دل کی بات ہے۔ اور نبی مِنْ حَیْثُ ھُوَ نَبِیٌّ
مغیبات کا عالم ہوتا ہے اس لئے نمازی رسول پاک کو
یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ کے لقب سے یاد کرتا ہے ملّا جلال مع شرح اخوند
شیخ مطبع نولکشور کے صفحہ ۷ پر ہے۔

شَرْطُ النُّبُوَّةِ إِدِّعَاءُ النُّبُوَّةِ وَإِظْهَارُ الْمُعْجِزَةِ، وَقَدْ شُرِطَ مَعَ ذٰلِكَ الْإِطِّلَاعُ مَعَ الْمُغَيَّبَاتِ وَرُؤْيَةُ الْمَلٰئِكَةِ ۔ یعنی اثبات و ثبوتِ نبوۃ کے لئے نبوت کا دعویٰ اور معجزے کا اظہار شرط ہے (تحقیق شرط کے بغیر وجودِ مشروط ممکن نہیں) اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی شرط قرار دیا گیا ہے کہ نبی مغیبات پر مُطّلِع ہوں اور فرشتوں کے دیکھنے پر قادر ہوں اسی عقائد جلالی[1] کے صا۱[2] ہے اَلنَّبِیُّ بِمَعْنَی الْمُخْبِرِ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَقَالَ اِنَّ الْخَبَرَ بمعنی الْاِخْبَارِ فَیَکُوْنُ النَّبِیُّ بِمَعْنَی الْمُخْبِرِ مُتَعَدِّیًا. یعنی نبی کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے غیب کی خبر دینے والے اور فرمایا کہ خبر اخبار کے معنی میں (بھی) آتا ہے پس نبی بمعنی مُخْبِر کے ہیں جو متعدی ہیں

اس مقامِ نبوت میں نبی کو فناء فی الذات ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی جناب سے وجودِ موہوب ملتا ہے. جس سے نبی، حق و خلق کے درمیان واسطۂ وصول و وسیلۂ ایصال رہتا ہے نبی سے خلق کا

---

[1] ملا جلال مع اخوند شیخ وغیرہ ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ۔

[2] خبر دینا ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ ۱۲

اتصال رہتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس میں نبی حق تعالیٰ سے فیوض و کمالات حاصل کرتے اور اپنی امت کے ہر ہر شخص و ہر ہر چیز کو اس کی استعداد کے مطابق فیوض و کمالات سے نوازا کرتے ہیں۔ پس نمازی تنویر و تبریق استعداد اور حصولِ کمالات کی خاطر رسول پاک کو أَيُّهَا النَّبِيُّ کہہ کر پکارتا ہے، اور ایک مقام مقامِ رسالتِ نبی ہے جس میں أوضاعِ احکام اور احکام[3] کا اعتبار رہتا ہے کیونکہ رسالتِ نبی تنبیہِ عظیم ہے۔ أوضاعِ احکام اور تقنینِ قوانین پر۔ پس رسالت کا تعلق، جس کی بنا، نبوت و ولایتِ نبی ہے احوال و احکامِ مکلّفین سے رہتا ہے۔ حاصل یہ کہ ولی شخص یعنی وہ پاک و مقبول ہے

جو ذاتِ اللہ میں فانی اور عین الجمع میں مستغرق ہو

اور نبی یعنی ولی وہ پاک و مقبول ہستی ہے جو مقام ولایت میں فناء ہو جانے کے بعد واصل الی اللہ ہے۔

---

[3] جیسے حلال و حرام وغیرہ ۱۲ منہ غفرہ اللہ تعالیٰ

پھر اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وجودِ موہوب عطا ہو باقی باللہ ہو کر استقامت و تمکین کے مقام پر اسے جماؤ حاصل ہو کر حق کے ساتھ متحقق ہو حق کا عارف ہو حق تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال سے باخبر اور احکام پر مطلّع ہو حق تعالیٰ کی جانب سے مبعوث ، حق کی جانب داعی ہو نذیر و بشیر ہو سراج منیر ہو نبیؑ ولی اگر خود رسول نہیں تو اس کی دعوت اس رسول کی شریعت پر مبنی ہوتی ہے جو اس نبی سے پہلے آچکے ہیں اور اگر خود رسول بھی ہیں تو ان کی دعوت اپنی شریعت کے مطابق ہوتی ہے تو شریعت کی تشریع خود ہی کرتے تو احکام کا وضع بھی خود ہی کرتے ہیں ان کی تشریع و وضعِ احکامؑ اللہ تعالیٰ کی ہی مرضی پر مبنی ہوتی ہے ۔ بشارت دینا ، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرانا نیز اظہارِ معجزات انکا فرض منصبی ہوتا ہے ۔

انبیاء بنی اسرائیل سب کے سب حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین و ملّت کے عین مطابق دعوت دیتے رہے ان میں سے کسی بھی نبی نے علیحدہ ملّت یا الگ شریعت کو وضع

نہیں کیا ان میں اگر کوئی نبی صاحبِ کتاب[1] بھی تھا تاہم اس میں
احکام و شرائع نہیں تھے بلکہ اس کتاب میں حقائق، معارف یا مواعظ و
نصائح تھے ہمارے آقا و مولیٰ سیّد الوریٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
دعوت و تبلیغ شریعتِ مصطفویہ کا یہ وظیفۂ علیاء اور یہ منصبِ عالی
اپنی امتِ خاصہ کے علماء کو عطا فرمایا۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ
بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء
کی طرح ہیں اس منصبِ عالی کا تقاضی ہے کہ علماء عاملین ہوں عُرفاء
ہوں متمکنین ہوں شریعت مصطفویہ پر استقامت رکھنے والے ہوں
خیر کی جانب دعوت دینے والے ہوں معروف[2] و منکر[3] کے جاننے والے
ہوں کیونکہ علماء کا انبیاء کے ساتھ یہی وجہ شبہ ہے ورنہ درجات
و مراتب میں عالمِ غیر نبی کی پہنچ و رسائی انبیاء کے پایہ تک ممکن نہیں
چہ جائیکہ مراتب میں ان کی برابری تفصیلِ فوق الذکر سے یہ روشن
ہوا کہ ولی نبی اور رسولِ نبی کے درمیان نبوۃ کا مقام برزخ ہے

---

[1] جیسے سیّدنا داؤدَ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ جن پر زبور شریف نازل ہوئی
۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ [2] معروف ہر وہ امرِ واجب یا مندوب فی الدین ہے جس کے ساتھ مومن
کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ [3] ہر وہ امر حرام و مکروہ جس کے کرنے سے بندہ
اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم ہو جاتا ہے جس کا کرنے والا گنہگار ٹھہرایا جاتا ہے جس کا مرتکب برا سمجھا
جاتا ہے منکر کہلاتا ہے ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ۔

ع ت وھم المحدثون الذین یروون الاحادیث بالاسانید المتصلۃ بالرسول علیہ السلام ھـ فتوحات شریفہ

جیساکہ کہا گیا ہے کہ!

مَقَامُ النُّبُوَّةِ فِي بَرْزَخٍ ۔ ٭ ۔ دُوَيْنَ الْوَلِيِّ وَفَوْقَ الرَّسُوْلِ

یعنی نبوت کا مقام ایک ایسے برزخ میں ہے جو ولی سے کم اور رسول
مقامِ ولی ۱۲ مقامِ رسول ۱۲

سے بالاتر ہے۔

(وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ)

اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص رحمت ہو اور اس میں مزید اضافہ

ہوتا رہے۔ جب نمازی اس مشاہدۂ نبی سے فارغ ہوا تو اب وہ

اپنے آپ کو اس بات کا مستحق پاتا ہے کہ کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (اب ہم اس قابل ہو گئے کہ کہیں)

ہم پر سلام ہے اور اللہ تعالیٰ کے صالحین پر سلام[1] رہے۔

صالحین جمع ہے صَالِحٌ کی جس کے معنی ہیں وہ مسلمان جو حقوق اللہ

اور حقوق العباد کو صحیح طور پر بغیر کسی نقص و کمی کی انجام دے رہا

ہو۔ صالحین وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بشری فناء کے بعد وجود

---

[1] سلام کے معنی آئندہ صفحات میں سیدنا الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلمات میں واضح ہو جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ۔

موہوب، وجود حقانی کے ساتھ نواز دیئے ہیں مُسْتَقِیم فِی الدِّین
ہیں عالم کی اصلاح، اس کے ضبطِ نظام اور اس کی تدبیر کی انجام
دہی میں مصروفِ کار رہتے ہیں سیدنا محی الدین بن عربی طائی الشیخ الاکبر
رضی اللہ تعالیٰ آیہ کریمہ - کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ کی تفسیر
فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یَقُوْمُوْنَ بِصَلَاحِ الْعَالَمِ وَضَبْطِ
نِظَامِہٖ وَتَدْبِیْرِہٖ لِاِسْتِقَامَتِہِمْ بِالْوُجُوْدِ الْمَوْهُوْبِ الْحَقَّانِیْ
بَعْدَ فَنَاءِ الْبَشَرِیِّ دیکھو ص ۲۱۲ ج ۱ سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ و ص ۲۵۰ ج ۱
یعنی وہ جو اصلاحِ عالم اور اس کے ضبطِ نظام اور اس کی تدبیر
کو انجام دے رہے ہیں اس لئے کہ وہ بعد اس کے کہ بشری وجود
سے فنا ہو چکے بخشے ہوئے حقانی وجود کے ساتھ استقامت
والے ہیں۔
اب یہ مسکین ابو الفتح محمد نصر اللہ خان بن المرحوم خوشش کیار خان
الخرو تی السّرّ و ضوی بالا مذکورہ تمام مسائلِ حقہ اور عقائد راسخہ کو صوفیائے
صافیہ اور رسیدہ علمائے اعلام کے الہامی عبارات کے تاکیدات
و تائیدات میں پیش کر رہا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

سیدنا آلشیخ عبد الحق المحدّث الدہلوی رحمہ اللہ الباری القوی،

لکھتے ہیں۔ و بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ این خطاب۔ (أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔) بجہت سریانِ حقیقتِ محمدیہ است در ذرائرِ موجودات و افرادِ ممکنات پس آنحضرت در ذواتِ مُصلّیان موجود و حاضر است پس مُصَلّی باید کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازین شہود غافل نبود تا بأنوار قرب و اسرارِ معرفت مُتَنَوّر و فائض گردد۔ دیکھو ص ۳۵ ج ۱ أَشِعَّةُ اللَّمْعَاتِ شرح فارسی مِشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ بَابُ التَّشَهُّد کی فصل ۱۔

یعنی بعض عارفین نے فرما دیا ہے کہ (بالمُشَافَہ) یہ خطاب رسول پاک[1] کو اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے تمام ذرّات اور ممکنات کے تمام افراد میں موجود اور ساری ہے پس وہ حضرت[1] تمام[2] نمازیوں کے ذوات میں موجود و حاضر

---

[1] جانِ دو جہان صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلّم ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ [2] جمع جب جمع کی جانب مضاف ہو جائے تو استغراق کا افادہ کرتی ہے اسی لئے ترجمہ میں کلمہ "تمام" اضافہ کر دیا گیا ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

ہیں۔ پس نمازی کو چاہئے کہ وہ اس معنیٰ[ل] سے باخبر رہے اور اس حضور و شہود سے غافل نہ رہے تاکہ وہ قرب اور معرفت کے اسرار سے متنور اور فیضیاب ہو جائے۔

حضرتِ شیخ کے مذکورہ بالا کلماتِ قدسیہؒ نے یہ راسخ عقیدہ دیا کہ حقیقت محمدیہ ہر جا (یعنی ہر جگہ) شاہد و مشہود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم نمازی کی ذات میں بھی (یعنی حقیقت الخ ۱۲ منہ نصرہ اللہ) حاضر و موجود ہیں فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ عَلٰی اَنْ تِلْکُمُ الْعَقِیْدَۃَ الرَّاسِخَۃَ ھِیَ عَقِیْدَتُنَا وَنَحْنُ عَلٰی تِلْکُمُ الْعَقِیْدَۃِ الرَّاسِخَۃِ (ای اِنَّا علی الخ ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ) لَقَائِمُوْنَ ــــ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ الباری نے شرح صحیح البخاری میں فرمایا۔

وَیَحْتَمِلُ اَنْ یُّقَالَ عَلٰی طَرِیْقَۃِ اَھْلِ الْعِرْفَانِ اَنَّ الْمُصَلِّیْنَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوْا بَابَ الْمَلَکُوْتِ بِالتَّحِیَّاتِ[۲] اُذِنَ لَھُمْ بِالدُّخُوْلِ فِیْ حَرَمِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ نَقَرَّتْ اَعْیُنُھُمْ بِالْمُنَاجَاتِ فَنُبِّھُوْا عَلٰی اَنَّ ذٰلِکَ بِوَاسِطَۃِ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَبَرَکَتِہٖ

ل یعنی حضور کی اس شہود و حضور سے ۱۲ منہ نصرہُ اللہ تعالیٰ

۲ ای بالعبادات القولیۃ والفعلیۃ والمالیۃ ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

مُتَابَعَتِہٖ فَاِذَا الْتَفَتُوْا فَاِذَا الْحَبِيْبُ فِیْ حَرَمِ الْحَبِيْبِ حَاضِرٌ

فَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِ قَائِلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

وَبَرَكَاتُهٗ۔ دیکھو صفحہ ۱۷۰ ج ۳ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری المطبوعہ بمصر

یعنی اہل معرفت کے طریقہ پر کہا جاسکتا ہے کہ نمازیوں نے جب[1] عالم

ملکوت کا دروازہ کھلوانا چاہا تو انھیں اللہ تعالیٰ حیّ[2] لایموت

کے حرم سرائے میں باجازت داخلہ مل گیا پس ان کی آنکھیں ان ،

مناجات سے ٹھنڈی ہو گئیں پس نمازیوں کو متنبہ کر دیا گیا کہ وہ

نعمت عظمیٰ انھیں نبی الرحمتہ کے وسیلۂ جلیلہ سے ملی اور انھیں، یہ

نعمت عظمیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کی صحیح پیروی کی

برکت سے ملی ہے تو اب جب نمازیوں نے دیکھا تو دیکھ لیا کہ حبیب

حبیب کے حرمِ خاص میں حاضر ہیں، پس نمازی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وصحبہ وسلّم کی حضور میں متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

یعنی اے غیب کی خبر دینے والے آپ پر ہر طرح کا سلام ہے آپ

ہم سے امن میں ہیں ہم آپ کے کردار پر کوئی اعتراض نہیں کرتے،

---

[2] جو زندہ ہے جس پر موت طاری نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ۔

[1] قولی، فعلی اور مالی عبادات کے ذریعہ ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

ہم آپؐ کے اخلاقِ کریمہ، افعالِ حسنہ اور ارادات پاکیزہ کو عیب ونقص سے پاکتر سمجھتے ہیں، ہم آپؐ کے اوامر ونواہی کو رہنما ورہبر اصولِ دین وایمان جانتے اور مانتے ہیں۔

آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے اس میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

اس عبارتِ قدسیہ نے بھی وہی زندہ پائندہ راسخ عقیدہ دیا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی حضور ہے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب مستطاب میزان الشریعۃ الکبریٰ مطبوعہ مصر کی جلد اول صـ۱۵۴ میں فرماتے ہیں

وَسَمِعْتُ سَیِّدِیْ عَلِیَّانِ الْخَوَّاصَ رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ یَقُوْلُ اِنَّمَا اَمَرَ الشَّارِعُ الْمُصَلِّیَ بِالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التَّشَہُّدِ لِیُنَبِّہَ الْغَافِلِیْنَ، فِیْ جُلُوْسِہِمْ بَیْنَ یَدَیِ اللہِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی شُہُوْدِ نَبِیِّہِمْ فِیْ تِلْکَ الْحَضْرَۃِ فَاِنَّہٗ لَایُفَارِقُ حَضْرَۃَ اللہِ تَعَالٰی اَبَدًا فَیُخَاطِبُوْنَہٗ بِالسَّلَامِ مُشَافَہَۃً۔ یعنی میں

لہ یہ حاشیہ صـ۱۱۲ پر دیکھئے ۱۲ منہ نصر اللہ تعالیٰ۔

نے اپنے آقا علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے نمازی کو تشہد کی حالت میں سید الوریٰ علیہ التحیۃ والثنا پر صلوٰۃ وسلام کہنے کا حکم صرف اور صرف اس لیے دیا ہے تاکہ ان نمازیوں کو جو تشہد میں اللہ تعالیٰ کے سامنے غافل بیٹھے ہیں تنبیہ ہو اس بات کی کہ ان کے نبی، اللہ تعالیٰ کی حضور حاضر و ناظر ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حضور سے کبھی جدا نہیں رہتے پس نمازی آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے بالمشافہ آپ پر سلام پیش کرنے کے خطاب کریں گے۔

الیواقیت والجواھر میں ہے۔ فَإِنْ قُلْتَ فَمَا الْحِكْمَةُ فِي سَلَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ مِنْ أَنَّهُ أَمِنَ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ

لہ مفردات راغب میں ہے اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ اَلْحُضُوْرُ مع الْمُشَاهَدَةِ إِمَّا بِالْبَصَرِ أَوْ بِالْبَصِيْرَةِ ۔ یعنی شہود اور شہادۃ کے معنی ہیں حاضر ہونا جس کے ساتھ مشاہدہ سر کی آنکھوں کے ساتھ ہو خواہ دل کی ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالسَّلَامُ إِنَّمَا هُوَ أَمَانٌ۔ فَالْجَوَابُ كَمَا

قَالَهُ الشَّيْخُ فِي الْبَابِ الثَّالِثِ وَالسَّبْعِينَ أَنَّ الْحِكْمَةَ

فِي ذٰلِكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ هُوَ أَنَّ مَقَامَ الْأَنْبِيَاءِ[1] عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ

وَالسَّلَامُ يُعْطِي الْاِعْتِرَاضَ عَلَيْهِمْ وَلَوْ بِالْبَاطِنِ لِأَمْرِهِمُ

النَّاسَ بِمَا يُخَالِفُ أَهْوَاءَهُمْ كَمَا أَنَّ مَقَامَهُمْ يُعْطِي

التَّسْلِيْمَ لَهُمْ أَيْضًا فَلِذٰلِكَ شُرِعَ لَنَا أَنْ نُسَلِّمَ عَلٰى

نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّا نَقُوْلُ لَهُ "أَنْتَ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي أَمَانٍ مِّنَّا أَنْ نَعْتَرِضَ عَلَيْكَ فِي شَيْءٍ أَمَرْ

تَنَا بِهٖ أَوْ نَهَيْتَنَا عَنْهُ۔ إِنْتَهٰى۔ دیکھو ص ۴۵ ج ۲ -

الیواقیت والجواہر

یعنی اگر تو نے کہا (سوال کر کے) کہ پس کیا حکمت ہے

سلام کہنے میں ایمان والوں کے سرکار دو سرا علیہ التحیۃ والثناء

پر نماز کے اندر اس سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

---

[1] انبیاء کرام پر علیہم الصلوۃ والسلام ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ۔

یہ صفحہ آئندہ کا حاشیہ ہے۔

اس سے امن میں ہیں؟ کیونکہ سلام امن ہی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے جیسا کہ حضرت سیدنا الشیخ الاکبر محی الدین بن عربی محمد بن علی الطائی الانصاری، رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوحاتِ مکیہ کے تہترویں[73] باب میں فرمایا ہے کہ بے شک اس میں حکمت ایمان والوں کے لیے یہ رہی ہے کہ بلاریب ارتیاب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مقام مؤمنین کے لئے ان[1] پر اعتراض پیدا کر دیتا ہے گو وہ ضمناً ہو اس کا سبب یہ کہ وہ لوگوں کو ان کے خواہشات کے خلاف حکم دیتے ہیں ایسا ہی جیسا کہ ان[2] کے مقام انھیں[3] مقام تسلیم بھی عطا[4] فرما دیتا ہے تو اسی لئے ہمارے لئے یہ شریعت بنا کہ ہم اپنے پاک نبی پر سلام بھیجیں گویا ہم آپ کی جناب میں عرض کرتے ہیں کہ آپ ہی تو ہیں اے اللہ کے رسول ہم سے امن میں اس بات سے کہ آپ پر کسی قسم کا اعتراض کریں ہر چیز میں جس کا آپ نے ہمیں حکم

---

[1] انبیاء کرام پر علیہم الصلوٰۃ والسلام منہ نصرہ اللہ تعالیٰ [2] انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ۱۲ منہ [3] ایمان والوں کو ۱۲ منہ نصرہ اللہ [4] کہ وہ انھیں اور ان کے اوامر و نواہی کو حق جانتے اور مانتے ہیں اور حق قابلِ اعتراض و اعتراض نہیں ہوتا ۱۲ منہ نصرہ اللہ۔

دیا ہو کرنے کا اور یا آپ نے ہمیں کسی چیز یا کام سے روک دیا ہو

خلاصہ اس پاکیزہ عبارت کا یہ رہا کہ سیدالوری علیہ التحیۃ والثناء

ہر عیب و نقص سے مبرا ہیں اور ہم اسی پاکیزہ عقیدت کے اظہار

پر مامور و معمور ہیں اور رہیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

حضرت خاتم فصِ الوِلَایَۃِ المُحَمَّدِیَّۃِ ابنُ عربی شیخ

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "آیہ کریمہ"

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ کی تفسیر

فرماتے ہوئے رسول و نبی میں فرق یوں فرماتے ہیں۔

اَلْفَرْقُ بَیْنَ الرَّسُوْلِ وَالنَّبِیِّ هُوَ اَنَّ الرِّسَالَةَ بِاِعْتِبَارِ تَبْلِیْغِ

اَلْاَحْكَامِ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ وَالنُّبُوَّةُ بِاِعْتِبَارِ الْاِخْبَارِ

(آیہ (۶۷) المائدہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عَنِ الْمَعَارِفِ وَالْحَقَائِقِ تَتَعَلَّقُ (التی) بِتَفَاصِیْلِ الصِّفَاتِ وَالْاَفْعَالِ

فَاِنَّ النُّبُوَّةَ ظَاهِرُ الْوِلَایَةِ ——— اَلَّتِیْ هِیَ الْاِسْتِغْرَاقُ

فِیْ عَیْنِ الْجَمْعِ وَالْفَنَاءُ فِی الذَّاتِ فَعِلْمُهَا عِلْمُ تَوْحِیْدِ الذَّاتِ

وَمَحْوُ الْاَفْعَالِ وَالصِّفَاتِ فَكُلُّ رَسُوْلٍ نَبِیٌّ وَكُلُّ نَبِیٍّ وَلِیٌّ

وَلَیْسَ كُلُّ وَلِیٍّ نَبِیًّا وَلَا كُلُّ نَبِیٍّ مُرْسَلًا وَاِنْ كَانَتْ

رُتْبَةُ الْوِلَایَةِ اَشْرَفُ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالنُّبُوَّةُ مِنَ الرِّسَالَةِ

كَمَا قِیْلَ :— مَقَامُ النُّبُوَّةِ فِیْ بَرْزَخٍ ؛ دُوْنَ الْوَلِیِّ وَفَوْقَ

(عند هی العبادۃ — نصرہ اللہ مستقبل تعالیٰ)

الرَّسُوْلِ۔

دیکھو صفحہ ۱۵۳ تفسیر الشیخ محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا الجزء الاوّل۔ یعنی رسول و نبی میں فرق یہ ہے کہ رسالت میں تبلیغ احکام کا اعتبار رہتا ہے (جیسے اللہ تعالیٰ کا قول) اے رسول پہنچا دے اور نبوۃ میں معارف و حقائق[1] سے اخبار کا اعتبار رہتا ہے۔ وہی جن کا تعلّق صفات و افعال کے تفاصیل سے ہو اور وہ یوں ہے کہ نبوۃ، ولایت کے ظاہر کو کہتے ہیں ولایت عین الجمع میں استغراق اور فنا فی الذات کا نام ہے پس ولایت کا علم توحیدِ ذات اور افعال و صفات میں محو ہو جانے کا ہی علم ہوتا ہے پس جیسا کہ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور[2] ہر نبی کا ولی ہونا ضروری ہے۔ پر اس کا عکس نہیں یعنی نہ تو ہر ولی کا نبی ہونا ضروری ہے[3] نہ ہی (اسی طرح ۱۲) ہر نبی کا رسول ہونا ضروری ہے[4] اگرچہ رتبہ ولایتِ نبی نبوت سے اشرف ہے اور نبوت رسالت سے اشرف جیسا کہ کہا گیا ہے۔

(دیکھو نمبر ۱۱۸ سے عکس صفحہ پر حاشیہ ۳)

---

[1] معارف و حقائق ۱۲ [2] اس تقدیر پر رسول نبی سے خاص اور نبی عام ہے پھر نبی ولی سے خاص اور ولی کا مفہوم عام رہتا ہے پس نبی و رسول میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے اور نبی و ولی میں بھی عموم و خصوص کی نسبت رہی ہے کہ ولی کا مفہوم نبی و رسول دونوں سے عام ہے اور نبی رسول سے عام پس رسولِ مصطلح کا مفہوم خاص الخاص رہا ہے ولی ہوئے پھر نبی ہو گا کہ ولایت کے بغیر نبوت ممکن نہیں نبی ہوئے تو رسولِ مصطلح ہو گا کہ نبوت کے بغیر رسالتِ مصطلحہ محال ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

مقام نبوت ایک برزخ میں ہے جو ولی سے نیچے اور

رسول سے اوپر ہے۔

نیز حضرت سیدنا محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

عنا نے سورۂ مریم کی آیت (۵۱)

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسٰى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ؎ کی

تفسیر میں فرمایا۔

مَقَامُ الرِّسَالَةِ دُوْنَ مَقَامِ النُّبُوَّةِ لِكَوْنِهَا مُبَيِّنَةً لِلْأَحْكَامِ

كَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُنَبِّهَةً عَلَى الْأَوْضَاعِ كَالصَّلٰوةِ

وَالصِّيَامِ فَهِيَ مُتَعَلِّقَةٌ بِبَيَانِ أَحْكَامِ الْمُكَلَّفِيْنَ وَأَمَّا النُّبُوَّةُ

فَهِيَ عِبَارَةٌ عَنِ الْإِنْبَاءِ عَنِ الْمَعَانِي الْغَيْبِيَّةِ كَأَحْوَالِ الْمَعَادِ

وَالْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ وَالْمَعَارِفِ الْإِلٰهِيَّةِ كَتَعْرِيْفِ

الصِّفَاتِ وَالْأَسْمَاءِ وَمَا يَلِيْقُ بِاللّٰهِ مِنَ التَّمْجِيْدَاتِ وَالتَّجْرِيْدَاتِ

وَالْوِلَايَةُ فَوْقَهُمَا جَمِيْعًا لِكَوْنِهَا عِبَارَةً عَنِ الْفَنَاءِ

فِي ذَاتِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ اعْتِبَارِ الْخَلْقِ فَهِيَ أَشْرَفُ الْمَقَامَاتِ

لِكَوْنِهَا تَتَقَدَّمُ عَلَيْهِمَا لِأَنَّهُمَا مَا لَمْ تَحْصُلْ

؎ اور کتاب میں موسیٰ کا ذکر کرو بے شک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبر بتانے والا ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

اَوْلَا لَمْ تُمْكِنِ النُّبُوَّةُ وَلَا الرِّسَالَةُ لِكَوْنِهَا مُقَوِّمَةً اِيَّاهُمَا

وَلِهٰذَا قَدَّمَ كَوْنَهُ مُخْلِصًا فِي الْقُرْاٰنِ بِالْفَتْحِ وَاُخِّرَتِ النُّبُوَّةُ

عَنِ الرِّسَالَةِ لِكَوْنِهَا اَشْرَفُ وَاَدَلُّ عَلَى الْمَدْحِ وَالتَّعْظِيْمِ

مِنْهَا وَلَمْ يُؤَخِّرِ الْوِلَايَةَ عَنْهُمَا بِاعْتِبَارِ الشَّرَفِ لِاَنَّهَا

وَاِنْ كَانَتْ اَشْرَفُ لٰكِنَّهَا بَاطِنَةٌ لَا يَعْرِفُ شَرَفَهَا وَفَضْلَهَا

اِلَّا الْاَفْرَادُ مِنَ الْعُرَفَاءِ الْمُحَقِّقِيْنَ الْمَخْصُوْصِيْنَ بِدِقَّةِ النَّظَرِ دُوْنَ

[۲] غَيْرِهِمْ فَلَا يُفِيْدُ الْمَدْحَ[۳] وَالتَّعْظِيْمَ وَلَا الْاِقْتِصَارَ عَلَيْهَا بِقَوْلِهِ

مُخْلِصًا وَاِنْ كَانَتْ اَشْرَفَ لِاَنَّهَا قَدْ تُوْجَدُ بِدُوْنِهِمَا بِخِلَافِ الْعَكْسِ فَلَا

يَحْسُنُ وَصْفُهٗ اِلَّا عَلٰى هٰذَا التَّرْتِيْبِ   دیکھو صٹ ج ۲

یعنی رسالت کا مقام مقام نبوت سے کم ہے کیونکہ اس مقام میں رسول احکام کی

متبین کرتے جیسے حلال وحرام کی ، اوضاع الحکام کی خبر دیتے ہیں جیسے نماز وروزہ کی

پس رسالت کا تعلق ———

---

۱ معارف وحقائق ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ ۲ اسی طرح ۱۲ منہ نصرہ اللہ

۳ اس تقدیر پر رسول نبی سے خاص اور نبی عام ہے پھر نبی ولی سے خاص اور ولی کا مفہوم عام رہا ہے
پس نبی و رسول میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے نیز نبی و ولی میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت رہی
ہے کہ ولی کا مفہوم نبی و رسول دونوں سے عام ہے اور نبی رسول سے عام پس رسولِ مصطلح کا مفہوم
خاص الخاص رہا ہے ۔ ولی ہولے پھر نبی ہوگا کہ ولایت کے بغیر نبوت ممکن نہیں نبی ہولے تو رسولِ
مصطلح ہوگا کہ نبوت کے بغیر رسالت مصطلح محال ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴ اور کتاب
میں موسیٰ کا ذکر کر و بے شک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبر بتانے والا (یہ حاشیہ
۵ ۱۱۷ کا ہے) ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

نوٹ :۔ حاشیہ ۳ صفحہ ۱۱۶ اور حاشیہ ۴ ص ۱۱۷ سے متعلق ہے ۱۲

کا افادہ نہیں کرتی جیسا کہ نبوت کرتی ہے۔ نیز آیت کریمہ میں صرف "مُخْلَصاً" کے ذکر پر اکتفا نہیں کیا اگرچہ وہ نبوت و رسالت دونوں سے اشرف ہے۔ عدم اکتفا کی وجہ یہ ہے کہ ولایت، نبوت و رسالت کے بغیر بھی پائی جاتی ہے بخلاف[1] عکس کے کہ نبوت و رسالت کا ولایت کے بغیر پایا جانا ناممکن و محال ہے۔

پس ترتیب مذکور و مذکور کے ساتھ اس کا وصف و بیان بہتر رہا تفسیر الشیخ الاکبر۔ المجلد الثانی ص۸

نیز خاتم فص الولایۃ المحمدیہ اپنی تفسیر منیر کے جزء دوم میں نبی اور رسول کا فرق یوں واضح فرماتے ہیں!۔

اَلْفَرْقُ بَيْنَ النَّبِيِّ وَالرَّسُوْلِ أَنَّ النَّبِيَّ هُوَ الْوَاصِلُ بِالْفَنَاءِ فِي مَقَامِ الْوَلَايَةِ الرَّاجِعُ بِالْوُجُوْدِ الْمَوْهُوْبِ إِلَى مَقَامِ الْاِسْتِقَامَةِ مُتَحَقِّقاً بِالْحَقِّ عَارِفاً بِهٖ مُنَبِّئاً عَنْهُ عَنْ ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَأَفْعَالِهٖ وَأَحْكَامِهٖ بِأَمْرِهٖ مَبْعُوْثاً لِلدَّعْوَةِ إِلَيْهِ عَلَى شَرِيْعَةِ الْمُرْسَلِ الَّذِيْ تَقَدَّمَهُ غَيْرَ مُشْتَرِعٍ لِشَرِيْعَةٍ وَلَا وَاضِعٍ لِحُكْمٍ وَمِلَّةٍ مُظْهِراً لِلْمُعْجِزَاتِ

---

[1] یعنی اس کے برخلاف ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

مُنْذِرًا أَوْ مُبَشِّرًا لِلنَّاسِ كَأَنْبِيَاءِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ إِذْ كُلُّهُمْ كَانُوْا دَاعِيْنَ إِلَىٰ دِيْنِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ غَيْرَ وَاضِعِيْنَ لِمِلَّةٍ وَّشَرِيْعَةٍ وَمَنْ كَانَ ذَا كِتَابٍ كَدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ كِتَابُهٗ حَاوِيًا لِلْمَعَارِفِ وَالْحَقَائِقِ وَالْمَوَاعِظِ وَالنَّصَائِحِ دُوْنَ الْأَحْكَامِ وَالشَّرَائِعِ وَلِهٰذَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عُلَمَاءُ أُمَّتِيْ كَأَنْبِيَاءِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَهُمُ الْأَوْلِيَاءُ الْعَارِفُوْنَ الْمُتَمَكِّنُوْنَ وَالرَّسُوْلُ هُوَ الَّذِيْ يَكُوْنُ لَهٗ مَعَ ذٰلِكَ كُلِّهٖ وَضْعُ شَرِيْعَةٍ وَّتَقْنِيْنٍ فَالنَّبِيُّ مُتَوَسِّطٌ بَيْنَ الْوَلِيِّ وَالرَّسُوْلِ ـ

(التفسیر ص۵۹ سورۃ الحج ـ)

یعنی نبی و رسول میں فرق یہ ہے کہ نبی ہی مقام ولایت میں بر بناء فناء واصل الی اللہ ہوتے ہیں وہی، وجود موہوب سے مقام استقامت کی طرف رجوع فرماتے ہیں حق کے ساتھ متحقق ہوتے حق کے عارف ہوتے ہیں حق سے خبریں دیتے ہیں۔ اس کی ذات سے اور اس کے صفات سے اور اس

عہ فناء کے بعد اللہ کے دیئے ہوئے وجود ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

کے افعال سے اور اس کے احکام سے اسی کے حکم سے حق کی طرف
دعوت دینے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں ان کی یہ دعوت اس
مرسل کی شریعت پر مبنی ہوتی ہے جو اس نبی سے پہلے آچکے ہیں۔
اس لئے کہ نبی من حیث ہو نبی کسی شریعت کا واضع و مشرِع
نہیں ہوتے نہ ہی کسی حکم و مِلّت کے وضع کرنے والے ہوتے ہیں
معجزات کا اِظہار کرتے ہیں۔ لوگوں کو ڈراتے اور خوشخبریاں،
سناتے ہیں۔ جیساکہ بنی اسرائیل کے انبیاء رہے تھے کہ کل کے
کل سَیِّدِنَا مُوسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے دین کی دعوتیں
دیتے رہے نہ کسی نے علیحدہ ملّت کو وضع کیا نہ ہی کسی شریعت
کی تشریع کی اور ان میں کوئی صاحبِ کتاب بھی تھا جیسا کہ
سیدنا داؤد علیہ السلام کی کتاب (زبور شریف) تاہم آپ
کی کتاب میں معارف و حقائق اور مواعظ و نصائح
تھے نہ تو اس میں احکام تھے نہ ہی شرائع (یعنی اُن کے مَنْصَبِ
اَنسَب دعوتِ شریعتِ مُرسَل رہا تھا۔) اسی منصب أنسب
کا اظہار سرورِ دُوسرا علیہ التحیۃ والثناء اپنی امت کے علماء کیلئے

یوں فرماتے ہیں۔ کہ میری امّت کے علماء، بنی اسرائیل کے
انبیاء کی طرح ہیں۔ اور وہ ہیں اولیاء، عرفاء، استقامت
رکھنے والے دین پر ثابت قدمی کے ساتھ جمنے والے۔ اور رسول
وہی ہیں جس کے ساتھ مذکورہ تمام صفات کے ساتھ ساتھ
شریعت وضع کرنا اور تقنینِ قوانین بھی ہو پس نتیجہ یہ رہا کہ
نبی، ولی اور رسول میں متوسط ہیں۔

(غور سے دیکھیے، مفسر کی تفسیرِ دلپذیر)

مذکورہ تمام اسباق و بیاناتِ واضحہ اور براہینِ ساطعہ نے
اصل و محقق عقیدۂ راسخہ یہ دیا کہ سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء
ہی کُل ہیں جس کے لیے کُل ہیں اور آپ کا خالق کُلُّ الکُلِ ہے۔

فانظرِ الکل فی الکُلِ تجد الکُل   والحمد للہ رب العلمین۔

ھُوَ الکُلُّ وَلَہُ الکُلُّ وَاللہُ کُلُّ الکُلِ فکُلُّ
صلوٰۃِ کُلِ الکُلِّ علیٰ ھٰذا الکُلِ الَّذِی لَہُ
الکُلُّ وَعَلیٰ اٰلِہٖ الْمُتَأَدِّبِیْنَ بِاٰدَابِہٖ۔
الَّذِیْنَ ھُمْ مَخْزَنُ عِلْمِہٖ وَکِتَابِہِ الْعَزِیْزِ وَاَصْحَابِہٖ

الذی اصبح الذین بھم فی حرز حریز اللھم امین بحق اماننا الامین،
وقل امستراح الفقیر خادم حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وصحبہ وسلم۔ شیخ الحدیث ابو الفتح
محمد نصر اللہ خان بن خوش کیار خان بن حاکم خان
بن شادی خان السرور ضوی موطنان الخرقی نسباً من
کمد الاستھاض لنقل ھذہ المقدمۃ المتضمنۃ
المشتملۃ علی العقائد الراسخۃ ضحوۃ الثلاثاء عشرین (۲۰)
من جمادی الثانیۃ المنتظم فی سلک شھور سنہ ۱۴۰۰ھ
اثر بعمارۃ والف من السواد الی البیاض اللھم تقبل
منا انک انت العزیز الحکیم۔ امین۔

بحق اماننا الامین

تمت المقدمۃ بالخیر وتلیھا الحصۃ الاولی

من اللہ تعالیٰ
شیخ الحدیث ابو الفتح محمد نصر اللہ خان
نصرہ اللہ تعالی

ختم شد

خُطْبَةُ النِّكَاح

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ
رَسُوْلُهٗ[ع] أَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ
مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَإِنَّهٗ لَا يَضُرُّ
إِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا وَنَسْئَلُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنَا مِمَّنْ
يُّطِيْعُهٗ وَيُطِيْعُ رَسُوْلَهٗ وَيَتَّبِعُ رِضْوَانَهٗ وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهٗ فَإِنَّمَا
نَحْنُ بِهٖ وَلَهٗ ۔ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ
وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا
وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ

ع الحمد سے لیکر رسولہ تک پھر کریمہ یا ایھا الناس اتقوا ربکم سے لیکر فوزا عظیما تک کا
خطبہ، خطبۂ نکاح ہونے کے ساتھ ساتھ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک عقود
(بیوع کے آغاز میں بھی سنت ہے ۔ محمد نصرہ اللہ تعالیٰ ۔

كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ أَحَدًا

رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ وَالْحَاكِمُ وَابُوْ عَوَانَةَ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال الترمذی حَسَنٌ ورواہ احمد والدارمی ایضاً ۱۲

خطبتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم فی تَزْوِيْجِ سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سیدنا فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کر دینے کے وقت میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِهٖ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهٖ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهٖ

لہ اس خطبۂ عالیہ کے کلمات شریفہ احادیث شریفہ کی کتبِ عالیہ مثل حاکم، ابو عوانہ دارمی وغیرہ مِنَ السُّنَنِ الْاَرْبَعَةِ اى سنن الترمذی وابی داود والنسائی وابن ماجۃ القزوینی (عہ) میں موجود ہیں ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

اللّٰہ نصرہ

٭ أَنْ تَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَاءَ أَنْ يَسْجُدْنَ لِأَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ رواه ابو داود ص ۲۹۱
وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوْهُنَّ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُنَّ مِمَّا تَكْتَسُوْنَ وَلَا تَضْرِبُوْهُنَّ وَلَا تُقَبِّحُوْهُنَّ

اَلمَرْهُوْبِ مِنْ عَذَابِهٖ وَسَطْوَتِهٖ اَلنَّافِذِ اَمْرُهٗ فِیْ سَمَائِهٖ وَاَرْضِهٖ اَلَّذِیْ خَلَقَ بِقُدْرَتِهٖ وَاَمَرَهُمْ بِاَحْکَامِهٖ وَاَعَزَّهُمْ بِدِیْنِهٖ وَاَکْرَمَهُمْ بِنَبِیِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی تَبَارَکَ اسْمُهٗ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُهٗ جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ سَبَبًا لَاحِقًا وَاَمْرًا مُفْتَرَضًا وَشَیَّجَ بِهِ الْاَرْحَامَ وَاَکْرَمَ الْاَنَامَ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَصِهْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا فَاَمْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَجْرِیْ اِلٰی قَضَائِهٖ وَقَضَاؤُهٗ یَجْرِیْ اِلٰی قَدَرِهٖ وَلِکُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَلِکُلِّ قَدَرٍ اَجَلٌ وَلِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْکِتَابِ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَاشْهَدُوْا اَنِّیْ قَدْ زَوَّجْتُهٗ عَلٰی اَرْبَعِمِائَةِ مِثْقَالِ فِضَّةٍ اِنْ رَضِیَ عَلِیٌّ بِذٰلِکَ ثُمَّ دَعَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِطَبَقٍ مِنْ بُسْرٍ فَوَضَعَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْنَا فَقَالَ اِنْتَهِبُوْا

لہ یہاں تک خطبہ ہے اس کے بعد صحابی راوی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ۱۲۔ ؎ یعنی پھر سید الوریٰ علیہ التحیۃ والثناء نے ایک تھالی طلب فرمائی جس میں بسر یعنی غورے خرما تھے تو اس کو ہمارے سامنے رکھ دیا فرمایا لوٹ لو تو ہم نے لوٹ لیا۔ ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

دیکھو ریاض النضرۃ وحرز ثمین الحصن الحصین المطبوع فی افضل المطابع ۱۲۸۷ھ ص ۹۵

بیماری کے علاج کے ذرائع ۱. دعاء ۲، دواء ۳، غذاء ۴، آب و ہوا ۵، یا پرہیز ہے۔ دعائیں جو مسنون ہیں وہ مجرب ہیں تو مؤثر ہیں۔

ان میں سے چند، عوام و خواص کے افادہ کی غرض سے لکھی جاتی ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

(بے خوابی یا خوف، دہشت و وحشت یا گھبراہٹ کی دعاء)

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ ط

یہی مروی ہے سیدنا جلیل القدر صحابی خالد بن الولید کے بھائی ولید بن الولید سے — خاص طور سے بے خوابی کے لئے یہ دعاء پڑھے۔

أَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُومُ وَهَدَأَتِ الْعُيُونُ وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ أَهْدِئْ لَيْلِي وَأَنِمْ عَيْنِي۔

یہ حدیث شریف کے کلمات ہیں جو خاص طور سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں راوی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ دیکھو ابن سنی۔

الفقیر الی اللہ ورسولہ جل و علی وصلی اللہ تعالی شیخ الحدیث بشمس العلوم کراچی ابو الفتح محمد نصر اللہ خان نصرہ اللہ تعالی۔ امین۔ اللہم تقبل بجاہ الامیر صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم۔

شیخ الحدیث ابو الفتح محمد نصر اللہ خان

فہرس الکتاب

۶۔ إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝ کی تحقیق انیق

عہدِ جدید میں الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کی مدد سے مرتب کی گئی منفرد کتاب

دنیائے عرب میں جشنِ میلاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاتم النبیین سید المرسلین حبیب رب العالمین سیدنا و مولانا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا جشن آج کے عرب ممالک میں ماضی کی طرح بڑے اہتمام اور دھوم دھام سے منایا جاتا ہے ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء میں بحرین، سوڈان، شام، کویت، متحدہ عرب امارات، مصر، یمن اور سعودی عرب وغیرہ ممالک میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منائے جانے کی کچھ تفصیلات راقم نے ان ممالک سے شائع ہونے والے اخبارات و رسائل نیز وہاں کی ٹیلی ویژن نشریات کی مدد سے جمع کیں جو آئندہ سطور میں قارئین کی نذر ہیں۔

۱۔ بحرین

دیگر عرب ممالک کی طرح بحرین میں بھی جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرکاری و نجی سطح پر منایا جاتا ہے اس موقع پر وزارت اوقاف وسیع اہتمام کرتی ہے. جس کے تحت منعقد ہونے والی مرکزی محفل میلاد بحرین ٹیلی ویژن پر براہ راست نشر کی جاتی ہے۔

۱۵ جولائی بروز منگل بوقت اذان ظہر بحرین ٹیلی ویژن پر ایک نعت خواں محمد قندیل نے مزامیر کے ساتھ ایک نعت پیش کی جس کا عنوان سکرین پر ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' بتایا گیا اور نعت پڑھنے کے دوران ہر شعر کے بعد ''یارسول اللہ'' کی صدائیں بلند ہوتی رہیں۔

۲۔ سوڈان

ربیع الاول کا چاند نظر آتے ہی سوڈان ٹیلی ویژن نے ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی یاد میں روزانہ متعدد پروگرام پیش کرنے شروع کیے جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱۷ جولائی کو عصر و مغرب کے درمیانی اوقات میں سوڈان کے ایک شاعر امین قریشی نے اپنا نعتیہ کلام "شمس الکون" کے عنوان سے پانچ ساتھیوں اور دف کی مدد سے ترنم سے پیش کیا۔ سوڈان ٹیلی ویژن عرصہ دراز سے ہر شام کو مختلف موضوعات پر مبنی ایک مقبول عام پروگرام "مشوار المساء" نشر کرتا ہے ۷ جولائی کو اس پروگرام میں ملک میں نکالے جانے والے میلاد جلوس کے چند مناظر دکھائے گئے جو پیر طریقت شیخ دفع اللہ قیادت میں رواں دواں تھا، شیخ موصوف سبز عبا اوڑھے ہوئے تھے اور جلوس کے شرکاء دف اور تالیوں کی گونج میں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترنم سے پڑھتے ہوئے خراماں خراماں آگے بڑھ رہے تھے۔

۸ جولائی بوقت سہ پہر اس موضوع پر قرآن کریم و اسلامی یونیورسٹی کے شریعہ کالج کے صدر پروفیسر ڈاکٹر قریشی عبدالرحیم کی تقریر "ولد الھدیٰ" کے عنوان سے ٹیلی کاسٹ کی گئی۔ ڈاکٹر قریشی سوڈان کے جید علماء میں سے ایک ہیں آپ مذکورہ یونیورسٹی میں تدریس کے علاوہ دارالحکومت خرطوم کی مرکزی مسجد میں بالعموم خطبہ جمعہ دیتے ہیں جسے براہ راست ٹیلی ویژن پر پیش کیا جاتا ہے۔

۹ جولائی بوقت عصر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مناسبت سے ایک خصوصی پروگرام نشر کیا گیا جس میں پہلے شیخ صافی جعفر نے تقریر کی جس کا موضوع "فی رحاب مولد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" تھا۔ اس کے فوراً بعد استاد مزاج طیب نے "الفاظ قرآن" کے عنوان سے تقریر کی جس میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق دو آیات قرآنی۔ لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم

حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم .(سورة توبه: آيت ۱۲۸)

وما ارسلنک الا رحمة للعالمين (سورة الانبياء : آيت ۱۰۷)

کی تفسیر بیان کی۔ پھر بارہ سوڈانی بچوں نے سازندوں کی ایک جماعت کے ساتھ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھی بعدازاں ڈاکٹر احمد حسن محمد نے ''علی طریق الدعوة'' کے موضوع سے تقریر کرتے ہوئے اس میں محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز پر قرآن مجید سے دلائل ذکر کرتے ہوئے ان کے انعقاد پر زور دیا نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اپنانے کی تلقین کی اور پروگرام کے آخر میں ''دقائق الصوفية'' کے زیر عنوان سوڈانی مشائخ عظام کے ساتھ عوام کے بڑے اجتماع کو ذکر بالجہر کرتے ہوئے دکھایا گیا۔

۱۲ جولائی بروز ہفتہ بوقت ظہر عربی نعت خوانی پر مشتمل ایک پروگرام ''مدائح مختاره'' پیش کیا گیا جس میں پہلے چار نعت خوانوں نے مل کر دف کے ساتھ ایک نعت پڑھی پھر چار بزرگ سوڈانیوں نے دف پر دوسری نعت پیش کی اور آخر میں حاضرین کی بڑی تعداد نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھا جس کا مصرعہ یہ تھا، مليون سلام خير الانام۔ اسی روز مشوار المساء پروگرام میں چند سوڈانی بچوں نے مل کر نعت پڑھی جس کا مقطع یہ تھا ''یارسول الله یا نبی الله'' اوران ایام میں سوڈان ٹیلی ویژن اپنی دن بھر کی نشریات میں وقفہ وقفہ سے سلام بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''مليون سلام خير الانام'' پیش کرتا رہا۔

۱۰ ربیع الاول بمطابق ۱۵ جولائی بروز منگل صبح سے ٹی وی اناؤنسر نے وقفہ وقفہ سے ناظرین کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک باد پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا

جو آئندہ تین دن جاری رہا۔ اسی روز عصر کے بعد شیخ محمد بخیت بشیر نے "مولد الھدی" کے تحت اس موضوع پر مختصر تقریر کی جس کے فوراً بعد شعر "طلع البدر علینا" بہت سی غائبانہ آوازوں میں سنایا گیا پھر اناؤنسر نے "مولد المصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" پر گفتگو کی بعد از اں سوڈان کے نامور نعت خواں عثمان یمنی اور ان کے سات ساتھیوں نے بلا مزامیر نعت پیش کی جس کا ہر شعر "یا نبی" پر ختم ہوتا۔ اس کے فوراً بعد قرآن کریم واسلامی علوم کی یونیورسٹی کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر احمد علی الامام نے "ربیع الخیر" کے زیر عنوان تقریر کی جس میں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور فضائل و کمالات کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ان کے بیان پر ہزاروں کتب لکھی گئیں حتی کہ ان کتابوں کے ناموں کی فہرست مرتب کی گئی جو کئی سو صفحات پر مشتمل ہے اور شعراء نے ہر دور میں نعتیہ قصائد لکھے جن میں قصیدہ بردہ شریف بطور خاص قابل ذکر ہے جو سینکڑوں برس سے زبان زد عام و خاص ہے۔ حق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے فضائل و کمالات پر قرآن کریم کی لاتعداد آیات شاہد ہیں آپ کے اوصاف کا کماحقہ بیان کرنا انسانی بس میں نہیں۔ ڈاکٹر علی کی اس تقریر کے بعد عثمان محمد عثمان اور ان کے ساتھیوں نے دف کے ساتھ نعت پیش کی۔ اس پروگرام کے دوران میزبان نے موضوع کی مناسبت سے سیر حاصل گفتگو کی۔ آخر میں سلام بعنوان "ملیون سلام خیر الانام" اجتماعی طور پر پڑھا گیا۔

۱۶ جولائی بروز بدھ صبح سوڈان ٹیلی ویژن کی نشریات کا آغاز ہوتے ہی میزبان کی میز پر ایک خوبصورت تختی رکھی نظر آئی جو اگلے دو دن یعنی بارہ ربیع الاول کے مبارک دن کی اختتامی تقریبات تک اس میز پر سجی رہی اور اس پر کسی اہم خطاط کا لکھا ہوا امیر

الشعراء احمد شوقی (۱۹۳۲ء) کی مشہور نعت کا یہ مصرعہ جگمگاتا رہا۔

''ولد الهدیٰ والکائنات الضیاء''

اسی روز عصر کے بعد اسلامی یونیورسٹی ام درمان سوڈان کے لیکچرار ڈاکٹر ابراہیم علی کی تقریر ''میلاد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے عنوان سے نشر کی گئی جس کے فوراً بعد ملک بوسنیا کے سات جواں سال نعت خوانوں نے مل کر دف کے ساتھ عربی میں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی پھر ڈاکٹر احمد خالد بابکر نے ''الذکریٰ المیلاد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ آج کے دن جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے نعت و تقاریر، سوڈان ٹیلی ویژن پر عصر و مغرب کے درمیان روزانہ پیش کیے جانے والے دینی پروگرام ''دوحة الایمان'' کے تحت نشر کیے گئے۔

۱۷ جولائی مطابق ۱۲ ربیع الاول بروز جمعرات دارالحکومت خرطوم میں واقع سینکڑوں نشستوں پر مشتمل ایک عظیم الشان ہال میں مرکزی عید میلاد النبی کانفرنس ملک گیر سطح کی منعقد ہوئی جس میں لاتعداد اکابر علماء کرام و مشائخ نے تقاریر کیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے واقعات بیان کیے اور سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا نیز اسرائیل کی طرف سے پیش آنے والے تازہ واقعات کی بھرپور مذمت کی اور مسلمانان عالم میں اتحاد کی ضرورت و جہاد کی اہمیت پر زور دیا۔ اس شاندار کانفرنس کی جھلکیاں سوڈان ٹیلی ویژن کی رات کی خبروں میں دکھائی گئیں۔

۳۔شام

۱۷ جولائی مطابق ۱۲ ربیع الاول بروز جمعرات کو دارالحکومت دمشق میں شام کے صدر حافظ الاسد کی صدارت میں خود انہی کے نام سے موسوم جامع مسجد میں ایک محفل بنام ''الاحتفال عید المولد النبوی الشریف'' منعقد ہوئی جسے شام ٹیلی ویژن نے براہ راست نشر کیا۔ ظہر کی اذان سے قبل صدر حافظ الاسد اور ملک کے مفتی اعظم شیخ احمد کفتارو نقشبندی شافعی (پ ۱۹۱۲ء) مسجد میں حاضر ہوئے پھر اذان ہوئی جس کے بعد مؤذن نے مائیک میں ہی درود شریف ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ'' پڑھا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد سب حاضرین صفوں میں بیٹھے رہے پھر محفل میلاد کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے قاری عبدالباسط (شامی) مائیک پر تشریف لائے اور آیہ مبارکہ ''یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھداً و مبشراً و نذیراً''۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۴۵) سے تلاوت شروع کی جس کے بعد سب حاضرین نے فاتحہ پڑھی۔ یہ مبارک محفل وزارت اوقاف کے زیراہتمام منعقد ہو رہی تھی لہٰذا فاتحہ کے بعد وزارت کے نمائندہ نے خطبہ استقبالیہ دیا پھر ملک کے معروف نعت خواں سید سلیم اور ان کے دس ساتھیوں نے مل کر نعت پڑھی جس کے فوراً بعد وزیر اوقاف نے موضوع کی مناسبت سے خطاب کیا۔ بعد ازاں سید حمزہ ایمان نے پچیس ساتھیوں کی ہمنوائی میں قصیدہ بردہ اور مولود برزنجی ترنم کے ساتھ پیش کیا۔ مولود خوانوں کی اس معزز جماعت نے ایک جیسے لباس زیب تن کر رکھے تھے۔ مولود برزنجی میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر آیا تو تمام شرکاء محفل اپنی جگہ پر مؤدب

کھڑے ہو گئے اور قیام کی حالت میں سلام بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کیا گیا پھر سب حضرات واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور فضیلۃ الشیخ عبد الرزاق مائیک پر تشریف لائے اور اجتماعی دعا مانگی۔ اسی کے ساتھ ایک گھنٹہ سے زائد جاری رہنے والی یہ محفل میلاد اپنے اختتام کو پہنچی جس میں ملک کے صدر کے علاوہ متعدد وزراء، سفراء، علماء ومشائخ اور دمشق شہر کی دیگر اہم شخصیات نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

شام ٹیلی ویژن ہر جمعہ کو بعد دوپہر مختلف اسلامی موضوعات پر ملک کے اکابر علماء کرام کی تقاریر پر مبنی ایک پروگرام بنام "حدیث الروح" نشر کرتا ہے جس میں تشریف لانے والے بعض علماء کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

☆ رقہ شہر میں محکمہ اوقاف کے مدیر فضیلۃ الشیخ عفتان علی

☆ فضیلۃ الشیخ عبد الحمید المھاجر

☆ فقہ اکیڈیمی جدہ کے رکن پروفیسر ڈاکٹر محمد عبد اللطیف فرفور دمشقی حنفی

☆ شریعت کالج دمشق یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر وہبہ زحیلی

☆ شریعت کالج دمشق یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر مصطفیٰ البناء

☆ دار الافتاء شام کے رکن وحلب شہر میں محکمہ اوقاف کے مدیر فضیلۃ الشیخ محمد صہیب شامی

۲۷ جولائی کو شیخ عفتان علی، حدیث الروح میں تشریف لائے اور جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز پر گفتگو فرمائی۔

۴۔ کویت

۱۶ جولائی/۱۲ ربیع الاول بروز بدھ بوقت عصر کویت ٹیلی ویژن پر عید میلاد النبی صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے ایک پروگرام "ولد الھدی" پیش کیا گیا جس میں فضیلۃ الشیخ علی سعود کلیب نے تقریر کی اور اس میں آٹھ نکات کو اجاگر کیا، اول یہ کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے واقعات نیز اس موقع پر رونما ہونے والے معجزات کا مختصر ذکر کیا۔ دوسرا حدیث "مکارم الاخلاق" کی تشریح کی تیسرا دور جاہلیت کے عرب معاشرے کے کفر وشرک کا ذکر کرتے ہوئے ناظرین کو بتایا کہ مبعوث ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بگڑنے ہوئے معاشرے کی اصلاح کس طرح سے کی جس کے نتیجہ میں تھوڑے ہی عرصہ میں عظیم انقلاب برپا ہوا۔ چوتھا یہ کہ شیخ کلیب نے اس بات پر زور دیا کہ آج کا مسلم معاشرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات قبل بعثت، صادق وامین، پر عمل شروع کر دے تو یہی اس کی اصلاح کی پہلی اور اہم منزل ہوگی۔ فاضل مقرر نے صدق وامانت کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے اس ضمن میں حضرت سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیے بغیر ان کے بچپن کا ایک مشہور واقعہ بطور مثال بیان کیا۔ پانچواں آپ نے مسلمانان عالم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ وہ دین اسلام کو غیر مسلموں تک پہنچانے کے لیے ہر سطح پر کام کریں اور اسلام کے فروغ کا باعث بنیں، چھٹے نکتہ میں شیخ کلیب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وعمل سے بچوں کی تربیت کے متعدد واقعات بیان کیے اور مسلمانوں کو ترغیب دی کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر عمل کریں ساتویں میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے چند واقعات بیان کیے اور آج کے انسان کے لیے سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت واہمیت کو اجاگر کیا آٹھویں میں آپ نے آج کے دور میں درپیش اقتصادی، سیاسی اور

دیگر عالمی مسائل کا حل تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیتے ہوئے اس کی تائید میں آئر لینڈ کے مشہور مستشرق کے حوالے سے ناظرین کو بتایا کہ غیر مسلم مفکرین بھی اسلام کی تعلیمات کو عالمگیر اور بنی آدم کے مسائل کا واحد حل تسلیم کرتے ہیں۔ تقریر کے آخر میں آپ نے فرمایا کہ حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اسی پر بس نہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں محافل منعقد کریں بلکہ ہم پر لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی جان و مال اور اولاد سے بڑھ کر محبت کریں۔ شیخ کلیب نے تقریر کے دوران حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اور امیر الشعراء احمد شوقی کے نعتیہ اشعار پڑھے۔

کویت ٹیلی ویژن پر یہ پروگرام وزارت اوقاف کی طرف سے پیش کیا گیا جس میں مذکورہ بالا تقریر کے علاوہ میزبان نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے متعلق چار سوالات ناظرین سے کیے اور کہا کہ ان کے جوابات بذریعہ ٹیلی فون یا ڈاک ۳۰ جولائی تک وزارت اوقاف کویت کے نام ارسال کیے جائیں اور درست جوابات دینے والے تمام افراد کو وزارت کی طرف سے انعامات بھیجے جائیں گے۔ پروگرام کے آخر میں ایک نعت خواں نے احمد شوقی کی مشہور نعت ترنم سے پڑھی جس کا ایک شعر عرب دنیا میں زبانِ عام ہے:

ولد الهدى فالكائنات ضياء

وفم الزمان تبسم وثناء

معلوم رہے شیخ علی سعود کلیب کویت کے اہم علماء اہل سنت میں سے ایک ہیں۔ پ گاہے گاہے مسجد فاطمہ محلہ عبداللہ سالم میں خطبہ جمعہ دیتے ہیں جسے ٹیلی ویژن

براہ راست نشر کرتا ہے۔

۱۶ جولائی/۱۲ ربیع الاول کو ہی نماز مغرب کے بعد وزارت اوقاف کویت کے زیر اہتمام میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں کانفرنس میں بنام ''بمناسبة ذكرى المولد النبوى الشريف ''منعقد ہوئی جس میں وزراء، سفراء، علماء ومشائخ اور دیگر زعماء نے شرکت کی اس برس کانفرنس کا خاص موضوع ''مولده صلى الله عليه وآله وسلم، مولد قيم و نهوض حضارة ''مقرر کیا گیا تھا لہٰذا فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سید نوح اور فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر اسماعیل عبدالرحمٰن نے اس موضوع پر مقالات پڑھے۔ قبل ازیں ۱۱ ربیع الاول کو وزارت اوقاف کی طرف سے ایک اشتہار کویت ٹیلی ویژن پر بار بار دکھایا گیا جس کے ذریعے ناظرین کو اس کانفرنس میں شمولیت کی دعوت عام دی گئی اور جب اس کا انعقاد ہوا تو ٹیلی ویژن نے اس کی تمام کارروائی براہ راست اپنے ناظرین تک پہنچائی۔

ہفت روزہ المجتمع کویت

یہ رسالہ عربی زبان کے اہم اور کثیر الاشاعت رسائل میں سے ایک ہے جسے ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں ایک تنظیم ''جمعية الاصلاح الاجتماعى الكويتية '' نے جاری کیا۔ ان دنوں عبداللہ علی مطوع اس کے سرپرست اور محمد بصیری چیف ایڈیٹر، محمد راشد معاون ایڈیٹر اور احمد منصور مینجنگ ایڈیٹر ہیں اور اس کا ہر شمارہ چونسٹھ صفحات کا ہوتا ہے۔ اس رسالے کے دو مختلف شمارے راقم کے پیش نظر ہیں جن میں ماہ ربیع الاول کی مناسبت سے درج چند تحریریں قابل ذکر ہیں۔ تین ربیع الاول کو شائع ہونے والے

المجتمع میں اسلامی ادب کی عالمگیر تنظیم ''رابطة الآدب الاسلامی العالمی''
کے رکن ابوعلی حسن کا مضمون ''مطوله علی احمد با کثیر فی سیرة المصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم '' ایک نعتیہ قصیدہ کے تعارف پر مبنی ہے۔

اس مضمون کا پس منظر یہ ہے کہ علی احمد با کثیر ماضی قریب کے نامور ادیب، افسانہ نویس وڈرامہ نگار اور شاعر تھے جو جنوبی یمن کے علاقہ ''حضر موت'' کے باشندے تھے لیکن انڈونیشیا میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۹ء کو مصر میں وفات پائی۔ رجب ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء کا واقعہ ہے کہ باکثیر مکہ مکرمہ میں موجود تھے اور مدینہ منورہ حاضری کا ارادہ کیے بیٹھے تھے کہ اسی دوران انہوں نے قصیدہ بردہ شریف کی تضمین موزوں کی جو ۲۵۵ اشعار پر مشتمل تھی۔ اسی برس مطبع، شباب قاہرہ نے کتابی صورت میں طبع کی اور عربی داں حلقوں میں مقبول عام ہوئی۔ یہ تضمین نظام البردة او ذکری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے طبع ہوئی اور مطوّله علی احمد با کثیر کے طور پر مشہور ہوئی۔ ڈاکٹر حلمی محمد قاعود نے اس کا تجزیاتی مطالعہ قلمبند کر کے اسے تضمین کے ساتھ اپنی مرتب کردہ کتاب میں شامل کیا جو پیش نظر ہے۔

عرب دنیا کے ادبی حلقوں میں باکثیر کے مقام ومرتبہ کا کسی قدر اندازہ اس خبر سے ہوتا ہے جو روزنامہ الاہرام نے ۲۹ اگست کے شمارہ میں شائع کی جس میں اطلاع دی گئی کہ قاہرہ میں واقع نوجوان ادیبوں کی تنظیم کے صدر نامور مصری ادیب ابراہیم از ہری کی سرپرستی میں علی احمد باکثیر کے دوستوں اور شاگردوں نے ''جمعیة اصدقاء علیم احمد با کثیر'' کے نام سے ایک ادبی تنظیم، سوشل ویلفیئر کی وزارت سے رجسٹرڈ کرائی ہے۔ جو اس عظیم ادیب کے علمی ورثہ کو منظر عام پر لانے کا کام کرے گی۔

اس کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصنیفات کو منظر عام پر لانے کے علاوہ اس کے ذاتی ذخیرۂ کتب کو طلباء و محققین کے لیے وا کرے گی نیز باکثیر کی یاد میں سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کرنے کے علاوہ اس موضوع پر ایک رسالہ جاری کرے گی اور پوری عرب دنیا میں باکثیر پر کام کرنے والے محققین کو اس تنظیم کی اعزازی رکنیت پیش کرنے کا شرف حاصل کرے گی جن میں سعودی عرب کے ڈاکٹر محمد ابوبکر حمید، صنعاء یونیورسٹی شمالی یمن کے ڈاکٹر عبدالعزیز مقالح، اردن کے پروفیسر احمد جدع اور شام کے پروفیسر عبداللہ طنطاوی کے نام اہم ہیں۔ (جمعہ ایڈیشن ص ۸) ''المجتمع'' کے دوسرے شمارہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے متعدد مضامین موجود ہیں۔ نیز اس کا اداریہ بھی اسی موضوع پر ہے جس کا عنوان یہ ہے۔

''ذکری مولدک یارسول اللہ، وما آلت الیہ الامة'' (ص ۹) اور دو مضامین یہ ہیں۔

☆ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بین الیھود و العلماینین، شیخ علی تنی عجمی (ص ۱۲)

☆ فی ذکری میلاد سید الخلق و حبیب الحق صلی اللہ علیہ وسلم، شیخ محمود عبدالھادی مرسی (ص ۵۸-۵۹)

ماہنامہ الخیریۃ کویت

یہ رسالہ نو برس سے شائع ہو رہا ہے اسے ''الھیئة الخیریة الاسلامیة العالمیة'' نامی تنظیم نے جاری کیا اور یوسف جاسم حجی اس کے سرپرست، ڈاکٹر عبد

الرزاق ماص چیف ایڈیٹر ہیں اور یہ چونسٹھ صفحات پر طبع ہوتا ہے۔اس کے اداریہ کا موضوع جشن میلاد کو بنایا گیا جس کا عنوان یہ ہے: **فی ذکری المولدالنبوی الشریف ، السخاء خلق من اخلاق الانبیاء.** (ص ١٠۔١١)

اور آئندہ صفحات پر اس مناسبت سے چند تحریریں حسب ذیل عنوانات کے تحت شامل اشاعت کی گئی ہیں۔

☆ **مولد النور ، الحدث والصبرة ، احمد عبدالخالق.** (ص ٤٠۔٤١)

☆ **المنحج النبوی والتغیر الحضاری الامة ، حدادنی من التکامل ، شیخ یحییٰ سید بخار.** (ص ٤٢۔٤٤)

☆ **مولد النور ، نعت ، عبد الرحمن عوض.** (ص ٥٨)

متحدہ عرب امارات

ابوظہبی

سات عرب ریاستوں کے اتحاد متحدہ عرب امارات کے دارالحکومت ابوظہبی کا ٹیلی ویژن چینل شہر کی کسی اہم مسجد سے نماز جمعہ کی ادائیگی دیگر عرب ممالک کی طرح سال بھر ٹیلی کاسٹ کرتا ہے اس ریاست میں واقع ایسی چند مساجد کے نام یہ ہیں:

☆ مسجد شیخ محمد بن زاید

☆ مسجد شیخ زاید اولی

☆ مسجد شخبوط بن زاید آل نہیان

☆ مسجد خلیفہ سویدی

☆ مسجد بلال بن رباح

☆ مسجد جبریل

ان مساجد میں خطبہ جمعہ دینے والے چند علماء کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ فضیلۃ الشیخ حسن حفناوی

☆ فضیلۃ الشیخ عبدالحمید منصور

☆ فضیلۃ الشیخ محمد راشد ھاشمی

☆ فضیلۃ الشیخ محمد سلیمان حمودہ

۱۱ جولائی ۱۹۹۷ء کو ریاست کی ایک مسجد میں شیخ حسن حفناوی نے ''مولود مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم '' کے عنوان سے خطبہ جمعہ دیا جسے ابوظہبی ٹیلی ویژن نے براہ راست نشر کیا۔

جس میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی یاد تازہ کی اور دوران خطاب حسب موقع امام بوصیری، شوقی اور دیگر معروف شعراء کے نعتیہ اشعار پڑھے نیز محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت وضرورت پر زور دیا اور فرمایا کہ آج کے دور کا یہ بڑا المیہ ہے کہ جب بھی توہین رسالت کا کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو عرب حکومتیں کوئی اجتماعی لائحہ عمل اختیار نہیں کرتیں اور موتمر عالم اسلامی، عرب یونیورسٹیاں نیز دیگر اہم مسلم ادارے کوئی ٹھوس کاروائی نہیں کرتے جبکہ ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی اولاد اور جان و مال سے بڑھ کر محبت کیے بغیر ہم مومن کامل نہیں کہلا سکتے۔ آپ نے اس ضمن میں سلمان رشدی کی کتاب کی مذمت کرنے کے علاوہ مسلمانان عالم کی توجہ اسرائیل کی تازہ مذموم حرکات کی طرف دلائی۔

۱۶ جولائی بروز بدھ بوقت ظہر، ابوظبی کے وزیر اوقاف نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے ٹیلی ویژن پر ''من اخلاق الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے زیر عنوان تقریر کی جس میں ضمناً قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ''الشفاء'' کے حوالے سے چند معجزات بیان کیے۔ آپ کی تقریر کے بعد بچوں اور بچیوں کی بڑی تعداد نے مل کر نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی۔

اس ریاست کے ٹیلی ویژن چینل پر ہر بدھ اور اتوار کو مغرب وعشاء کے درمیانی اوقات میں دینی موضوعات کے سوالات وجوابات پر مبنی ایک پروگرام ''آفاق'' عرصہ دراز سے براہ راست نشر کیا جاتا ہے جو بالعموم سوا گھنٹہ تک جاری رہتا ہے۔ نامور عالم دین، مفکر ومشیر شیخ حسن حفناوی اس پروگرام کے مستقل میزبان ہیں اور ملک کے دو یا تین جید علماء کرام اس میں تشریف لا کر کسی ایک موضوع پر گفتگو کرتے اور ساتھ ہی اس سے متعلق ناظرین کی طرف سے بذریعہ ٹیلی فون کیے گئے سوالات کے جوابات دیتے ہیں اور ہر پروگرام کے آخر میں ناظرین کو اس کے آئندہ موضوع کی اطلاع دی جاتی ہے۔ یہ پروگرام مشرق وسطیٰ کے علاوہ یورپ وامریکہ میں دیکھا جانے والا مقبول دینی پروگرام ہے۔ متحدہ عرب امارات کے جو علماء کرام اس میں بالعموم تشریف لاتے ہیں۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

☆ فضیلۃ الشیخ ہلال سعید مبروک امام وخطیب ابوظبی

☆ ڈاکٹر شیخ صبری عبدالمعطی زغلول خطیب وزارت اوقاف ابوظبی

☆ فضیلۃ الشیخ محمد عبدالفتاح اسماعیل خطیب افواج ابوظبی

☆ فضیلۃ الشیخ عبداللہ حمود بوسعیدی صدر شعبہ واعظ وزارت عدل ابوظبی

☆ فضیلۃ الشیخ منصور صالح عیضہ صدر شعبہ واعظ افواج ابوظہبی

☆ فضیلۃ الشیخ ناظم عبداللہ سالم رکن دائرۃ القضاء الشرعی ابوظہبی

☆ فضیلۃ الشیخ محمد سلیمان حمودہ خطیب مسجد شیخ محمد بن زاید ابوظہبی

☆ مفکر اسلام شیخ محمد سالم مقبل ریاست العین

☆ پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد عقلہ ابراہیم اسلامک سٹڈیز کالج دبئی

☆ فضیلۃ الشیخ حسن احمد حمادی جج متحدہ عدالت

☆ پروفیسر ڈاکٹر شیخ عبدالجبار احمد زیدی اسلامک سٹڈیز کالج دبئی

☆ فضیلہ الشیخ محمد عبدالرزاق صدیق اسلامک لاء کالج امارات یونیورسٹی

☆ فضیلۃ الشیخ مفکر اسلام ڈاکٹر عبدالفتاح عاشور امارات یونیورسٹی

☆ ڈاکٹر شیخ محمد بسام زین صدر شعبہ تحقیق دارالفکر دمشق

☆ ڈاکٹر شیخ حمدی ششتاوی شلبی خطیب مسلح افواج

۱۶ جولائی بروز بدھ کی شام ''آفاق'' کا موضوع ''مولدا لمصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' تھا جس میں حسب ذیل تین علماء کرام نے شرکت کی سعادت پائی۔

☆ فضیلۃ الشیخ ہلال سعید مبروک

☆ ڈاکٹر شیخ صبری عبدالمعطی زغلول

☆ فضیلۃ الشیخ محمد عبدالفتاح اسماعیل

اور میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یاد تازہ کی نیز اس موضوع پر مخصوص مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے بعض ناظرین کی طرف سے بذریعہ ٹیلی فون کیے گئے چند اعتراضات کے مفصل جوابات دیئے۔ علاوہ ازیں پروگرام کے میزبان شیخ حسن

حفناوی نے اس مناسبت سے سیر حاصل گفتگو کی۔ معلوم رہے کہ شیخ حفناوی ریاست کے اکابر علماء میں سے ایک ہیں۔۲۲ شعبان ۱۴۰۸ھ/ ۹ اپریل ۱۹۸۸ء کو سلطنت عمان کے شہر مسقط میں واقع سلطان قابوس یونیورسٹی کے زیر اہتمام ایک کانفرنس ''ندوۃ الفقہ الاسلامی ''منعقد ہوئی جس میں تمام اسلامی ممالک کے وفود شریک ہوئے اور اگست ستمبر ۱۹۹۷ء کو سلطنت عمان ٹیلی ویژن نے اس کانفرنس کی کاروائی دوبارہ قسط وار نشر کی جس میں راقم السطور نے دیکھا کہ متحدہ عرب امارات کے علماء کے وفد کی قیادت شیخ حسن حفناوی نے کی۔

ماہنامہ منارالاسلام ابوظہبی

اسلامی موضوعات پر عرب دنیا کا یہ اہم رسالہ گزشتہ ۲۳ برس سے وزارت مذہبی امور ابوظہبی کی طرف سے شائع ہو رہا ہے جس کا ہر شمارہ ۱۳۰ صفحات کا ہوتا ہے اور ڈاکٹر علی محمد عجلہ اس کے چیف ایڈیٹر ہیں۔اس کے ربیع الاول کے شمارہ کا سرورق گنبد خضراء نیز مسجد نبوی کی تازہ ترین رنگین تصویر سے مزین ہے اور اندر کے صفحات پر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے درج مضامین کے عنوانات یہ ہیں۔

☆ تأملات فی ذکری مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، شیخ عبدالغنی احمد ناجی مصر کے علاقہ فیوم میں عربی لغت کے استاد (ص ۶۔۷)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی بیتہ ، شیخ حدیوی حلاوہ (ص ۲۴۔۲۷)

☆ مولد خاتم الانبیاء والمرسلین ، امیر الانبیاء فی شعر امیر الشعراء، شیخ صلاح حسین محمد شہاب الدین (ص ۲۸۔۳۱)

☆ مساجد المدينة المنورة فی عصر النبوة ، ساسیها و دورها التاریخی و تطورها عبد الزمان ، شیخ احمد موسی (ص ۳۷_۶۶ باتصویر)

☆ التشئنة الالهية ، شیخ محمد صابر بردیسی (ص ۶۸_۷۳)

☆ الحدیث الصحیح ، مفهومه وحجیته ، شیخ عبد العزیز قریش (ص ۸۲_۸۹)

☆ الذکری العطرة معین لا ینضب ، شیخ رضا ابراهیم محمد (۱۲۳)

ان مضامین کے علاوہ مصر کے ایک شاعر محمد یمانی ظواہری کے حمد و نعت پر مشتمل مجموعہ کلام ''فی رحاب الله و قصائد اخری ''مطبوعہ مصر کا تعارف بھی شامل اشاعت ہے جس میں بتایا گیا کہ بیالیس صفحات پر مشتمل اس کتاب کی مزید اشاعت کے لیے قارئین کو شاعر کی طرف سے عام اجازت ہے۔ علاوہ ازیں منار الاسلام کے اس شمارہ میں دیگر شعراء کی دو نعتیں درج ہیں جن کے کوائف یہ ہیں۔

☆ ازهار النبوة، شاعر ڈاکٹر ابوفراس نطافی (ص ۱۲۰_۱۲۱)

☆ نغثة الی الرسول الانسان ، شاعر ڈاکٹر مصطفٰی رجب (ص ۱۲۳)

دبئ

متحدہ عرب امارات کی دوسری اہم ریاست دبئ میں بھی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جشن سرکاری سطح پر منایا جاتا ہے۔ وہاں کا ٹیلی ویژن چینل سال بھر ریاست کی جن مساجد سے نماز جمعہ براہ راست نشر کرتا ہے ان میں حسب ذیل دو مساجد اہم ہیں۔

☆ مسجد ابی عامر عبیدہ بن الجراح

☆ مسجد راشدیہ

اوران مساجد میں خطبہ جمعہ دینے والے علماء کرام میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں

☆ فضیلۃ الشیخ احمد رفاعی

☆ پروفیسر ڈاکٹر شیخ عیاضہ کوس

☆ پروفیسر الشیخ احمد اسماعیل خطیب وزارت اوقاف دبئی

☆ پروفیسر ڈاکٹر شیخ عبدالرحمٰن جرار خطیب وزارت اوقاف

☆ فضیلۃ الشیخ محمود سعید ممدوح شافعی خطیب وزارت اوقاف۔

☆ فضیلۃ الشیخ عیسیٰ بن عبداللہ مانع حمیری مدیر وزارت اوقاف

۲۲ اگست کو مسجد ابی عبیدہ سے نماز جمعہ کی ادائیگی دکھائی گئی جس میں فضیلۃ الشیخ عیسیٰ بن عبداللہ مانع حمیری نے ''بدعت حسنہ کے اصول اور ان کی تشریح'' کے موضوع پر خطبہ جمعہ دیا۔ آپ نے یہ آیۃ مبارکہ تلاوت کی:

یا ایھا الذین امنوا اطیعو الله واطیعو الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول ......

(سورۃ النساء آیت نمبر ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو (اپنے ذی شان) رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑنے لگو تم، کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور (اپنے) رسول (کے فرمان) کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور روزِ قیامت پر یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام

(جمال القرآن)

اور اس کی تفسیر امام رازی نے بیان کی پھر اس آیت کے تحت قرآن مجید، حدیث نبوی، اجماع اور قیاس کو اسلام کے بنیادی ماخذ بتایا بعد ازاں آپ نے امام سخاوی، ذہبی، سیوطی، نووی، ابن تیمیہ، ابن قیم اور کاشمیری کی تحریروں سے قیاس کی شرعی حیثیت اور بدعت کی اقسام پر حاضرین و ناظرین کو مطلع کیا اور بدعت حسنہ کی چند مثالیں بیان کرتے ہوئے اذان فجر میں الصلاۃ خیر من النوم، نماز تراویح نیز محافل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انعقاد کا بطور خاص ذکر کیا۔

شیخ عیسیٰ نے دوران خطبہ مسلک اہل سنت و جماعت اور سلفی عقیدہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ سواد اعظم ہی اہل سنت و جماعت اور سلفی العقیدہ کہلانے کے مستحق ہیں اس لیے کہ اسلاف کا مسلک تھا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز امت اسلامیہ سے محبت کرتے اور درود شریف بکثرت پڑھتے تھے۔ لہذا آج کے دور میں بھی وہی لوگ یا جماعت، سلفی و اہل سنت کہلانے کے مستحق ہیں جن میں امت اسلامیہ سے محبت کا جذبہ اور دیگر اوصاف پائے جاتے ہوں۔ آپ نے اسلاف کی تحریروں کی روشنی میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایمان کی بنیاد اور بزرگوں کے آثار و تبرکات سے استفادہ کو اسلاف کا مسلک ثابت کیا۔

جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ موجودہ دور میں شیخ ناصر البانی اور ان کے ہم خیال علماء میں سے بعض نے کھجور وغیرہ کی گٹھلیوں اور تسبیح کے دانوں پر اوراد و وظائف گنتی کر کے پڑھنے کو ناجائز ہونے کا فتویٰ جاری کر رکھا ہے۔ شیخ عیسیٰ حمیری نے خطبۂ جمعہ میں اس فتویٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں آئندہ کسی موقع پر اس کی تردید میں خطبہ دوں گا۔

ریاض سے نجدی افکار کا ترجمان ایک عربی رسالہ ''الدعوۃ'' ۱۹۱۵ء سے شائع

ہو رہا ہے شیخ عیسیٰ نے اس کے تازہ شمارہ میں توحید و شرک کے مسئلہ پر چھپنے والے ایک فتویٰ کا ذکر کیا اور اظہار تأسف کے ساتھ بے بنیاد اور جاہل مفتیوں کی حماقت کا شاخسانہ قرار دیا اور فرمایا کہ مفتیوں کو چاہیے کہ پہلے علم حاصل کریں پھر غور و فکر کریں اس کے بعد فتویٰ جاری کریں اور امت اسلامیہ سے محبت کرنا سیکھیں۔ الدعوۃ کے اس افسوس ناک فتویٰ کے تعاقب میں آئندہ کسی جمعہ میں تفصیل سے گفتگو کروں گا۔

مزید برآں آپ نے فرقہ کرامیہ نیز شیخ ابن تیمیہ اور ان کے متبعین کے عقیدہ تجسیم جس میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء لازم ہوتے ہیں اسے خلاف اسلام اور مذموم بتایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی سے تشبیہ دینا قرآنی احکامات کے قطعاً منافی ہے۔ آخر میں آپ نے حدیث مبارکہ ''ان اللہ خلق آدم علی صورتہ'' کی تشریح کی اور اس پر وارد اعتراضات کو رفع کیا۔

شیخ عیسیٰ حمیری نعت گو شاعر، مصنف اور مسلک اہل سنت کے بے باک ترجمان ہیں آپ کی تصنیفات میں ''الاجہاز علی منکری المجاز'' اور جشن میلاد کے جواز پر ''بلوغ المأمول فی الاحتفاء والاحتفال بمولد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' اہم ہیں۔ علاوہ ازیں وزارت اوقاف دبئی کا جاری کردہ ماہنامہ الضیاء (سن اجراء ۱۹۷۸ء) ان دنوں آپ کی سرپرستی میں شائع ہو رہا ہے جو عرب دنیا کے اہم اسلامی رسائل میں شمار ہوتا ہے۔

دبئی ٹیلی ویژن پر جو دینی پروگرام پیش کیے جاتے ہیں ان میں ''افتاء علی الھواء'' نامی پروگرام بہت اہم ہے جو ہر پیر کو مغرب وعشاء کے درمیان نشر کیا جاتا ہے ملک کے جید علماء دین میں سے ایک عالم اس میں تشریف لا کر ناظرین کی طرف

سے ٹیلی فون کے ذریعے کیے گئے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ یہ پروگرام دنیا بھر میں مقبول ہے اور اس میں امریکہ، برطانیہ، جرمنی، اٹلی اور بلجیئم وغیرہ ممالک سے استفسار کرنے والوں کی بھیڑ جم جاتی ہے۔ عام طور پر ایک معمر عالم مصر کے سابق نائب مفتی اعظم ڈاکٹر شیخ محمود عبدالمتجلی خلیفہ اسے رونق بخشتے ہیں۔

۱۷ جولائی کو مذکورہ پروگرام کا موضوع میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے ''المولدالنبوی الشریف'' تجویز کیا گیا تھا جس میں ریاست کے ایک اور سرکردہ عالم تشریف لائے اور مجالس میلاد کے انعقاد پر مختصر دلائل پیش کیے۔

۱۴ جولائی کو ''المولدالنبوی الشریف'' کے نام سے ایک خصوصی پروگرام ٹیلی ویژن نے نشر کیا جس میں الاستاذ الکبیر فضیلۃ الشیخ محمود سعید ممدوح شافعی نے تقریر کی اور جشن میلاد کے بارے میں اہل سنت کا مؤقف دلائل و براہین سے بیان کیا اور آخر میں ناظرین کے سوالات اور بعض اعتراضات کے جوابات دیئے۔ شیخ ممدوح کا نام پاک و ہند کے علمی حلقوں کے لیے اجنبی نہیں آپ کی ایک تالیف ''تنبیہ المسلم الی تعدی الالبانی علی صحیح المسلم'' خراج تحسین حاصل کر چکی ہے اور آپ کی ایک اور اہم تصنیف ''رفع المنار'' کے باب زیارت روضہ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افادیت کے پیش نظر محدث و محقق مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کے فرزند علامہ ممتاز احمد سدیدی متعلم جامعہ الازہر قاہرہ نے اردو ترجمہ کیا جسے عربی متن کے ساتھ مفتی محمد خان قادری نے لاہور سے شائع کیا۔

ہفت روزہ الاصلاح دبئی

یہ دینی رسالہ ایک اصلاحی تنظیم ''جمعیة الاصلاح والتوجیه الاجتماعی''
نے جاری کیا جو انیس برس سے شائع ہو رہا ہے ان دنوں شیخ علی سعید فلاسی اس کے
چیف ایڈیٹر ہیں اور یہ عارضی طور پر ہر پندرہ دن بعد شائع ہوتا ہے اور اسکا ہر شمارہ
چھیاسٹھ صفحات کا ہوتا ہے۔ اس کے پیش نظر شمارہ میں عید میلاد النبی کی مناسبت سے شیخ
نبیل خولی کا مضمون بعنوان'' فی ذکری مولد البشیر النذیر ، بعض افضال
الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الیهود '' درج ہے۔ (ص ۴۸۔۴۹)

۶۔ مصر

آج ایک عرب دنیا بیس سے زائد ممالک میں منقسم ہے جن میں آبادی کے لحاظ
سے مصر سب سے بڑا ملک ہے جہاں اس وقت دس ٹیلی ویژن چینلز کام کر رہے ہیں
جن میں ESC سب سے اہم ہے جو ملک بھر کی اہم مساجد میں سے خطبہ جمعہ براہ
راست نشر کرتا ہے۔ راقم نے اس کے توسط سے مصر کی جن مساجد سے خطبات جمعہ
سماعت کیے ان کے نام یہ ہیں:۔

☆ مسجد سیدہ نفیسہ قاہرہ، سیدہ نفسیہ رضی اللہ عنہا (م ۲۰۸ھ) حضرت امام حسن رضی
اللہ عنہ کے خاندان میں سے ہیں اور یہ مسجد آپ کے مزار سے ملحق ہے۔

☆ مسجد سیدہ عائشہ قاہرہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (م ۱۴۵ھ) حضرت امام جعفر
صادق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور یہ مسجد ان کے مزار کے ساتھ بنائی گئی ہے۔

☆ مسجد امام شافعی قاہرہ، یہ مسجد حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۴ھ) کے مزار

پر واقع ہے۔

☆ مسجد سیدی احمد رفائی قاہرہ، صوفیاء کے سلسلہ رفاعیہ کے بانی حضرت شیخ احمد کبیر رفائی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۷۸ھ) کے بھانجا حضرت شیخ احمد رفائی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اس مسجد کے کونہ میں ہے۔

☆ مسجد محمد علی پاشا قاہرہ، یہ مسجد مصر کے حکمران محمد علی پاشا (م ۱۲۶۵ھ) نے بنوائی اور مسجد کے ایک گوشہ میں بانی کا مزار واقع ہے۔

☆ مسجد جامعہ الازہر الشریف

☆ مسجد سیدی بدولی طنطا شہر، تاج الاولیاء سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۵ھ) کے مزار پر واقع ہے۔

☆ مسجد سیدی مرسی اسکندریہ شہر، سلسلہ شاذلیہ کے قطب شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ (۶۸۶ھ) کے احاطہ مزار میں واقع ہے۔ ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور کے مدیر اعلیٰ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری نے مذکورہ بالا تمام مساجد و مزارات پر حاضری دی پھر ان کے حالات اپنے سفر نامہ میں درج کیے۔

☆ مسجد زہر النصر ٹاؤن قاہرہ

☆ مسجد نور قاہرہ

☆ مسجد ریڈیو و ٹیلی ویژن اسٹیشن قاہرہ

☆ مسجد القوات المسلحہ نصر ٹاؤن قاہرہ

ان مساجد میں ملک کے جن اکابر علماء کرام نے مختلف موضوعات پر خطبہ جمعہ دیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

☆ ڈاکٹر شیخ سید محمد طنطاوی شیخ الازہر

☆ پروفیسر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم رئیس الازہر

☆ فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن مشیر جامعہ الازہر

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالسمیع جاد صدر دعوت اسلامی کالج جامعہ الازہر

☆ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمود محمد عمارہ جامعہ الازہر

☆ فضیلۃ الشیخ محمود خطاب

☆ فضیلۃ الشیخ یحییٰ محمد وزارت اوقاف

☆ فضیلۃ الشیخ نبیل صادق وزارت اوقاف

☆ فضیلۃ الشیخ عبدالفتاح مصطفیٰ وزارت اوقاف

☆ فضیلۃ الشیخ احمد تمیم مراغی مراغی

☆ فضیلۃ الشیخ غرباوی

☆ فضیلۃ الشیخ سید حجازی

☆ فضیلۃ الشیخ محمد حماد امام و خطیب مسجد سید بدوی

۶ ربیع الاول/ ۱۱ جولائی کو مسجد سید رفاعی میں رئیس الازہر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم نے ''مولود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے عنوان سے خطبہ جمعہ دیا جسے مصر کے مذکورہ بالا ٹیلی ویژن چینل نے براہ راست نشر کیا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کی یاد تازہ کی اور آپ کے فضائل و خصائص پر دسیوں آیات قرآن اور احادیث نبویہ بیان کیں اور دوران خطبہ متعدد بار سیدی یا رسول اللہ، سیدی یا حبیب اللہ کے الفاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا کیا۔

۱۶جولائی بروز بدھ کو اس چینل نے اپنے معمول کے پروگرام ''صباح الخیر یا مصر ''میں ملک کے نامور عالم دین مبلغ اسلام سابق وزیر اوقاف فضیلۃ الشیخ محمد متولی شعراوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۹۸ء) کی تقریر ''ذکریٰ میلاد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''نشر کی جس میں آپ نے آیۃ مبارکہ ''انک لعلی خلق عظیم ''(سورۃ القلم آیت نمبر ۴) کی تفسیر بیان کی اور تقریر کے فوراً بعد ایک گروہ نے آلات موسیقی کے ساتھ نعت پیش کی۔ پھر اسلامک لاء کالج جامعہ الازہر کے استاد ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ عرجاوی کی تقریر نشر کی گئی جس میں میزبان کی طرف سے کیے سوالات کے جواب میں آپ نے ناظرین کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کے اصول وضوابط سے آگاہ کیا اور ان محافل کو امت اسلامیہ کے لیے مفید سے مفید تر بنانے کے لیے تجاویز پیش کیں اور تقریر کے اختتام پر ڈاکٹر عرجاوی نے مصری باشندوں، صدر حسنی مبارک، تمام عرب دنیا اور مسلمانان عالم کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارکباد پیش کی۔

اسی روز شام کی خبروں کے آغاز میں صدر مصر حسنی مبارک کی طرف سے تمام اہل مصر اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر مبارکباد کا پیغام دیا گیا اور بتایا گیا کہ صدر کی طرف سے تمام ممالک کے سربراہان و دیگر اہم شخصیات کو تہنیت کے تار دیئے گئے۔

۱۱ربیع الاول کو عشاء کے بعد وزارت اوقاف مصر کی طرف سے قاہرہ میں قومی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس بنام ''الاحتفال مصر بمناسبۃ ذکری المولد النبوی الشریف ''منعقد ہوئی جس صدر جمہوریہ مصر حسنی مبارک، الشیخ

الازہرالامام الاکبرڈاکٹرسید محمد طنطاوی کے علاوہ علماء ومشائخ ،سفراء، وزراء، فوج کے اعلیٰ عہدیداران واعیان مصر نے شرکت کی اور اس میں وزیراوقاف فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حمدی زقزوق نیز شیخ الازہر اور صدر نے خطاب کیا اور صدر نے طلباء کے علاوہ علماء و مشائخ کو ایوارڈ پیش کیے۔ایک گھنٹہ سے زائد جاری رہنے والی یہ تقریب ESC نے ٹیلی ویژن ناظرین تک پہنچائی۔

مصر میں اولیاء کرام کے عرس کی تقریبات عام طور پر ایک ہفتہ اور بعض مزارات پر دو ہفتے جاری رہتی ہیں۔ملک کے عظیم صوفی عارف باللہ سیدی ابوالعباس احمد بن عمر مرسی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس اسکندریہ شہر میں آپ کے مزار پر ماہ ربیع الاول میں منعقد ہوا اور ۲۷ جولائی کو اس عظیم الشان عرس کی اختتامی تقریب قرار پائی۔انہی ایام میں وزارت ثقافت کی طرف سے ''جشنِ اسکندریہ'' منایا جارہا تھا چنانچہ حضرت مرسی کے عرس کی یہ آخری تقریب جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جشن اسکندریہ کے لیے مختص کردی گئی جس میں وزیراوقاف ڈاکٹر حمدی زقزوق بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔یہ تقریب آپ کے مزار سے ملحق مسجد سے خطبہ ونماز جمعہ کی صورت میں ٹیلی ویژن پر براہ راست دکھائی گئی۔پہلے ایک خوش الحان قاری نے تلاوت کی سعادت حاصل کی جو سورۃ الم نشرح کی آیت ''ورفعنا لک ذکرک'' پرختم ہوئی۔

اس کے بعد سب حاضرین نے اجتماعی فاتحہ پڑھی پھر مسجد کے خطیب فضیلۃ الشیخ سید حجازی نے قرآن مجید میں مذکور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ''رؤف رحیم'' کو خطبہ کا موضوع بنایا اور آخر میں اسکندریہ شہر کی تاریخی اہمیت نیز وہاں کے باشندوں کی علمی خدمات کا مختصر ذکر کیا۔

ماہنامہ البیان لندن

اسلامی موضوعات پر یہ عربی رسالہ مصر کے دارالحکومت قاہرہ سے طبع ہو کر برطانیہ کے مرکزی شہر لندن میں واقع ایک رفاہی ادارے ''المنتدی الاسلامی وقف'' کے دفتر سے شائع ہوتا ہے۔ یہ اس کی اشاعت کا بارہواں سال ہے، ڈاکٹر عادل بن محمد سلیم اس کے چیئرمین اور احمد ابو عامر چیف ایڈیٹر ہیں اور اس کا ہر شمارہ ۱۱۲ صفحات کا ہوتا ہے۔اس کے زیر نظر شمارہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے درج ایک تحریر کا عنوان یہ ہے۔

بابی انت وامی یارسول اللہ ،شیخ ترکی بن عیتبی غامدی (ص ۱۰۹)

روزنامہ الاھرام قاہرہ

یہ اخبار مصر ہی نہیں پوری عرب دنیا کا سب سے قدیم اور کثیر الاشاعت اخبار ہے جو ۲۷ دسمبر ۱۸۷۵ء کو اسکندریہ سے جاری ہوا اور اس کا پہلا شمارہ ۵ اگست ۱۸۷۶ء کو شائع ہوا اور اب تک باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اب اس کے دفاتر قاہرہ میں واقع ہیں۔عرب دنیا کے نامور ادیب عباس محمود العقاد ادیب عباس محمود عقاد (م ۱۹۶۴ء) جن کی متعدد تصنیفات کے اردو تراجم شائع ہو چکے ہیں آپ عرصہ دراز تک اس اخبار سے وابستہ رہے۔ یہ روزانہ چالیس صفحات پر شائع ہوتا ہے اور اس کا جمعہ ایڈیشن مزید چودہ صفحات کا ہوتا ہے۔ان دنوں ابراہیم نافع اس کے چیف ایڈیٹر اور محمد صالح سب ایڈیٹر ہیں جبکہ شیخ محمود مہدی شعبہ مذہبی امور کے ایڈیٹر ہیں جنہوں نے ۱۹۸۸ء کو منہاج القرآن انٹرنیشنل کانفرنس لندن میں اپنے اخبار کی نمائندگی کی۔ اس

اخبار کے چار مختلف شمارے اس وقت راقم کے سامنے ہیں اور ان میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر درج مواد کا تعارف حسب ذیل ہے:

۶ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ بروز جمعہ کے الاھرام میں خبر دی گئی ہے کہ بریگیڈیر ریٹائرڈ حسن الفی نے پولیس ہسپتال کا دورہ کیا اور وہاں منعقد ہونے والی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شریک ہوئے اور حاضرین میں تحائف تقسیم کیے۔ (ص ۴۰)

اور اس کے جمعہ ایڈیشن میں شیخ فتحی ابوالعلاء کا مضمون ''مولدہ کان بعثا حقیقیا لروح الامة'' درج ہے جس کے آغاز میں لکھا ہے کہ آئندہ جمعرات کو خاتم الانبیاء سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا دن ہے، وہ رسول الانسانیۃ والرحمۃ جو اللہ تعالیٰ کے کلام ''وانک لعلی خلق عظیم'' اور ''وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی'' کا مصداق ہے۔ آپ کی ولادت کے دن مسلمان محافل منعقد کرتے ہیں آیئے معلوم کریں کہ اس موقع پر علمائے امت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں (ص ۱۱)۔ اس تمہید کے بعد فاضل مرتب نے ملک کے دو جید علماء کرام سابق وزیر اوقاف فضیلۃ الشیخ ابراہیم دسوقی اور جامعہ الازہر کے عربی لغت کالج کے پرنسپل ڈاکٹر سعد ظلام کے ساتھ میلاد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کی گئی گفتگو کو مضمون کی صورت میں پیش کیا۔ جمعہ ایڈیشن میں اس موضوع پر درج کچھ خبریں یہ ہیں:

جمعہ کا دن اور اس کی فضیلت پر وزارت اوقاف کے اہم عالم شیخ منصور رفاعی کی تصنیف ''خیر یوم'' ادارہ الاھرام کی طرف سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر تقسیم کی جا رہی ہے۔

شہر بنی سویف میں سلسلہ طریقت خلوتیہ بکریہ کے شیخ جودۃ بکری کے زیر اہتمام عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ روزہ محافل کا آغاز آج سے ہو رہا ہے۔

قاہرہ میں سلسلہ طریقت عزمیہ کے مشائخ کے زیر اہتمام ایک روزہ محفل میلاد کا انعقاد مسجد امام ابو العزائم میں بدھ کو ہوگا جس میں تلاوت قرآن کریم، نعت خوانی اور خطاب ہوگا جس میں نوجوانوں کو سیرت مصطفےٰ کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے اپنانے کی ترغیب دی جائے گی نیز انہیں دین کی صحیح معلومات فراہم کی جائیں گی۔ (ص ۱۱)

اور الاہرام کے شمارہ گیارہ ربیع الاول کے صفحہ اول پر صدر جمہوریہ مصر کی ان مصروفیات کی تفصیلات دی گئی ہیں جو کل کو وزارت اوقاف کی طرف سے منعقد ہونے والی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس میں انجام دیں گے۔ مذکورہ وزارت نے دینی معلومات پر مبنی ایک انعامی مقابلہ ملک بھر کے طلباء کے درمیان کرایا جس میں پچاس ہزار سے زائد افراد نے حصہ لیا جس میں نمایاں حیثیت حاصل کرنے والے دس طلباء کو صدر حسنی مبارک اس کانفرنس میں انعامات عطا کریں گے جس میں سے دو کو حج، چار کو عمرہ اور چار کو ایک ایک ہزار مصری پونڈ دیئے جائیں گے۔

اس کانفرنس میں جن آٹھ علماء کرام کو ان کی خدمات کے اعتراف میں صدارتی ایوارڈ پیش کیے جائیں گے ان کے اسماء گرامی بھی شامل اشاعت ہیں۔ (ص ۱۳)

اس شمارے میں متعدد کتب اور رسائل و جرائد کی فروخت کے اشتہارات دیئے گئے ہیں جن میں تین قابل ذکر ہیں، ایک اشتہار مصر سے شائع ہونے والے ہفت روزہ اخبار ''الدستور'' کے تازہ شمارہ کے بارے میں ہے۔ یہ ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے اور

عصام اسماعیل فہمی اس کے چیئرمین اور ابراہیم عیسیٰ چیف ایڈیٹر ہیں۔ اس کا تازہ شمارہ عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے خاص نمبر "عدد خاص عن سیدنا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم " ہے اور اس کے مضامین کی دی گئی فہرست میں دو کے عنوانات یہ ہیں:

☆ اغثنا یارسول اللہ

☆ رؤیا النبی فی المنام ا من الشعرائوی الی شمس البارودی

دوسرا اشتہار ابراہیم راشد کی ادارت میں شائع ہونے والے ہفت روزہ اخبار "اللواء الاسلامی " کے تازہ شمارے کے بارے میں ہے جس میں شامل مضامین میں سے ایک کا عنوان یہ ہے:

☆فی ذکری المولدالنبوی کیف نرد علی اہانات الیہود لشخصہ؟

تیسرا اشتہار امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۳۲ھ) کی تصنیف "الزہور الندیۃ فی خصائص و اخلاق خیر البریہ " کے تازہ ایڈیشن کے بارے میں ہے جسے شیخ احمد بن محمد طاحون کی تحقیق وحواشی کے ساتھ مکتبہ تراث اسلامی قاہرہ نے شائع کیا۔ (ص ۲۳)

۱۲ ربیع الاول کے الاہرام کے صفحہ اول کی ہیڈ لائن گزشتہ شام مرکزی عید میلادالنبی کانفرنس میں کی گئی صدر حسنی مبارک کی تقریر کے اہم نکات سے مزین ہے اور اس کے صفحات کانفرنس کی تفصیلات نیز اس موضوع پر خبروں اور مضامین سے پُر ہے، صدر کی تقریر کا مکمل متن (ص ۳)، وزیر اوقاف اور شیخ الازہر کی تقاریر کے اقتباسات نیز انعام پانے والوں کے ناموں کی فہرست دی گئی ہے (ص ۵) اور اس میں درج تین

اہم مضامین کے عنوانات یہ ہیں:

☆ بشریات المولد ، ام القریٰ، والبیت العقیق ،ڈاکٹر عائشہ عبدالرحمٰن بنت الشاطی

☆ المولد النبوی الشریف ، حادثتان من السیرة الحطرة ،ڈاکٹر انبا یوحنا قلہ

☆ غیاب الخطاب الاسلامی فی البث المباشر ، کریمان حمزہ

آخر الذکر مضمون میں اس موقع پر عرب ممالک کے ٹیلی ویژن چینلو کے ذمہ داران پر زور دیا گیا کہ وہ اپنی نشریات میں دینی پروگرام کا دورانیہ بڑھائیں اور اس ذریعہ ابلاغ کو اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے زیادہ سے زیادہ کام میں لائیں۔ (ص ١٠)

ایک خبر ہے کہ صدر حسنی مبارک نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر اسلامی وعرب ممالک کے بادشاہوں، صدور اور رؤسا کو مبارکباد کے تار ارسال کیے ہیں۔ (ص ١٢)

ایک تنظیم "نقابۃ اطباء القاھرۃ" کی طرف سے اشتہار دیا گیا ہے جس میں اس کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر سعد زغلول عشماوی نے مسلمانوں کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے انہیں اپنی تنظیم کی طرف سے اٹھارہ جولائی کو بعد نماز مغرب دارالحکمہ نامی ہال میں "الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ" کے عنوان سے دیئے جانے والے لیکچرز سننے کے لیے شمولیت کی دعوت عام دی جس کے مقررین کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

☆ ڈاکٹر عبدالستار فتح اللہ استاد تفسیر وحدیث

☆ ڈاکٹر محمد عمارہ استاد تاریخ اسلام

☆ مبلغ اسلام شیخ جمال قطب (ص ۱۵)

ایک اور خبر ہے کہ آسٹریا کے شہر ویانا میں واقع ایک بڑے ہال میں محفل میلاد منعقد ہوئی جس میں مصر کے سفیر ڈاکٹر مصطفیٰ فقی نے خطاب فرمایا، اس میں سوڈان کے سفیر ڈاکٹر احمد عبدالحلیم سمیت عرب وعجم کے بہت سے فرزندان اسلام شریک ہوئے۔ (ص ۳۴)

الامام المجدد السيد محمد ماضی ابو العزائم رحمة الله عليه

(م ۱۹۳۷ء) مصر کے اہم عالم دین اور پیر طریقت تھے آپ کی متعدد تصنیفات ہیں۔ دارالکتاب الصوفی نے جشن میلاد پر آپ کی تصنیف "**بشائر الاخیار فی مولد المختار**" کا تازہ ایڈیشن شائع کیا جس کا اشتہار الاہرام کے اس شمارہ میں دیا گیا ہے۔ (ص ۳۶)

ایک اور مقام پر میلاد مصطفے علیہ التحیۃ والثناء کی مناسبت سے سلوی عنانی کی مختصر تحریر "مولد النور" کے عنوان سے جگمگا رہی ہے۔ (ص ۳۸)

اور ۱۳ ربیع الاول کے شمارہ کی ایک اہم خبر یہ ہے کہ عید میلاد النبی کے موقع پر صدر حسنی مبارک کو بہت سی حکومتوں کے سربراہان کی طرف سے مبارکباد کے تار موصول ہوئے جن میں چند نام یہ ہیں: مراکش کے بادشاہ شاہ حسن دوم، شام کے صدر حافظ الاسد، تیونس کے صدر زین العابدین بن علی، یمن کے صدر جنرل علی عبداللہ صالح، کویت کے امیر جابر احمد صباح، قطر کے امیر حمد بن خلیفہ آل ثانی، لبنان کے صدر

الیاس ہراوی، جزائر قمر کے صدر محمد تقی عبدالکریم، مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم، ابوظہبی کے ولی عہد خلیفہ بن زاید ال نہیان، فجیرہ کے حاکم حمد بن محمد شرقی اور عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عصمت عبدالمجید ۔ علاوہ ازیں صدر مصر کو متعدد وزراء، یونیورسٹیوں کے سربراہان، سفراء نیز مختلف تنظیموں کے سربراہان اور عرب رؤسا و دیگر اہم شخصیات کی طرف سے پیغامات تہنیت موصول ہوئے۔ (ص،۸)

ایک مقام پر احمد بہجت کی تحریر ''نور الھدی'' کے عنوان سے درج ہے (ص۲) اور آخری صفحہ پر خبر ہے کہ آج قاہرہ کے ایک ادبی کلب میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے ایک تقریب منعقد ہوگی۔

جس میں قرآن کریم کے موضوع پر کرائے گئے مقابلہ میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کو انجینئر عادل طوبری انعامات پیش کریں گے۔

اس کے جمعہ میگزین میں اس موضوع پر متعدد مضامین موجود ہیں۔ جن کا تعارف یہ ہے۔

☆ احب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جاذبیہ صدقی

☆ میلاد النور سلاما، ڈاکٹر مصطفیٰ سالم حجازی (ص۱)

☆ معها فی السبوع، ام مصریہ

☆ محمد، الزوج والأب والقدوة الحسنة، منیٰ عبدالقادر

☆ نساء شهدت میلاد الرسول علیه السلام، نورا عبدالحلیم، یہ مضمون ڈاکٹر سید رزق طویل اور جامعہ الازہر کی ڈاکٹر عفاف بخار کی گفتگو کی روشنی میں مرتب کیا گیا۔ (ص۶)

☆ شرح البردة فی ذکری مولدالرسول ، رئیس الازہر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم

☆ استکشاف معالم حکومة الرسول ، شیخ عبداللہ احمد عبید (ص ۸)

☆ عفوا رسول الله ، استاد محمود مہدی

اور دور حاضر کے مشہور شاعر حسن عبداللہ قریشی کا نعتیہ قصیدہ ''علی ھامش المولد النبوی المبارک'' درج ہے۔ (ص ۸)

مصر کے مشرقی صوبہ کے علاقہ بینا میں القمح میں مشہور ولی اللہ حضرت جودت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار واقع ہے اس شمارہ میں ان کے سات روزہ عرس کی تقریبات کی خبر دی گئی ہے جن کا آغاز آئندہ جمعہ کو ہو رہا ہے اور ان میں تلاوت، ذکر، تقاریر نیز نئی نسل کو دینی معلومات فراہم کرنے کے پروگرام ترتیب دیئے گئے ہیں۔ (ص ۱۱)۔

روزنامہ الأخبار قاہرہ

یہ اخبار مصطفیٰ امین و علی امین نے ۱۵ جون ۱۹۵۲ء کو جاری کیا اب ابراہیم سعدہ اس کے چیئرمین اور جلال دویدا چیف ایڈیٹر ہیں اور یہ بالعموم اٹھارہ صفحات پر روزانہ شائع ہو رہا ہے۔ اس اخبار نے صدر مصر کے اس خطاب کو صفحہ اول پر نمایاں جگہ دی جو انہوں نے گزشتہ شام منعقد ہونے والی مرکزی میلاد کانفرنس میں کیا اور اندر کے صفحات پر ان آٹھ علماء کرام کے مختصر حالات اور انٹرویوز دیئے گئے ہیں۔ جنہیں صدر نے اس کانفرنس میں ایوارڈ پیش کیے۔ یہ انٹرویو ہشام عجمی نے لیے۔ ان علماء میں چھ مصر کے باشندے اور ایک ایک کا تعلق مراکش و بوسنیا سے ہے اور ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

☆ جامعہ الازہر کے نمائندہ فضیلۃ الشیخ سید احمد عطا سعود (پ ۱۹۲۸ء)

☆ وزارت اوقاف کے سابق نمائندہ فضیلۃ الشیخ جمال شناوی (پ ۱۹۳۶ء)

☆ وزارت اوقاف کے سابق نمائندہ فضیلۃ الشیخ احمد ابوالعلاء (پ ۱۹۲۵ء)

☆ وزارت اوقاف کے سابق مدیر فضیلۃ الشیخ احمد محمد عبداللہ رمکی (پ ۱۹۲۴ء)

☆ جمعیت شرعیہ کے صدر عالم جلیل شیخ محمود عبدالوھاب فاید مرحوم (۱۹۲۲ء۔ جون ۱۹۹۷ء)

☆ مسجد خازندارہ قاہرہ کے امام فضیلۃ الشیخ عبد الرحمٰن عبد اللہ خلیفہ دبک (پ ۱۹۲۵ء)

☆ وزیر اوقاف مراکش، ڈاکٹر عبدالکبیر مدغری

☆ مفتی اعظم بوسنیا فضیلۃ الشیخ مصطفیٰ سرینتش (ص ۳،۵)

اس اخبار میں زیر قلم موضوع پر موجود تحریروں کے عنوانات ہیں:

☆ فی مولد نبی الرحمۃ، شیخ علی عید صدر جمعیت شباب المسلمین منوفیہ شہر۔

☆ فی ذکراہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکاء الرسول، نعیم باز (ص ۱۶)

☆ قضیۃ ورای، شیخ محمود حبیب، آپ نے ذکر میلاد کے بعد مسلمانوں کی توجہ حال ہی میں اسرائیل ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر انٹرنیٹ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز قرآن مجید کے بارے میں دکھائی گئی ایک اہانت آمیز تصویر کی طرف دلائی اور مشرق و مغرب میں بسنے والے مسلمانوں کو اسرائیل کی ان ناروا حرکات کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور یہودیوں کی مذموم کارروائیوں پر عملی اقدامات کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ (ص ۴)۔

علاوہ ازیں دو شعراء کا نعتیہ کلام بھی درج اشاعت ہے۔ جو یہ ہیں۔

☆ھارب الیک، شاعر عبدالحسیب خنانی

☆رسول الانسانیة، شاعر الفلاحین سلیمان غریب

شیخ محمود علی رفاعی کی جشن میلاد پر تصنیف ''سر الاسرار فی مولد المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' انہی دنوں منظر عام پر آئی جس کا اشتہار اس اخبار میں دیا گیا (ص ۴)۔ اور ان ایام کو مصر میں منعقد ہونے والی محافل میلاد کے بارے میں متعدد خبریں اس شمارہ میں درج ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۲۵ جولائی کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے جمعیت شبان المسلمین قاہرہ کے زیر اہتمام ایک محفل منعقد ہوگی جس میں شاعرہ ذکیہ حجازی کا نعتیہ قصیدہ ''مولد الهدیٰ'' پیش کیا جائے گا۔

آج صبح قاہرہ میں بچوں کے باغ کلچرل گارڈن فار چلڈرن میں بچوں کے لیے میلاد کی ایک تقریب منعقد ہوگی جس کی صدارت نیشنل کلچرل سنٹر کے ڈاکٹر حمدی جابری کریں گے قارئین کو اس میں شمولیت کی دعوت عام ہے۔

۲۴ جولائی کو انڈین کلچرل سنٹر قاہرہ میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مناسبت سے شام منائی جائے گی جس میں سولہ شعراء کرام اپنا نعتیہ کلام پیش کریں گے اور وزارت تعلیم مصر کے تحت غیر عربوں کو عربی سکھانے والے مرکز کے پرنسپل ڈاکٹر محمود غانم اس میں شریک ہوں گے، قارئین کو دعوت عام ہے۔

جیزہ شہر میں مکتبہ ناھیا الشقافة نے میلاد نبوی شریف کے موقع پر جامعہ الازہر کے ڈاکٹر شیخ محمد طویل کے لیکچر کا اہتمام کیا ہے۔ (ص ۱۰)

الاخبار کے اس شمارہ میں زینب مصطفیٰ نے ''احتفال المیکرفون والشاشه

بالمولد النبوی الشریف" کے تحت ان پروگرام کی مکمل تفصیل دی ہے جو بارہ ربیع الاول کو عید میلاد النبی کے موضوع پر مصر کے مختلف ریڈیو اور ٹیلی ویژن چینلو پر پیش کیے جائیں گے۔ (ص ۱۱)

اس اخبار کے مختلف صفحات پر متعدد تجارتی اداروں کی طرف سے صدر اور حکومت مصر، عوام اور اسلامی دنیا کے نام عید میلاد النبی کی مبارکباد کے اشتہارات دیے گئے ہیں۔

۷۔ یمن

۱۴ جولائی بروز پیر مغرب سے ذرا پہلے یمن ٹیلی ویژن پر پانچ یمانی نعت خوانوں نے مل کر مزامیر کے ساتھ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی جس کی ردیف "یارسول اللہ" تھی۔

۱۲ ربیع الاول/۱۷ جولائی کو دارالحکومت صنعاء کی مسجد شہداء میں نماز عشاء کے بعد وزارت اوقاف کے زیر اہتمام مرکزی میلاد کانفرنس منعقد ہوئی جس میں فضیلۃ الشیخ محمد عتری، فضیلۃ الشیخ عبدالکریم مہرانی اور فضیلۃ الشیخ عیسیٰ وغیرہ کل چار علماء کرام نے خطاب فرمایا۔ پھر وزارت اوقاف کے نمائندہ قاضی شیخ احمد محمد اکوع نے اختتامی کلمات ادا کیے۔ اس محفل کے تمام مقررین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ اور سیرت طیبہ پر تفصیلی خطاب کیا نیز مسلمانان عالم پر زور دیا کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، باہم مدد کریں اور یہودی عزائم کا قلع قمع کرنے کی منصوبہ بندی کر کے عملی قدم اٹھائیں۔ محفل کے آغاز و اختتام پر قاری شیخ یحیٰی احمد نے تلاوت

قرآن کریم کی اور ڈیڑھ گھنٹہ سے زائد جاری رہنے والی یہ محفل یمن ٹیلی ویژن نے براہ راست نشر کی۔

۸۔ سعودی عرب

ماہنامہ المنہل جدہ

یہ رسالہ عبد القدوس انصاری مدنی نے ۱۹۳۷ء میں مدینہ منورہ سے جاری کیا جواب جدہ سے شائع ہو رہا ہے۔ ان دنوں بنیہ بن عبد القدوس انصاری اس کے چیف ایڈیٹر اور زہیر بن نبیہ انصاری معاون ایڈیٹر جبکہ ڈاکٹر عبد الرحمٰن انصاری مشیر خاص ہیں اور اس کا یہ شمارہ ۱۶۰ صفحات کا ہے جس کی ابتداء عبد القدوس انصاری کے قلمبند کردہ اس اداریہ سے ہوتی ہے جو انہوں نے آج سے تقریباً ساٹھ برس قبل ربیع الاول ۱۳۵۷ھ کے المنہل میں ''ربیع الاول'' کے عنوان سے لکھا تھا اور اسے پھر سے شائع کیا گیا۔ آپ نے اس مختصر تحریر میں ماہ ربیع الاول کو حاصل ہونے والی سعادت، ولادت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتہائی محبت بھرے انداز میں ذکر کیا۔

آئندہ صفحات پر عید میلاد النبی کی مناسبت سے مختلف اہل قلم کے مضامین کیلئے ''الرحمة المهداة'' کے عنوان سے گوشہ مخصوص ہے جس میں درج تحریروں کے کوائف یہ ہیں:

☆ خاتم النبیین، پروفیسر ڈاکٹر یوسف کتانی قرویین یونیورسٹی مراکش (ص ۳۲،۳۸)

☆ الایمان وکمالہ فی محبۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شیخ عبد اللہ محمد ابی بکر، جدہ (ص ۳۹،۴۱)

☆ التوقیر من معالم المجتمع الاسلامی، ڈاکٹر سید رزق طویل پرنسپل

اسلامک سٹڈیز کالج جامعہ الازہر (ص ۴۲،۴۳)

☆ الجدل النبوی ، ادب و تربیة، ڈاکٹر عبدالرحمن طالب اسلامی تہذیب نیشنل انسٹی ٹیوٹ الجزائر (ص ۴۶۔۵۳)

☆ رثاء المصطفیٰ فی الشعر ، محمد جمعہ عودات اردن (ص ۵۴۔۵۶)

☆ المزاح فی حیاة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ، شیخ ایاد شامی (ص ۵۸۔۶۱)

☆ رحمة للعالمین ،نعت، شاعر ڈاکٹر محمد محسن رکن رابطہ عالمی اسلامی ادب (ص ۴۴۔۴۵)

اور اس شمارہ کے دیگر صفحات پر چند اور مضامین بھی لائق مطالعہ ہیں جن کے عنوانات یہ ہیں:

☆ القصص النبوی، الجنة ونعیمها، ڈاکٹر عبدالباسط حمودہ مصر (ص ۶۲۔۶۹ قسط وار)

☆ منطقة الجوف فی آثار عصور ما قبل الاسلام ، ڈاکٹر عبدالرحمن انصاری (ص ۸۴۔۸۹)

☆ آلاثار الاسلامیة فی منطقة الجوف ، ڈاکٹر خلیل ابراہیم معیقل ریاض (ص ۹۰۔۹۶)۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر ابوحسام مصری کے مضمون کے ضمن میں ایک اور نعت ''یارسول'' موجود ہے (ص ۱۵۷)

المنہل ،حجاز مقدس بلکہ پورے سعودی عرب سے شائع ہونے والا ایک منفرد و اہم ادبی رسالہ ہے۔ ڈاکٹر امین لکھتے ہیں کہ سعودی عرب کے بانی عبدالعزیز السعود نے ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ کو عبدالقدوس انصاری کو یہ رسالہ جاری کرنے کی اجازت ان شرائط کے ساتھ دی کہ اس میں سیاسی معاملات پر کچھ نہیں لکھا جائے گا نیز حکومت

پر کسی بھی نوعیت کے اعتراضات کی اشاعت نہیں ہوگی۔ چنانچہ یہ رسالہ ادب وثقافت کے میدان میں آگے بڑھتا گیا۔ پہلے پہل اس کی طباعت واشاعت مدینہ منورہ سے ہوتی رہی پھر مکہ مکرمہ میں بہتر طباعتی سہولیات ہونے کے باعث یہ وہاں منتقل ہو گیا اور آگے چل کر جدہ سے شائع ہونے لگا۔ اس کی اشاعت کی پابندی کا یہ عالم ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران پیش آمدہ نامساعد حالات اور کاغذ کی کمیابی کے باوجود یہ زندہ رہا اور اب اسے اعزاز حاصل ہے کہ یہ ملک کا سب سے قدیم رسالہ ہے۔ اور جیسا کہ المنهل کے زیر نظر شمارہ کے صفحہ آخر سے معلوم ہوا، اس کے اجراء سے اب تک کے تمام شمارے بہتر خوبصورت جلدوں میں طبع ہو کر ان دنوں بازار میں دست یاب ہیں۔

المنهل کے بانی عبدالقدوس انصاری ۱۹۰۶ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے وہیں پر تعلیم پائی پھر سرکاری ملازمت اختیار کی آگے چل کر یہ رسالہ جاری کیا۔ آپ نے جدید عربی ادب کو نئے اسلوب سے روشناس کرایا جو سہل ترین اسلوب کہلایا۔ آپ ادیب، شاعر، مؤرخ حجاز، ماہر آثار قدیمہ اور نامور صحافی تھے، تیس سے زائد تصنیفات میں سے چند کے نام یہ ہیں:

آثار المدينة المنورة طبع اول ۱۹۳۵ء مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، اصلاحات فی لغة الكتابة والادب طبع اول ۱۹۴۶ء مصر، تاريخ مدينة جدة طبع اول ۱۹۶۳ء مصر، الملک عبدالعزیز فی مرأة الشعر عبدالقدوس انصاری نے ۱۹۸۳ء طبع اصفہانی جدہ، طريق الهجرة النبوية مطبوعہ، دیوان الانصاریات طبع اول ۱۹۶۴ء میں وفات پائی، موصوف کی پندرہویں برسی کے موقع پر ان کی یاد میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن انصاری کا مضمون الجزیرہ میں شائع ہوا۔

اور المنہل کے مشیر خاص ڈاکٹر عبدالرحمٰن انصاری ۱۹۳۷ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی پھر قاہرہ یونیورسٹی سے ادب میں ایم اے کیا اور ریاض یونیورسٹی میں استاد تعینات ہوئے کچھ عرصہ بعد پانچ سال کے لیے انگلینڈ چلے گئے اور اس دوران قاہرہ یونیورسٹی کے تحت "ظاهرة الهروب فى اغاريد الصحراء للشاعر طاهر الزمخشری" کے عنوان سے مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی یہ مقالہ ۱۹۶۰ء میں جدہ سے شائع ہوا۔ آپ ملک کے نامور ادیب، مؤرخ، ماہر آثار قدیمہ و ماہر تعلیم ہیں اور مختلف شعبوں میں اعلیٰ کارکردگی کے باعث متعدد انعامات پا چکے ہیں اور ۱۹۹۳ء میں سعودی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن انصاری کی مزید تصنیفات میں سے دو اہم نام یہ ہیں: قرية الفاو صور للحضارة العربية قبل الاسلام فى المملكة العربية السعودية مطبوعہ ۱۹۸۲ء، العلا والحجر صور من الحضارة العربية مطبوعہ ۱۹۸۶ء۔ الجزیرہ کے زیر نظر شمارہ میں ڈاکٹر انصاری کا تعارف درج ہے۔

روزنامہ الشرق الاوسط لندن

یہ اخبار ھشام علی حافظ و محمد علی حافظ نے جاری کیا۔ اب عثمان عمیر اس کے چیف ایڈیٹر ہیں اس کا ہر شمارہ چوبیس صفحات کا ہوتا ہے اور یہ انیس برس سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اخبار میں عید میلاد النبی کی مناسبت سے شاعر عبدالعزیز محی الدین خوجہ کی تازہ نعت بعنوان "رحلة الشوق" درج ہے (ص ۱۰)۔ نیز اخبار کے بانی ھشام علی حافظ کا طویل نعتیہ قصیدہ "فی ذکری مولد الحبیب" پورے صفحہ پر آٹھ کالم کی صورت

میں دیا گیا ہے۔ (ص ۱۱)

فرانس سے شائع ہونے والے عربی ہفت روزہ "الوطن العربی" میں عبدالعزیز محی الدین خوجہ کا انٹرویو شائع ہوا جس سے معلوم ہوا کہ آپ مکہ مکرمہ کے باشندہ ہیں اور ۱۹۷۰ء میں برمنگھم یونیورسٹی انگلینڈ سے پی ایچ ڈی کی بعد ازاں جدہ یونیورسٹی کے تربیت کالج کے پرنسپل رہے پھر وزارت اطلاعات میں سیکرٹری رہے جس کے بعد ترکی، سابقہ سویت یونین اور پھر یوکرائن میں سعودی عرب کے سفیر تعینات رہے اور اب مراکش میں سفیر ہیں۔ ڈاکٹر عبدالعزیز ملک کے منجھے ہوئے سفارت کار ہونے کے علاوہ عرب دنیا کے ممتاز شعراء میں سے ہیں آپ کی شاعری کے تراجم سابق سوویت یونین میں بولی جانے والی متعدد زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ عربی میں آپ کا کلام "بذرة المعنی" کے نام سے کتابی صورت میں چھپ چکا ہے۔ آپ کی متعدد نعتیں مختلف اخبارات ورسائل میں شائع ہو چکی ہیں جن میں دو نعتیہ قصائد "لو انهم جاؤك" اور "فی حضرة النور" نے عالمگیر شہرت پائی۔

الشرق الاوسط کے بانیان ھشام علی حافظ و محمد علی حافظ دونوں سگے بھائی اور مدینہ منورہ کے باشندے ہیں۔ ان کا تعلق ایک علمی ادبی اور صحافت سے وابستہ گھرانہ سے ہے ان کے والد علی حافظ (م ۱۹۸۸ء) اور چچا عثمان حافظ (م ۱۹۹۳ء) کا شمار مدینہ منورہ کے زعماء میں ہوتا تھا۔ علی حافظ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء تک مدینہ منورہ کے میئر اور عثمان حافظ ۱۹۴۶ء سے ۱۹۶۶ء تک محکمہ حج مدینہ منورہ کے ڈائریکٹر رہے نیز دونوں نے مل کر ۱۹۳۶ء میں مدینہ منورہ سے اخبار "المدینة المنورة" جاری کیا جو بعد میں جدہ منتقل کیا گیا جہاں سے اب تک شائع ہو رہا ہے۔

محمد علی حافظ ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے اور صحافت میں بی اے کیا۔ ۱۹۶۲ء کو اخبار المدینۃ المنورۃ کے چیف ایڈیٹر اور پھر ۱۹۶۳ء کو اس کے مینجنگ ایڈیٹر ہوئے۔ جبکہ ہشام علی حافظ نے پولیٹیکل سائنس میں بی اے کیا اور ۱۹۶۳ء میں اسی اخبار کے چیف ایڈیٹر بنائے گئے۔ ہشام علی حافظ عرب دنیا کے نامور نعت گو شعراء میں سے ہیں ۱۹۹۴ء میں آپ کا نعتیہ مجموعہ ''احبک احبک احبک یا حبیبی یا رسول اللہ'' کے نام سے مصر میں طبع ہوا۔

۸ نومبر ۱۹۶۳ء کو حکومت نے پریس کارپوریشن کا نظام جاری کیا تو اخبار المدینۃ المنورۃ کارپوریشن کے تحت شائع ہونے لگا اس پر ہشام علی حافظ و محمد علی حافظ نے جلد ہی اس اخبار سے علیحدگی اختیار کر لی اور آگے چل کر ''سعودی ریسرچ اینڈ پبلشنگ کمپنی'' کی بنیاد رکھی جس نے چند برس میں مشرق وسطیٰ کے سب سے بڑے اشاعتی ادارے کی شکل اختیار کر لی۔ اس کا صدر دفتر لندن میں اور علاقائی دفتر جدہ میں واقع ہے اور یہ عربی اور انگریزی و اردو میں سولہ سے زائد اخبارات و رسائل شائع کر رہا ہے اور الشرق الاوسط انہی میں سے ایک ہے جو مصنوعی سیارے کے ذریعے دنیا بھر کے گیارہ شہروں دھران، ریاض، جدہ، کویت، کاسابلانکا، قاہرہ، بیروت، فرینکفرٹ، مارسلز، لندن اور نیویارک سے بیک وقت شائع ہوتا ہے۔

مکہ مکرمہ کے باشندہ ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی (پ ۱۹۴۰ء) کا نام اردو دان حضرات کے لیے اجنبی نہیں آپ کی متعدد تصنیفات کے اردو تراجم لاہور اور جدہ سے شائع ہو چکے ہیں آپ سالہا سال سے الشرق الاوسط کے لیے بطور خاص مضامین لکھتے ہیں جیسا کہ چند سال قبل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر ان کا ایک مضمون

''السلام علیک یارسول اللہ'' کے عنوان سے اس اخبار میں تین اقساط میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر یمانی ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۲ء تک سعودی عرب کے وزیر اطلاعات رہ چکے ہیں۔ ضیائے حرم میں آپ کی بعض تحریروں کے اردو تراجم شائع ہوئے۔

روزنامہ اردو نیوز جدہ

عرب دنیا سے شائع ہونے والا یہ اردو اخبار ۷ مئی ۱۹۹۴ء کو سعودی ریسرچ اینڈ پبلشنگ کمپنی نے جدہ سے جاری کیا۔ محمد مختار الفال اس کے ایڈیٹر انچیف، نصر الدین ھاشمی سینئیر ایڈیٹر، روح الامین کوارڈینیٹنگ ایڈیٹر اور اطہر ھاشمی میگزین ایڈیٹر ہیں۔ اس کے شمارہ ۱۳ ربیع الاول / ۱۷ جولائی اور دوسرے شمارہ ۱۵ جولائی میں اردن، سلطنت عمان، انڈیا، بنگلہ دیش اور پاکستان میں جشن میلاد منائے جانے کی خبریں شائع ہوئیں اول الذکر شمارہ میں اردن کے شاہ حسین کی ایک تصویر بچوں اور بچیوں کے ساتھ دی گی جس کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا:

''اردن کے شاہ حسین عید میلاد النبی کے موقع پر عمان کی عظیم الشان مسجد عبد اللہ میں یتیم بچے بچیوں سے مصافحہ کرر ہے ہیں''۔ (ص ۲)

اور اردو نیوز کے ثانی الذکر شمارہ میں اس موضوع پر درج خبروں کے متن یہ ہیں۔

سلطنت عمان میں عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات

مسقط (نمائندہ اردو نیوز) سلطنت عمان میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقیدت سے منائی گئی۔ سلطان قابوس نے صلالہ میں ایک خصوصی تقریب کی صدارت کی جس میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روشنی ڈالی گئی، اس طرح کی ایک تقریب مسقط میں

منعقد ہوئی جس کی صدارت سلطان قابوس کے ذاتی معاون سید تیوفی بن شہاب السید نے کی، عمان کے مفتی اعظم شیخ احمد بن حماد الخلیلی نے سلطان قابوس مسجد میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ۱۲ ربیع الاول کی اہمیت کو واضح کیا اور دنیا بھر کے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ قرآن شریف کی تعلیم پر عمل کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثالی زندگی کی پیروی کریں کیونکہ بنی نوع انسان کے مسائل کا حل اسی میں ہے۔ ڈاکٹر مبارک بن عبداللہ الراشدی نے مسلح افواج کی مسجد میں سیرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لیکچر دیا۔ (ص ۲)

اسلامی اصول بہترین ہیں، پاسوان

بمبئی (راشد اختر) بمبئی میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جشن روایتی جوش وخروش سے منایا گیا۔ بمبئی کے مختلف علاقوں میں جلوس نکالے گئے سب سے بڑا جلوس خلافت ہاؤس سے نکالا گیا جس کی قیادت مرکزی ریلوے وزیر رام ولاس پاسواں نے کی۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے پاسواں نے اسلامی اصولوں اور تعلیم کو دنیا کا بہترین اصول قرار دیا اور مسلمانوں سے کہا کہ اگر وہ ان اصولوں کو مضبوطی سے تھامے رہے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ (ص ۱)

حیدرآباد دکن میں عید میلاد عقیدت واحترام سے منائی گئی

دارالسلام اور نمائش میدان پر فقید المثال جلسوں کا انعقاد

حیدرآباد دکن (نمائندہ اردو نیوز) عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں انتہائی جوش

وخروش کے ساتھ منائی گئی۔ شہر کے مختلف مقامات پر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر طعام عام کا اہتمام دارالسلام کے وسیع وعریض میدان پر دو لاکھ سے زائد مسلمانوں کے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی وزیر شہری ہوابازی، سی ایم ابراہیم نے کہا کہ آج دنیا میں مسلمان محض سیرت طیبہ پر عمل نہ کرنے کے باعث مصائب کا شکار ہیں۔ صدر مجلس اتحاد المسلمین صلاح الدین اویسی نے جلسہ کی نگرانی کی۔ مجلس تعمیر ملت کے زیر اہتمام نمائش میدان پر جلسہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد ہوا جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ سرکاری طور پر عام تعطیل کے ساتھ تمام نجی ادارے، تجارتی وصنعتی مراکز بھی بند رہے۔

اسی شمارے میں بنگلہ دیش میں اس موقع پر لی گئی ایک بہت بڑے جلوس کی تصویر شائع کی گئی ہے جس میں شرکاء پرچم اٹھائے اور سینوں پر بنگلہ زبان میں لکھے گئے بینر سجائے رواں دواں ہیں۔ اس تصویر کا تعارف یوں کرایا گیا۔

"بنگلہ دیش میں جشن میلاد جوش وخروش سے منایا گیا، ڈھاکہ میں ہزاروں مسلمانوں نے جلوس نکالا"۔ (ص ۳)

پاکستان میں جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوش و خروش سے منایا گیا چاروں صوبوں میں جلوس نکالے گئے، ہر طرف سبز پرچم لہرا رہے تھے

کراچی (اردو نیوز بیورو) پاکستان کے تمام علاقوں میں نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا جشن ولادت باسعادت پورے مذہبی جوش وخروش اور اس عزم کے ساتھ منایا
گیا کہ انفرادی زندگیوں میں سنت طیبہ کی پیروی کی جائے گی اور پاکستان کے اجتماعی
نظام کو شریعت مطہرہ کے تابع بنایا جائیگا۔ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر اس
عہد کو تازہ کرنے کے سلسلے میں کراچی، لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ،
حیدر آباد سمیت دیگر اہم بڑے چھوٹے شہروں اور قصبوں میں جشن میلاد کے جلوس
نکالے گئے جن میں ہر طرف سبز پرچم لہرا رہے تھے اور شرکاء بلند آواز میں حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیج رہے تھے اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت
مبارکہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالا رہے تھے۔ اس موقع پر ملک بھر میں عام تعطیل رہی اور
اخبارات نے خصوصی ایڈیشن شائع کیے جبکہ ریڈیو ٹی وی سے خصوصی پروگرام نشر کیے
گئے۔ متعدد گھروں اور محلوں میں بھی میلاد کی محافل کا اہتمام کیا گیا۔ چاروں صوبائی
دارالحکومتوں میں دن کا آغاز اکیس اکیس توپوں کی سلامی سے ہوا جس کے بعد نماز فجر
میں امت مسلمہ کی سلامتی اور ملک وقوم کے استحکام، کشمیر، فلسطین، بوسنیا، کی آزادی
اور اسلام کی سربلندی کے لیے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔ (ص ۳)

ربیع الاول کے ایام میں ہی عرب ممالک میں دیگر موضوعات پر تین اہم کانفرنسیں
منعقد ہوئیں جن کا ذرائع ابلاغ میں خوب چرچا رہا ان کا مختصر تذکرہ بھی معلومات کا
باعث ہوگا۔

ا۔ اخبار المسلمون میں ہے کہ گزشتہ ہفتے قاہرہ میں ''اسلام اور مغرب'' کانفرنس
منعقد ہوئی جس میں ستر ممالک کے تقریباً دو سو علماء ودانشوروں نے شرکت کی جن میں
تیس ممالک کے وزراء اوقاف اور پندرہ ممالک کے مفتی اعظم شامل تھے۔

۲۔ الاصلاح میں ہے کہ قاہرہ میں ایک عالمی کانفرنس "مؤتمر الشوریٰ والدیمقراطیة فی الاسلام" کے نام سے منعقد ہوئی جس کا افتتاح شیخ الازہر کے نمائندہ رئیس الازہر ڈاکٹر احمد عمر ہاشم نے کیا اور اس میں ستر محققین نے مقالات پیش کیے یہ کانفرنس تین دن جاری رہی اور اس کے دس اجلاس ہوئے۔

۳۔ ربیع الاول کے پہلے عشرہ میں شام کے دارالحکمت دمشق میں "شیخ ابن عربی کانفرنس" منعقد ہوئی اسمیں شامل بعض محققین کے انٹرویوز شامی ٹیلی ویژن نے نشر کیے۔

وضاحت:۔

۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء میں ۱۲ ربیع الاول کا دن سعودی عرب میں ۱۶ جولائی بروز بدھ، یمن، کویت، سوڈان اور مصر میں ۱۷ جولائی بروز جمعرات اور پاکستان میں ۱۸ جولائی بروز جمعہ کو تھا۔

ماخذ

کتب

۱۔ جمال قرآن، قرآن مجید کا اردو ترجمہ، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۲۔ ابواب تاریخ المدینۃ المنورۃ، علی حافظ اردو ترجمہ آل حسن صدیقی طبع اول

۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ءمدینہ منورہ پرنٹنگ کمپنی جدہ

۳۔ چند روز مصر میں، صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری، فقیہ اعظم پبلی کیشنز دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور اوکاڑہ طبع اول ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

۴۔ الحرکة الادبية فی المملكة العربية السعوديه ،ڈاکٹر بکر شیخ امین طبع چہارم ۱۹۸۵ء دار الملايين بيروت لبنان۔

۵۔ القصائد الاسلامية الطوال فی العصر الحديث، قرأة ونصوص ،ڈاکٹر حلمی محمد قاعود طبع ۱۹۸۹ء دار الاعتصام قاہرہ

اخبارات ورسائل

۶۔ روزنامہ اردو نیوز، سعودی ریسرچ اینڈ پبلشنگ کمپنی مدینہ روڈ پوسٹ بکس ۱۳۴۰۲ جدہ پوسٹ کوڈ ۲۱۴۹۳ فیکس ۶۶۹۰۶۸۰ ،شمارہ ۱۳ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ/۱۷ جولائی ۱۹۹۷ء

۷۔ اردو نیوز ۱۹ جولائی ۱۹۹۷ء

۸۔ روزنامہ الاخبار، موسسۃ اخبار الیوم ۶۔ شارع الصحافة القاهرة ،شمارہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ/ ۱۷ جولائی ۱۹۹۷ء طبع اول

۹۔ روزنامہ الشرق الاوسط ،سعودی برٹش ریسرچ اینڈ مارکیٹنگ کمپنی عرب پریس ہاؤس ۱۸۴، ھائی ہول بورن لندن ڈبلیو سی آئی وی ۷، اے وی برطانیہ فیکس ۸۳۱۲۳۱۰ ،شمارہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ/ ۱۶ جولائی ۱۹۹۷ء۔

۱۰۔ روزنامہ الاھرام، موسسۃ الاھرام شارع الجلاء القاهرة، پوسٹ کوڈ ۱۱۵۱۱ فیکس

۵۷۸۶۰۲۳، شمارہ ۶ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ/ ۱۱ جولائی ۱۹۹۷ء طبع دوم

۱۱۔ الاھرام ۱۶ جولائی ۱۹۹۷ء طبع اول

۱۲۔ الاھرام ۱۷ جولائی ۱۹۹۷ء طبع دوم

۱۳۔ الاھرام ۱۸ جولائی ۱۹۹۷ء طبع اول

۱۴۔ الاھرام ۲۹ اگست ۱۹۹۷ء طبع اول جمعہ ایڈیشن

۱۵۔ ہفت روزہ الاصلاح، پوسٹ بکس ۶۶۳۴ دبئی، فیکس ۶۶۲۰۷۱ شمارہ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ/ ۱۵ جولائی ۱۹۹۷ء

۱۶۔ ہفت روزہ المجتمع، پوسٹ بکس ۴۸۵۰۔ الصفاۃ کویت پوسٹ کوڈ ۱۳۰۴۹، فیکس ۲۵۲۱۸۲۶، شمارہ ۳ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ/ ۸ جولائی ۱۹۹۷ء

۱۷۔ المجتمع ۱۵ جولائی ۱۹۹۷ء

۱۸۔ ہفت روزہ المسلمون، سعودی ریسرچ اینڈ پبلشنگ کمپنی مدینہ روڈ پوسٹ بکس ۴۵۵۶ جدہ پوسٹ کوڈ ۲۱۴۱۲، فیکس ۶۶۹۶۱۰۰، شمارہ ۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ/ ۱۸ جولائی ۱۹۹۷ء

۱۹۔ ہفت روزہ الوطن العربی، بر تجمنٹ ہولڈنگ انک (پانامہ) ۹۔ روڈی میرومنل ۷۵۰۰۸ پیرس، فیکس ۵۳۴۳۸۳۸۲ شمارہ ۲۹ اگست ۱۹۹۷ء

۲۰۔ ماھنامہ البیان، برج پیلس پارسنز گرین لندن ایس ڈبلیو ۶، ۴۔ ایچ آر برطانیہ پوسٹ کوڈ ۶۰۰۸۳۲ فیکس ۷۳۶۴۲۵۵۔ ۰۷۱ شمارہ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ/ جولائی اگست ۱۹۹۷ء۔

۲۱۔ ماہنامہ الجزیرۃ، پوسٹ بکس ۸۴۲ کویت، فیکس ۳۹۴۴۲۵۵، عارضی طور پر ہر

دو ماہ بعد شائع ہوتا ہے، شمارہ جمادی الاول جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ/ستمبر اکتوبر ۱۹۹۷ء

۲۲۔ ماہنامہ الخیریہ، پوسٹ بکس ۳۴۳۴ الصفاۃ کویت پوسٹ کوڈ ۱۳۰۳۵، فیکس ۲۴۵،۲۶۹۵ شمارہ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ/ جولائی ۱۹۹۷ء

۲۳۔ ماہنامہ منار الاسلام، پوسٹ بکس ۲۹۲۲ ابوظہبی، فیکس ۲۶۵۵۶۵، شمارہ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ/ جولائی ۱۹۹۷ء

۲۴۔ ماہنامہ المنہل، پوسٹ بکس ۲۹۲۵ جدہ پوسٹ کوڈ ۲۱۴۶۱، فیکس ۶۴۲۸۸۵۳، شمارہ ربیع الاول ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ/ جولائی اگست ۱۹۹۷ء

ٹیلی ویژن نشریات

۲۵۔ ابوظہبی ٹیلی ویژن، نشریات ۱۱، ۱۶ جولائی ۱۹۹۷ء

۲۶۔ دبئی ٹیلی ویژن، ۷، ۱۴ جولائی ۲۲ اگست ۱۹۹۷ء

۲۷۔ بحرین ٹیلی ویژن، ۱۵ جولائی ۱۹۹۷ء

۲۸۔ سوڈان ٹیلی ویژن، ۷، ۸، ۹، ۱۲، ۱۵، ۱۶، ۱۷ جولائی ۱۹۹۷ء

۲۹۔ شام ٹیلی ویژن، ۱۷، ۲۷ جولائی ۱۹۹۷ء

۳۰۔ سلطنت عمان ٹیلی ویژن، یکم ستمبر ۱۹۹۷ء

۳۱۔ کویت ٹیلی ویژن، ۱۵، ۱۶ جولائی ۱۹۹۷ء

۳۲۔ مصر ٹیلی ویژن، ۱۱، ۱۶، ۲۷ جولائی ۱۹۹۷ء

۳۳۔ یمن ٹیلی ویژن ۱۴، ۱۷ جولائی ۱۹۹۷ء

بأقلام القراء

إعداد: حسين المحسي

الذكرى العطرة معين لا ينضب

في ذكرى المصطفى ﷺ، ينبغي للمسلم أن يحتفي بالمولد معنوياً في نفسه، بوقفة يستشعر فيها عظمة ذلك اليوم المشهود حتى تتحفز نفسه لمواصلة العمل بتعاليم النبي ﷺ، والتأسي بأخلاقه وسلوكه ومنهجه، فالاحتفال الحقيقي، هو الالتزام بتقوى الله تعالى، هذا وتجدر الإشارة إلى التوضيحات الآتية:

١ - ينبغي ألا نقول إن الاحتفال بالمولد يُعد تشبهاً بأهل الكتاب، لأن النبي ﷺ، يقول: «من تشبّه بقوم حُشر معهم»، بل نقول أن ذلك لم يحدث على عهد النبي ﷺ، حتى لا نُكفّر من يحتفل بالمولد، فتلك مقولة خطيرة.

٢ - عندما سأل النبي ﷺ اليهود، لماذا تصومون يوم عاشوراء، قالوا ذاك يوم نجى الله فيه موسى عليه السلام من بطش فرعون، فقال النبي ﷺ: «نحن أحق بموسى منكم، ولئن أحياني الله إلى قابل، لأصومنّ التاسع والعاشر»، ابتهاجاً بنجاة موسى عليه السلام، ومحواً لشبهة صيام اليوم نفسه بصيام يوم قبله، ولكنه لم يقل بعدم مشروعية صيام يوم عاشوراء، لأن اليهود يصومونه، فيكون ذلك تشبهاً بهم.

٣ - الفرحة بمولد المصطفى ﷺ، وعتقه للجارية التي أخبرته بذلك النبأ العظيم، حطّ عن أبي لهب نصيباً من العذاب، فذلك تعبير عن الابتهاج بالمولد، استوجب تخفيف العذاب.

٤ - تصدع إيوان كسرى يوم مولده ﷺ، كان إيذاناً بتصدع النظام العالمي في ذلك التاريخ، وكان مولده ﷺ، كأنه العاصفة الإيمانية، ضد التيارات الوثنية: وصفحة جديدة في تاريخ الحضارة الإنسانية.

٥ - كان العرب قبائل متناحرة، فجاء رسول الله ﷺ، فوحد كلمتهم حول «لا إله إلا الله»، وجعل منهم أمة واحدة، سادت العالم، وفي ذلك دعوة إلى الاتحاد والالتفاف حول الجماعة، والعيش في كنفها.

● رضا إبراهيم محمد

نفثة إلى الرسول الإنسان

ذكراك من عبث الهموم نجاة
ولمن ألمّ به الشقاء وقاء
ذكراك للمحزون نفحة رحمة
ولدى المريض تعلل ودواء
ذكراك ما جاشت بها نفس امرئ
إلا تكشّف بعدها البلواء
يا سيدي لي في مديحك أسوة
يا خير من غنّى له الشعراء
يا سيدي: أين الطريق؟ فكلنا
أعمى وليس بأرضنا بصراء
هب من رحيقك رشفة نحيا بها
وبها يفارقنا العمى المعباء
هب من محبتك الندية قطرة
حتى يعود بها لنا الإرواء

● د. مصطفى رجب

١- ماہنامہ "منار الاسلام" ابوظہبی، شمارہ ربیع الاول ١٤١٨ھ، صفحہ ١٢٣

مولد خاتم الأنبياء والمرسلين

أمير الأنبياء في شعر أمير الشعراء

بقلم الأستاذ: صلاح حسين محمد شهاب الدين

جميل أن يحتفل المسلمون بأعيادهم، وأن يذكروا أيامهم الخالدة في تاريخهم، وأن يعيدوا إلى الأذهان ما كان في تلك الأيام من مآثر أفاد منها الإسلام، وأثرت في حياة البشرية، وجميل أن يقف المسلمون في إجلال وإعجاب ببطولات أسلافهم، وحسن بلائهم في نشر الدين الحنيف، وتكوين الأمة الإسلامية.

ولعل من أجدر تلك الأيام بالإجلال والإكبار، وأحقها بان يحتفل به المسلمون، وأن يطيلوا الوقوف عند ذكراه هو ميلاد الرسول (ﷺ). فهو الشعاع الأول الذي أضاء الدنيا حين انتشر نوره، وعم السهول والوديان، والاغوار والأنجاد، وهو الذي كان إيذاناً بميلاد أمة(١).

فالحقيقة التاريخية التي لا يختلف عليها مؤرخو الشرق والغرب، أن العالم كله قبل البعث المحمدي كان يحيا حياة تموج بالاضطراب والفساد والظلم والاستعباد، قد انطفأت هنا وهناك مشاعل الروح والإيمان، وتهالك الناس على الدنيا كل يريدها لنفسه وحده.

وكانت الحياة في شبه الجزيرة العربية كلها منتقلة بالكفر وعبادة الأوثان، والتمزق القبائلي، والعدوات الحادة، والغارات التي لا تنقض، فلا أحد هناك يعيش آمناً على نفسه وماله وعرضه، الأمر كله لمن هو أقوى، وأغنى، ولا شيء لفقير أو مستضعف، كانوا يقتلون أولادهم، ويدسون بناتهم في التراب خشية الفقر والعار وعن البغاء حدث ولا حرج. وعلى مثل تلك الحال، أو أشد منها سوءاً كانت الأمم الأخرى التي كان لها أثارة من الحضارة والعلم، فالدولة الرومانسية، قد اعتسفت كل الحقوق الإنسانية، والامبراطور فيها يملك ويحكم بأمره، بدعوى «الحق الإلهي» يستعبد الناس في غير رحمة، وحوله من يؤيدونه ويبررون جوره وظلمه من الاقطاعيين والمنافقين(٢).

ويصوّر أمير الشعراء أحمد شوقي هذه الحياة في شعره فيقول في بردته:

أتيت والناس فوضى لا تمر بهم
إلى على صنم قد هام في صنم

والأرض مملوءة جوراً مسخرة
لكل طاغية في الخلق محتكم

مسيطر الفرس يبغي في رعيته
وقيصر الروم من كبر أصم عمى

يعـذبـان عبـاد الله في شبـه
ويـذبحـان كما ضحيت بـالغنم
والخلق يفتك أقواهم بـأضعفهم
كالليث بالبهـم أو كالحوت بالبلم

صورة الميلاد في
شعر أمير الشعراء

وتبارى كبار الكاتبين وأساطين البلاغة وجهابذة الترسل والصياغة في محاولة إبراز الميلاد في أبهى الصور وبذلوا من جهودهم الجبارة وعبقرياتهم ما يستحقون به الإعجاب، إلا أن المقام في ذاته ذو سعة لم يغطها ولم يبلغ مداها أولئك العباقرة من كل سكب اللسان فصيح البيان، فائض الوجدان، وأين يصلون ممن يقول الله فيه: ﴿وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين﴾(٣). ولا ريب أن الرحمة العامة للعالمين لا يطاولها مطاول، ولا يعادلها شيء ولا تدرك أبعاد عظمتها، وإنها لتغري بالتحدث عنها كل سكب اللسان عبقري البيان، ولسان حالها يقول لكل متاهل للتحدث عنها:

فقد وجدت مكان القول ذا سعة
فإن وجدت لساناً قائلاً فقل

○ والناظر إلى أمير الشعراء أحمد شوقي يجد أنه أجاد كل الإجادة ووفق كل التوفيق في إبراز ملامح من جلال وجمال صورة الميلاد النبوي ووضعها في الإطار الذي ترى فيه أشعة العظمة المحمدية منقطعة النظير في جميع أبعادها القريبة والشاسعة وفي رواؤها الذي يملأ النفوس إعجاباً وتقديراً وهيبة في قصيدته «ولِدَ الهُدَى» حيث حلق (رحمه الله تعالى) بصورة ميلاد محمد (ﷺ) في وصفها فوق الصور المالوفة بالنسبة للبشر فانت تراه يقول: «ولد الهدى» ولم يقل ولد «محمد» وإن كان ميلاد محمد هو ميلاد الهدى ولكن الهدى أكثر اتصالاً وأشد تعلقاً بالأذهان، وأعظم وضوحاً في نظر الموافق والمخالف وأعظم شيوعاً وإشراقاً في المعنى المرموق فحسن أن يقول شوقي «ولدا الهدى».

أمير الشعراء .. أحمد شوقي

ثم قال: «فالكائنات ضياء» نعم الكائنات كل الكائنات ليس مكة فحسب وليست الجزيرة العربية فحسب بل قال: كل الكائنات ضياء والكائنات في هذا المقام من الكلمات الجامعة الشاعرة الساحرة، وهي بضمها إلى بكلمة «ولد الهدى» تقع في المحل الذي لا يمكن أو يكاد يستحيل أن يحل محلها غيرها فإنا ولد الهدى فما على كل الكائنات إلا أن تكون ضياء، وإلا أن تتزخرف مكانها ويبتسم زمانها ويتباذخ كيانها ثم قال أمير الشعراء: وفم الزمان تبسم وثناء.

وبضم هذه الكلمة البليغة الجامعة إلى الكلمتين السابقتين من القصيدة نجد

الصورة الكاملة البيان البليغة المعنى لميلاد محمد سيدنا (ﷺ) الذي هو ميلاد الهدى.

ولد الهدى فالكائنات ضياء
وفم الزمان تبسم وثناء

○ ثم استمر بعد ذلك أمير الشعراء في رسم الصورة مما يقع بعد الميلاد من أثر الفرح العظيم كما هو معتاد ومألوف في كل بيت. وذلك أن يقوم بإعلان نبأ ميلاد الغر الميامين الحافون بهم من ذويهم ومن المتصلين بهم. ولكن شوقي لم يرى في أهل مكة، ولا في أهل الجزيرة كلها، ولا في أهل الأرض من هو أهل للقيام بإعلان النبأ العظيم السار نبأ ميلاد محمد (ﷺ)، ولكنه رأى أن جبريل روح القدس، وإخوانه من ملائكة الملأ الأعلى هم المؤهلون للقيام بإعلان النبأ العظيم السار نبأ ميلاد محمد (ﷺ) الذي هو بشرى للدين وبشرى للدنيا فقال رحمه الله تعالى:

الروح والملأ الملائك حوله
للدين والدنيا به بشراء

○ واعتادت الأمم أن تزدهي قراها، وتزهو عواصمها إذا ما ولد من سراتها من تشرئب إليه الأعناق وترمقه العيون لما عسى أن يكون له من شأن في غدها المؤمل، ولما كان ميلاد محمد (ﷺ) أجل من أن يكون الزهو به والازدهاء به مقصوراً على بلد ما أو أمة ما مهما عظم شأنها، وعلا بنيانها وسمقت عزتها وعلت كلمتها، لأنه رحمة للعالمين، زهت بمولده الأرض كل الأرض، وزها بمولده عرش الرحمن، وازدهت به حظيرة القدس، وتباذخ به المنتهى والسدرة العصماء ومن ثم قال أمير الشعراء:

والعرش يزهو والحظيرة تزدهي
والمنتهى والسدرة العصماء

○ ويستمر أمير الشعراء في وصف ميلاد سيدنا محمد (ﷺ) فيقول:

والوحي يقطر سلسلاً من سلسل
واللوح والقلم البديع رواء

○ فلقد عرف بين الناس أنهم يسجلون ميلاد السراة فمنهم من يسجل تاريخ ميلاده بنادي قومه، أو في ديوانه أو في أحجار قصره أو في قبره أو في صحف المراسم أو في مكاتب البلديات كما هو معروف لهذا العهد ولما سبق.

ولكن شوقي لم يرض أن يسجل ميلاد محمد في شيء من ذلك كله وإنما يسجل في اللوح المحفوظ وبالوحي يقطر سلسلاً من سلسيل وما أعرف صورة رسمت لتسجيل الميلاد ميلاد محمد (ﷺ) مثل هذه الصورة في تكاملها وتقابلها وانفرادها بالتحليق بكل حركة من حركات الميلاد(٤).

أثر الميلاد على العالم

بميلاده (ﷺ) تغير مجرى التاريخ فساد العدل على الظلم وانتشر العلم وزال الظلام وخرج الناس من ظلمات الجهل إلى نور العلم والإيمان. وفي ذلك يقول أمير الشعراء:

أخوك عيسى دعا ميتا فقام له
وأنت أحييت أجيالاً من الرحم
والجهل موت فإن أوتيت معجزة
فابعث من الجهل أو فابعث من الرجم

ختاماً

قال الكاتب الإنجليزي لويل توماس:
«قبل أن يكتشف كريستوف كولومبس أمريكا بألف سنة أبصرت عينا الطفل القرشي

سيدنا محمد بن عبدالله النور في مكة، فكان الله اختار هذا الطفل ليغير به تاريخ العالم».

ثم قال: لقد كان محمد العربي القرشي النبي الهاشمي. والرسول التهامي أول من وحد قبائل العرب المتنافرة في تلك الجزيرة، وأول من ألف قلوب شعوبها المتقاتلة وجمع كلمتها تحت راية واحدة. جاء محمد وجمع كلمة العرب، ووحد صفوف العرب، ولكن لا باستعمال القوة والاعتماد على الشدة. بل بكلام عذب حكيم، أخذ منهم كل مأخذ. فاتبعوه وآمنوا به وقد فاق فتى مكة جميع الرسل وقادة الرجال بصفات لم تكن معروفة لدى العرب، فجمع القلوب المتفرقة، وجعل منها قلباً واحداً.

□ الهوامش:

١) مع الرسول (ﷺ) د. علي العماري ص٢٠ المجلس الأعلى للشئون الإسلامية العدد ٢٤٦ السنة الحادية والعشرون - ربيع الأول ١٤٠٢هـ - يناير ١٩٨٢م.

٢) المولد النبوي الشريف. المجلس الأعلى للشئون الإسلامية ص ١٦، ١٧ هدية مجلة «منار الإسلام» - ربيع الأول ١٣٩٨هـ.

٣) سورة الأنبياء الآية: ١٠٧.

٤) الاحتفال بذكر النعم واجب. للعلامة حامد المحضار تقديم محمد نجيب المطيعي. ص ١٨ - ٢٤ مكتبة المطيعي القاهرة - بتصرف.

٥) حديث من القلب - للشيخ عبد الحميد كشك - ص ١١٥ - دار النصر للطباعة الإسلامية - القاهرة.

العَوْدُ أَحْمَدُ

قال الله تعالى: (يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين أوتوا العلم درجات)..

صدق الله العظيم

عاد إلى أرض الوطن، الأخ الدكتور علي محمّد العجلة - مدير تحرير مجلة منار الإسلام - من إجازته الدراسية في بريطانيا، بعد أن حصل - بفضل الله وتوفيقه - على درجة الدكتوراه، من قسم الدراسات الصحفية - في كلية كاردف بجامعة ويلز -.

وأسرة مجلة «منار الإسلام» إذ تستبشر مرحبة بمقدمه الكريم، مهنئة له بهذا الإنجاز الطيب المبارك، تدعو الله سبحانه وتعالى، أن يكون جهده المبارك هذا، إضافة إلى خبرته من رصيد سابق في ميدان العمل الصحفي، أثرى به مسيرة مجلة «منار الإسلام» خاصة وأن المجلة قد أكملت عامها الثاني والعشرين - وبدأت مرحلة مستقبلية جديدة - بولوجها عامها الثالث والعشرين..

كلنا أمل في أن يتضاعف الجهد، ويتميز العطاء، وتشهد المجلة تطوراً يرضي قراءها، فيكون هذا الرضا حافزاً ودافعاً لنا، لمزيد من الجهد، ولمزيد من العطاء بإذن الله تعالى.

ونحن إذ نرحب بالأستاذ الدكتور علي محمد العجلة، نقدم الشكر كله للأستاذ مصبح محمد السويدي، الذي كان منتدباً مديراً لتحرير المجلة، خلال الإجازة الدراسية للدكتور علي محمد العجلة، ونتمنى له من المولى عز وجل، كل التوفيق والنجاح.

أسرة: مجلة منار الإسلام

الافتتاحية

ذكرى مولدك يا رسول الله.. وما آلت إليه الأمة

تهل علينا ذكرى مولد الرسول الاكرم محمد ﷺ لنجدها فرصة لتجدد القلوب عهدها، والعزائم مضيها، ولنوجه التحية إلى خير المرسلين وإمام المتقين وقائد الغر المحجلين: سلاماً يا علم الهدى ومنقذ الإنسانية ومرشدها، وهاديها بإذن الله إلى الطريق المستقيم. سلاماً على القدوة الحسنة والمثل الاعلى رؤوف الأمة، ورحيم المسلمين وحكيمهم.

سلاماً يا هدية السماء إلى الارض وحامل وصايا الانبياء ومتمم مكارم الاخلاق.. هديتنا الطريق المستقيم بإذن الله وفتحت قلوباً غلفاً، وانرت عيوناً عُمياً، وعلمتنا الوحي المبين جمعتَ فرقتنا، واحسنت قيادتنا، واظهرت امننا، وابلغتنا الشرع الحكيم.

سلاماً يا منصف المظلومين، ورائد المجاهدين، وناصر الحق المبين. سلاماً يا من بُعثتَ رحمة للعالمين. بُعثتَ لإخراج خير امة فربيتَ اكرم فئة، وقومت افضل جيل بشّرت به الكتب قبل وجوده، وعرفته قبل ظهوره، ووصفته للزمان قبل مجيئه «محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من الله ورضواناً سيماهم في وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم في التوراة ومثلهم في الإنجيل كزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يُعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار». وبهذا بُنيت امة الإسلام على صرح من الإيمان مكين، وعلى عز من الرجال قويم، وعلى قيادة لا تعرف الوهن ولا المستحيل في تحقيق امر الله. فكان الصدق والوفاء بالعهود، وكانت التضحية والثبات وبذل الارواح: «من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا».

تاتي الذكرى فتثير في النفوس ما تثير من اشجان، وتهيج ما تهيج من لواعج الاحزان، وتثور التساؤلات الحائرة: اين الرجال؟ واين الامة؟ واين العزائم؟ حتى حسبنا الاعداء غثاء يمكن إزالته وكلأ ينبغي التخلص منه، ووهماً تكشفه الحقائق، ومخلوقات فقدت الحكمة من وجودها، وضاع منها الطريق.

لقد احتلت ديار الامة، وانتُزعت ارضها من تحت اقدامها، ولكنها تابى إلا ان تسترجعها بالمهادنة لا بالمقاومة، وبالتسول لا بالجهاد.... انتُهبت المقدسات واغتُصبَ مسرى رسول الله ﷺ. ومع ذلك فالامة ترضى بالاحتجاج، وتقاوم بالخصام، امة صنع الصغار فيها من النصر ما لم تستطعه الجيوش في حروب طاحنة.. امة يبلغ تعدادها المليار ونصف المليار نسمة، ولا تستطيع ان تحفظ اعراضها او تصون كرامتها، او تحمي مقدساتها. وما ذلك إلا لانها بعدت عن طريق الله، وتنكبت لكتابه وسنة نبيه ﷺ فتفرقت كلمتها وضاعت هيبتها.

• • •

ونظرة على الواقع الاثيم تكشف لنا كم بعدت الشقة بيننا وبين شريعتنا. فهذه مناهجنا في تربية ابنائنا في معاهدنا ومدارسنا، تُفرض علينا من وراء الحدود، ويتحكم فيها اعداء الإسلام كما يشاؤون، وهذا إعلامنا يهتم بإثارة الغرائز وتشجيع الفتنة، ونقل تفاهات الغرب ومجونه، اعلى الفيلم الخليع، والاغنية الساقطة، والرقصة الماجنة تُربّى امة محمد ﷺ؟!

إلى الله نشكو ما نلاقيه من انصراف وبُعد عن كتاب الله وسنة نبيه المصطفى ﷺ، القائل: «تركت فيكم ما إن اعتصمتم به لن تضلوا بعدي ابداً. كتاب الله وسنتي».

تحل الذكرى واليهود اعداء الإسلام الذين ناصبوا المصطفى ﷺ العداء يعيثون في الارض فساداً، فكتاب الله الكريم تنتهك قدسيته، وتمزق صفحاته في مدينة خليل الرحمن المحتلة، والايدي النجسة ترسم صوراً فاجرة تحاول بها ان تنال من شخص نبي الامة وكتابها الكريم، وانّى لها ذلك؟

إن بالونات الاختبار التي تطلق اليوم تهدف إلى قياس حمية الامة، ومعرفة قوتها العقدية والدينية، وتعويد الأمة على ما يوجه إليها من إهانات حتى إذا انتزع الاقصى وأُغير على بقية المقدسات يكون الامر قد هُيئ له، وتكون النفوس قد فترت فتتقبله. وسياتي من ذلك الكثير الاشد هولاً كما عوّدنا اليهود ومن ورائهم الاستعمار، ولن يرد هذا ويحفظ الامة إلا رجعة صادقة إلى الله والتمسك بكتاب الله وسنة نبيه ﷺ والعمل بما يرسّخ قيم الإسلام ويظهر هوية الامة، ويربي شبابها لتقضي على الجريمة والفتنة بشتى صورهما.

في هذه الذكرى - وإن كانت في النفوس لوعة وحسرة - فإننا نحمل من الامل الكثير، ونرى بشائر الإصباح من وراء الافق، ونبتهل إلى الله العزيز ان يصحح ولاة الامور المسار لتربية جيل يحمل لواء الإسلام ويقود الامة إلى عزها وسؤددها، ونقول: على العهد بصبر عظيم، وعزم متين، وسلامٌ عليك يا سيد المرسلين في الاولين والاخرين.■

6 ہفتہ وار ''المجتمع'' کویت، شمارہ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ ۶ صفحہ ۹

في ذكرى ميلاد سيد الخلق وحبيب الحق صلى الله عليه وسلم

بقلم: محمود عبدالهادي المرسي

حينما نتحدث عن ميلاد رسول الله ﷺ فإننا نترك الحديث للوالدة السيدة آمنة بنت وهب. تقول السيدة آمنة: إنها رأت في المنام أنها حملت بخير العالمين، وأنه خرج منها نور أضاء ما بين المشرق والمغرب.

وتضيف: حملت به حملاً خفيفاً فلم أشعر به. لماذا؟ لأنها لم تحمل في بطنها إلا نوراً وشهدت ولادته ليلاً فلم أر من البيت إلا نوراً، ونظرت إلى النجوم في السماء فإذا بها تدنو مني وقد ورد في هذا روايات منها: عن أبي العجفاء رحمه الله تعالى مرسلاً قال: قال رسول الله ﷺ: رأت أمي حين وضعتني سطع منها نور أضاءت له قصور بصرى(١).

وعن عثمان بن أبي العاص - رضي الله تعالى عنه - قال: حدثتني أمي أنها شهدت ولادة آمنة رسول الله ﷺ ليلة ولدته قالت: «فما شيء أنظر إليه من البيت إلا نوراً وإني لأنظر إلى النجوم تدنو حتى إني لأقول: ليقعن علي، فلما وضعته خرج منها نور أضاء له البيت والدار حتى جعلت لا أرى إلا نوراً»(٢)

وروى ابن حبان عن حليمة - رضي الله عنها - عن آمنة أم رسول الله ﷺ أنها قالت: إن لابني هذا لشأناً إني حملت به فلم أجد حملاً قط كان أخف علي ولا أعظم بركة منه. ثم رأيت نوراً كأنه شهاب خرج مني حين وضعته أضاءت لي أعناق الإبل ببصرى، ثم وضعته فما وقع كما تقع الصبيان، وقع واضعاً يديه على الأرض رافعاً رأسه إلى السماء. «وفي هذا إشارة إلى ارتفاع شأنه وعلو قدره وأنه يسود الناس أجمعين».

تاريخ ميلاده ﷺ

ولد الحبيب المصطفى يوم الاثنين الثاني عشر من ربيع الأول عام الفيل على الصحيح المشهور عند أكثر العلماء. نعم في شهر ربيع الأول انبثقت من جوهرة الكون بيضة الشرف وفي يوم الاثنين منه ظهرت الدرة المصونة من باطن الصدف.

روى الإمام أحمد ومسلم وأبو داود عن أبي قتادة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ سئل عن يوم الاثنين فقال: «ذلك يوم ولدت فيه وفيه علي أنزل»(٣).

لما ولد الحبيب المصطفى كان ميلاده مؤذناً باقتراب كتائب الحق من حصون الشرك، فيروى أنه ليلة ولادته ﷺ:

١ - ارتج إيوان كسرى فتساقطت شرفات القصر. سقطت منه أربع عشرة شرفة.

وصرح كسرى تداعى من قواعده
وانقض منكسر الأرجاء ذا ميل

٢ - أخمدت نار فارس تلك النار التي أوقدوها لعبادتهم المجوسية الباطلة ولم تخمد من قبل ألف عام.

ونار فارس لم توقد وما خمدت
من ألف عام ونهر القوم لم يسل

٣ - غاضت بحيرة ساوة(٤)

وساء ساوة أن غاضت بحيرتها
ورد واردها بالغيظ حين ظمي

٤ - قيل إن نفراً من قريش كانوا يجتمعون إلى صنم من بينهم ورقة بن نوفل، وعبيد الله ابن جحش، وزيد بن عمرو بن نفيل، فلما دخلوا عليه ليلة ولادة الحبيب المصطفى وجدوه منكساً على رأسه فردوه إلى حاله فلم يلبث أن انقلب انقلاباً عنيفاً، فردوه ثانياً فانقلب ثالثاً فقالوا إن لهذا الأمر من حدث.

٥ - ولد ﷺ مختوناً مقطوع السرة.

عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من كرامتي على ربي أني ولدت مختوناً ولم ير أحد سوأتي(٥)

٦ - حزن إبليس وحجبه من السموات وما سمع من الهواتف لما ولد رسول الله ﷺ:

روى الزبير بن بكار وابن عساكر عن معروف ابن خربوذ رحمه الله تعالى قال: كان إبليس يخترق السماوات السبع فلما ولد عيسى حجب عن ثلاث سماوات وكان يصل إلى أربع، فلما ولد النبي ﷺ حجب عن السبع.

٧ - انقلاب البرمة(٦) حين وضع رسول الله ﷺ تحتها، روى ابن الجوزي عن أبي الحسين ابن البراء - مرسلاً - رحمه الله تعالى عن السيدة آمنة أنها قالت: وضعت عليه إناء فوجدته قد انفلق الإناء عنه وهو يمص إبهامه يشخب لبناً(٧).

٨ - مناغاته ﷺ للقمر في مهده وكلامه فيه:

روى الطبراني والبيهقي عن العباس ابن عبدالمطلب - رضي الله تعالى عنه - قال: قلت يا رسول الله دعاني إلى الدخول في دينك أمارة لنبوتك: رأيتك في المهد تناغي القمر وتشير إليه بإصبعك فحيث ما أشرت إليه مال. قال: كنت أحدثه ويحدثني ويلهيني عن البكاء، وأسمع وجبته حين يسجد تحت العرش.

٩ - رد الله جيش أبرهة الأشرم بحجارة من سجيل منضود تحية وإكراماً لهذا المولود، والأمر هنا يحتاج لقليل من الإيضاح والإفصاح.

فقد أراد ملك الحبشة هدم الكعبة المشرفة فسير لها جيشاً عظيماً، وما أن وصل الجيش مشارف الكعبة حتى دكتهم صفحية السماء.. القيادة العليا بين الكاف والنون تقول للشيء كن فيكون... تأمر للصانع الحربية في نار جهنم بإنتاج قنابل من نوع خاص. أكبر من الحمصة وأقل من الحمصة. وتأمر سرباً من الطير يحملها وهي على صغرها أشد فتكاً من غيرها توجه توجيهاً ربانياً. فهذه الحجارة مكتوب على كل حجر اسم مرميه. يحمل كل طائر منها ثلاثة أحجار واحداً بمنقاره وحجرين برجليه فيلقيها على أصحاب الفيل، «فجعلهم كعصف مأكول».

قال الحافظ الدمياطي في سيرته «كان بين الفيل وبين مولد النبي ﷺ خمس وخمسون ليلة وكان إهلاكهم تشريفاً له ﷺ وتعظيما»(٨).

١٠ - كان العرب يعيشون في جدب وفي ضيق عيش... فاخضرت الأرض وحملت الأشجار، ونزلت الأمطار ببركة مولد النبي المختار.

١١ - رأى الموبذان(٩) إبلاً صعاباً تقود خيلاً عراباً قد قطعت دجلة وانتشرت في بلادها.

١٢ - روى ابن أبي الدنيا عن عبدالرحمن بن عوف - رضي الله عنه - قال: لما ولد رسول الله ﷺ هتف هاتف على أبي قبيس وآخر على الحجون فقال الذي على جبل الحجون:

فأقسم ما أنثى من الناس أنجبت
ولا ولدت أنثى من الناس واحد(١٠)

كما ولدت زهرية ذات مفخر
مجنبة لؤم القبائل ماجدة

فقد ولدت خير البرية أحمداً
فأكرم بمولود وأكرم بوالد(١١)

اليتم في حياة الرسول

توفي عبدالله والرسول جنين في بطن أمه، ولعبدالله يوم توفي خمس وعشرون سنة(١٢) وتوفيت الأم ولم يبلغ بعد سبع سنين(١٣)، فنشأ الرسول يتيماً لا أب يريش جناحه ولا أم تضمد جراحه.

أخذ الإله أبا الرسول ولم يزل
برسوله الفرد اليتيم رحيما

نفسي الفداء لمفرد في يتمه
والدر أحسن ما يكون يتيما

ولقد كان اليتم حجر أساس وحجر الزاوية في حياة رسول الله ﷺ. ذلك أن الإنسان إذا ذهب إلى محل اللآلئ ليشتري لؤلؤة تحدد لها ثمنا معيناً، وكلما انعدمت النظائر ارتفع الثمن، حتى إذا وجدت لؤلؤة لا نظير لها كانت أكثر اللآلئ ثمنا وتسمى «باللؤلؤة اليتيمة» في هذه الحالة.

ويرحم الله أمير الشعراء شوقي إذ يقول:

وصلت باليتم في القرآن تكرمة
وقيمة اللؤلؤ المكنون في اليتم

وإذا انتقلنا إلى الاحتفال بذكراه ﷺ فإنه من الثابت أن الدولة الفاطمية(١٤) هي التي استحدثت الاحتفال بمولد الرسول ﷺ. فالاحتفال بالمولد النبوي الشريف لم يفعله رسول الله ﷺ ولا خلفاؤه الراشدون ولا غيرهم من الصحابة.

قال الحافظ بن حجر رحمه الله تعالى: أصل عمل المولد بدعة لم تنقل عن أحد من السلف الصالح من القرون الثلاثة ولكنها مع ذلك اشتملت على محاسن وضدها فمن تحرى في عمله المحاسن وتجنب ضدها كان بدعة حسنة ومن لا فلا. وقد ظهر لي تخريجه على أصل ثابت في الصحيحين من أن النبي ﷺ قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء فسألهم... فقالوا: هو يوم أغرق الله فيه فرعون ونجى موسى فنحن نصومه شكراً لله تعالى... فقال ﷺ: «نحن أولى بموسى منكم» فيستفاد منه فعل الشكر على ما من به في يوم معين من إسداء نعمة أو دفع نقمة... وأي نعمة أعظم من مولد رسول الله قال تعالى: «لقد من الله على المؤمنين إذ بعث فيهم رسولاً من أنفسهم...».

وقال السيوطي رحمه الله تعالى: قد ظهر لي تخريجه على أصل آخر وهو ما أخرجه البيهقي عن أنس أن النبي ﷺ عق عن نفسه بعد النبوة مع أنه قد ورد أن جده عبدالمطلب قد عق عنه في سابع ولادته. والعقيقة لا تعاد مرة ثانية فيحمل ذلك على إظهار الشكر على إيجاد الله إياه رحمة للعالمين، كما كان يُصلي على نفسه فيستحب لنا إظهار الشكر بمولده بالاجتماع وإطعام الطعام والصلاة عليه.

وقال في شرح سنن ابن ماجه: الصواب أنه من البدع الحسنة المندوبة إذا خلا من المنكرات شرعاً لما فيه من تعظيم قدر النبي ﷺ وإظهار الفرح والاستبشار بمولده.

وقال إمام القراء الحافظ شمس الدين الجزري في كتابه «عرف التعريف بالمولد الشريف»: رؤي أبو لهب بعد موته في النوم فقيل له ما حالك؟ فقال في النار... إلا أنه خفف عني كل يوم إثنين فأمص من بين إصبعي هاتين ماء بقدر هذا وأشار برأس إصبعيه وأن ذلك بإعتاقي ثويبة جاريتي عندما بشرتني بولادة النبي ﷺ وبإرضاعها له.(١٥)

وإذا كان أبو لهب الكافر الذي نزل القرآن بذمه جوزي في النار بفرحه ليلة المولد النبوي بالتخفيف عنه. فما حال المسلم الموحد من أمة محمد ببشره وسروره بمولده، وقد ذكر نحوه الحافظ شمس الدين محمد بن ناصر الدين الدمشقي رحمه الله الذي أنشد:

إذا كان هذا كافرا جاء ذمُّه
بتبَّتْ يداه في الجحيم مُخلَّدا

أتى أنه في يوم الاثنين دائما
يُخفف عنه للسرور بأحمدا

فما الظنُّ بالعبد الذي كان عمره
بأحمد مسروراً ومات موحِّدا

وقال الشيخ الإمام جمال الدين بن عبدالرحمن ابن عبدالملك المعروف «بالمخلص الكتاني» رحمه الله تعالى: مولد رسول الله مُبجَّل مكرَّم قدِّس يوم ولادته وشرف وعظِّم. فشابه هذا اليوم يوم الجمعة من حيث إن يوم الجمعة لا تُسعَّر فيه جهنم هكذا ورد عن رسول الله ﷺ. فمن المناسب إظهار السرور وإنفاق الميسور وإجابة من دعاه رب الوليمة للحضور.

وقال الإمام العلامة ظهير الدين جعفر التزمنتي: هذا الفعل لم يقع في الصدر الأول من السلف الصالح مع تعظيمهم وحبهم لرسول الله ﷺ.... وهي بدعة حسنة إذا قصد فاعلها جمع الصالحين والصلاة على النبي ﷺ وإطعام الطعام للفقراء والمساكين. أما جمع الرعاع، والرقص وخلع الثياب على القوال لحسن صوته فلا يندب.

وقال الشيخ نصر الدين بن المبارك: ليس هذا من السنن، ولكن إذا أنفق في هذا اليوم وأظهر السرور فرحاً بدخول النبي ﷺ في الوجود واتخذ السماع الخالي عن اجتماع المردان وإنشاد ما يشوق إلى الآخرة، ويزهد في الدنيا، فهذا اجتماع حسن يثاب قاصد ذلك وفاعله عليه. فالبدعة الحسنة متفق على جواز فعلها والاستحباب لها ورجاء الثواب لمن حسنت نيته فيها وهي كل مبتدع موافق لقواعد الشريعة غير مخالف لشيء منها ولا يلزم من فعله محذور شرعي، مثل بناء المساجد والمنابر وغير ذلك من أنواع البر التي لم تعهد في الصدر الأول فإنه موافق لما جاءت به الشريعة.

أما الإمام العلامة تاج الدين الفاكهاني المالكي رحمه الله فقال: إن عمل المولد بدعة مذمومة وألف في ذلك كتاباً ورُدّ عليه في فتاوى الشيخ الحافظ.

وقال النووي رحمه الله تعالى في «تهذيب الأسماء واللغات»: البدعة في الشرع هي ما لم يكن في عهد رسول الله ﷺ وهي منقسمة إلى حسنة وقبيحة.

وقال الشيخ عز الدين بن عبدالسلام رحمه الله في القواعد. البدعة منقسمة إلى واجبة ومحرمة ومندوبة ومكروهة ومباحة.

وروى البيهقي في مناقب الشافعي عن الشافعي رحمه الله تعالى ورضي عنه قال: المحدثات من الأمور ضربان:

أحدهما: ما أحدث مما يخالف كتاباً أو سنة أو أثراً أو إجماعاً فهذه البدعة أو الضلالة. والثاني ما أحدث من الخير لا خلاف فيه لواحد من هذا. وهذه محدثة غير مذمومة، فإطعام الطعام الخالي من اقتراف الآثام إحسان، وهو من البدع المندوبة كما في عبارة ابن عبدالسلام.

فالصحيح أن نقول: إن أصل الاجتماع لإظهار شعائر المولد مندوب وقربة، وما ضُم إليه من بعض الأمور مذموم وممنوع.

الاحتفال الحق بالذكرى

ويكون ذلك بطاعته وإحياء سنته والتمسك بشريعته عملاً بقول الحق سبحانه «وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا واتقوا الله إن الله شديد العقاب».

فيجب علينا أن نلتف دائماً حول مائدة الإسلام، كما نلتف حول مائدة الطعام، لأن المائدة الإسلامية عليها أيضاً أطباق متعددة شهية فيها: ذكرٌ وصلاةٌ وشكرٌ ومناجاةٌ، وصلاةٌ على الحبيب، وقرآنٌ به تطبيبٌ وفقهٌ وتعليمٌ، وعطفٌ على اليتيم، وأمرٌ بالمعروف وغوثٌ للملهوف «وإن تعدوا نعمة الله لا تحصوها».■

الاحتفال الحق بميلاد النبي ﷺ يكون بإحياء سنته والتمسك بشريعته والالتفاف حول مائدة الإسلام

الهوامش

١ - رواه ابن سعد ورجاله ثقات (الطبقات ١/ ١٢ القسم الأول)
٢ - «الوفا ١/ ٩٤».
٣ - حديث مسلم كتاب الصيام حديث رقم ١٩٧ ومسند أحمد ٥/ ٢٩٦، ٢٩٧، ٢٩٩. وسنن أبي داود ١/ ٤٤١ كتاب الصيام باب صوم الدهر تطوعاً.
٤ - سالومة: معربة بين الروم وصدائن، وخلصت أي حبث ملزها.
٥ - الوفا (١/ ٩٧).
٦ - البيرمة: إناء كان يوضع على المولود من تحت الليل فلا ينظرون إلى المولود حتى يصبحوا.
٧ - الوفا (١/ ٩٥)
٨ - هامش ط في قصة إهلاك أصحاب الفيل للحافظ السهيلي في سيرته.
٩ - المرزبان اسم لحاكم المجوس، مثل قاضي قضاة المسلمين.
١٠ - والمفرد واحدة
١١ - والمفرد أم.
١٢ - طبقات ابن سعد ١/ ٦١ القسم الأول.
١٣ - السيرة النبوية لابن هشام ١/ ١٦٨. كما قيل أربع سنين. وقيل ست، وقيل سبع، وقيل تسع، وقيل خمس، وفي قول اثنتي عشرة سنة وشهر وعشرة أيام
١٤ - الحافظ ابن كثير في البداية والنهاية (١١/ ١٧٢). والدولة الفاطمية هي التي حكمت مصر الفترة (٣٥٧ - ٥٦٧هـ)، المقريزي في كتاب المواعظ والاعتبار (١/ ٤٩٠) وغيرهم كثير
١٥ - رواه الإمام البخاري في صحيحه.

الأهرام
رئيس مجلس الإدارة ورئيس التحرير
إبراهيم نافع
Al-Ahram 17 Jul 1997
٤٠ صفحة ٤٠ قرشا
أنشئ الأهرام عام ١٨٧٥
يهنئ الأمة الإسلامية بالمولد النبوي الشريف

مبارك: بعض العناصر الأجنبية تشن حملة ظالمة على الإسلام وعليهم أن يتحروا الحقيقة بموضوعية لاتقبل الزور أو البهتان

الرئيس في الاحتفال بذكرى المولد النبوي الشريف:

الإسلام يعلي حرية العقيدة والمساواة بين البشر على اختلاف انتماءاتهم العرقية أو الدينية

المسلمون عاشوا جنبا إلى جنب مع أتباع الديانات الأخرى بسماحة مطلقة

شعبنا العريق يسعى لحماية حقوق العرب والمسلمين بالقدس

الرئيس يكرم ٨ من كبار علماء ومفكري الإسلام

في كلمته إلى الأمة الإسلامية، خلال احتفال مصر مساء أمس بذكرى المولد النبوي الشريف، أكد الرئيس حسني مبارك أن الإسلام متمم ومكمل للرسالات الأخرى، ويعترف بوحدة الرسالات الإلهية، كما أنه يعلي حرية العقيدة، والمساواة بين البشر، بصرف النظر عن انتماءاتهم العرقية أو الدينية.

وقال الرئيس مبارك إنه لوحظ، مع الأسف، أن بعض العناصر الأجنبية قد دأبت في الآونة الأخيرة على شن حملة ظالمة باغية على الإسلام وتعاليمه، إما عن جهل أو هوى، أو لعلها دفعت إلى موقفها هذا من دوائر معادية تتربص بالإسلام والمسلمين وتسعى إلى الإساءة إليه وتشويه صورته بالباطل لغرض في نفسها، أو لتصور خاطئ لديها بأن الإسلام يتخذ منها موقف العداء ويحاربها، وكان على تلك الدوائر ومن يقفون وراءها، ونحن نعرفهم، أن يحتكموا إلى ضمائرهم، إن كانت لديهم بقية من حياء، وأن يتحروا عن الحقيقة بموضوعية لاتعرف التجني والإجحاف ولاتقبل الزور والبهتان.

وأوضح الرئيس مبارك أن المسلمين الصادقين التزموا بتعاليم الإسلام في كل العصور، فعاشوا جنبا إلى جنب مع غيرهم من اتباع الديانات الأخرى بسماحة مطلقة وشعور تام بأن الدين لله وحده.

وأكد الرئيس مبارك أن شعبنا العريق يسعى، في دأب وإصرار، لمتابعة مسيرته الكبيرة في بناء المجد والتقدم ويبذل الجهد بكل إخلاص ووفاء لتأمين الحياة والاستقرار في كل شبر من أرض مصر الطيبة وتهيئة حياة أفضل للأجيال المقبلة من أبنائه، وحماية مسيرة السلام من الأخطار التي تتهددها، وصون حقوق العرب والمسلمين في القدس الشريف حتى يكتمل بناء السلام وترتفع رايات الحرية والمساواة على كل ربوع المنطقة.

وكرم الرئيس مبارك، خلال الاحتفال الديني الكبير، ٨ من كبار العلماء والمفكرين الذين أسهموا بدور فعال في إعلاء كلمة الإسلام والمسلمين بشكل مستنير في الغرب والذين قاموا بجهد مشكور في دفع مسيرة الدعوة الإسلامية بالداخل والخارج، وذلك بمنحهم الأوسمة، كما كرم الرئيس الفائزين من فئات المجتمع المصري، خاصة الشباب والأطفال في المسابقات الدينية والثقافية التي أجرتها وزارة الأوقاف خلال العام، وشارك فيها أكثر من ٥٠ ألفا.

وقد بدأت وقائع الاحتفال بتلاوة آيات من كتاب الله للقارئ محمد عثماني سند، الطالب بكلية اللغة العربية بالزقازيق، بعدها ألقى الدكتور محمود حمدي زقزوق كلمة ثم قدم للرئيس حسني مبارك هدية العلماء والعاملين في حقل الدعوة الإسلامية، وهي عبارة عن نموذج مجسد للقدس الشريف عرفانا بدور مبارك الرائد في الدفاع عن القضية الفلسطينية والقدس بالتحديد، بعدها تم تكريم الفائزين: ٢ بالحج و١ بالعمرة و١ بجوائز مالية ألف جنيه لكل منهم ثم وزع الرئيس مبارك الأوسمة على ٨ من كبار المفكرين والباحثين والعاملين في الدعوة الإسلامية منهم ٦ من مصر وواحد من المغرب وآخر من البوسنة، ثم ألقى فضيلة الإمام الأكبر الدكتور محمد سيد طنطاوي شيخ الأزهر كلمة للأمة الإسلامية بهذه المناسبة، ثم ألقى الرئيس حسني مبارك كلمته الجامعة للأمة العربية والإسلامية.

[نص كلمة الرئيس ص ٣]
[ووقائع الاحتفال ص ٥]

روزنامہ "الاہرام" قاہرہ، شمارہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ، صفحہ اوّل

مبارك يتبادل التهانى بذكرى المولد النبوى مع الملوك والرؤساء

بعث الرئيس حسنى مبارك برقيات تهنئة الى اصحاب الجلالة ملوك وامراء ورؤساء الدول العربية والاسلامية بمناسبة ذكرى المولد النبوى الشريف مولد صاحب الرسالة الخالدة التى نقلت البشرية من عصور الجهل والظلام الى النور والايمان.

واعرب الرئيس مبارك فى برقياته عن اصدق التهانى القلبية بهذه المناسبة المباركة سائلا الله جل وعلا ان يعيدها عليهم بالصحة والسعادة وعلى شعوبهم الشقيقة بالخير واليمن والبركات. كما بعث الرئيس مبارك برقيات تهنئة الى المصريين المسلمين بالخارج متمنيا لهم دوام التوفيق والسداد وان يعيد هذه الذكرى الطيبة عليهم وعلى مصر الغالية بالمزيد والخير. وتلقى الرئيس مبارك برقيات تهنئة بالمولد النبوى الشريف من الدكتور كمال الجنزورى رئيس الوزراء والدكتور فتحى سرور رئيس مجلس الشعب ومصطفى كمال حلمى رئيس مجلس الشورى ويوسف والى نائب رئيس الوزراء ووزير الزراعة واستصلاح الاراضى والوزراء والمحافظين والقيادات الحزبية والشعبية والتنفيذية ورجال الجامعات. كما تلقى برقيات تهنئة مماثلة من قيادات القوات المسلحة والشرطة ورجال الدين والقضاء والصحافة والاعلام ومن سفراء وقناصل مصر بالدول الاجنبية والعاملين بالخارج ومن سفراء الدول العربية والاسلامية بالقاهرة ومن سائر طوائف الشعب. واعرب جميع المهنئين عن اخلص التهانى واطيب الامانى للرئيس مبارك بالصحة والسعادة ولمصر الكنانة بالمزيد من التقدم والازدهار فى ظل قيادته الرشيدة.

٣٨

لقاء الأصدقاء

تقديم : سلوى العنانى

مولد النور

فى مثل هذا اليوم منذ ما يقرب من الف وخمسمائة عام اطل على الدنيا نور ما زال يضىء قلوب المؤمنين فى كل بقاع الدنيا.

فى مثل هذا اليوم اطلت على الكون ابتسامة الهدى والايمان وابى الله لها ان تغادر مدى الدهر.

فى مثل هذا اليوم ولد النبى الكريم فسبحت كل الكائنات شكراً له على جميل عطيته ـ

فى مثل هذا اليوم .. وفى منزل بسيط من منازل مكة وضعت امرأة شريفة طاهرة طفلاً يتيما كان ابوه من خير شباب العرب وانقاهم نسبا.

فهل كانت تدرى هذه الام ان طفلها هو سيد الخلق - وان ابنها هذا الصغير الفقير اليتيم سيغير وجه التاريخ ـ

هل كانت تدرى انها وضعت من سيحمل مصباح الهدى ليرسم النهج القويم للانسانية .. هل كانت تدرى انها اهدت الدنيا قبسا من النور ... وتمضى الايام .. والسنون - والقرون - والنور يملأ القلوب إسلاما وايمانا ويقود قافلة الحق ...

سلام عليك يا نبى الحق فى ذكرى يوم مولدك سلام عليك وعلى آله وصحبك واتباع دينك الحنيف ـ

سلام عليك يا خير خلق الله .. يا من بلغت الرسالة وأديت الامانة ونصحت الامة وجاهدت فى الله حق جهاده سلام على النور فى ذكرى مولد النور.

ولد الهدى

فى العام الذى زحف فيه ابرهة بجيشه على مكة، انكسر الجيش بمعجزة إلهية خارقة، وحمى رب الكعبة بيته الحرام..

لم تكن هذه الحماية تكريما لمن يعيش فى البيت وقتذاك، ولا كانت استجابة لدعاء الوثنيين وعباد الأصنام الذين يملاون ساحته، انما حمى الله تعالى بيته لحكمة عليا..

كان الحق سبحانه وتعالى يريد أن يحفظ البيت ليكون مثابة للناس وأمنا، وكان يحميه ليكون نقطة تجمع للعقيدة الجديدة تزحف منه حرة طليقة، وقد سمى هذا العام بعام الفيل..

ووسط أفراح مكة بنجاتها ونجاة الكعبة، وفى بيت من بيوت مكة، وفى ليلة الاثنين الثانى عشر من شهر ربيع الأول، ولدت آمنة بنت وهب طفلها اليتيم محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب..

كيف كانت الدنيا تبدو قبل مولده صلى الله عليه وسلم؟..

على مسافة خطوات من مولده كانت الأصنام تملأ ساحة البيت العتيق، دليلا يشهد على سقوط العقل العربى وانتكاسه..

وبعيدا عن مكان الميلاد، كانت روما تشبه نسرا عجوزا لم يفقد قوته، وكان الرومانيون يعبدون القوة..

وإلى الشرق من شمال بلاد العرب، كان الفرس يعبدون النار والماء.. ان نار المجوس كانت فى نظرهم مقدسة، كما كانت بحيرة ساوة أيضا مقدسة..

باختصار.. كان الظلام يزداد فى كل بقعة من الأرض، وكانت مصابيح التوحيد قد أطفئت وساد الظلام، وتحولت الحياة إلى غابة كئيبة يلتهم فيها القوى الضعيف، وينتصر فيها الشر على الخير.

وفى هذا الجو.. ولد فى خيام مكة طفل سيكون مسئولا فيما بعد عن رى عطش العالم إلى الحب والعدالة والحق والحرية..

ولقد كانت رسالة سيدنا محمد بن عبدالله صلى الله عليه وسلم، هى أخطر ثورة عرفها العالم للتحرر العقلى والمادى، وكان أتباعه أعدل رجال وعاهم التاريخ وأحصى فعالهم فى ضرب المستبدين وكسر شوكتهم طاغية إثر طاغية..

أحمد بهجت

تهانى لمبارك بذكرى المولد النبوى الشريف من الملوك والرؤساء العرب والوزراء وكبار رجال الدولة

تلقى الرئيس حسنى مبارك برقيات تهانى بمناسبة ذكرى المولد النبوى الشريف من كل من الملك الحسن الثانى عاهل المغرب والرئيس السورى حافظ الاسد ومن الرئيس زين العابدين بن على رئيس تونس ومن الفريق على عبدالله صالح رئيس الجمهورية اليمنية.

كما تلقى الرئيس برقيات مماثلة من الشيخ جابر الاحمد الصباح امير دولة الكويت ومن الشيخ حمد بن خليفة ال ثان امير دولة قطر ومن الرئيس اللبنانى الياس الهراوى ومن الرئيس محمد تقى عبدالكريم رئيس جمهورية جزر القمر الاسلامية، ومن الرئيس مامون عبدالقيوم رئيس جمهورية مالديف ومن الشيخ خليفة بن زايد ال نهيان ولى عهد ابوظبى ومن الشيخ سلطان بن خليفة بن زايد الى نهيان عضو المجلس التنفيذى ورئيس ديوان ولى عهد ابوظبى. ومن الشيخ حمدبن محمد الشرقى حاكم الفجيرة ومن الدكتور عصمت عبدالمجيد الامين العام لجامعة الدول العربية.

كما تلقى الرئيس برقيات تهانى مماثلة بهذه المناسبة من وزراء الزراعة والنقل والمواصلات والكهرباء، والطاقة والتنمية الريفية، والعدل والمالية، والقوى العاملة، والهجرة، والتجارة والتموين، والدولة للانتاج الحربى، والاسكان والمرافق، والمجتمعات العمرانية، والسياحة، والصناعة والثروة المعدنية، الاوقاف، والثقافة، والاشغال العامة والموارد المائية، والدولة للتخطيط والتعاون الدولى، والتعليم العالى، والدولة للبحث العلمى، والدولة للتنمية الادارية.

وتلقى الرئيس برقيات تهانى اخرى من المحافظين ورؤساء الجامعات ورؤساء الهيئات والسفراء العرب. ومن المستشار رجاء العربى النائب العام

يكتبها هذا الاسبوع :-

د. مصطفى سالم حجازى

ميلاد النور سلاما

فى الذكرى العطرة للميلاد المجيد لمحمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ولعامنا هذا ولمن سبق بل وقبل خمسة عشر قرنا من الزمان وفى الاثنين المبارك وفى الثاني عشر من ربيع الاول وفى عام الفيل اذ تعود بنا الايام ونطوف وتحلق بنا الذكريات فى سماء التاريخ لمولد (ولد النور) خير مولود على ظهر الارض نقاء وصفاء وطهرا واشرف من انجبته البشرية وعرفته الدنيا بشرا سويا واعظم من ابتسم له التاريخ وفرح بمقدمه حسبا ونسبا يقول سيد الوجود واكرم مولود: (ان الله اصطفى من ولد ابراهيم اسماعيل واصطفى من بني اسماعيل بنى كنانة واصطفى من بني كنانة قريشا واصطفى من قريش بنى هاشم واصطفانى من بني هاشم) انه فرع من شجرة الانبياء التى نبتت فى منبت طيب كريم إنه حفيد الصفوة المختارة. وسليل النخبة الكريمة وفى شرف نسبه وعلو حسبه (الشكر لله والتسبيح والتقديس والتعظيم لرب الكون سبحانه . سبحانه) ....

لقد انبثق النور فى ارض طهور وانبته ربه نبتا كريما طابت ارومته. وزكت جرثومته. وثبت اصله وبسق فرعه ونما زرعه فى اكرم موطن واطيب معدن. سبحانه ظل ينقله فى الاصلاب الحسنة والارحام الطاهرة حتى انتهى به الى امه وابيه امنة بنت وهب وعبد الله بن عبد المطلب فاخرجه من بينهما نقيا سليما لم يمسسه شئ من اوشاب الجاهلية واوضارها... ميلاد النور سلاما !! ولدت فكنت خير مولود. ونشأت فكنت خير ناشئ خلقا وعزا وكبرياء وامانة وصدقا ....!!! وبعثت فكنت خير مبعوث لخير امه اخرجت للناس .

اضات ببعثك القلوب . واشرقت الارض بنور ربها .

دعوت الى السلام فى الارض وعلى الارض فتبدل جفاؤها مودة وغلظتها رقة وجهلها علما وحكمة. وذلها عزا ومجدا فلت ودعوت وناديت (ادخلو فى السلم كافه) لكل الاعداء والمحاربين سلام لا استسلام. وما القتال لدفع الاعتداء الا دعوة الى سلام وسلام قوى .. وفرق كبير بين السلام العزيز القوى وبين الذل والخنوع. إن السلام العزيز القوى هو القدرة على رد الاعتداء اما الاستسلام فهو الذل والخضوع لكل معتد

لانه اغراء بالقتل والقتال وتمكين للظلم والظالمين . وهو ضعف واستخذاء

اخذ الاهبة واعداد القوة ومقاومة الشر سلام يمتنع به المعتدى عن عدوانه فما استمرا الذئب لحم الشاه الا لانها ليس لها ناب . وما عاف الأسد لحم الأسد الا لان له ناب ومخالب وبراثن يفتك بها. فالحرب انفى للحرب والقوة العادلة سبيل العزة والسلام العزيز .

ميلاد النور سلاما لقد اتجهت بدعوتك الى الامية والاميين فى الجزيرة العربية والى من يعيشون فى شظف وجدب وهم لا يعلمون من مفاتن الدنيا شيئا ومن مناهج الحياة وبهرج الحضارة إلا القليل .. ولم تتجه بها الى اصحاب الحضارات المشوهة والمدنية الممسوخة ......!!!

لم تتجه بدعوتك لمن سبقك اليهم عيسى ولمن خالفوا موسى وهارون مع ايمانك بموسى وعيسى وكل الانبياء قبلك لم تتجه بدعوتك الى قتلة الانبياء ولمن انقطع بهم الشر وركبوا الفساد .. ولمن لايرون ان الشجاعة فى السفك والسلب ولمن تربطهم وحده ولا يردعهم قانون ولا يجمعهم دين .اولئك كالانعام بل هم اضل. تحسبهم جميعا وقلوبهم شتى وحققت فيهم العدل ولم تظلمهم حين احتكم اليك مسلم ويهودى فقلت صادقا (لا تخيرونى على موسى)

إنهم اليوم يردون لك الجميل وبعد خمسة عشر قرنا من الزمان بحقير حقدهم وغلهم يجعلهم يمزقون المصاحف ويلطخونها بالسواد ويرسمون صور التحقير والازدراء

. جاوز الظالمون المدى فحق الجهاد وحق الفدا .....!! اية قوة ارضية او فضائية يمكن ان تعالجهم؟ نسى اليهود قاتليهم ومحرقيهم ومد [illegible] حصونهم وقلاعهم ومغتصبى اطفالهم ومن سكبوا البنزين [illegible] وحبسوهم فى ازقة وحوارى اوربا ....!!

ميلاد النور سلاما سلام عليك يا رسول الله مولودا ومبعوثا ومقيما ومهاجرا ومبشرا ومنذرا وحيا وميتا وروحا فى عليين .

سلام عليك ما تعاقبت السنون وتوالت الايام نردد دعوتك وننشر صفحتك ونظهر مجدك ونتلو على الوجود الايات البينات .

لقد كنت سلاما على الوجود منذ تعلقت الارادة بوجودك والمشيئة بخلقك .. فانت حق من الحق ورحمة من الرحمة ونور من النور .

شرح البردة فى ذكرى مولد الرسول

«بردة المديح المباركة» للإمام البوصيري؛ شرحها وقدم لها د. احمد عمر هاشم رئيس جامعة الأزهر بمناسبة فى ذكرى مولد الرسول صلى الله عليه وسلم؛ يقول فيها: «بمحبة رسول الله صلى الله عليه وسلم يكمل الإيمان فقد روى البخاري. بسنده. عن انس رضى الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «لايؤمن احدكم حتى اكون احب إليه من والده وولده والناس اجمعين». ويتضح صدق الحب له صلوات الله وسلامه عليه باتباعه دليلا على محبة الله تعالى ايضا. لقول الله جل شأنه: «قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم».

ومن دلائل كمال الإيمان الذى يتذوق العبد به حلاوة حب الله ورسوله. كما روى البخارى فى صحيحه. بسنده. عن انس رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال «ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الإيمان ان يكون الله ورسوله احب إليه مما سواهما. وان يحب المرء لايحبه إلا لله. وان يكره ان يعود فى الكفر كما يكره ان يقذف فى النار». وقد دعت محبة الرسول صلى الله عليه وسلم كثيرا من المحبين ان يمدحوه وان يوجهوا العباد إلى كريم شمائله. وعظيم خلقه وخصاله. وان يبينوا فى مديحهم ووصفهم مكانته العلية. ومنزلته السنية. كما اخبرنا عن ذلك فى حديثه الذى رواه الإمام مسلم فى صحيحه حين يقول صلوات الله وسلامه عليه. «انا سيد ولد آدم يوم القيامة. واول من ينشق عنه القبر. واول شافع واول مشفع».

وقد ظهر بين الناس بعض الطوائف التى حاولت ان تثنى الناس عن مدحه. يقولون عن المادحين لأشرف المرسلين. إنهم مبتدعون فى الدين محاولين الاستشهاد فى ذلك إلى حديث «لاتطرونى» مع انهم لو اكملوا الحديث لعلموا ان الإطراء المنهى عنه هو الذى يخرجه عن كونه بشرا.

ومن كبار المادحين لخاتم الانبياء والمرسلين «الإمام شرف الدين ابوعبدالله محمد البوصيرى» رحمه الله رحمة واسعة. ونسبه بالكامل هو محمد بن سعيد بن ابى سرور بن حبان بن عبدالله بن ملاك بن صنهاج. وقيل محمد بن سعيد بن حماد بن محسن بن عبدالله بن حبانى الحبونى الصنهاجى ابو عبدالله شرف الدين الدلاصى المولد المغربى الأصل البوصيرى المنشأ. واصله من قلعة حماد ببلاد المغرب من قبيل يقال لهم بنو حبنون. وكان ابوه من ناحية بوصير. وأمه من ناحية دلاص فكانت نسبته الدلاصيرى واشتهر بالبوصيرى ولد بناحية دلاص فى يوم الثلاثاء اول شوال سنة ست او عشر او سبع وستمائة من الهجرة ولقد مدح البوصيرى الرسول صلى الله عليه وسلم بعدة قصائد وصف فيها الشمائل النبوية. والمحامد الشريفة. ومن اشهر مدائحه «البردة» فهو نجم المادحين. وخيرة المحبين والعارفين. ولقد رد على المدعين دعاواهم. وبرأ ساحة مدحه. ولايخرجه عن بشريته ولكن يثبت انه خير خلق الله فيقول

فمبلغ العلم فيه انه بشر
وانه خير خلق الله كلهم

والإمام البوصيرى هو احد العارفين بالله. والمحبين لرسول الله صلى الله عليه وسلم لقد بدأ حياته بحفظ كتاب الله تعالى ودرس العلوم الدينية والعربية وكان رحمه الله جياش العاطفة فى محبته الرسول صلوات الله وسلامه عليه. صادق الإيمان. قوى اليقين تدفقت شاعريته بالعديد من القصائد الدينية فى مدح خير البرية عليه افضل الصلاة واتم السلام

وكانت أعظم قصائده. وأروع فرائده. درة الشعر الفصيح. بردة المديح. التى لم يشبهها سابق. ولم يقترب منها لاحق. وكم قصائد الفت على غرارها. ونهجت طريقها. ونسجت على منوالها. ولكنها لم تصل إلى رتبة بردة البوصيرى. حتى إن امير الشعراء احمد شوقى رحمه الله قال عنها فى قصيدته نهج البردة.

المادحون وارباب الهوى تبع
لصاحب البردة الفيحاء ذى القدم
مديحه فيك حب خالص وهوى
وصادق الحب يملى صادق الكلم
الله يشهد انى لا اعارضه
من ذا يعارض صوب العارض العرم
وانما انا بعض الغابطين ومن
يغبط وليك لايذمم ولا يلم
هذا مقام من الرحمن مقتبس
ترمى مهابته سحبان بالبكم

ومما روته بعض المراجع فى سبب نظم البوصيرى البردة انه قد اصابه مرض الفالج. وهو عبارة عن شلل يصيب احد شقى الجسم طولا. فنهض فى نظم قصيدة يمدح فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم ويستشفع بها إلى ربه سبحانه وتعالى. يكرر قراءتها مرارا ويتشفع إلى الله تعالى بسيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فى إزالة ما به. واكثر من الدعاء والتضرع والإنابة. ونام فرأى فى منامه سيدنا محمدا صلى الله عليه وسلم وهو يمسح بيده الشريفة على مابه من وجع. ثم القى عليه بردة. فانتبه وقد عوفى مما به

وكان هذا سرا فيما بينه وبين الله سبحانه. لم يطلع عليه احدا من الناس. فلقيه بعض الفقراء (الصوفية) وقد خرج من بيته. وقال له اريد ان تعطينى القصيدة التى مدحت بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال واى قصيدة تريد؟ فانى مدحته صلى الله عليه وسلم بقصائد كثيرة. فقال التى انشأتها فى مرضك اولها: أمن تذكر جيران بذى سلم

والله لقد سمعناها البارحة. وهى تنشد بين يدى من كتبت له. ورأيته صلى الله عليه وسلم وقد اعجبته القصيدة والقى على من انشدها بردة. فاعطاه القصيدة. وشاع المنام بمصر

ونحن على يقين ان محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم ومدحه وكثرة الصلاة والسلام عليه من اهم اسباب تفريج الكرب. وشفاء المرض. وتحقيق الخير للإنسان وكم من عباد الله الصالحين. والاولياء المقربين. من ابتلى فى حياته. فتقرب إلى الله. واكثر من الصلاة والسلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم فكشف الله كربه. وفرج همه وغمه وقد حدث هذا قديما وحديثا. ومما حدث من فرج. فى عصرنا. بسبب محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم وكثرة الصلاة والسلام عليه. ما اخبرنا به شيخنا الإمام الاكبر. شيخ الازهر الاسبق العارف بالله فضيلة الدكتور الإمام عبدالحليم محمود رحمه الله رحمة واسعة وهو يحدثنا بنفسه عن هذه التجربة حيث يقول رحمه الله: فى فترة من العشرات ابتلانى الله بموضوع شق على نفسى وعلى نفس المحيطين بى. واستمر الابتلاء مدة كنا نلجأ فيها إلى الله طالبين الفرج. وذات يوم اتى عندى بعض الصالحين. وكان على علم بهذا الابتلاء.. واعطانى ورقة كتب فيها صيغة من صيغ الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال اقرأها. واستغرق فيها. وكررها مفردا فى الليل لعل الله يجعلها سببا فى تفريج هذا البلاء.. والصيغة هى: «اللهم صل صلاة جلال. وسلم سلام جمال. على حضرة حبيبك سيدنا محمد واغشه اللهم بنورك كما غشيته سحابة التجليات فنظر إلى وجهك الكريم وبحقيقة الحقائق كلم مولاه العظيم. الذى اعاذه من كل سوء. اللهم فرج كربى كما وعدت ياس يجيب المضطر إذا دعاه ويكشف السوء» وعلى آله وصحبه

واعتكفت فى غرفة بعد صلاة العشاء. واطفأت نور الغرفة. وامسكت الورقة بيدى. واخذت فى تكرار الصيغة واستغرقت فيها وإذا بى أرى فجأة ان الحروف. التى كتبت بها الصيغة مضيئة تتلألأ جدا ومع ان الغرفة كانت مظلمة. فإن الحروف كانت تتلألأ نورا فى وسط النور ولم اصدق عينى ففحصتها وفحصتها عدة مرات فكان النور على ماهو. فوضعت الورقة امامى ووضعت يدى على عينى اغلقهما واذ كهما. ثم فتحت عينى. فإذا بالحروف على ماهى عليه تتلألأ نورا وتشع سناء.

فحمدت الله وعلمت ان ابواب الرحمة قد فتحت. وان هذا النور رمز لذلك. وفعلا ازال الله الكرب. وحقق الفرج بكرامة هذه الصيغة المباركة وقد رأيت ان اورد هذه التجربة لامرين

الأول لاوضح ان امر خوارق العادات وفضل محبة الرسول صلى الله عليه وسلم كما حدث لسلفنا فى العصور القديمة. فقد حدث مثله للعارفين بالله فى عصرنا الحديث وان الخير فى الامة إلى يوم القيامة

الثانى إن فضل مديح الرسول صلى الله عليه وسلم وحبه الذى تجلى فى تجربة الإمام البوصيرى فى بردته. إنما هو ثمرة للمحبة الحقة والصلة الوثيقة بالله وبرسوله بكثرة الطاعة وصدق القلب والمحبة وكثرة الصلاة والسلام على رسول الله. كما أمر الله تعالى بها: «إن الله وملائكته يصلون على النبى ياأيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما».

وحسب المؤمن فضلا أن من صلى على رسول الله صلى الله عليه وسلم مرة صلى الله سبحانه وتعالى عليه عشرا. كما جاء فى الحديث قال صلى الله عليه وسلم «من صلى على واحدة صلى الله عليه عشرا».

كما قدم د. احمد عمر هاشم مراسة المعنى العام حسب فصول القصيدة فى الغزل وشكوى الغرام والتحذير من هوى النفس. ومولد الرسول عليه السلام ومعجزاته صلى الله عليه وسلم

د. أحمد عمر هاشم

أحمد الحسيني هاشم

●● إلى سيدى رسول الله صلى الله عليه وسلم

فى يوم مـــولده الشـــريف ●●

هـارب.. إلـيك

ياسـيّدى.. لائذٌ بالنور يلتـقط   خيط السنا.. والمني بالهم تختلط

وهارب لك.. من درب يُحـاصرهُ   ليلُ الشّتات. ويحدُو قومه اللغط

اجيئكَ اليوم.. من حفْل يُجمّلُ فى   انشـاده. وفؤادُ الحى مـختـبط

يُزجى مدائحـه.. فى يوم مـولدك   الذى يجىء لاهل جمـعهم شطط

وكُلهمْ.. لو دعا داعى سنالك مضوا   لهوا تشاغل.. مالبوا.. وما نشطوا

ورنوا: ان حُب المصطفى ألقٌ   يحوى القلوب. وفى افعالهم هبطوا

●●●

ما اقبح الحب وجها.. حين تثمر اله   ــصانُ الكلام جنى بالصدّ يلتقط

وهلْ يسمى مديحٌ لا نراه خُطى   سوى نفاق لمن بالحب ما ارتبطوا؟!

منافقون.. وان شاء النفاقُ نكف   ـنهُ.. مالنا فى عباب القول منضبط

ونحنُ فى واديين استحكما ابدا   تاج علا.. والمطيع تحـتـه بسط

وباسدا بيننا ينمـو.. ويرهبنا   عسف الرعاة.. وكل عاصف نشط

يحيون يسترقون السمع عن مهج   ترضى اذا رسموا.. تردى اذا سخطوا

ويشترون بها حلم الخلود.. وما   فى بيعهم للمنى.. لو للضنى قسطوا

●●●

يا رحمة الله.. فى نجوى رفعت بها   قلبى لربى.. وكف الحى تنبسط

هذا زمان احتواء الجمْر.. فى الم   يرعى سرى من مضوا صمتا.. وما قنطوا

فامسح بكفك دمع القلب.. وهو يرى   فى البعد عنك. رفاق الحقل قد سقطوا

ولا يـزالُ بـه حُـلـم يـراودهُ   فى صحو درب لعقد فيه ينفرط

عبدالحسيب الخنانى

سول الانسانية

قـاعـد.. على المصطبـة.. ومـعـايا.. اولادى
ابنى حـمـاده.. سـال.. مـين النبى.. الهـادى؟؟
رديت عليـه.. قلت له.. سـيـدنا النبى يا ابنى..
إنسـان بسـيط. زينا.. لكنْ مـاهوش عـادى

●●●

فى يوم مـيـلاده.. الامم.. شـافت هلال الحق
وهدايتـه.. نورها ظهـر.. خللا الضـلال انشق
والشك.. فصله انتـهى.. بالفـتح.. والدعـوة..
وباليـقـين.. شـبنا.. افـواج لدين الحق.

●●●

فى «الإسراء».. له مـعـجزة.. فاقت حدود إنسـان
فى «الإنسـانيـة».. نبى.. للعـدل.. والإحسـان
فى «رسـالتـه».. قـائد عـبـر.. بالامـة.. للجنة..
امـا الكتـيـر.. تعـرفـه.. لو تحـفظ. القـران

سليمان غريب
شاعر الفلاحين

15- روزنامہ ''الاخبار'' قاہرہ، ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ، صفحہ ۴

بأبي أنت وأمي يا رسول الله

بقلم : تركي بن عتيبي الغامدي

« اللهم اهد قومي فإنهم لا يعلمون » ، « اذهبوا فأنتم الطلقاء » .

هذا ما كان من النبي ﷺ قبل اربعة عشر قرناً من الزمان في قومه، وبذلك - والله - فلتهنأ البشرية كلها إلى يوم القيامة بالرحمة المهداة في قوله وافعاله، ومن أجل ذلك؛ فلتفخر امتنا بنبيها العظيم، ولتستخلص الحكم السامية من السيرة العطرة، والسنة الثابتة، وما كان من حياته المجاهدة.

فهو - بأبي وأمي - ، في اشد حالات الحزن، والاذى، والالم ، يُخيَّر من قبل الله (سبحانه وتعالى) في قومه، ليختار العفو، فيقول: « اللهم اهد قومي فإنهم لا يعلمون » .

وهو - بأبي وأمي - في أعظم صور الفتح والنصر المبين، والقوة، والعزة، والمنعة، والتأييد والتمكين، وكل الخيارات في يده: يُخيَّر في مكة بما فيها من كفرة واصنام، ليختار العفو، فيقول: « اذهبوا فأنتم الطلقاء » .

من يفعل ذلك بقومه، من يفعل ذلك من أجل الإنسان والإنسانية، من يفعل ذلك من أجل تحقيق معنى استخلاف الله (عز وجل) للإنسان على هذه الارض لتنفيذ شريعته في خلقه، من يفعل ذلك لتكون هناك أسمى صور التسامح بين الحاكم والمحكوم من يفعل ذلك كله غير النبي ﷺ ؟

فمن يقتدي به من امته ﷺ ؛ ليعفو هذا عن القاتل، ويعفو هذا عن ذنب له عند صاحبه، وتعفو هذه عن زلة لسان جارتها، من يفعل ذلك وغيره؟ .

إن لنبينا العظيم بهذين الموقفين العظيمين ديْناً كبيراً لا يمكن سداده، وسيبقى في اعناق البشر، حتى يقتدوا بسنته عبادة وحياة.

فبالله عليكم.. ماذا عساها ان تكون الحياة، وماذا كان سيسود فيها، لو لم يحدث ذلك من النبي ﷺ ؟.

اعتقد انها كانت ستكون كما نرى حالها اليوم وقد سادت شريعة الإنسان الظالم الجهول في غير مكان من هذا العالم، بعيداً عن الإسلام وشريعته السماوية السمحة.

ويكفي ان النبي الحبيب محمداً ﷺ بذلك قد قدّم للبشرية ولامته، اكبر الادلة على سمو اخلاقه الكريمة، وسمو رسالته الخالدة، وخيرية المؤمنين بها بين الناس، وان ذلك هَدْيٌ يُقتدى به في حكم البشر وفيما بينهم ابد الدهر، فبأبي انت وامي يا رسول الله ﷺ .

16- ماہنامہ ''البیان '' لندن، شمارہ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ، صفحہ ۱۰۹

المنهل

مجلة شهرية للآداب والعلوم والثقافة

تصدر في المملكة العربية السعودية - جدة عن دارة المنهل للصحافة والنشر المحدودة

أولى أمهات الصحافة السعودية

أسسها المغفور له

عبدالقدوس القاسم الأنصاري

عام ١٣٥٥هـ/ ١٩٣٧م

المركز الرئيسي:

جدة الشرفية ص ب ٢٩٢٥ رمز بريدي ٢١٤٩١ برقيا: المنهل فاكس: ٦٤٢٨٨٥٣ ت: ٦٤٢٧٨٣١ - ٦٤٣٩٧٦٥ - ٦٤٣٢١٢٤ - ٦٤٢٥٦٨٧ - الرياض: ص ب ٢٩٠ ت: ٤٥٤٢٤٣٢

سعر النسخة:

السعودية ١٠ ريالات - قطر ٨ ريال - المغرب ٩ دراهم - مصر ١٥٠ قرشا - تونس ٨٠٠ مليم - الكويت ٦٠٠ فلس - عمان ٦٠٠ بيسه - الامارات ٨ دراهم - البحرين ٧٠٠ فلس - سوريا/لبنان ١٠٠ ليرة - الأردن ٥٠٠ فلس.

الاشتراكات:

جدة ت: ٦٤٣٢١٢٤

- قيمة الاشتراك السنوي للمؤسسات الحكومية ٢٥٠ ريال.
- قيمة الاشتراك للأفراد ١٥٠ ريال

ربيع الاول

في هذا الشهر الميمون، أذن الله بأن يطلع في هذا الاقليم من جزيرة العرب في بلد الله الحرام؛ بدر منير، ليضيء بنوره الساطع الذي هو قبس من نور الله جل وعلا، ارجاء العالم؛ فكانت ولادة سيدنا «محمد» رسول الله (صلى الله عليه وسلم) في أحد ايام هذا الشهر الاغر، ألا وهو يوم الاثنين، وما أن استكمل (صلى الله عليه وسلم) اربعين عاما من عمره المبارك حتى بعثه الله الى الناس بشيراً ونذيراً، برسالة عامة، يبلغها للناس عامة؛ لاصلاح معاشهم ومعادهم، هي رسالة التوحيد الخالص والهدى الوضاء؛ والنور البهيج، والدعوة الى مكارم الأخلاق، والى التآلف والتآزر على الخير والحق والفضيلة، والتحالف على محو الشر والباطل والرذيلة. واستمر الرسول (صلى الله عليه وسلم) في جهاده المقدس، في تبليغ رسالة ربه العالية باللسان أولا ثم بالسنان، ففتح الله بهذا النور الوضاء قلوبا غلفاً وآذاناً صما وأبصاراً عمياً، ثم انتشر ضياء هذه الرسالة بسرعة أدهشت العالم؛ هي سرعة انتشار النور، فغشي العالم نور لامع جذاب منبعث من سمو الايمان والاحسان، فاطمأن الناس واستبشر العالم بعد التجهم وسار في طريق السمو والكمال، أجيالا تلو أجيال فلا غرو إذن أن يتذكر المسلمون والعالم أجمع باستهلال هذا الشهر الاغر ذكريات المجد ومعاني الثبات والتضحية والاقدام.

«عبد القدوس الأنصاري»

ربيع الأول ١٣٥٧هـ/ مايو ١٩٣٨م

17- ماہنامہ ''المنهل'' جده، شماره ربیع الاول ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ، صفحہ اول

أحس رسول الله (صلى الله عليه وسلم) بوعكة المرض الذي ألمَّ به في اواخر صفر من السنة الحادية عشرة للهجرة وجعلت الآلام تشتد وطأتها عليه يوماً بعد يوم، وتمكنت الحمى منه، وتصاعدت حرارتها في سائر أعضائه حتى أن عمر بن الخطاب دخل عليه وهو محموم، فوضع يده عليه فقبضها من شدة الحر، وبدأت قواه تتلاشى شيئاً فشيئاً حتى حل الاجل ووقع المحتوم يوم الاثنين لاثنتي عشرة مضت من ربيع الأول.

رثاء المصطفى في الشعر

محمد جمعة العودات - الاردن -

ولحق بجوار من اختاره واصطفاه، وتسرب النبأ الفادح من البيت المحزون وفزع المؤمنون لهذا النبأ، وأظلمت أفاق المدينة، وكادت تزيغ أبصار من فيها من المؤمنين، وافقد الهلع كثيراً من المسلمين وعيهم، فلا يدرون ماذا يفعلون، فدخلوا على النبي عليه الصلاة والسلام في بيت عائشة، ينظرون اليه فقالوا: كيف يموت وهو شهيد علينا ونحن شهداء على الناس، فيموت ولم يظهر على الناس؟ لا والله ما مات، ولكنه رُفع كما رُفع عيسى بن مريم، وليرجعن. وتوعدوا من قال أنه مات، ونادوا في حجرة عائشة وعلى الباب: لا تدفنوه! فإن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) لم يمت.

وأقبل أبو بكر فدخل المسجد، فلم يكلم الناس، حتى دخل بيت عائشة فيمم رسول الله وهو مسجى ببرده، فكشف الثوب عن وجهه، فاسترجع، فقال: مات رسول الله. ثم تحوّل من قبل رأسه فقال: وانبياه، ثم حدّر فمه فقبل جبهته، ثم سجاه.

ثم خرج الى الناس في المسجد، وقام فيهم خطيباً فأقبل الناس اليه، ثم قال: اما بعد: فمن كان منكم يعبد محمداً فإن محمداً قد مات. ومن كان منكم يعبد الله فإن الله حي لا يموت، قال الله تبارك وتعالى: (وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسلُ أفإن مات أو قُتل انقلبتم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضرَّ الله شيئاً وسيجزي الله الشاكرين). فلما تلاها ابو بكر أيقن الناس بموت النبي (صلى الله عليه وسلم) حتى قال قائل من الناس: فو الله لكأن الناس لم يعلموا أن هذه الآية نزلت، حتى تلاها أبو بكر، فإنما هي في أفواههم.

وعم الناس الحزن ولفهم الأسى، فضجت اجواء المدينة بالنشيج والبكاء، وارتفعت اصوات الشعراء في أرجاء المعمورة، معبرة عن مشاعر أصحابها الحزينة، مفصحة عن لوعة أفئدتهم. وقد وردت إلينا صور كثيرة من هذه الاشعار الباكية الحزينة.

والشعر الذي بين أيدينا من مراثي الرسول يجمع بين شعر العاطفة الخاصة، المعبرة عن شعور الشخص، وبين شعر الرثاء العام، المعبر عن عظم المصيبة في فقده، وخسارة الامة بفراقه.

وخير ما يمثل النوع الاول قصيدة السيدة فاطمة، فهي تقطر أسى وحزناً، وتتفجر عاطفة ولوعة، فكل بيت فيها يقطر دمعاً بل دماً، فالحزن يجري في قلبها وفؤادها، ويتمثل في حركاتها وسكناتها بل في كل بيت من أبيات قصيدتها:

قد كنت لي جبلاً ألوذ بظله ... (لا، انظر النص)

• وقد حاول بعض الشعراء عبثاً تسليتها

وتصبيرها، لعلها تخفف من تلك اللوعة، وتطفيء بعض النيران الملتهبة بين جنبيها، فخاطبتها هند بنت أثاثة بقولها

أفاطم فاصبري فلقد أصابت
مصيبتك التهائم والنجودا
وأهل البر والابحار طراً
فلم تخطيء مصيبته وحيداً

• وقد أحسن حسان في تصوير ما أصابه عند فقد رسول الله، فصور حاله بأنه أصبح بعد فقده وحيداً في صحراء قاحلة يكاد يقتله الظمأ بعد أن كان في ماء ونهر فقال

يا أفضل الناس إني كنت في نهر
أصبحت منه كمثل المفرد الصادي

• وصور غنيم بن قيس المازني اثر فقد الرسول في نفسه فقال:

الا لي الويل على محمد
قد كنت في حياته بمقعد
وفي أمان من عدو معتد

• اما الصديق - رضي الله عنه - فقد ضاقت عليه الديار، ووهنت منه العظام، ودفن حبه وبقي منفرداً وهو حسير:

لما رأيت نبينا متجدلا
ضاقت علي بعرضهن الدور
وارتعت روعه مستهام واله
والعظم مني واهن مكسور
أعتيق ويحك إن حبك قد ثوى
وبقيت منفرداً وأنت حسير

• وتفنن الشعراء في النوع الثاني من الرثاء، وهو تبيان أثر فقده على المجتمع والناس، واجادوا في صوره، فنبدت السيدة صفية بنت عبد المطلب تخوفها مما سيحل بالمسلمين من الاضطراب إثر فقده فقالت:

لعمرك ما ابكي النبي لفقده
ولكن لما اخشى من الهرج آتيا

• أما أبو الهيثم بن التيهان فانه كنى عما أصاب المسلمين من ذل لفراقه بقوله:

لقد جدعت اذاننا وانوفنا
غداة فُجعنا بالنبي محمد

• وحاول الشعراء أن يشركوا العوالم الطبيعية رزء المصاب، فهي تحس وتتألم لفراقه، فانكسفت الشمس، وخبا البدر، وتزعزعت الأطاد، وانهدت الجبال، واقتلعت النخيل كما يقول ابو ذويب الهذلي

كسفت لمصرعه النجوم وبدرها
وتزعزعت اطام بطن الا بطح
وتزعزعت اجبال يثرب كلها
ونخيلها لحلول خطب مفدح

• وفي رثاء السيدة فاطمة شاركت الطبيعة ايضاً فاغبرت افاق السماء، وكورت الشمس، واظلم النهار، واضطربت الارض:

إغبرّ آفاق السماء وكورت
شمس النهار واظلم العصران
فالارض من بعد النبي كئيبة
أسفاً عليه كثيرة الرجفان

• وشاركت الارض المسلمين في مصيبتهم، فمالت جوانبها ومادت تحت أرجل المسلمين في رثاء ابي سفيان بن الحارث:

لقد عظمت مصيبتنا وجلت
عشية قيل قدْ قُبضَ الرسولُ
واضحت ارضنا مما عراها
تكاد بنا جوانبها تميل

• وأوضحت هذه المراثي ما سوف يتبع فقد الرسول (صلى الله عليه وسلم) من انقطاع الوحي الذي كان يتنزل على قلبه الشريف. فكعب بن مالك أكد أن فقده يعني انقطاع الوحي الذي كان يهبط عليه في حياته، وما دام محمد عليه السلام قد انتقل الى الرفيق الاعلى، فلا امل بعد ذلك اليوم في هذا النور الذي كان يعم الكون ويشمل العالمين:

الا أنعي النبي إلى من هدى
من الجن ليلة اذ تسمعونا.
لفقد النبي إمام الهدى
وفقد الملائكه المنزلينا

• واتى حسان على هذا المعنى بعد أن مهد له بالحديث عن فداحة الرزء وعظم المصيبة، فقال:

وهل عدلت يوماً رزية هالك
رزية يوم مات فيه محمد
تقطع فيه منزل الوحي عنهم
وقد كان ذا نور يغور وينجد

• وتطرق ابو سفيان بن الحارث الى هذا المعنى في مرثيته ايضاً فقال:

فـقـدنـا الـوحـي والتنزيل فـينا
يروح به ويغدو جـبـرئيل

• وتعديد الخصال وتسجيل المناقب من السبل التي سلكها معظم من رثى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فذكروا مناقبه، وعددوا فضائله، ونشروا محامده، وهو ما يسمى بالتأبين. ولكن جميع هؤلاء الشعراء تحدثوا بسيرة جديدة لم تكن تعرفها الجاهلية فيها المجد والتقوى والايمان، وفيها الخير والبر والوفاء. وبهذه المآثر والمناقب الجديدة كانت فاجعة الاسلام والمسلمين عند فقد الرسول الكريم عليه السلام.

فهذا كعب بن مالك يلح على عينيه ان تبكيا رسول الله بدمع منهمر:

يا عين فـابكي بدمع ذرى
لخـيـر البـرية والمصطفى
على خـيـر من حـملت ناقـه
واتقى البـرية عند التـقى

• وبكت السيدة اروى بنت عبد المطلب فيه البر والرحمة والهدى، فقالت:

ألا يارسـول الله كنت رجـاءنـا
وكنت بنا براً ولم تك جـافـيـا
وكنت بنا رؤوفـا رحـيـمـا نبـينا
ليبك عليك اليوم من كـان باكـيـا

• وحسان اكثر الشعراء ايثاراً لهذه الطريقة، فقد اطال في عرض شمائله الكريمة وخصاله الحميدة:

إمـام لهم يهـديهم الحق جاهداً
مـعلم صدق ان يطيعوه يسعدوا
عـفـو عن الزلات يقبل عـذرهم
وان يحسنوا فالله بالخـيـر اجود
ومـا فـقـد الماضون مـثل محـمـد
ولا مـثله حـتى القـيامـة يفـقـد

• واستعان شعراء هذه المراثي في رثائهم للرسول بالبكاء، فطالما طلبوا الى اعينهم ان تنجدهم بالدموع، والى مآقيهم ان تسعفهم بالبكاء، فنثروا الدموع الغزار.

• واستهلت هند بنت اثاثه مرثيتها بقولها:

الا يـا عـين بكـي لا تـمـلـي
فـقـد بكر النعي بمن هويت

• ولم يكتف الشعراء بما صبت أعينهم من دموع، وما تفجر في مآقي المسلمين من بكاء، وانما حاولوا ان يشركوا جميع الكائنات والموجودات معهم في البكاء، فهذا حسان بن ثابت يذكر بكاء السماء والارض فيقول:

يبكون من تبكي السـمـوات يومـه
ومن قـد بكتـه الارض فـالناس اكـمـد

• واشرك عامر بن الطفيل الارض والسماء في البكاء ايضاً فقال:

بكت الارض والسـمـاء على النور
الذي كـان للعـبـاد سـراجـاً
من هـدينا به الى سـبـيل الحق
وكنا لا نـعـرف المنهـاجـاً

• واشرك مروان بن ذي عمير الهمداني جبريل مع الارض والسماء، فقال:

إن حـزني على الرسـول طويل
ذاك مني على الرسـول قليل
بكت الارض والسـمـاء عليـه
وبكاه خـبيـثُه جـبـريل

• وحاول الشعراء من خلال هذا الرثاء تأكيد هدايته لهم وانه مصدر النور والاشراق، فشبهوه بالضياء تارة، وبالبدر المتلألئ حينا، وبالسراج الوهاج حينا أخر.

فـهـذه هند بنت أثاثة تذكر هذه الاوصاف في رثائها فتقول:

قـد كنت بدراً ونوراً يستـضـاء به
عليك تنزل من ذي العـزة الكتب

• وأكدت السيدة صفية هذه الاوصاف فشبهته بالسراج المنير:

وسـراجـاً يجلو الظلام منيـراً
ونبـيـاً مـحـمـداً عـربيـاً

• ولم ينس من رثى رسول الله من الشعراء.. أن يخصوا نبيهم بالدعاء، والصلاة والتبريك والتسليم خلال رثائهم له.

فحسان يتوجه الى الله سبحانه أن يصلي وملائكته والطيبون على حبيبه فيقول:

صلى الإله ومن يحف بعـرشـه
والطيـبـون على المبارك أحـمـد

• وتدعو له اروى بنت عبد المطلب بالسلام والجنان:

عليك من الله السـلام تحـيـة
وادخلت جنات من العـدن راضـيـاً

• وخصه عبد الله بن سلمه الهمداني بالسلام كلما

هبت الريح وأزال النور الظلام. فقال:

فعليك السلام ما هبت الريح
وما ست جنح الظلام نوار

• وسلكت السيدة صفية هذه الطريقة فبلغته سلامها وسلام ربه كل بكرة وعشاء. فقالت:

فعليك السلام منا ومن ربك
بالروح بكرة وعشيا

• واستنزلت عليه رحمة الله وسلامه، وحسن ثوابه فقالت:

رحمة الله والسلام عليه
وجزاه المليك حسن الثواب

• وترضت عنه في الدنيا والآخرة ودعت له بالجنان الخالدات فقالت:

رضي الله عنه حياً وميتاً
وجزاه الجنان يوم الخلود

• وتمنى هؤلاء الشعراء أن يفدوا رسول الله بكل ما يملكون، بأنفسهم وأهليهم والمسلمين. فقالت السيدة صفية:

ليت يومي يكون قبلك يوماً
انضج القلب للحرارة كيا

• أما سيدنا أبو بكر فإنه تمنى أن تقوم القيامة بعد فقده، وألا يرى بعده مالا ولا ولداً فقال:

ليت القيامة قامت بعد مهلكه
ولا نرى بعده مالا ولا ولداً
نفسي فداؤك من ميت ومن بدن
ما أطيب الذكر والأخلاق والجسدا

• وتمنى في مرثية أخرى أن لو غيب من قبل أن يروع بفقد صاحبه عليه الصلاة والسلام:

ياليتني من قبل مهلك صاحبي
غيبت في جدث علي صخور

• وتمنت السيدة فاطمة لو صادفت الموت قبل أن يصل إليها نعي الرسول وغيبته الكثبان فقالت:

فليت قبلك كان الموت صادفنا
لما نعيت وحالت دونك الكثب

• وأخيراً فما دام الموت حقاً، فلا مناص من التسليم لله سبحانه، والرضا بقضائه في رسوله، ولكن أنى للمسلمين أن يطيقوا فراق ربيع قلوبهم ومن تغلغل حبه في كل ذرة من أجسادهم، أنى لهم أن يصبروا عن النور الذي غمر أفئدتهم والسعادة التى ملأت عقولهم.

إن لقاءه أصبح حلم كل شاعر، ومصاحبته أمل كل مسلم ومسلمة، فتمنوا أن يجمعهم الله به يوم القيامة، ليسعدوا بجواره، ويأنسوا بقربه فقال حسان:

يارب فاجمعنا معاً ونبينا
في جنة تثني عيون الحسد
في جنة الفردوس فاكتبها لنا
ياذا الجلال وذا العلا والسؤدد

• ولم يتمن ابو بكر الصديق الموت الا ليكون مع الحبيب المهتدي عليه السلام:

فكيف الحياة لفقد الحبيب
وزين المعاشر في المشهد
فليت الممات لنا كلنا
وكنا جميعاً مع المهتدي

وأخيرا نود أن نسجل بعض الملاحظات على هذه المراثي، وهي:

(١) شيوع المقطوعات التي قد تهبط احياناً الى البيت الواحد، وربما يكون مرد ذلك الى أن كثيرا من شعر هذه المراثي قد امتدت اليه يد الضياع، والا فليس من الممكن أن يرثي شاعر رسول الله ببيت واحد، أو بيتين فقط.

(٢) مساهمة المرأة المسلمة بالقسط الاكبر والنصيب الاوفر من هذه المراثي، ونحن لا نستكثر ذلك على المرأة المسلمة، فمعروف أن المرأة أدق حساً وأرق شعوراً من الرجل في مثل هذه الاحداث والمناسبات وكتاب - مراثي شواعر العرب - يصور مدى ما قدمت المرأة العربية في هذا الميدان.

(٣) انفراد بعض المصادر المتأخرة بايراد بعض هذه المراثي، مثل الذخائر والاعلاق للباهلي ومناقب آل أبي طالب لابن شهر اشوب، مما جعلنا متيقنين بأن هذه الكتب اخذت عن مصادر لم تصل الينا، ولو وصلت لقدمت لنا ثروة شعرية كبيرة، في هذا الباب وغيره.

(٤) إغفال الطبري لجميع هذه المراثي مع توسعه في أخبار الرسول (صلى الله عليه وسلم)، وايراده الشعر المناسب لجميع الاحداث التاريخية، وقد تابعه في ذلك ابن الاثير في الكامل، بينما اقتصر ابن هشام في سيرته على مراثي حسان فقط.

رحلة الشوق

عبد العزيز محيي الدين خوجه

شدي اليكِ رواحلي
فلقد عزمت على المسير
هذا الفؤاد العاشق۔
۔ الهيّام من ولهٍ يطير
سبق الحشود وفرّ با۔
۔ لأشواق من سجن الأسير
يا طيبة المجد الاثيل۔
۔ وغرة الشرف النضير
ساقوا اليك محبتي
وبقيتُ في قيدي حسير
ولقد رحلتُ بخاطري
وبأدمع الصب الكسير
ووقفت عند الباب۔
۔ معترفا على إثمي الكبير
طود الذنوب أجرهُ
وبداخلي لفح الهجير
إني اتيت بساحِ مَنْ
حاز الشفاعة من خبير
وطرقت في خجل على۔
۔ الأبواب إني مستجير
صلىٰ عليك الله هل
إلاك في الدنيا مجير
صلى عليك الله هل
في الحشر إلاّك النصير
روحي ببابك يا رسول۔
۔ الله من حبي سفير
حمّلتْ إليك توسلي
بشفاعة عند القدير
يا سيدي قلبي براه۔
۔ الوجد من خوف المصير
حاشاك أن يبقى۔
۔ محبكم بقلب في السعير
إني أنختُ بروضكم
وسجدت للرب الغفور
ورجوت أن تبقى۔
شفيعي عند ذي العرش البصير
ورجوت أن تبقى۔
۔ نصيري عند معترك الأمور
فوق الصراط اذا استوى
والخلق في ويل الثبور
صلى عليك الله يا
شمس الهداية للعصور
صلى عليك الله يا
املاً تقدّس في الضمير

الرباط۔ 1997/7/9م

 (روزنامہ "الشرق الاوسط" لندن، شمارہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ، صفحہ ۱۰)

سلطنت عمان میں عید میلاد النبی کی تقریبات

مسقط (نمائندہ اردو نیوز) سلطنت عمان میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عقیدت و احترام سے منائی گئی۔ سلطان قابوس نے مسقط میں ایک خصوصی تقریب کی صدارت کی جس میں سیرت نبی ﷺ پر روشنی ڈالی گئی۔ اس دن کی ایک تقریب مسقط میں منعقد ہوئی جس کی صدارت سلطان قابوس کے ذاتی معاون سید تیمور بن شہاب السید نے کی۔ عمان کے مفتی اعظم شیخ احمد بن حمد الخلیلی نے سلطان قابوس مسجد میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے 12 ربیع الاول کی اہمیت کو واضح کیا اور دنیا بھر کے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ قرآن شریعت کی تعلیم پر عمل کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی زندگی کی پیروی کریں کیونکہ بنی نوع انسان کے مسائل کا حل اسی میں ہے۔ ڈاکٹر مبارک بن عبداللہ الراشدی نے مسلح افواج کی مسجد میں سیرت نبی ﷺ پر لیکچر دیا۔

روزنامہ ''اردو نیوز'' جدہ، شمارہ ۱۵ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ، صفحہ -23

انصاف کیجیے!

ترتیب

خلیل احمد رانا

بسم الله الرحمن الرحيم

تاریخ ولادت و وصال شریف

روزنامہ
نوائے وقت
لاہور ★ راولپنڈی ★ ملتان ★ کراچی
پیر، ۱۷ر ربیع الاول ۱۴۰۳ھ، ۳ر جنوری ۱۹۸۳ء

عقلمند اُلّو

آغازِ بہار تھا۔ شگوفے چٹک رہے تھے پھول کھلکھلا رہے تھے۔ ہوا میں کیف و سرمستی کی کیفیت تھی۔ مگر عقلمند اُلّو ایک ویران جگہ اداس بیٹھا تھا۔ کسی نے پوچھا حضرت! آپ کیوں خوشی نہیں مناتے۔ آہ بھر کر بولا: مجھے خزاں کے جانے کا غم کھائے جا رہا ہے۔

عید میلاد النبیؐ کا دن تھا۔ فرش سے عرش تک خوشی کے ترانے گائے جا رہے تھے۔ صلوٰۃ و سلام کے تحفے نچھاور کئے جا رہے تھے۔ فضا توپوں کی سلامی سے گونج رہی تھی۔ مگر عین صبح کے وقت، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ولادتِ باسعادت کا وقت تھا، ایک مولوی صاحب منہ بسور کر تقریر کر رہے تھے: یہ تو سوگ کا دن ہے۔ آج کے دن نبیؐ وفات پا گئے تھے!

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ جنابِ رسولِؐ پاک نے فرمایا: کوئی شخص اس وقت تک کاملِ مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

ایمان کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی محبت ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے: "اور وہ جو ایمان والے ہیں ان کی محبت اللہ تعالیٰ کے لیے بہت شدید ہے" (سورۃ البقرہ)۔ اور ایمان کی تکمیل حضورؐ کی محبت سے ہے۔ کیونکہ حضورؐ کی محبت سے آنجنابؐ کی متابعت آسان ہوتی ہے، اور حضورؐ کی متابعت سے اللہؐ کی محبوبیت کا بلند ترین درجہ حاصل ہوتا ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ قیامت کب ہو گی؟ حضورؐ نے پوچھا قیامت کے لیے کوئی تیاری بھی کی ہے؟ اس نے عرض کیا: تیاری تو کوئی نہیں۔ البتہ اللہؐ اور اللہؐ کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا: پھر تو اسی کے ساتھ ہے، جس سے محبت رکھتا ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ میں نے مسلمانوں کو کسی بات سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا اس حدیث شریف سے (بخاری و مسلم)

جو دل حضورؐ کی محبت سے خالی ہے وہ خانۂ خالی کی مانند ہے۔ اس پر شیاطین قبضہ جما لیتے ہیں۔ اس کی سوچ الٹ جاتی ہے۔ پھر اسے اچھی اچھی چیزیں بُری اور بُری چیزیں اچھی لگنے لگتی ہیں۔

کچھ عرصہ سے ہر سال ربیع الاوّل شریف کے مبارک مہینہ میں پاکستان کے مختلف شہروں سے ایک اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ جناب ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تھا، جو لوگ اس دن خوشیاں مناتے ہیں اُن کو شرم آنی چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔

اس فضول اعتراض کے جواب میں محققین نے کتابیں لکھی ہیں جو دستیاب بھی ہیں۔ مگر ہم یہاں معترضین کے مستند علماء کی مستند کتابوں کے حوالوں کا عکس شائع کر رہے ہیں کہ انہوں نے ولادتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ کی ۱۲ تاریخ پر تو اتفاق کیا ہے کہ پیدائش کی ۱۲ تاریخ بھی ہے مگر وصال کی ۱۲ تاریخ کا انکار کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں مولوی اشرف علی تھانوی کی مشہور کتاب نشر الطیب کے دو صفحات کا عکس۔ اور مولوی مفتی محمد شفیع (کراچی) کی کتاب سیرت خاتم الانبیاء کے دو صفحات کا عکس۔

قولہ تعالیٰ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی
نشر الطیب
فی
ذکر النبی الحبیب
تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس
۲۵۲ لاہور
۵۳۰ کراچی

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَةٌ
وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنًى وَّمِنْ كَلِمٍ
عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ
تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ
مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ
بِاَنَّ دِيْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ
وَبَعْدَ مَا عَايَنُوْا فِي الْاُفُقِ مِنْ شُهُبٍ
مُنْقَضَّةٍ وَفْقَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ صَنَمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

جو آگ میں تھا ۱۲ شہ اور جنات ظہور حضور کی آوازیں کر رہے ہیں
اور انوار حضرت کے ظاہر ہو رہے ہیں اور حق ظاہر ہو رہا ہے
امور باطنیہ سے (مثل ظہور نور وغیرہ کے) اور امور ظاہرہ سے (مثل
آواز ہاتف کے) ۱۲ ع شہ منکرین اندھے (ہو گئے) اور بہرے ہو گئے
سو اظہار بشارات سنا نہ گیا اور برق تخویف نہ دیکھی گئی ۱۲ ع
شہ (اور زیادہ عجیب یہ ہے کہ یہ قبول حق سے ان کا اندھا اور
بہرا ہونا) اس امر کے بعد ہوا کہ ان کے کاہن نے تمام اقوام کو
یہ خبر دی تھی کہ ان کا ناراست و کج دین آئندہ قائم نہیں رہیگا
شہ اور (وہ مجوس یا عام کفار اختیار راہ صواب سے اندھے اور بہرے
ہو گئے) بعد دیکھنے شعلہ ہائے آتش کے اطراف آسمان میں جو
جنات پر مارے جاتے تھے مثل اوندھے اور منہ کے بل گرنے
تبہائے روئے زمین کے ۱۲

(عطر الوردہ)

ساتویں فصل یوم و ماہ و سنہ و وقت و مکان ولادت شریفہ میں

یوم و تاریخ - سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے آٹھویں یا بارھویں (کذا فی الشمامۃ) **ماہ** سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول تھا **سنہ** سب کا اتفاق ہے کہ عام الفیل تھا یعنی جس سال اصحاب الفیل ہلاک کیے گئے بقول سہیلی اس قصہ سے پچاس دن بعد اور بقول دمیاطی پچپن دن بعد (کذا فی الشمامۃ) **وقت** بعض نے شب کہا ہے بعض نے دن (قالہ الزرکشی) بعض[عہ] نے طلوع فجر (کذا فی الشمامۃ)

عہ اور سیر کی اس روایت پر کہ ایام واقعہ فیل میں نور محمدی عبد المطلب کی جبین میں نمایاں ہوا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ انفصال کے بعد بھی اثر کا بقا مستبعد نہیں جس طرح ہیزم سے شعلہ جدا ہونے کے بعد بھی اس کا اثر روشنی اور گرمی رہتی ہے ۱۲ منہ

عہ چھٹی فصل کی دوسری روایت کے ذیل میں وجہ تطبیق لکھی گئی ۱۲ منہ

وفات کے ہم لوگوں کو حضرت عائشہ رض کے گھر میں جمع کیا اور قرب سفر کی خبر
سنائی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دے گا فرمایا میرے گھر والے
ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کفن کس کپڑے میں دیں فرمایا میرے ان ہی
کپڑوں میں (آپ کا لباس ردا و ازار و قمیص ہوتا تھا) اور اگر چاہو مصر کے سفید
کپڑوں میں یا یمانی چادر جوڑہ میں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر نماز
کون پڑھے گا فرمایا جب غسل کفن سے فارغ ہو تو میرا جنازہ قبر کے قریب رکھ کر
ہٹ جانا اول ملائکہ نماز پڑھیں گے پھر تم گروہ گروہ آتے جانا اور نماز پڑھتے جانا
اور اول اہل بیت کے مرد پڑھیں پھر ان کی عورتیں پھر تم اور لوگ ہم نے عرض کیا کہ
قبر میں کون اتارے گا آپ نے فرمایا میرے اہل بیت اور ان کے ساتھ ملائکہ ہونگے
طبرانی نے بھی اس کو روایت کیا اور بہت ہی ضعیف روایت ہے اور ایک روز
جب کہ مسجد میں حضرت ابو بکر رض صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ
کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لاویں گے
اس وقت صحابہ کی بیتابی کا عجب حال تھا کہ قریب تھا کہ نماز میں کچھ پریشانی ہو جاوے
اور حضرت ابو بکر رض نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے دستِ مبارک سے ارشاد فرمایا کہ نماز
پوری کرو اور پردہ چھوڑ کر دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔

بس یہ تھی اخیر زیارت آپ کی حیات میں اور کچھ واقعات قرب وفات کے
روایات بالا کے ضمن میں مذکور ہوئے ہیں اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول

ع اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارھویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال
ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے بس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول
دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

ورفعنا لك ذكرك

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کیا

یعنی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر نہایت جامع و مستند سوانح عمری

مصنفہ

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ساتویں ہزار سال میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے۔
(تاریخ ابن عساکر محمد بن اسحٰق، صفحہ ۱۹، ۲۰ جلد ۱)

الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا، اس کے ماہ ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ روز[1] دوشنبہ دنیا کی عمر میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائشِ عالم کا مقصد، لیل و نہار کے انقلاب کی اصلی غرض، آدم اور اولادِ آدم کا فخر، کشتیٔ نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم[2] کی دعا اور موسیٰ و عیسیٰ کی پیشگوئیوں کا مصداق، یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔

اِدھر دنیا کے بت کدہ میں آفتابِ نبوت کا ظہور ہوتا ہے، اُدھر ملک فارس[2] کے کسریٰ کے محل میں زلزلہ آتا ہے جس سے اس کے چودہ کنگرے گر جاتے ہیں۔ بحیرۂ ساوہ (ملک فارس کا ایک دریا) دفعۃً خشک ہو جاتا ہے۔ فارس کے آتشکدہ کی وہ آگ جو ایک ہزار سال سے کبھی نہ بجھی تھی خود بخود سرد ہو جاتی ہے۔ (سیرۃ مغلطائی صفحہ ۵)

اور یہ درحقیقت آتش پرستی اور ہر گمراہی کے خاتمہ کا اعلان اور فارس و روم[2] کی سلطنتوں کے زوال کی طرف اشارہ ہے۔

صحیح احادیث میں ہے کہ ولادت کے وقت آپؐ کی والدہ ماجدہ کے بطن سے ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔

---

[1] اس پر اتفاق ہے کہ ولادتِ باسعادت ماہ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن ہوئی لیکن تاریخ کی تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں، دوسری، آٹھویں، دسویں، بارھویں، حافظ مغلطائی نے دوسری تاریخ کو اختیار فرما کر دوسرے اقوال کو مرجوح قرار دیا ہے۔ مگر مشہور قول بارھویں تاریخ کا ہے یہاں تک ابن البزار نے اس پر اجماع نقل کر دیا اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے اور محمود پاشا فلکی مصری نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالع ایسا اعتماد نہیں ہو سکتا کہ جمہور کی مخالفت اس کی بناء پر کی جائے اا کذا فی المواہب

لوگ صبح کی نماز حضرت صدیق رضؓ کے پیچھے پڑھ رہے تھے کہ یکایک آپ نے حضرت عائشہ رضؓ کے حجرے کا پردہ کھول کر لوگوں کی طرف دیکھا اور تبسم فرمایا۔ صدیق اکبر رضؓ یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے اور خوشی کی وجہ سے صحابہ کے قلوب نماز میں منتشر ہونے لگے

در نماز م خم ابروئے تو چوں یاد آمد
حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

آپ نے ان کو ہاتھ سے ارشاد فرمایا کہ نماز پوری کرو اور خود اندر تشریف لے گئے اور پردہ چھوڑ دیا اور اس کے بعد پھر باہر تشریف نہیں لائے، اسی روز ظہر کے بعد اس عالم سے انتقال فرما کر رفیق اعلیٰ کے ساتھ واصل ہوئے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف تریسٹھ (۶۳) برس تھی [1]

آپ کے آخری کلمات

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ اس مرض کے دوران میں کبھی کبھی آپ چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کر فرماتے تھے کہ یہود و نصاریٰ پر اس لیے خدا کی لعنت آئی ہے کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔ غرض یہ تھی کہ مسلمان اس سے بچیں (بخاری ص ۱۰۵)

آہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری لمحات میں جس چیز سے ڈرایا تھا وہ

---

[1] تاریخ وفات میں مشہور رہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو واقع ہوئی اور یہی جمہور مورخین لکھتے چلے آئے ہیں لیکن حساب سے کسی طرح یہ تاریخ وفات نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بھی متفق علیہ اور یقینی امر ہے کہ وفات دوشنبہ کو ہوئی اور یہ بھی یقینی ہے کہ آپ کا حج ۹ ذی الحجہ روز جمعہ کو ہوا ان دونوں باتوں کے ملانے سے ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ نہیں پڑتی اس لئے حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ تاریخ وفات دوسری ربیع الاول ہے کتابت کی غلطی سے (۲ کا ۱۲) اور عربی عبارت میں ثانی شہر ربیع الاول کا ثانی عشر ربیع الاول بن گیا۔ حافظ مغلطائی ذہبی وغیرہ نے اس تاریخ کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم۔

روزنامہ جنگ لاہور میگزین ۲۷ر فروری ۱۹۸۷ء بروز جمعہ ص: ۲۲

عبدالغفار، شیخوپورہ

س:..... ۱۲ ربیع الاول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا اور وفات کا دن ہے، ایک طرف تو خوشی ہے اور دوسری طرف غمی ہے کیا اس دن جشن منانا جائز ہے یا کہ غمی اور افسوس کرنا بہتر ہے؟

ج:..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کے بعد بھی زندہ ہیں بلکہ پہلی حیات سے انتقال کے بعد کی حیات زیادہ قوی ہے، اس لئے غمی کا سوال پیدا نہیں ہوتا یہ بھی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔۔۔

اگر معترضین بضد ہیں کہ وفات ۱۲ ربیع الاول ہی کو ہوئی تو اُن کے لیے مولوی عبدالرحمن دیوبندی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور لکھتے ہیں کہ غم منانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

بہاولپور میں ولادت نبیؐ کانفرنس

بہاولپور ۱۰/ اکتوبر (نامہ نگار) انجمن سپاہ صحابہ بہاولپور کے زیر اہتمام جمعرات ۱۲/ اکتوبر کو بعد نماز عشاء جامع الصادق بہاولپور میں ولادت نبیؐ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے اس میں انجمن کے مرکزی صدر مولانا حق نواز جھنگوی، مولانا ندیم، مولانا یوسف مجاہد، محمود اقبال، ڈاکٹر خادم حسین کے علاوہ دیگر سپاہ صحابہ کے مرکزی رہنما خطاب کریں گے۔

12 ربیع الاول کو منصورہ میں سیرت النبیؐ کانفرنس منعقد ہوگی

لاہور (نمائندہ خصوصی) جماعت اسلامی پاکستان کے مرکز منصورہ کی جامع مسجد میں 12 ربیع الاول مورخہ 14 اکتوبر کو 10 بجے صبح عظیم الشان سیرت النبیؐ کانفرنس منعقد ہوگی۔ جس کی صدارت سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں طفیل محمد کریں گے۔ کانفرنس سے قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی پاکستان، مفتی محمد حسین نعیمی، صاحبزادہ عبدالرحمٰن اشرفی، مولانا عبدالمالک، مفتی غلام سرور قادری، علامہ عنایت اللہ گجراتی، مولانا فتح محمد، مولانا خلیل حامدی، سید اسعد گیلانی اور حافظ محمد ادریس خطاب کریں گے۔ مشہور نعت خواں پروفیسر حفیظ تائب، سلیم ناز بریلوی اور ملک محمد حیات سرور کونینؐ کے حضور ہدیہ نعت پیش کریں گے۔

میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی کا اظہار کرنے کے ثمرات

حال ہی میں پاکستان کے غیر مقلدین نے سعودی عرب کی امداد سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لڑکے عبداللہ کی کتاب "مختصر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم" شائع کی ہے اس کتاب کے ایک صفحہ کا عکس شائع کیا جارہا ہے۔

اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے :-

"ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اسے پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال ہے ؟ وہ بولا میں تو آگ میں ہوں تاہم ہر پیر (سوموار) کو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ (ہر پیر کو) میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے جسے میں پیتا ہوں اور مجھے یہ تخفیف اس وجہ سے ملتی ہے کہ میں نے ثوبیہ کو آزاد کیا جب اس نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خبر دی تھی"

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی آگے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ابن جوزی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے جس کے بارے میں قرآن میں مذمت نازل ہوئی کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر یہ جزاء (عذاب سے تخفیف) دی جاتی ہے تو اس توحید کو ماننے والے مسلمان امتی کا کیا حال ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی خوشی منائے"

مختصر سيرة الرسول صلى الله عليه وسلم

تاليف

الامام المجدد الاعلام الشيخ عبد الله بن الشيخ محمد بن عبد الوهاب رحمهم الله

على نفقة

الشيخ ابراهيم بن على الصبار

غفر الله له ولوالديه وذريته ولجميع المسلمين

يوزع مجاناً

اہتمام طبع

حافظ عبد الغفور بن محمد اسماعیل
رئیس
جامعة العلوم الاثرية
جہلم — پاکستان

احمد شاکر
صاحب
المكتبة السلفية
بلاہور — پاکستان

سنة ١٣٩٩ھ
١٩٧٩ء

وأرضعته ﷺ ثويبة عتيقة أبى لهب ، أعتقها حين بشرته بولادته ﷺ . وقد رؤى أبو لهب بعد موته فى النوم فقيل له : ما حالك ؟ فقال : فى النار ، إلا أنه خُفف عنى كل اثنين ، وأمص من بين إصبعى هاتين ماء ـ وأشار برأس إصبعه ـ وإن ذلك باعتاق ثويبة عندما بشرتنى بولادة النبى ﷺ وبارضاعها له . قال ابن الجوزى : فاذا كان هذا أبو لهب الكافر الذى نزل القرآن بذمه جوزى بفرحه ليلة مولد النبى ﷺ به فما حال المسلم الموحد من أمته ﷺ يسر بمولده ؟ وثويبة مولاة أبى لهب أول من أرضعه بعد أمه بلبن ابنها مسروح ، وأرضعت أيضا مع رسول الله بلبن ابنها مسروح حمزةَ عمَّ رسول الله ، وأبا سلمة بن عبد الأسد المخزومى . ثم أرضعته ﷺ حليمةُ السعدية

لیکن افسوس کے ساتھ عرض ہے کہ اگر آج کوئی مسلمان اُمتی میلاد کی خوشی منا تا ہے تو اُسے بدعتی ، مشرک ، گمراہ اور فضول خرچ جیسے القاب سے نوازا جاتا ہے اور تحریر و تقریر کے ذریعے اپنی جہالت و ہٹ دھرمی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے۔

جلوسِ جشنِ میلادُالنبی صلے اللہ علیہ وسلم

دیوبندی مولوی اپنی تقریروں میں کہا کرتے ہیں کہ کیا کسی صحابی نے عید میلاد کا جلوس نکالا؟
اس کے جواب میں ہم اُن ہی گھر سے عید میلاد النبی کے جلوس کا ثبوت دے رہے ہیں،

عکس

روزنامہ جنگ لاہور شمارہ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۹ء بروز ہفتہ

12 ربیع الاول کو ربوہ میں
سیرت النبیؐ کا جلوس نکلے گا
پیپلز پارٹی نے قادیانیت نوازی کی
انتہا کر دی ہے: سید عطاء المحسن بخاری

کمالیہ (نامہ نگار) تحریک تحفظ ختم نبوت کے قائد اور مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل سید عطاء المحسن بخاری نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے قادیانیوں کی سرپرستی بند نہ کی تو ہم بغیر کسی مصلحت کے ملک گیر پیمانے پر راست اقدام پر مجبور ہوں گے یہاں ایک پریس کانفرنس میں انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے اقوام متحدہ متعدد پاکستانی سفارت خانوں اور اندرون ملک نہایت

باقی صفحہ ۷ کالم ۸ پر

بقیہ: عطاء المحسن بخاری

حساس عہدوں پر قادیانیوں کو تعینات کر کے مرزائیت نوازی کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے انہوں نے کہا کہ انڈونیشیا کے پاکستانی سفارت خانے میں مرزائی سفیر نے پاکستانی سکول میں متعدد قادیانی اساتذہ بھرتی کر رکھے ہیں جو اسلام اور پاکستان کے خلاف زہریلا پراپیگنڈہ کر رہے ہیں انہوں نے اعلان کیا کہ 12 ربیع الاول کو ربوہ میں حسب سابق سیرت النبیؐ کا عظیم الشان جلوس نکالا جائے گا جو مسجد احرار ربوہ سے شروع ہو کر بخاری مسجد جا کر اختتام پذیر ہو گا۔

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کے ہر روزنامہ سے زیادہ

THE DAILY JANG LAHORE

روزنامہ جنگ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۱۶۰

قیمت فی پرچہ ایک روپیہ

۱۲ صفحات

جلد ۲ | بدھ ۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ ۱۳ جنوری ۱۹۸۲ء ۲۹ پوہ ۲۰۳۸ب | نمبر ۱۷۸

ربوہ میں عید میلاد النبیؐ کا جلوس نکالا گیا

لاہور ۱۱ر جنوری (پ ر) تحریک طلبہ اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ربوہ شہر میں قیام پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ عید میلاد النبیؐ کا جلوس نکالا گیا جلوس کی قیادت تحریک کے مرکزی قائدین محمد عباس نجمی شاہد محمود کاشمیری اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے قاری یامین طاہر گوہر قاری اللہ یار ارشد سید تقی سرور میاں مشتاق اور جمیل راجہ نے کی جلوس ربوہ کے مختلف بازاروں کا چکر لگاتا ہوا مسجد احرار ربوہ میں جا کر ختم ہوا جلوس کے شرکاء شان رسالت زندہ باد ختم نبوت زندہ باد رہبرو رہنما مصطفےٰ شہدائے ختم نبوت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری زندہ باد اور جشن عید میلاد النبیؐ زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے جلوس کے دوران مختلف مقامات پر قائدین نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر تقاریر کیں۔

روزنامہ جنگ لاہور

منگل ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ ۲ر اکتوبر ۱۹۸۸ء

BY: NEW CONCEPTS

اللہ اکبر   محمد پیغمبرؐ   صحابہ رہبرؓ

توحید و ختم نبوت کے علمبردارو! ایک ہو جاؤ!

مسلمانو آؤ ربوہ چلیں ایمان واتحاد کا مظاہرہ کریں

دسویں سالانہ یک روزہ سیرت کانفرنس و جلوس

12 ربیع الاول 1409ھ   25 اکتوبر 1988ء بروز منگل

جامع مسجد احرار' جامعہ ختم نبوت ربوہ

زیر سرپرستی = قائد احرار جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ

زیر صدارت = شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

= قائد تحریک ختم نبوت فاتح ربوہ ابن امیر شریعت

جنرل سیکرٹری عالمی مجلس احرار اسلام ۔ پاکستان

= مرزا طاہر کا مباہلہ سے فرار' حیات مسیح علیہ السلام' عقیدہ ختم نبوت

حسب سابق جامع مسجد احرار سے روانہ ہو کر اپنے سابقہ متعینہ راستوں سے ہوتا ہوا مسجد بخاری پر ختم ہو گا۔ دوران جلوس احرار رہنما خطاب کریں گے اور ہزاروں سرپوش احرار رضاکار بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ عقیدت پیش کریں گے اور درود و سلام کا ورد کریں گے۔

پہلی نشست = صبح 10 بجے تا 1 بجے   جلوس = 2 بجے دوپہر تا 4 بجے سہ پہر

حسن البنّا شہیدؒ کی ڈائری

مترجم: خلیل احمد حامدی

اسلامک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ

۱۳-ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور (پاکستان)

یہ کتاب جماعت اسلامی پاکستان کے ایک ادارہ "اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں حسن البنا، مصری صدر جماعت اخوان المسلمون مصر نے عید میلاد النبی کے جلوس میں شامل ہونے کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ عکس ملاحظہ فرمائیں۔

کمی نہ آتی تھی۔ ہمیں ہر اُس بات سے نفرت تھی جو دین کی ظاہری نصوص و احکام کے منافی ہو۔ ہم سلسلہ ہائے تصوف سے نسبت رکھنے والوں پر ہمیشہ یہ نکیر کرتے رہتے تھے کہ وہ اسلام کی تعلیمات سے انحراف کر رہے ہیں۔ ہم طریقۂ حصافیہ کے ارادت مند تو تھے اور عبادت و ذکر اور آداب سلوک کی قدر و قیمت کے بھی ہم کامل اخلاص کے ساتھ قائل تھے مگر ہماری فکر آزاد تھی۔ لکیر کے فقیر نہ تھے۔

ایک مثالی کردار

مجھے یاد ہے کہ جب ربیع الاوّل کا مہینہ آتا تو یکم ربیع الاوّل سے لے کر ۱۲ ربیع الاوّل تک معمولاً ہر رات ہم حصافی اخوان میں سے کسی ایک کے مکان پر محفلِ ذکر منعقد کرتے اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس بنا کر باہر نکلتے۔ اتفاق سے ایک رات برادرم شیخ شلبی الرجال کے مکان پر جمع ہونے کی باری آگئی۔ ہم عادۃً عشاء کے بعد اُن کے مکان پر حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ پورا مکان خوب روشنیوں سے جگمگا رہا ہے، اسے خوب صاف وشفاف اور آراستہ وپیراستہ کیا جا چکا ہے۔ شیخ شلبی الرجال نے رواج کے مطابق حاضرین کو شربت اور قہوہ اور خوشبو پیش کی۔ اس کے بعد ہم جلوس بن کر نکلے۔ اور بڑی مسرت وانبساط کے ساتھ مروجہ مناقب اور نظمیں گاتے رہے۔ جلوس ختم کرنے کے بعد ہم شیخ شلبی الرجال کے مکان پر واپس آگئے۔ اور چند لمحات اُن کے پاس بیٹھے رہے۔ جب اُٹھنے لگے تو شیخ شلبی نے بڑے لطافت آمیز اور ہلکے پھلکے تبسم کے ساتھ اچانک یہ اعلان کیا کہ: "اِن شاء اللہ کل آپ حضرات میرے ہاں علی الصبح تشریف لے آئیں تاکہ روحیہ کی تدفین کر لی جائے۔" روحیہ شیخ شلبی کی اکلوتی بچی ہے۔ شادی کے تقریباً ۱۱ سال بعد اللہ نے شیخ کو عطا کی ہے۔ اس

بچی کے ساتھ انہیں اس قدر شدید محبت و وابستگی ہے کہ دورانِ کام بھی اُسے جدا نہیں کرتے۔ یہ بچی نشو ونما پا کر اب جوانی کی حدود میں داخل ہو چکی ہے۔ شیخ نے اس کا نام روحیہ تجویز کر رکھا ہے کیونکہ شیخ کے دل میں اسے وہی مقام حاصل ہے جو جسم میں روح کو حاصل ہے۔ شیخ کی اس اطلاع پر ہم بھونچکے رہ گئے۔ عرض کیا: روحیہ کا کب انتقال ہوا؟ فرمانے لگے: "آج ہی، مغرب سے تھوڑی دیر پہلے"۔ ہم نے کہا: آپ نے ہمیں پہلے کیوں نہ اطلاع کر دی۔ کم از کم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس کسی اور دوست کے گھر سے نکالتے۔ کہنے لگے: جو کچھ ہوا بہتر تھا۔ اس سے ہمارے حزن وغم میں تخفیف ہو گئی۔ اور سوگ مسرت میں تبدیل ہو گیا۔ کیا اس نعمت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی اور نعمت درکار ہے؟ گفتگو نے درسِ تصوف

اتوار، ۲۷ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ ۱۳ مارچ ۱۹۸۳ء

مولانا داؤد غزنوی مرحوم کا ایک کارنامہ؟

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم پر جو کام لکھا گیا اس کے بارے میں خطوط اب تک آرہے ہیں ایک خط ناظم آباد فیصل آباد سے محمد ابراہیم صاحب نے لکھا ہے اس کے مندرجات کی صحت کے بارے میں میں کچھ عرض نہیں کر سکتا ممکن ہے احرار کے رہنما اس بارے میں کچھ کہہ سکیں یا پھر اہل حدیث علماء ہی اس کی تردید یا توثیق میں قلم اٹھائیں بہر حال بات ہے بڑی دلچسپ سب جانتے ہیں مولانا غزنوی مرحوم اہلحدیث مسلک کے جید عالم تھے مگر مراسلہ نگار نے لکھا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یوم ولادت کو وسیع پیمانے پر منانے کی تجویز انہوں نے ہی پیش کی تھی اسلئے لکھتے ہیں

"آپ نے روزنامہ جنگ کی ایک گذشتہ اشاعت میں حضرت مولانا داؤد غزنوی۔ امرتسری پر ایک مضمون سپرد قلم کیا تھا جس میں آپ نے مولانا مرحوم کی سیاسی زندگی اور دینی حیثیت پر روشنی ڈالی تھی مگر ان کا ایک کارنامہ جس کا ثواب انشاء اللہ رہتی دنیا تک ان کو ملتا رہے گا نظر انداز کر دیا یا شاید اکثر لوگوں کی طرح آپ بھی اس بات سے واقف نہ ہوں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ۱۹۳۷ء تک اس برصغیر میں مسلمان محسن انسانیت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یوم ولادت کی اہمیت سے بالکل غافل تھے خال خال لوگ بارہ وفات کے نام سے کچھ حلوہ کھیر پر ختم شریف پڑھ کر بچوں یا غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے مولانا مرحوم کے ایماء پر مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا جس کا متن "احیائے یوم ولادت سرور عالم" تھا مجلس کے ایک شاعر ورکر جناب غلام نبی جانباز نے ایجنڈا تقسیم کیا اور مقررہ تاریخ پر مجلس احرار کے دفتر میں جو نیشنل بنک کے سامنے والی بلڈنگ کی اوپر والی منزل کی

مشاہدات و تاثرات

علمائے دیوبند اور علمائے غیر مقلدین کے لئے لمحۂ فکریہ

مولانا کوثر نیازی

بیٹھک میں تھا اجلاس منعقد ہوا افتتاحی تقریر مولانا داؤد غزنوی کی تھی انہوں نے اجلاس کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا "صاحبو! یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کے لئے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے لیکن عرصہ دراز سے صرف دو امتیں قابل ذکر چلی آرہی ہیں مسیحی اور مسلم مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی کا یوم ولادت بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا محسن انسانیت کے جشن ولادت کا کوئی اہتمام نہیں کرتی آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے میں مولانا عبدالکریم صاحب مباہلہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس ضمن میں کوئی طریقہ تجویز فرمادیں"۔ اس پر مباہلہ صاحب نے بارہ ربیع الاول کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی جس پر مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے فرمایا کہ اس سلسلے میں دو چار دن پہلے کچھ

علاقوں میں سیرت پاک پر جلسے منعقد کئے جائیں تاکہ لوگ شامل جلوس ہونے پر آمادہ و تیار ہو سکیں شیخ حسام الدین نے فرمایا کہ اس کے لئے پوسٹر شائع کرنے اور لاوڈ سپیکروں اور وردیوں وغیرہ کے لئے ایک اچھی خاصی رقم درکار ہوگی ایک صاحب غالباً اصغر نام تھے کہنے لگے ہم چندہ وغیرہ مانگنے کو تیار نہیں لوگ پہلے ہی ہم کو "ٹکڑ خور" کہتے ہیں آخر چودھری افضل حق کی تجویز پر ایک ایک روپیہ کی رسید کی ایک ایک صدکی کا پیاں بنوا کر خاص خاص ورکروں میں تقسیم کرنے کی تجویز منظور ہوئی بنک کے چیک کے طریقے پر ان خوبصورت رسیدوں پر لکھا تھا "برائے جشن میلاد النبی" اجلاس کی کارروائی سے لاہور سیالکوٹ گوجرانوالہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کے دفتروں کو مطلع کیا گیا اور ایسا ہی عمل اختیار کرنے کو لکھا گیا چنانچہ پورے پنجاب میں سیرت پاکؐ پر جلسے ہوئے بڑے بڑے علمائے دین نے مسلمانوں کے دلوں کو حب رسولؐ سے گرما دیا مولانا داؤد غزنویؒ پھولے نہ سماتے تھے بغل میں صیقل شدہ کلہاڑی ہاتھ میں رسید بک کی کاپی ادھر ادھر دوڑے پھر رہے تھے عید میلاد النبیؐ کا سب سے پہلا جلوس امرتسر انجمن پارک سے نکلا آگے آگے ایک کار میں حفیظ جالندھری کا سلام لاوڈ سپیکر پر گونج رہا تھا اس کے بعد ٹولیوں کی ٹولیاں ٹرکوں گھوڑوں اور سائیکلوں پر نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت بلند کرتی جارہی تھیں کفار ہیبت زدہ تھے......

اللہ تعالٰی مولانا داؤد غزنوی مرحوم کو ان کی اس سعی جمیل کا اجر عطا فرمائے۔

سلام و قیام

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ کی دعا

علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا فیصلہ

اپنی مشکلات بیان کرتا ہوں وہ حقیقت حال پر غور کئے بغیر وہ بات کہتا ہے، جو میرے لئے کارآمد نہیں اور میرے درد کا علاج نہیں، نیز اکثر لوگ میری تکالیف سن کر کچھ دوسری غرض سمجھتے ہیں۔

اے اللہ! تو میری حقیقی حالت، میری غرض، میرے مقصد، میرے مطلب اور میری نیت سے بخوبی واقف ہے، میں اپنی سچی نیت کا تو دعویٰ نہیں کرتا کیونکہ تجھ سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے، اس پر بھی میں اپنی سچی نیت اور اچھے اعمال کا تجھ رحیم و کریم سے سوال کر رہا ہوں۔

اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے آپکے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال میں فساد نیت موجود رہتی ہے، البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کیوجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا رہا ہوں۔

اے اللہ! وہ کونسا مقام ہے جہاں میلاد مبارک سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لئے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بیکار نہ جائیگا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہو گا اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعہ دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہو سکتی۔

اے اللہ! میرے شوق طلب کو اور زیادہ کر اور صداقت کی پیاس زیادہ بڑھا تو نے جو نعمتیں دی ہیں انھیں نہ چھین اور رزق دیا ہے وہ واپس نہ لے تو نے جو بشارت دی ہے اُسے پُر اثر بنا، کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! میری خواہش ہے کہ ہر لمحہ ایک نئے طرز سے تیرے دربار میں سوالی بن کر حاضری دوں اور جو کچھ دل میں ہے وہ زبان پر لاؤں، تو نے میرے دل میں اپنا جو درد رکھ دیا ہے اُسے مجھ سے زیادہ تو ہی خوب جانتا ہے اور انجام کار جو چیز میرے دل میں نہیں سماتی اس سے بھی تو ہی

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

شمائم امدادیہ

اُردو ترجمہ

نفحات مکیہ من مآثر امدادیہ

یعنی

حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ حنفی چشتی قادری نقشبندی سہروردی

کے حالات مبارکہ، ملفوظات اور تصوف سے سرشار مضامین کا مجموعہ

کی میسر ہوئی یا دیدار پروردگار جو کچھ مسموع ہو گا یا قلب پر وارد ہو گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے وارد ہو گا یا خدائے پاک کی طرف سے پس حدیث کشفی نام رکھنے میں کیا مضائقہ
ہے اور ہمارے علماء اس زمانہ میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابا فتوی دے دیتے ہیں۔ علمائے ظاہر
کے لئے علم باطن بہت ضروری ہے بدوں اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا۔ فرمایا ہمارے
علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت
جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے
البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے مضائقہ
نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ
فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ فرمایا واسطے تقویت حافظہ کے یا علیمُ علّمنی ما لم
اکن اعلم یا علیمُ اکتالیس بار بعد نماز عصر پڑھنا چاہئے اور سورہ فاتحہ بعد نماز فجر
گیارہ بار پڑھنا چاہئے یا روٹی پر لکھ کر کھالیں۔ فرمایا ؎

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اس میں زمان عام نہیں ہے بلکہ مخصوص ہے جب لی مع اللہ وقت میسر ہو وہ وقت
مراد ہے اور فرمایا کہ ایک دم میں ولایت حاصل کرنے کے لئے خدمت کرنا چاہئے جیسے کہ
حضرت شاہ بھیک رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت ابو المعالی قدس سرہٗ اپنے مرشد کی انواع
اقسام کی خدمت کرتے تھے اور بڑی مشقت کرتے تھے دن کو دن اور رات کو رات
نہیں جانتے تھے۔ ایک دن شاہ صاحب نے نکال دیا (یہ نکالنا بزرگوں کا محض ظاہری
ہوتا ہے لیکن قلب سے کھینچتے ہیں) حضرت شاہ بھیک صاحب شہر کے گرد گھومنے
لگے ایک دن شاہ صاحب کی اہلیہ نے کہا کہ تم نے ایسے بھیس کو نکال دیا اگر وہ ہوتا تو
کوئی کام کرتا شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے نکال دیا ہے تم نے تو نہیں نکالا بلا لو غرضکہ
شاہ بھیک کو طلب کر کے کوٹھے کی چھت بنانے کا حکم دیا حضرت شاہ بھیک
بے تکلف اکیلے بنانے لگے اور بڑی بڑی لکڑیوں کو کاٹ و تراش کر چھت بنانا شروع
کیا حضرت کو یہ خدمت پسند آئی کیونکہ ان کی مشقتیں انتہا کو پہنچ گئیں تھیں حضرت صاحب

گفتگو میں میں نے کہا کہ مقصود تحصیلِ علم سے اگر صرف جاننا ہے تو مسجدیں منہدم کر کے مدارس بنوانے چاہئیں مولوی صاحب ساکت ہوئے یوں ہی دیر تک گفتگو رہی میں مختصر جواب دیتا رہا بندہ تمام رات مولوی صاحب بے قرار رہے اور میں پشیمانی میں گرفتار رہا مجھ کو زیبا نہ تھا کہ عالم سے مقابلہ کروں صبح کو مولوی صاحب نے آدمی بھیج کر صلح کر لی افسوس کہ اب میرے دوستوں سے کوئی نہیں رہا۔ جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سردار عالم و عالمیان (روحی فداہٗ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ ایک شخص نے اجمیر شریف کہا دوسرے نے کہا اجمیر، اجمیر ہے شریف کیونکر ہو گیا اس نے جواب دیا کہ تمہارا مزاج تو شریف کہا جاوے اس پر خوش ہوتے ہو اور منع نہیں کرتے ہو اور اجمیر کی شرافت کہ مقبولانِ الٰہی کی وجہ سے پیدا ہوئی (شرافت) اس کا ایسا انکار جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولانِ الٰہی سے کہتے ہیں کہ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ عرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس دن میں عرس کرے تو کونسا گناہ لازم ہوا مولانا محمد اسحٰق صاحب عشرہ محرم کے دن بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے بادشاہ چونکہ سونے کے کپڑے پہنے تھا آستین سے بند کر لیا اور جب تک مولانا بیٹھے رہے مودب بیٹھا رہا اس مجلس میں سر الشہادتین پڑھی جاتی تھی ایک خادم نے کہا کہ اگلے بادشاہ درویش ہوتے تھے فرمایا کہ بادشاہ در اصل وہی ہے جو گدا ہو ؎

گدا بادشاہ است و نامش گدا

البتہ اہل ہنود مولد شریف میں اکثر ایسے اشعار پڑھتے ہیں جن میں پیغمبروں کی اہانت ہوتی ہے یہ

خوشی کے موقع پر مٹھائی تقسیم کرنا

غیر مقلدین سے ایک سوال

بخاری شریف کے ختم پر ہر سال اپنی مخصوص مسرت کا اظہار کرنا اور اس مخصوص مسرت کے لئے اکٹھے ہونا، خصوصیت کے ساتھ اس موقع کے لیے مٹھائی تیار کرانا اور تقسیم کرنا اس ختم کو جشنِ بخاری کا نام دینا، قرآن وحدیث یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہیں ثابت ہے؟ اگر اس کے جواب میں یہ کہا جائے کہ جناب اس میں کیا برائی ہے ایک نیک کام ہے تو جناب محفل ذکر ولادت شریفہ میں کیا برائی ہے، تلاوت، نعت اور فضائل وسیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو نیک کام ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محدث دہلی
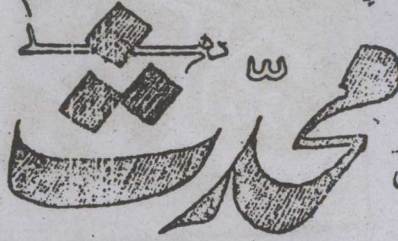
نگران اصول
مولانا عبیداللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

مدیر مسئول
نذیر احمد املوی
رحمانی

جلد ۹ بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق ماہ ستمبر سنہ ۱۹۴۱ء نمبر ۶ ۵

جشن بخاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا اصح ترین مجموعہ بخاری شریف کے ختم ہونے پر دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے علم دوست مہتمم ہر سال اپنی مخصوص مسرت کا اظہار فرماتے ہیں اور رب کے اس خصوصی انعام واحسان کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ان کو اپنے مقدس رسول فداہ ابی وامی کے مستند اور موثق اقوال وافعال کی تبلیغ وتعلیم کی توفیق اس معتبر اور مقبول کتاب کے ذریعہ عطا فرمائی۔

چنانچہ اس سال بھی جب تعلیمی سال ختم ہوتے ہوئے نصاب مدرسہ کی تکمیل ہو رہی تھی تو یہ مبارک کتاب ۱۹ رجمادی الاخری سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۵ رجولائی سنہ ۱۹۴۱ء کو منگل کے دن اپنی سابقہ روایات کے مطابق اختتام پذیر ہوئی۔

تقریباً ½۸ بجے صبح مدرسہ کا سارا اسٹاف حضرت شیخ الحدیث کی درسگاہ میں جمع ہوگیا۔ اور آپ نے کتاب مذکور کے آخری باب اور اس کی آخری حدیث پر بسط کے ساتھ، حشو وزوائد سے پاک ایک نہایت پُرمغز اور محدثانہ تقریر فرمائی۔ دعاء خیر وبرکت کے بعد جب مجلس برخاست ہوئی تو مہتمم صاحب کی طرف سے تمام حاضرین کی شیرینی سے تواضع کی گئی جو بہت کافی مقدار میں خصوصیت کے ساتھ اس موقع کیلئے تیار کرائی گئی تھی۔

دعا ہے کہ باری تعالیٰ اس قدر شناسی اور علم پرور مہتمم پر ہمیشہ اپنی برکتوں اور رحمتوں کی بارش برسائے اور اپنا فضل وکرم ان کے شامل حال رکھے۔ آمین۔

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کے ہر روزنامہ سے زیادہ

THE DAILY JANG LAHORE

روزنامہ جنگ لاہور

SUNDAY, JULY 12, 1987.

۱۲ صفحات

قیمت فی پرچہ ۲ روپے

اتوار ۱۵ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ ۱۲ جولائی ۱۹۸۷ء

نمبر ۲۴۵

علامہ حبیب الرحمن یزدانی مرحوم کے بیٹے کی ولادت پر خوشی کا اظہار

میاں چنوں (نامہ نگار) جمعیت اہلحدیث پاکستان کے نائب ناظم اعلیٰ علامہ حبیب الرحمن یزدانی مرحوم کی بیوہ کے ہاں بیٹے کی ولادت کی خوشی میں جامع مسجد اہلحدیث میاں چنوں میں جماعت کے سرکردہ افراد چودھری احمد علی، حاجی محمد عیسیٰ، حاجی محمد اصغر، حاجی محمد اشرف، بلال مجید اور حافظ عبدالستار حماد کی جانب سے مٹھائی تقسیم کی گئی اور بچے کی صحت کیلئے دعا کی گئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کی خوشی میں ۱۲ ربیع الاول کو مٹھائی تقسیم کرنے پر ناراض ہونے والے غیر مقلدین مذکورہ بالا خبر پڑھیں اور انصاف سے جواب دیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کرنے کو بدعت قرار دینے والوں کے پاس مولوی حبیب الرحمن یزدانی کے بیٹے کی پیدائش کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کرنے کی کونسی دلیل ہے۔

ثمینہ ناز...... گجرات.

س ا...... جس چیز پر ختم دیا جاتا ہے کیا اس کا استعمال کرنا جائز ہے

ج...... جائز ہے

روزنامہ جنگ لاہور جمعہ میگزین
۱۴ / تا ۲۰ / نومبر ۱۹۸۶ء ص: ۱۷

روزنامہ جنگ جمعہ میگزین، ۱۴ تا ۲۰ نومبر ۱۹۸۶ء ص ۱۷

مولوی عبدالرحمٰن دیوبندی کا فتویٰ، محفلِ میلاد کی شیرینی کھانے سے منہ بسورنے والے دیوبندی پڑھیں اور آئندہ ختم کی چیز کھانے سے انکار کر کے اپنے مسلک کی مخالفت نہ کریں۔

یوم منانا

پاکستان میں سب سے زیادہ چھپنے والا

DAILY NAWA-I-WAQT MULTAN

روزنامہ نوائے وقت ملتان

بانی حمید نظامی مرحوم

ایڈیٹر مجید نظامی

لاہور، کراچی، راولپنڈی اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

جلد		رجسٹرڈ نمبر ایل	شمارہ
۴	پیر ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۱ء ۳ کاتک ۲۰۳۸ بکرمی قیمت ایک روپیہ	۵۹۹	۱۱۰

یوم محمود ۱۲ اور ۱۳ نومبر کو منایا جائے گا

ملتان، ۱۸ اکتوبر (پ ر) مرکزی مجلس استقبالیہ یوم محمود کا اجلاس آج دفتر لوہاری گیٹ منعقد ہوا۔ مفتی محمود کی یاد میں اجتماع کی تاریخیں ۱۲، ۱۳ نومبر مقرر ہوئیں۔ اس عظیم اجتماع کو شایان شان طریقہ سے منانے کے لئے صوبائی سطح پر نگران مقرر کئے گئے ہیں۔ قاری محمد ادریس کو پنجاب، محمد فاروق قریشی کو سندھ، مولانا عبدالحکیم اکبری کو صوبہ سرحد، اور حافظ حسین احمد کو بلوچستان کا نگران مقرر کیا گیا۔ ایک سہ رکنی رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جو ملک بھر میں یوم محمود کو منظم طور پر منانے کے کام کی نگرانی کرے گی۔ کمیٹی مولانا سید عبدالمجید ندیم خواجہ محمد عبدالرؤف صدیقی اور اکرام القادری پر مشتمل ہے یہ کمیٹی ۲۱ اکتوبر سے کراچی، سکھر، کوئٹہ کا دورہ شروع کرے گا۔ جو ایک ہفتہ جاری رہے گا۔

کسی مولوی یا مفتی کی یاد میں دن منانا، اجتماع کرنا، تاریخیں مقرر کرنا۔ کیا قرآن وحدیث میں یا آثار صحابہؓ میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔

جلد نمبر ۳۳، نمبر ۱۹۲، جمعرات ۸ جنوری ۱۹۸۱ء، یکم ربیع الاول ۱۴۰۱ھ ۲۵ پوہ ۲۰۳۷ب
پوسٹ بکس نمبر ۲۲۶، فون نمبر ۷۶۶۷۰، ۷۵۵۷۰، قیمت ایک روپیہ

مولانا رشید احمد گنگوہی کی یاد میں تقریب

ملتان ۷ جنوری۔ جامع مسجد پیر لدھے شاہ خونی برج میں ۹ جنوری کو ایک بجے دوپہر عظیم روحانی پیشوا مولانا رشید احمد گنگوہی کی یاد میں ایک تقریب ہوگی جس کی صدارت وحیدالزمان مظہر کریں گے جب کہ عبداللہ خادم مہمان خصوصی ہوں گے۔

مولانا قاسم نانوتوی کی یاد میں جلسہ

ملتان ۷ جنوری۔ قادر پور راں میں مدرسہ مبارک الاسلام کی جامع مسجد میں ۹ جنوری کو یوم مولانا قاسم نانوتوی منایا جائے گا۔ جس سے مولانا محمد صادق صدیقی خطاب کریں گے۔

جشن میلاد النبیؐ کی تقریب

ملتان ۷ جنوری۔ عید گاہ مظفر آباد ملتان میں ۹ جنوری کو بعد نماز جمعہ میلاد النبی صلعم پر ایک جلسہ ہوگا جس سے تنظیم اہلسنت پاکستان کے صدر ممتاز عالم دین مولانا عبدالستار تونسوی اور عبداللہ خادم خطاب کریں گے۔

شمارہ
۷ دسمبر ۱۹۸۲ء

مولانا بشیر عثمانیؒ کا دن منایا جائے گا

سیالکوٹ (نمائندہ جنگ) جامعہ فاروقیہ جامع مسجد حنفیہ گھمہاراں میں بزم اسلاف کے راہنماؤں کا ایک اجلاس ہوا۔ جس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۱۰ دسمبر کو قائد تحریک پاکستان شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا یوم منایا جائے گا۔ اس سلسلے میں ایک پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو انتظامات کا جائزہ لے گی۔ شرکاء اجلاس مولانا محمد انذر قاسمی قاری محمد اسحاقؒ نعمانی مولانا عبدالماجد، قاری محمد اقبال حافظ عبدالشکور اور قاری محمد حیات نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت مولانا عثمانیؒ کا دن قومی سطح پر منانے کا اہتمام کرے۔

DAILY NAWA-I-WAQT MULTAN

روزنامہ نوائے وقت ملتان

بانی حمید نظامی مرحوم — ایڈیٹر مجید نظامی

ملتان لاہور راولپنڈی اور کراچی سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

جلد	شمارہ	رجسٹرڈ نمبر		قیمت	صفحات
۱۰	۵۹	۵۹۹ م	جمعرات ۲۳ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ ، ۲۰ اگست ۱۹۸۰ء ، ۵ بھادوں ۲۰۳۷ب / فون نمبرز: ۱۱ ۸ ۴۴ ، ۳۳۱۶۳۰ ، ۴۰۲۹۳	۲ روپے	۱۲

حضرت عثمانؓ کا یوم شہادت سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ

ملتان ۱۹ اگست (سٹاف رپورٹر) انجمن سپاہ صحابہ ملتان نے ایک اجلاس کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ سیدنا حضرت عثمان غنیؓ اور دوسرے خلفائے راشدین کا یوم شہادت سرکاری طور پر منایا جائے۔ اجلاس سے انجمن کے سالار اعلیٰ مسٹر گوہر اقبال، سرپرست محمد انور شاہین اور محمد عثمان نے بھی اظہار خیال کیا۔

انجمن سپاہ صحابہ سے دریافت کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان غنی اور دوسرے خلفائے راشدین کے یوم شہادت منانے کا ثبوت قرآن وحدیث میں یا خلفاءِ راشدین کے زمانے میں یا تابعین یا تبع تابعین یا آئمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں اگر ملتا ہے تو شائع کریں اگر اس کا کہیں ثبوت نہیں ملتا تو۔ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کس منہ سے اعتراض کیا جاتا ہے؟

روزنامہ جنگ لاہور

(ایڈیشن)

۹ اکتوبر ۱۹۸۹ء

مولانا مفتی محمود کی یاد میں 24 اکتوبر کو مسجد شہداء میں کانفرنس منعقد ہوگی

لاہور (نمائندہ خصوصی) جمعیت العلماء اسلام کے سابق سربراہ مولانا مفتی محمود کی یاد میں 24 اکتوبر کو بعد از نماز مغرب مسجد شہداء میں کانفرنس منعقد ہوگی جس کی صدارت جے یو آئی کے سرپرست مولانا خان محمد خان کریں گے اور جمعیت العلماء ہند کے سربراہ مولانا اسعد مدنی مہمان خصوصی ہوں گے جبکہ قومی اسمبلی کے سپیکر ملک معراج خالد، قومی اسمبلی میں متحدہ اپوزیشن کے لیڈر غلام مصطفیٰ جتوئی، بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نواب اکبر بگٹی، قومی اسمبلی کے ارکان نوابزادہ نصر اللہ خان، خان عبدالولی خان اور دیگر اہم شخصیات کونشن سے خطاب کریں گی۔

بدعت کی تعریف

بدعت کی تعریف مودودی کے قلم سے

غلاف کعبہ کی نمائش کے سلسلے میں مودودی صاحب پر اعتراض کیا گیا کہ غلاف کعبہ کی نمائش وزیارت اور اسے جلوس کے ساتھ روانہ کرنا ایک بدعت ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے دور میں کبھی ایسا نہیں کیا گیا حالانکہ غلاف اس زمانہ میں بھی چڑھایا جاتا تھا۔

مودودی صاحب اس کا جواب لکھتے ہیں۔

ایشیا لاہور۔ جلد ۲۷، شمارہ ۱۸، ۷ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ
۴ر مئی ۱۹۸۰ء

کسی فعل کو بدعت مذموم قرار دینے کے لئے صرف یہی بات کافی نہیں ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ ہوا تھا۔ لغت کے اعتبار سے تو ضرور ہر نیا کام بدعت ہے مگر شریعت کی اصطلاح میں جس بدعت کو ضلالت قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کے لئے شرع میں کوئی دلیل نہ ہو، جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم سے متصادم ہو جس سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرنا یا کوئی ایسی مضرت رفع کرنا مقصود نہ ہو جس کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہے، جس کا نکالنے والا اسے خود اپنے اوپر یا دوسروں پر اس ادعا کے ساتھ لازم کر لے کہ اس کا التزام نہ کرنا گناہ اور کرنا فرض ہے۔

یہ صورت اگر نہ ہو تو مجرد اس دلیل کی بنیاد پر کہ فلاں کام حضورؐ کے زمانے میں نہیں ہوا اسے "بدعت" یعنی ضلالت نہیں کہا جا سکتا۔ بخاری نے کتاب الجمعہ میں چار حدیثیں نقل کی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ عہد رسالت اور عہد شیخین میں جمعہ کی صرف ایک اذان ہوتی تھی۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے دور میں ایک اذان کا اور اضافہ کر دیا۔ لیکن اسے بدعت ضلالت کسی نے بھی قرار نہیں دیا۔ بلکہ تمام امت نے اس نئی بات کو قبول کر لیا۔ بخلاف اس کے انہی حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں قصر کرنے کے بجائے پوری نماز پڑھی تو اس پر اعتراض کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ صلوٰۃ ضحیٰ کے لئے خود بدعت اور احداث کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ احسن ما احدثوا (یہ ان بہترین نئے کاموں میں سے ہے جو لوگوں نے نکال لئے ہیں) بدعت ونعمت البدعۃ (بدعت ہے اور اچھی بدعت ہے) ما احدث الناس شیئا احب الی منھا (لوگوں نے کوئی ایسا نیا کام نہیں کیا ہے جو مجھے اس سے زیادہ پسند ہو)۔ حضرت عمرؓ نے تراویح کے بارے میں وہ طریقہ جاری کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں نہ تھا۔ وہ خود اسے نیا کام کہتے ہیں اور پھر

فرماتے ہیں نعمت البدعۃ ھذہٖ
(یہ اچھا نیا کام ہے۔ اس سے معلوم ہوا
کہ مجرد نیا کام ہونے سے کوئی فعل بدعت
مذمومہ نہیں بن جاتا بلکہ اُسے بدعت
مذمومہ بنانے کے لئے کچھ شرائط ہیں۔
امام نووی شرح مسلم کتاب الجمعہ میں
کل بدعۃ ضلالۃ کی تشریح کرتے
ہوئے لکھتے ہیں علماء نے کہا ہے کہ
بدعت (یعنی باعتبار لغت نئے کام)
کی پانچ قسمیں ہیں ایک بدعت واجب
ہے دوسری بدعت مندوب ہے (یعنی
پسندیدہ) ہے جسے کرنا شریعت میں مطلوب
ہے تیسری بدعت حرام ہے چوتھی مکروہ
ہے اور پانچویں مباح ہے اور ہمارے
اس قول کی تائید حضرت عمرؓ کے اس
ارشاد سے ہوتی ہے جو انہوں نے
نماز تراویح کے بارے میں فرمایا۔"
علامہ عینی عمدۃ القاری (کتاب الجمعہ) میں
عبد بن حمید کی یہ روایت نقل کرتے ہیں
کہ "جب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی اور دور
دور مکان بن گئے تو حضرت عثمانؓ نے
تیسری اذان کا (یعنی اس اذان کا جو اب
جمعہ کے روز سب سے پہلے دی جاتی ہے)
حکم دیا اور اس پر کسی نے اعتراض نہ کیا
مگر منیٰ میں پوری نماز پڑھنے پر اعتراض
کیا گیا۔"
علامہ ابن حجر فتح الباری (کتاب التراویح)
میں حضرت عمرؓ کے قول نعمت البدعۃ
ھذہٖ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔"
"بدعت ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جو کسی مثال
سابق کے بغیر کیا گیا ہو مگر شریعت میں یہ
لفظ سنت کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے اور
اسی بنا پر بدعت کو مذموم کہا جاتا ہے اور
تحقیق یہ ہے کہ جو نیا کام شرعاً مستحسن کی
تعریف میں آتا ہو وہ اچھا ہے اور جو شرعاً برے عمل
کی تعریف میں آتا ہو وہ برا ہے ورنہ پھر مباح کی قسم میں ہے۔"

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ

تفسیر، حدیث، فقہ، علم کلام اور تصوف کے نادر علمی مضامین پر مشتمل حضرت کی آخری تصنیف

○

ادارہ اسلامیات لاہور

۱۹۰- انارکلی

جو دیوبندی حضرات بضد ہیں کہ ہر بدعت گمراہی ہے بدعت کی کوئی قسم نہیں اور کوئی بدعت اچھی نہیں ہوتی وہ مولوی اشرف علی تھانوی کی آخری تالیف "بوادر النوادر" کے اس صفحہ کا عکس اپنے قریب کسی مولوی صاحب سے پوچھ لیں تسلی ہو جائے گی۔

جن کا اطلاق نصوص سے ثابت اور ہیئت کذائی محدث کیا فرق ہوگا اگر محض دنیاوی ہیں تو دلائل شرعیہ سے ان کو
ثابت کرنا کیونکر درست ہوگا اور منکرین پر نکیر کرنا شرعاً کس طرح جائز ہوگا۔ الغرض اصل مسئلہ حقیقت اور حضرت
شہیدؒ کی عبارات کا صحیح مطلب یا تحقیقی جواب تحریر فرما کر تشفی فرما دیجاوے۔ اپنی اصلاح کے لئے خصوصی دعا کا
طالب ہوں والسلام۔

الجواب۔ فی رد المحتار سنن الوضوء ان کان مما واظب علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم او الخلفاء
الراشدون من بعدہ فسنۃ والا فمندوب ونفل الخ وصح ایضاً فی الدر المختار بحث النیۃ والتلفظ
عند الارادۃ بہا مستحب ہو المختار وقیل سنۃ یعنی احبہ السلف او سنۃ علمائنا اذ لم ینقل عن المصطفی
ولا الصحابۃ ولا التابعین بل قیل بدعۃ فی رد المحتار قولہ قیل سنۃ عزاہ فی التحفۃ والاختیار الی
محمد وصرح فی البدائع بانہ لم یذکرہ محمد فی الصلوۃ بل فی الحج فحملوا الصلوۃ علی الحج قولہ الخ اشار بہ
الی الاعتراض علی المصنف بان معنی القولین واحد سمی مستحبا باعتبار انہ احبہ علماؤنا وسنۃ باعتبار انہ
طریقۃ حسنۃ لہم لا طریقۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کما حررہ فی البحر قولہ بل قیل بدعۃ نقلہ فی
الفتح وقال فی الحلیۃ ولعل الاشبہ انہ بدعۃ حسنۃ عند قصد جمع العزیمۃ لان الانسان قد یغلب علیہ
تفرق خاطرہ وقد استفاض ظہور العمل بہ فی کثیر من الاعصار فی عامۃ الامصار فلا جرم انہ ذہب
فی المبسوط والہدایۃ والکافی الی انہ ان فعلہ لیجمع عزیمۃ قلبہ فحسن فیندفع ما قیل انہ یکرہ الخ
وفی الدر المختار احکام الامامۃ ومبتدع ای صاحب بدعۃ وہی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول
لا بمعاندۃ بل بنوع شبہۃ فی رد المحتار قولہ ای صاحب بدعۃ ای محرمۃ والا فقد تکون واجبۃ کنصب
الادلۃ علی اہل الفرق الضالۃ وتعلم النحو المفہم للکتاب والسنۃ ومندوبۃ کاحداث نحو رباط ومدرسۃ
وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروہۃ کزخرفۃ المساجد ومباحۃ کالتوسع بلذیذ المآکل
والمشارب والثیاب کما فی شرح الجامع الصغیر للمناوی عن تہذیب النووی ومثلہ فی الطریقۃ المحمدیۃ
للبرکوی۔ ان عبارات سے امور ذیل مستفاد ہوئے (اول) سنۃ کے کئی معنی ہیں منقول عن الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم کما ذکر فی عبارۃ الطریقۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) منقول عن الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم او الخلفاء الراشدین کما ذکر فی عبارۃ واظب علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
او الخلفاء الراشدون (۳) منقول عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم او الصحابۃ او التابعین کما فی

فتاویٰ رشیدیہ مبوب

حصہ اوّل

من افادات طیبات عالم اجل فاضل اکمل منبع اسرار شریعت
معدن رموز طریقت حضرت مولانا المولوی الحافظ الحاج
رشید احمد الگنگوہی رح

ملنے کا پتہ

محمد سعید اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب

قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول — ۸۲ — کتاب البدعات

سوال: کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرنا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں۔ اور بدعت ہے یا نہیں الجواب: قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے۔ بدعت نہیں۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ بخاری شریف کے ختم کا ثبوت گو قرون ثلثہ میں نہیں ملتا، مگر اس کا ختم درست ہے کیونکہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اور ذکرِ خیر کے بعد دُعا کا قبول ہونا شرع سے ثابت ہے۔

اسی طرح محفل میلاد کا ثبوت گو قرون ثلثہ میں نہیں ملتا مگر اس کا انعقاد درست ہے۔ کیونکہ ذکرِ خیر کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے۔

فضائلِ صدقات

حصہ دوم

مؤلفہ

حضرت مولانا الحافظ الحاج المحدّث محمد زکریا صاحب
شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

ناشر
ادارہ نشر و اشاعتِ اسلامیات ملتان

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سب سے پہلی بدعت جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانے کی ہے رجب آدمیوں کے پیٹ بھر جاتے ہیں تو ان کے نفوس دنیا کی طرف جھکنے لگتے ہیں۔

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت قرار دینے والے اور ہر بدعت کو بُرا سمجھنے والے حضرات مذکورہ بالا حوالہ پڑھیں اور گریبان میں جھانکیں۔

دیوبندی وہابی بدعتیں

(ا)سلام کی سربلندی اور وطن کی سالمیت (کے) لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا

(رسم ق)ل پر دولتانہ، میاں طفیل محمد، مولانا نیازی اور مولانا مجددی کا خطاب

(گجرات) (نامہ نگار) قومی رہنماؤں نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ اسلام کی سربلندی نظریہ پاکستان کے تحفظ اور وطن عزیز کی سالمیت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا جائے گا وہ چودھری ظہور الٰہی کی رسم قل کے موقع پر خطاب کر رہے تھے رسم قل میں ہزاروں افراد نے شرکت کی اس موقع پر میاں طفیل محمد میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ، مولانا عبدالستار خاں نیازی اور مولانا فضل الرحمان مجددی نے خطاب کیا مولانا عبیداللہ انور نے درد میں ڈوبی ہوئی دعا کی مسٹر بارک اللہ خاں نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے جب کہ دو اصحاب نے چودھری صاحب مرحوم کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

باقی صفحہ آخر کالم ۳

روزنامہ نوائے وقت لاہور (۳) ۲۹ ستمبر ۱۹۸۱ء

نیچے فوٹو میں مولوی عبیداللہ انور دیوبندی اور سابق امیر جماعت اسلامی میاں محمد طفیل جس فعل کو بدعت و حرام کہتے ہیں اسی کا ارتکاب کر رہے ہیں حالانکہ مولوی عبیداللہ انور کے والد مولوی احمد علی لاہوری نے تیجا شریف کو معاذاللہ! زنا شریف سے تشبیہہ دیکر کہا تھا کہ "کیا تمہارے شریف لگانے سے وہ ناجائز فعل جائز ہو جائے گا"؟ (کتاب مرد مومن مرتبہ عبدالحمید خاں

گجرات میں چودھری ظہور الٰہی کی رسم قل

لاہور میں چودھری ظہور الٰہی مرحوم کی اقامت گاہ پر رسم قل کے موقع پر دعا مانگی جا رہی ہے

○ ...... (س) ہم لوگ ختم اور درود کی مجالس کروا کر مرحومین کو ایصال ثواب بخشتے ہیں کیا یہ جائز ہے اور کیا یہ ثواب ان تک پہنچتا ہے؟

☆ ...... (ج) میت کو ثواب پہنچتا ہے۔

ختم و درود

روزنامہ جنگ لاہور (میگزین) ۷ر تا ۱۳ر اپریل ۱۹۸۹ء

رسم قل و رسم چہلم

مولوی عبدالرحمٰن دیوبندی کے فتوے

ڈاکٹر راحت علی، ککھڑ منڈی

س ـــــ رسم قل، رسم چہلم وغیرہ اللہ تعالیٰ کے واضح احکامات اور سنت نبویؐ کے ہوتے ہوئے ان رسومات کو مذہب اسلام میں کیا اہمیت حاصل ہے؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کے عہد میں بھی یہ رسومات ادا کی جاتی تھیں؟۔

ج ـــــ اگر ان کو شریعت میں ضروری نہ سمجھا جائے بلکہ انتظام کے طور پر آسانی سے لوگوں کو جمع کرنے کیلئے دنوں کو مقرر کر لیا گیا تو اس میں گنجائش ہے اسی لئے ان کو رسم کہا جاتا ہے 'سنت نہیں کہا جاتا' اس میں تو شک نہیں کہ قرآن پاک پڑھ کر یا ذکر اذکار کر کے ثواب میت کو پہنچانا باعث ثواب ہے' اگر یہ سمجھا جائے کہ بغیر تیسرے دن کے ثواب ہی نہیں پہنچتا تو یہ جائز نہ ہوگا مگر ایسا کوئی مسلمان بھی نہیں سمجھ سکتا' اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں وسعت پیدا فرمائے'

روزنامہ جنگ لاہور (میگزین) بروز جمعہ ۱۲ر تا ۱۸ر اگست ۱۹۸۸ء

DAILY
NAWA-I-WAQT
MULTAN

روزنامہ
نوائے وقت ملتان
بانی حمید نظامی مرحوم
ایڈیٹر مجید نظامی

ملتان، لاہور، راولپنڈی اور کراچی سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

SATURDAY, AUGUST 12, 1989

صفحات	قیمت		رجسٹرڈ ایل نمبر	شمارہ	جلد
۱۲	[illegible] روپے [illegible] پیسے	ہفتہ ۹ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ، ۱۲ اگست ۱۹۸۹ء، ۲۸ ساون ۲۰۴۶ب فون نمبرز:- ۷۴۸۱۱، ۳۳۱۶۴، ۷۵۷۹۳	۵۹۹۹	۵۲	۱۲

ضیاء الحق کی برسی میں شرکت کے لئے ملتان سے ۲۵ بسوں کا قافلہ جائے گا

ملتان ۱۱ اگست (وقائع نگار) جنرل ضیاء الحق مرحوم کی برسی میں شرکت کے لئے ملتان سے ۲۵ بسوں پر مشتمل ایک قافلہ اسلام آباد جائے گا جو برسی کی تقریبات میں شرکت کرے گا اور ملتان کے شہریوں کی جانب سے چادر چڑھائے گا۔ اس بات کا فیصلہ آج یہاں ایک اجلاس میں کیا گیا جس میں جماعت اسلامی ملتان کے قائم مقام امیر ملک وزیر قادری، پاکستان مسلم لیگ ملتان شہر کے رہنما افتخار حسین قریشی، انجمن شہریان ملتان کے صدر محمد عقیل صدیقی، ضیاء الحق شہید ویلفیئر کونسل کے چیئرمین فاروق عمر چوہدری، مولانا حماد الدین اور جمعیت اہل حدیث کے رہنما معظم کامران بابر کے علاوہ شیخ محمد علیم اور خورشید احمد نے شرکت کی۔ اجلاس میں اہل پاکستان سے بھی اپیل کی گئی کہ وہ ۱۷ اگست کو جنرل ضیاء الحق کی پہلی برسی پورے عقیدت و احترام سے منائیں۔

برسی منانا اور چادر چڑھانا

جماعت اسلامی اور غیر مقلدین کی دوغلی پالیسی

روزنامہ جنگ لاہور

فیصل مسجد میں بیعت کا ارتکاب اور مولوی عبدالقادر آزاد کی شمولیت

جلد ۸ | ہفتہ ۱۱ صفر ۱۴۰۹ھ ۲۴ ستمبر ۱۹۸۸ء ۹ اسوج ۲۰۴۵ب | نمبر ۲۹۴

فیصل مسجد میں صدر ضیاء الحق مرحوم کے چہلم میں ہزاروں افراد کی شرکت

صدر اسحاق خاں، نواز شریف، فضل حق، حامد ناصر چٹھہ، اقبال احمد خان، مسلح افواج کے سربراہوں اور مرحوم صدر کے دونوں بیٹوں نے بھی شرکت کی

بادشاہی مسجد سمیت سینکڑوں مساجد میں بھی قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی ہوئی

اسلام آباد (پ پ ا) صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کا چہلم گزشتہ روز فیصل مسجد کے وسیع احاطے میں منایا گیا جس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی چہلم میں صدر غلام اسحاق خان نے بھی شرکت کی۔ چہلم کا آغاز صبح نو بجے قرآن خوانی سے ہوا جس کے بعد 10 بجے قاری محمد الازہری اور منظور الکونین نے قرات اور نعت پڑھی۔ آخر میں صدر ضیاء الحق مرحوم اور ان کے رفقاء کے ایصال ثواب کے لئے دعا مانگی گئی۔ بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا عبدالقادر آزاد نے دعا کرائی۔ رسم چہلم میں جو انتہائی نظم و ضبط کے ساتھ منائی گئی دوسروں کے علاوہ صدر ضیاء الحق مرحوم کے دونوں بیٹوں ڈاکٹر انوار الحق، اعجاز الحق، وفاقی وزراء، چاروں صوبوں کے گورنروں، پنجاب

باقی صفحہ ۸ کالم ۶

لاہور کی بادشاہی مسجد میں مرحوم صدر ضیاء الحق کے چہلم کے موقع پر قرآن خوانی کی جا رہی ہے، پیر اشرف اور حنیف رامے بھی تصویر میں نظر آ رہے ہیں

اتحاد نہ ہو سکے تو کسی دھڑے کو مسلم لیگ کا نام استعمال نہ کرنے دیا جائے، ڈاکٹر اسرار احمد

صدر ضیاء دیوبند مکتب سے تعلق رکھتے تھے، موجودہ رسومات جائز نہیں

روزنامہ نوائے وقت ملتان ۲۴ ستمبر ۱۹۸۸ء

جمعیت اہلحدیث کے ۲ کارکنوں نے گرفتاری پیش کی

لاہور (نمائندہ جنگ) جمعیت اہلحدیث کی طرف سے چلائی جانے والی دھرنا مار تحریک کے سلسلے میں گذشتہ روز جمعیت کے دو کارکنوں حافظ عبدالرحمان اور عبدالصمد نے ریگل چوک سے گرفتاری پیش کی۔

جمعیت اہلحدیث نے بھوک ہڑتال ختم کر دی

علامہ ظہیر کے قتل کی تفتیش کی یقین دہانی

لاہور ۱۰ جولائی (نمائندہ خصوصی) جمعیت اہلحدیث نے حکومت سے مذاکرات کے نتیجے میں علامہ احسان الٰہی ظہیر اور ان کے رفقاء کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے بھوک ہڑتال ختم کر دی ہے۔ ہڑتال ختم کرنے کا اعلان آج رات جمعیت کے سیکرٹری جنرل پروفیسر ساجد میر اور یوتھ فورس کے سیکرٹری غازی عبدالقدیر خاموش نے آج یہاں پریس کانفرنس میں کیا ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ آج شام صوبائی وزیر محنت ملک عبدالقیوم اعوان باقی صفحہ ۷ کالم ۲ پر

جمعیت اہل حدیث کا بھوک ہڑتال کرنا اور دھرنا مار تحریک چلانا، گرفتاریاں پیش کرنا، قرآن وحدیث سے ثابت کریں؟

روزنامہ جنگ لاہور جمعہ میگزین

۲۹ر ستمبر تا ۵ر اکتوبر
۱۹۸۰ء

سہیل قمر۔ خوشاب

سوال:۔ دوران اذان کھنکھار کرنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب:۔ جائز ہے کیونکہ ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہ قانون یاد رکھیں کہ جائز ہونے کے لئے یہ دلیل کافی ہے کہ اس کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

روزنامہ جنگ (۱۷) جمعہ میگزین

بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی یا اس نماز کو فوراً توڑ دینا چاہئے

دینی مسائل

روزنامہ جنگ لاہور
جمعہ میگزین
۱۹ر تا ۲۵ر ستمبر
۱۹۸۶ء

☆۔۔۔ نسرین ۔۔۔۔۔۔۔۔ عارف والا
سوال نمبرا۔۔۔۔ میت کے لئے جو چارپائی ہوتی ہے اس کو گھر میں استعمال کرنا جائز ہے؟
جواب۔۔۔۔ جائز ہے کیونکہ ناجائز ہونے کی کوئی دلیل نہیں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ جائز ہونے کی دلیل یہ بھی ہوتی ہے کہ ناجائز ہونے کی کوئی دلیل نہیں اصل جائز ہوتا ہے۔

ص ۱۷:

اب مولوی مفتی عبدالرحمن دیو بندی صاحب سے سوال ہے کہ محفلِ میلاد اور صلوٰۃ و سلام قبل الاذان کے ناجائز ہونے کی کوئی دلیل شرع متین میں کہیں ملتی ہے؟ قرآن و حدیث میں کہیں لکھا ہے کہ خبردار محفلِ میلاد نہ کرنا اور اذان سے قبل دُرود شریف نہ پڑھنا باقی وقت پڑھنا۔ اگر کہیں نہیں لکھا تو جائز ہی جائز ہے بغیر ثبوت اعتراض کرنا اور نئی نئی پابندیاں لگانا ایک نئی شریعت کا دعوےٰ کرنے کے مترادف ہے۔

DAILY
NAWA-I-WAQT
MULTAN

روزنامہ
نوائے وقت
ملتان
بانی حمید نظامی مرحوم
ایڈیٹر مجید نظامی

ملتان، لاہور، راولپنڈی اور کراچی سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

SUNDAY JANUARY 21, 1990

شمارہ	ر۔ سٹرڈ نمبر	صفحات		جلد
۲۰۹	ایل ۴۵۹۹	۱۲	اتوار ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ، ۲۱ جنوری ۱۹۹۰ء، ۹ ماگھ ۲۰۴۶ ب ٹیلی فون نمبرز: ۴۴۸۱۱، ۴۳۱۶۴، ۵۳۹۴۳، قیمت ۳ روپے	۱۲

یوم صدیق اکبرؓ ملتان، بہاولپور، مظفر گڑھ اور دیگر شہروں میں جلوس

انجمن سپاہ صحابہ کی طرف سے خلفائے راشدین کے ایام سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ

ملتان ۲۰ جنوری (سٹاف رپورٹر، نامہ نگاروں سے) انجمن سپاہ صحابہؓ کے زیر اہتمام یوم سیدنا صدیق اکبرؓ کے سلسلے میں ملتان بہاولپور شجاع آباد اور دیگر شہروں میں جلوس نکالے۔ ملتان میں احتجاجی جلوس کی قیادت انجمن سپاہ صحابہؓ ملتان کے رہنما سلطان محمود ضیا، انور علی شاہ اور اشفاق محمود نے کی۔

باقی صفحہ ۷، کالم ۵ پر

بقیہ یوم صدیقؓ: جلوس

یہ جلوس چوک فاروق اعظم سے شروع ہو کر چوک حسین آگاہی چوک لوہاری گیٹ سے ہوتا ہوا چوک گھنٹہ گھر ملتان پہنچا۔ چوک گھنٹہ گھر میں جلوس کے اجتماع سے انجمن سپاہ صحابہؓ ملتان کے قائدین نے خطاب کیا۔ اس موقع پر مولانا سلطان محمود ضیاء نے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ انجمن سپاہ صحابہؓ پورے ملک میں اصحاب رسولؐ کے ایام سرکاری سطح پر منانے کا مطالبہ کر رہی ہے۔ حکومت مسلمانوں کے اکابرین کے ایام سرکاری سطح پر منانے کا اعلان کرے۔ مولانا سلطان محمود ضیاء نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اصحاب رسولؐ کے خلاف لکھا گیا غلیظ لٹریچر فوری طور پر ضبط کیا جائے اور ان کے مصنفین کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ مولانا سلطان محمود ضیاء نے کہا کہ خلفائے راشدین کے ایام کے موقع پر اخبارات ریڈیو ٹیلی ویژن اور دیگر تمام نشریاتی اداروں سے خصوصی مضامین شائع اور پروگرام نشر کئے جائیں۔ اس موقع پر [illegible] محمود [illegible] نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کو درپیش مسائل کا حل نظام خلافت راشدہ کے نفاذ میں مضمر ہے۔ قاری محمد صادق [illegible] نے کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے بقائے اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ میڈیکل کالج نشتر کے رہنما [illegible] الرحمٰن نے کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کو حضور اقدسؐ نے اپنی حیات طیبہ میں اپنا جانشین متعین فرمایا۔ سید انور علی شاہ نے دعا کی اور جلوس پر امن طریقے سے اختتام پذیر ہوا۔

بہاولپور

انجمن سپاہ صحابہؓ نے آج جامع مسجد الصادق سے جلوس نکالا۔ یہ جلوس شاہی بازار سے ہوتا ہوا فرید گیٹ تک پہنچا جلوس کے شرکا نے مطالبہ کیا کہ صدیق اکبر کا یوم سرکاری طور پر منایا جائے اور اس روز عام تعطیل دی جائے۔ یہ جلوس پر امن طور پر فرید گیٹ ختم ہو گیا۔

شجاع آباد

انجمن سپاہ صحابہؓ کے زیر اہتمام شاہی جامع مسجد سے جلوس نکالا گیا اس جلوس کی قیادت علمائے کرام اور سپاہ صحابہ کے راہنماؤں نے کی [illegible] چوک پر۔ ان راہنماؤں نے خطاب کرتے ہوئے کہا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے خلفائے راشدین کے ایام سرکاری طور پر منائے جائیں ان ایام میں سرکاری تعطیلات کا اعلان کیا جائے اسی طرح ملک میں فقہ حنفی نافذ کیا جائے صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے مقام اور تحفظ کیلئے صحابہ آرڈیننس پر عمل کرایا جائے جلوس شرکاء تھانہ چوک پر منتشر ہو گئے۔

مظفر گڑھ

عاشقانِ رسالت و محبانِ میلاد کی خدمت میں

حصولِ نعمت پر اظہارِ مسرت انسان کا جبلی اور فطری حق ہے اس لئے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر دنیا بھر کے مسلمان بے پایاں خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ تمام امور باعث برکت، موجب رضائے الٰہی، سبب اظہار ایمان اور عظمت اسلام کے آئینہ دار ہیں۔ لیکن چند امور کی اصلاح ضروری ہے تاکہ اس مقدس اور پاکیزہ تقریب کے ثمرات و برکات سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھایا جا سکے۔

- بعض منچلے نوجوان گلی کوچوں میں چندہ لینے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر راہ گیر کو مجبور کیا جاتا ہے اس موقع پر تھالیاں اٹھائے پھرنا اور ایک ایک سے چندہ مانگنا غلط ہے۔ لوگوں کو تنگ کرتا زبردستی اور بہ تکرار چندہ وصول کرنا اور بھی بری بات ہے۔ یہ طریقہ اس پاکیزہ تقریب کے شایانِ شان نہیں۔ ضروری ہے کہ ہر محلے کے معتبر اور بزرگ افراد نیک سیرت نوجوان اس رجحان کی حوصلہ شکنی کریں اور باوقار طریقہ سے عطیات جمع کئے جائیں۔
- جھنڈیوں پر گنبدِ خضرا اور کعبۃ اللہ کا نقشہ چھاپا جاتا ہے یا "عید میلاد النبیؐ" لکھا جاتا ہے یہ جھنڈیاں بازاروں اور گلیوں میں لگائی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک وقت یہ ٹوٹ جاتی ہیں اور پاؤں کے نیچے آنے کی وجہ سے بے ادبی کا باعث بنتی ہیں۔ لہٰذا اس قسم کی جھنڈیوں پر پابندی لگائی جائے۔ دکاندار حضرات اور خریدنے والے لوگ بھی اس تقریب کے تقدس کو پیشِ نظر رکھیں اور اس قسم کی جھنڈیوں کی خرید و فروخت سے باز رہیں۔
- کعبہ معظمہ اور روضۂ مقدسہ کے مجسم ماڈل بنانے سے بھی اجتناب ہو اور ان کو تعزیہ کی شکل نہ دی جائے۔
- محض نمائش کے طور پر لائٹ و سجاوٹ پر بے دریغ اور مقابلہ بازی کرنے سے احتیاط کی

کی جائے اور اعتدال کو ملحوظ رکھا جائے اور چوکوں بازاروں میں لائٹ اور ریکارڈنگ سے میلہ و تماشہ کی صورت نہ بنائیں بلکہ مساجد و محافل و مکانات میں مناسب طور پر چراغاں کریں۔ • عورتوں کو بے پردہ گھومنے پھرنے اور مردوں کے ساتھ اختلاط سے روکا جائے۔ اور مرد و زن کی مخلوط مجالس کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

• تقاریر و خطابات میں ذمہ داری کے ساتھ مستند اور باحوالہ گفتگو کی جائے اور فضائل میلاد و شانِ رسالت کے ساتھ ساتھ اصلاحِ احوال پر بھی پوری توجہ دی جائے۔

• شرکاء جلسہ و جلوس اوقاتِ نماز کا پوری طرح خیال رکھیں، جہاں تک ہو سکے نماز باجماعت ادا کریں اور ہر گز ہر گز کسی نماز سے غافل نہ ہوں۔ راتوں کو اتنے لمبے جلسے اور تقریریں نہ کریں کہ صبح کی نماز باجماعت میں فرق آئے۔

• ہر غیر شرعی کام سے اجتناب کیا جائے۔ آتشبازی فوٹو بازی، بینڈ باجہ ریکارڈنگ اور ڈھول چمٹے طبلے سارنگی وغیرہ سے سخت پرہیز کی جائے۔ • میلاد شریف کے سُنّی پروگراموں میں ماتمیوں کو مدعو نہ کیا جائے۔ اور ان کے ساتھ مخلوط پروگرام بنا کر شیعہ سُنّی بھائی بھائی کے جعلی و کھوکھلے نعرے نہ لگوائے جائیں۔ • پہاڑیاں وغیرہ بنانے اور دیگر پروگراموں میں بے مقصد اور بے تحاشہ رقم خرچ کرنے کی بجائے اخراجات بچا کر تبلیغ دین اور خدمتِ خلق کے لئے استعمال کی کوشش کی جائے۔

• جلوس مبارک میں باوضو باادب باوقار شرکت کی کوشش کریں۔ سگریٹ نوشی نہ کریں، ننگے سر شمولیت نہ کریں۔ ذکرِ پاک و نعت و تبلیغ سے دلچسپی رکھیں۔

• شہر شہر، قصبہ قصبہ، گاؤں گاؤں، انجمن جشن میلاد النبی اہل سنّت و جماعت وغیرہ کے نام سے تنظیم بنائیں اور جلوس مبارک کی تیاری کریں۔ اور جلسہائے عام کے علاوہ حصولِ خیر و برکت کے لیے گھر گھر میں مجلسِ ذکر اور محفلِ میلاد کا انعقاد و اہتمام کریں۔